بانیِ پاکستان کروڑوں اسلامیانِ ہند کے محبوب
قائد کی زندگی کے مذہبی، روحانی اور عملی پہلوؤں کے متعلق

حقیقت افروز تحقیقی مقالہ

قائدِ اعظم علیہ الرحمۃ کا مسلک

مُصنّف

سید صابر حسین شاہ بخاری
ادارہ فروغِ افکارِ رضا برھان۔ اٹک

الغزالی اسلامک سنٹر دینہ

نام کتاب ---------- قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

نام مؤلف ---------- سید صابر حسین شاہ بخاری

موضوع ---------- سیرت و کردار قائداعظم محمد علی جناح

سیرت قائداعظم کے مذہبی پہلوؤں کی تحقیق

اشاعت اوّل ---------- باہتمام بزم رضویہ لاہور

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

۲۵ دسمبر ۱۹۹۹ء

اشاعت ثانی ---------- باہتمام الغزالی اسلامک سنٹر دینہ

ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ / مارچ ۲۰۰۹ء

ترتیب جدید ---------- محمد سہیل احمد سیالوی

قیمت ----------

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہل السنہ پبلی کیشنز دینہ

0321-7641096,03009-536420

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسن ترتیب

تقدیمات و تقریظات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

اِنتساب

بنام نامی

قطب الارشاد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

ابوالبرکات الشیخ احمد فاروقی سنی حنفی

نقشبندی سرہندی سرمدی قدس سرہ النورانی

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان ؎

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(اقبالؔ)

خاکپائے اولیاء اللہ

سید صابر حسین شاہ بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قائداعظم علیہ الرحمۃ کا مسلک؟

افتتاحیہ

مسلک اول

مسلک دوم

سلک سوم

سلک چہارم

سلک پنجم

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ

نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ جہت جامع و اکمل شخصیت مقدس

اسلام مکمل بے مثال ضابطہ حیات

پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

محافل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تحریک پاکستان میں نمایاں کردار

محافل عید میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آل انڈیا مسلم لیگ کی سیاسی حمایت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور وشنو کے پجاریوں کے الگ الگ طرز حیات

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کا گاندھی سے دو قومی نظریہ کا اظہار

"ہمارا دھرم کوئی چیز نہیں" (جواہر لال نہرو)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی نہرو کو اسلام کے لیے دعوت فکر

سبق ششم

خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور قائد اعظم علیہ الرحمۃ

○ ۳۰ سالہ خلافت علیٰ منہاج النبوت کا مختصر تذکرہ

○ عظمت اصحاب پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حوالہ سے چند تصانیف کے اسماء مبارکہ

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حوالہ سے کتب کا مطالعہ، قائد پاکستان میں عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے انتظام کے نفاذ کی خواہش

سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی عقیدت

○ سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حوالے سے چند تصانیف کے اسماء مبارکہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن اور فلاح عامہ

مسلم سلاطین کی حکومتیں موجودہ مغربی جمہوری حکومتوں سے افضل واعلیٰ

○ کاتبِ وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے چند تصانیف مبارکہ

ایک خدا ایک رسول ایک کلمہ ایک کتاب ....

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنہری دور کی عملی تصویر کی گزند

پہلوی ایرانی نہ سعودی نجدی صرف نظام اسلامی

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغیر تاریخ اسلام ــــــ؟

پاکستان خلافت راشدہ کے مبارک زمانہ کا شاندار نمونہ ہونا چاہیے

"سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ چہارم تھے" (قائداعظم)

"اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو گاندھی (نعوذباللہ) نبی ہوتا" (ایک کانگریسی)

○ شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے چند تصانیف کے اسماء مبارکہ

○ سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے چند تصانیف کے اسماء مبارکہ

حضرت حیدر کرار علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خوارج و نواصب کی عداوت

○ یزید پلید علیہ ما علیہ کے حاشیہ نشینوں کے رد کے حوالے سے چند تصانیف کے اسماء

سبب ہفتم

سادات کرام مبارک اللہ تعالیٰ فیہم اور قائداعظم علیہ الرحمۃ

ع ولو کیا مرتبہ اے غوث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے بالا تیرا

اولادِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قائداعظم کے آباء کی عقیدت

☆ نواب صدیق علی خاں کا مختصر تعارف

○ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے چند تصانیف کے اسماء مبارکہ

پنجاب کے لوہانہ راجپوت اور قائداعظم علیہ الرحمۃ کے راجپوت آباء و اجداد

خواجہ (تاجر) سے "خوجہ" کہلانے کا تغیر اور لوہانہ راجپوت

دربار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غازی صاحب کی محمد علی جناح کی روحانی اصلاح و تربیت کے لیے آمد

غازی صاحب علیہ الرحمۃ کا کشف اور ایک دیو بندی کی گواہی

غازی صاحب علیہ الرحمۃ اور قائداعظم علیہ الرحمۃ کی تدفین

"قوم کا غم آخر اس بوڑھے جرنل کو قبر میں لے گیا" (غازی صاحب)

تحریک پاکستان میں ملتان کے گیلانی سادات کی خدمات جلیلہ

سادات کرام بارک اللہ تعالیٰ فیہم کا تحریک پاکستان میں تاریخی کردار

○ تحریک پاکستان میں سادات کرام علیہم الرحمۃ کی خدمات کے حوالے سے چند تصانیف

شیر خوارگی میں درگاہ پیر حسن پر حاضری

قائداعظم علیہ الرحمۃ کی والدہ کی منت اور اپنے شوہر سے اظہار

مزار سیدنا داتا گنج بخش ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ۶۳ سالہ قائداعظم کی حاضری

○ سیدنا علی بن عثمان ہجویری سنی حنفی المعروف حضور داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے چند تصانیف کے اسماء طیبہ

پیر سید جماعت علی شاہ سنی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر قائداعظم علیہ الرحمۃ کی بیعت کی سعادت

قائداعظم محمد علی جناح سنی حنفی نقشبندی راجپوت تھے!

سلک ہشتم

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور قائداعظم علیہ الرحمۃ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز سے قائداعظم کے راجپوت آباء و اجداد کی عقیدت

مزار شیخ مجدد قدس سرہم العزیز پر قائد کے راجپوت آبا کی حاضری کا التزام

"جب پہلا ہندو مشرف بہ اسلام ہوا"

اشرف علی تھانوی کی اکبر بادشاہ سے عقیدت و محبت کا اظہار

اکبر بادشاہ کے الحاد و ارتداد کے متعلق تھانوی صاحب کا عقیدت مندانہ انکشاف

باب نہم

مسلمانان ہند کا عظیم قائد علیہ الرحمۃ

قرآنی احکام و اسلامی فقہ سے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی آگہی

"وقف علی الاولاد" کے مسودہ قانون کا دینی پہلو

متعصب ہندو پبلشر راجپال اور گستاخانہ کتاب کی اشاعت (۱۹۲۳ء)

ہندو چیف جسٹس شادی لال کا متعصبانہ فیصلہ اور انصاف کا خون

غازی علم الدین (شہید) کیس" اور قائد اعظم علیہ الرحمۃ

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی پرزور مدلل بحث

آئینی تقاضوں کو روندتا ہوا انگریزی کورٹ کا فیصلہ

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے خلاف ہندو پریس کی ہرزہ سرائیاں

علامہ محمد اقبال کا غازی علم الدین شہید علیہ الرحمۃ کے سنہری کارنامہ پر رشک

سانحہ کانپور کا تاریخی پس منظر

"اکثریت پسند" انگریز حکومت کی خوشنودی ہنود کے لیے ناانصافی

جامع مسجد، مچھلی بازار، کانپور کے ایک حصہ کی شہادت

۳ اگست ۱۹۱۳ء احتجاجی جلوس اور مسلمانوں کی شہادت

مسجد شہید گنج کا تاریخی واقعہ (۱۹۳۵ء)

انگریزی کورٹ کا مسلمانوں کے خلاف فیصلہ (۱۹۳۸ء)

مسجد شہید گنج اور آل انڈیا مسلم لیگ

مسجد شہید گنج کے لیے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی کوششیں

ع پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار (ظفر علی خان)

سبق دہم

دو قومیں — دو نظریے — دو جماعتیں

آل انڈیا مسلم لیگ اور انسداد قادیانیت کا عزم مصمم

آل انڈیا مسلم لیگ پر قادیانی اخبار کی تنقید

پاکستان کی پہلی کابینہ پر ایک اعتراض کا مفصل جواب

مملکت خداداد پاکستان کا تاریخی فیصلہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء

قادیانیت (مرزائیت) کو "احمدیت" لکھنے کہنے سے احتیاط

○ رد قادیانیت کے حوالے سے چند تصانیف کے اسماء

مرزا غلام قادیانی کذاب کی لغو کتب سے سرقہ شدہ کتاب؟

"المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ" (۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء) کی اصلیت

قادیانیت: اشرف علی تھانوی کی کتاب کا تحریری ماخذ

مرزا غلام قادیانی کذاب کے جنازہ میں ابوالکلام آزاد

ابوالکلام آزاد کا قادیانی کذاب کو خراج عقیدت

مدرسہ دیوبند کے سرخیل قاسم نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" کو مرزا ناصر قادیانی مرتد کا بطور حجت پیش کرنا

قادیانیت کے خلاف دستخط کرنے والے دو دیوبندی مولوی ......؟

○ "تحذیر الناس" کے رد کے حوالے سے چند تصانیف کے اسماء مبارکہ

ننکانہ اور ربوہ کے سکوں پر پلنے والے کانگریسیوں کا پروپیگنڈہ

آل انڈیا مسلم لیگ نوابوں اور جاگیرداروں کی جماعت؟

ع ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے (علامہ محمد اقبال)

تحریک پاکستان اور سنی علماء کرام، مشائخ عظام علیہم الرحمۃ کے تائیدی بیانات

مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت آل انڈیا مسلم لیگ

مسلمانوں کے ووٹ کی حقدار صرف مسلم لیگ

مسلمانوں کا بہترین وکیل' سیاسی ترجمان　　محمد علی جناح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ

مسلم لیگ اور صرف مسلم لیگ

مسلمانوں کا سیاسی فریضہ　　پاکستان کا حصول

آل انڈیا مسلم لیگ اور نامور سنی قائدین (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

مسلک یازدہم

قائداعظم علیہ الرحمتہ کا بے غبار مسلک

فرقہ ناجیہ (نجات یافتہ جماعت)　　ملت اسلامیہ کا سواد اعظم

○ تعارف سواد اعظم کے حوالے سے چند تصانیف کے اسماء مبارکہ

مسلمانانِ عالم بالخصوص اسلامیانِ پاک و ہند کی صوفیاء کرام سے عقیدت و محبت

اسلام سے قائد کی عقیدت　　محترمہ فاطمہ جناح کی گواہی

قائداعظم علیہ الرحمتہ کا مسلمان اور خادم اسلام ہونے پر فخر

قائداعظم علیہ الرحمتہ کا کسی "محدود" فرقہ کے تعلق سے گریز

قائداعظم علیہ الرحمتہ کا ایک روح جھنجھوڑنے والا بیان　　(اکتوبر ۱۹۳۶ء)

ہندو پریس کو تاتا برلا کی ہندوانہ پشت پناہی

ہندو سرمایہ　　ہندو کانگریس اور ہندو مہا سبھا کے مددگار

ع　　باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم　　(علامہ اقبال)

"اسلام کی راہ میں جان بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں"　　(قائداعظم)

قائداعظم علیہ الرحمتہ کا وائسرائے لارڈ ریڈنگ سے Sir کا خطاب لینے سے انکار

مسلم لیگی خطاب یافتگان کا خطابات لوٹانے کا دلیرانہ فیصلہ

انگریز کے خطاب یافتہ بعض "شمس العلماء" کے نام

○ مخالفین کی انگریز نوازی بیان کرنے والی چند تصانیف کے اسماء مبارکہ

ع شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر نہ پھینکئے!

"حیات جناح" کے مصنف، صحافی سید بادشاہ حسین کا ایک واقعہ

"میں اپنی سوانح حیات خود نہیں لکھوا سکتا" (قائداعظم)

"میں نے تو اپنے کسی حریف کو بھی کبھی دھوکہ نہیں دیا......" (قائداعظم)

قائداعظم علیہ الرحمۃ کا تقیہ و کتمان (منافقت اور دوغلے پن) سے نفرت

"میں کبھی گاندھی کی طرح منافقت اختیار نہیں کروں گا" (قائداعظم)

قائداعظم علیہ الرحمۃ کی سیاسی رشوت سے اصولی نفرت

"صرف 100 روپے کا سوال ہے مگر......"

مطلوب الحسن سید کی کتاب "محمد علی جناح: ایک سیاسی مطالعہ"

قائداعظم علیہ الرحمۃ کا گاندھی اور آغا خاں سے دیباچہ لکھوانے سے انکار

قائداعظم علیہ الرحمۃ اور کانگریسی وزارتیں (۱۹۳۷ء)

"ہندے ماترم" سے شرک (بت پرستی) کی بو (قائداعظم)

بنکم چندر جی کا ناول "آنند مٹھ"

گاندھی اور بال گنگا دھر تلک ایک چہرہ دو روپ

قائداعظم علیہ الرحمۃ کا گاندھی کو "مہاتما" کہنے سے احتراز

بت پرست کے معتقدین و محبین "توحید پرست"

ابوالکلام آزاد کے سیاسی جوڑ توڑ اور سیاسی رشوتیں

مولانا خیر الدین دہلوی علیہ الرحمۃ (والد ابوالکلام آزاد)

"دوست اور ساتھی جواہر لال نہرو کے لیے" (ایک انتساب)

ع ہے وہی آزاد لیکن اب بہار اپنے کہاں

ابوالکلام آزاد: مولوی ظفر علی خان کی نظر میں

ع ابوالکلام آزاد سے یہ پوچھتے ہیں دل جلے (ظفر علی خاں)

قائداعظم علیہ الرحمۃ سے دینا جناح کے پارسی ننھیال کی مخفی عداوت

"اب کبھی میرے سامنے آنے کی جرأت نہ کرنا" (قائداعظم)

قائداعظم علیہ الرحمۃ کو شدید دلی صدمہ

ڈاکٹر خان صاحب کی بیٹی کی "سکھ" سے "سول میرج"

موجودہ بھارت میں دیگر اقوام کو ہندوؤں میں ضم کرنے کی انوکھی سازش

☆ علی برادران (مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر) کا مختصر تعارف

ام امام الانبیاء سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر اقدس اور سانحہ ابواء شریف

مولانا شوکت علی علیہ الرحمۃ سے قائداعظم علیہ الرحمۃ کے تعلقات

"میں ایک مسلمان ہوں!" (قائداعظم)

قائداعظم علیہ الرحمۃ کا شیعہ مجالس اور شیعہ کانفرنس میں شرکت سے صریح انکار

"ایسی مجالس ہوتی ہیں جن کو میں پسند نہیں کرتا" (قائداعظم)

قائداعظم علیہ الرحمۃ کی آخری وصیت کا کاغذ اور محترمہ فاطمہ جناح

قائداعظم کی سنی حنفی طریقہ پر جم غفیر میں نماز جنازہ

سنی عثمانی حنفی کہلانے والے مولوی کی نامزدگی اور پھر بھی شیعہ.........؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کافر و مرتد

دیوبندی طلباء اور شبیر عثمانی دیوبندی کے قتل کا خونی خلف

دیوبندی طلباء کے گندی گالیوں پہ مبنی گھناؤنے اشتہارات اور فحش کارٹون

"ہم نے پاکستان کی حمایت نہیں کی تھی" (مہتمم دیوبند)

قائداعظم علیہ الرحمۃ کے بھانجے کا کیس اور سندھ ہائی کورٹ کا فیصلہ

مخالفین کی روافض نوازی کے ثبوت

مظہر علی اظہر کی نماز جنازہ اور دیوبندی وہابی مولوی

مظفر علی شمسی کی نماز جنازہ اور دیوبندی وہابی مولوی

؏ چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

سلک دوازدہم

اختتامیہ

آنکھیں اگر ہیں بند تو ——

تحریک پاکستان اور علمائے حق بارک اللہ تعالیٰ علیہم کی گرانقدر خدمات

اہل سنّت و جماعت کا من حیث الجماعت 'متفقہ فیصلہ' قیام پاکستان

"تجانب اہل السنّۃ" نامی متنازعہ کتاب کی غیر معتبر حیثیت

پروفیسر رفیع اللہ شہاب کا درود شریف پر ایک لغو اعتراض

آل رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے قلبی عداوت کا اظہار

محبت آل رسول صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور علماء اہل سنت و جماعت

پردہ اٹھتا ہے —— !

محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد اور خلفاء و تلامذہ علیہم الرحمۃ کا اظہار لاتعلقی

مولوی محمد طیب داناپوری کے شخصی اختلاف کی نوعیت

مولوی محمد طیب داناپوری کی دراز دریوں، گاندھویوں سے کھلی نفرت

گاندھی کی غلامی —— اور —— مسٹر کی ابوالکلامی کی مخالفت

"تجانب اہل السنۃ" کے فتوے کی تحقیقی اصلیت

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا موقف

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی صاحب علیہ الرحمۃ کا موقف

علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمۃ کی تقریظ و تائید و توثیق سے "محروم" کتاب

مولوی غلام رسول سعیدی صاحب کا موقف

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب کا موقف

علماء و مشائخ اہل سنت کا "تجانب" سے اجتماعی عملی اختلاف

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس منعقدہ ۱۹۴۶ء

پروفیسر محمد اسلم دیوبندی کا کھلا اعتراف

7000 علماء اہلسنت اور 500 مشائخ اہلسنت کی بنارس سنی کانفرنس میں شمولیت

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں 200000 سنی عوام کی شرکت

مطالبہ پاکستان اور قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی حمایت کرنے والے اہل سنت وجماعت

مشرقی و مغربی پاکستان کے لاکھوں کروڑوں کا سنی مطالبہ

"مطالبہ پاکستان سے ہرگز دستبردار نہ ہوں گے!" (اہل سنت)

گاندھی نہرو اور کانگریسیوں کو پھٹکارنے والے دو علماء کرام

پروفیسر محمد اسلم دیوبندی کا عینی مشاہدہ

سرحد ریفرنڈم میں مشائخ اہل سنت کی گرانقدر خدمات

پیر صاحب مانکی شریف اور پیر صاحب زکوڑی شریف کی عظیم کاوشیں

قائد اعظم علیہ الرحمۃ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

"کشف المحجوب شریف" کا ایمان افروز اثر

دو نو مسلم انگریز امیرزادے

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک

"محمد علی جناح سے ہمیں بڑا کام لینا ہے" (روحانی بشارت)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک فتویٰ مبارکہ

آل انڈیا مسلم لیگ کے اشتہارات کی تاریخی اہمیت

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مشاہیر علماء و مشائخ کا متفقہ فیصلہ

محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی اولاد، خلفاء و تلامذہ علیہم الرحمۃ کے اسماء مبارکہ

آل انڈیا مسلم لیگ کی شہرت کا عروج

سنی بزرگوں، عالموں اور سجادہ نشینوں کی حمایت کے بعد

قائداعظم علیہ الرحمۃ بریلی شریف میں (۷ مارچ ۱۹۳۹ء)

قائداعظم علیہ الرحمۃ کے لیے مولوی بنے خاں رامپوری علیہ الرحمۃ کی ایک نظم

قائداعظم علیہ الرحمۃ کی دوبارہ بریلی شریف آمد (۱۹۴۲ء)

100000 اہل سنت وجماعت کا بریلی شریف میں فقید المثال استقبال

علامہ پیر محمد عبدالصبور بیگ بانعروی کی ایک یادگار نظم

قائداعظم علیہ الرحمۃ مانکی شریف میں (۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء)

حمایت قائداعظم علیہ الرحمۃ اور علماء اہلسنت وجماعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مولانا غلام یزدانی علیہ الرحمۃ کا ایمان افروز تاریخی خطاب

گاندھی، نہرو، پٹیل کے عاشق کانگریسیو! جواب دو!

قائداعظم اور مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی حنفی علیہما الرحمۃ کے خصوصی تعلقات

مس رتی پٹیٹ کا قبول اسلام اور مریم اسلامی نام

۳۸ سال بعد کانگریسی پھوپھوں کو ہوش آیا

مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی سنی حنفی کا کانگریسی آلہ کاروں کو کھلا چیلنج

مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی سنی حنفی علیہ الرحمۃ کی ایک تہنیتی نظم

مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کی سرحد اور سیالکوٹ میں گرانقدر خدمات

قائداعظم علیہ الرحمۃ کا مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کو "فاتح سرحد" خطاب

مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ مصر اور دیگر بلاد اسلامیہ میں

قائداعظم علیہ الرحمۃ اور الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کے خصوصی تعلقات

مبلغ اسلام الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کا ایک تاریخی بیان

قائداعظم علیہ الرحمۃ کا الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کو "سفیر اسلام کا" خطاب

قائداعظم علیہ الرحمۃ اور مولانا محمد حشمت مسلم علیہ الرحمۃ کے خصوصی تعلقات

مولانا محمد حشمت مسلم علیہ الرحمۃ دھوراجی (کاٹھیاواڑ) میں

قائد اعظم علیہ الرحمۃ : مولانا محمد بخش مسلم علیہ الرحمۃ کی نظر میں

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی مدظلہ کی قومی خدمات

سر سکندر حیات کے خلاف میدان عمل میں

فرید العصر مولانا فرید الدین چشتی علیہ الرحمۃ کا اسلامی موقف

قائد اعظم علیہ الرحمۃ پر مولانا جمال میاں فرنگی محلی کا اعتماد

ابو البرکات سید محمد فضل شاہ جلال پوری علیہ الرحمۃ اور مطالبہ پاکستان کی حمایت

مولانا محمد یوسف سیالکوٹی اور مولانا ابو النور محمد بشیر سیالکوٹی علیہما الرحمۃ کا تاریخی بیان

"ان شاء اللہ کامیابی مسلم لیگ کی ہوگی اور پاکستان بن کر رہے گا"

قائد اعظم علیہ الرحمۃ اور پیر صاحب مانکی شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خصوصی تعلقات

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے لیے سگار نوشی کا خصوصی استثناء

قائد اعظم علیہ الرحمۃ : امیر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر میں

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے خلاف ایک سازش کا ازالہ

۱۰۹ برس کے بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحریک پاکستان کے لیے جوش عمل

"جناح ولی اللہ ہے" (سنوسی ہند، امیر ملت، علیہ الرحمۃ)

محمد علی جناح سے 10,00,00,000 مسلمانوں کی والہانہ محبت

امیر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محمد علی جناح پر خصوصی شفقت

مفتی محمد برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمۃ کا ایک صدارتی خطبہ

علامہ علاؤالدین صدیقی علیہ الرحمۃ کی تقریر اور دعا

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کا ایک خط

تحریک پاکستان، قائد اعظم علیہ الرحمۃ اور سنی صحافت

مولانا مرتضیٰ احمد میکش علیہ الرحمۃ کی آل انڈیا مسلم لیگ سے محبت

تحریک پاکستان میں روزنامہ "احسان" (لاہور) کی تاریخی خدمات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضرب مجاہد

(مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی مدظلہ العالی ممبر سینیٹ آف پاکستان)

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں ، کردار میں ، اللہ کی برہان

☆

قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات 1939ء میں ہارڈنگ ایونیو' نئی دہلی میں نواب زادہ لیاقت علی خان کی کوٹھی پر ہوئی۔ میں نے انہیں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی شائع کردہ "خلافت پاکستان سکیم" پیش کی۔ انہوں نے فرمایا "تمہاری سکیم مجھے مل چکی ہے، وہ بہت گرم ہے"۔ میں نے جواب دیا "اس لیے گرم ہے کہ کھولتے ہوئے گرم دل سے نکلی ہے" پھر انہوں نے پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے قیام پر تائیدی بیان دیا۔ ان کی ملاقات سے قبل ہماری حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ سے بھی ملاقات ہو چکی تھی۔ علامہ علیہ الرحمتہ نے ہماری اس تجویز کی کھلے دل سے تائید کی کہ "مسلمان طلباء کی ایک الگ تنظیم ہونی ضروری ہے"

جب قائداعظم علیہ الرحمتہ سے میری ملاقات ہوئی تو اس وقت میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا صدر تھا۔ بحیثیت صدر پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، بحیثیت جائنٹ سیکرٹری آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور بحیثیت ممبر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل' قائداعظم علیہ الرحمتہ سے میری کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ میں نے انہیں

ہمیشہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان پایا۔

تحریک پاکستان کے مخالفین نے ان پر کئی بے بنیاد الزامات عائد کیے جن میں غیر مسلم عورت سے شادی کا بیہودہ الزام بھی تھا حالانکہ نکاح سے قبل ان کی بیگم (مریم خاتون) اسلام قبول کر چکی تھیں اور اس کا اخبارات میں بھی واضح اعلان ہو چکا تھا۔

کانگریسی علماء نے جمعیت علمائے ہند کی شکل میں قائداعظم علیہ الرحمۃ اور تحریک پاکستان کی بھرپور مخالفت کی لیکن سواد اعظم اہل سنت وجماعت نے قائداعظم علیہ الرحمۃ اور تحریک پاکستان کی مکمل تائید وحمایت کی۔ بالخصوص بنارس سُنّی کانفرنس منعقدہ 28,27,26 اپریل 1946ء میں برصغیر کے پانچ ہزار جلیل القدر علماء کرام و مشائخ عظام اور تقریباً سات لاکھ عوام اہل سُنّت وجماعت نے نہ صرف قائداعظم علیہ الرحمۃ کی تائید کی بلکہ یہ بھی اعلان کیا کہ "خدانخواستہ اگر کسی وقت قائداعظم علیہ الرحمۃ نے مطالبہ پاکستان کو موخر یا ملتوی کیا بھی تو ہم نہیں کریں گے"۔

اس کانفرنس میں حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صدارت میں 13 رکنی علماء کی ایک کمیٹی قائم ہوئی جس کا پروگرام یہ تھا کہ پاکستان کے لیے اسلامی آئین اور قانون مرتب کر کے پیش کیا جائے۔

قائداعظم علیہ الرحمۃ کا انقلابی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کے نفاذ کے بعد اعلان فرمایا کہ:

"میں فرنگی تصور جمہوریت کو صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ اس تصور جمہوریت میں ہمیں (مسلمانوں کو) اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ ہم اقلیت نہیں بلکہ قائم بالذات قوم ہیں"

"قائداعظم علیہ الرحمتہ نے 1944ء میں موہن داس کرم چند گاندھی کو ایک مفصل خط میں بھی لکھا کہ:

"ہماری تہذیب جدا ہے، تمدن جدا ہے، ثقافت جدا ہے، روایات جدا ہیں۔ دین جدا ہے۔ قانون جدا ہے۔ کیلنڈر جدا ہے۔ بہادروں کا تذکرہ جدا ہے، ہماری اقدار حیات جدا ہیں، ہمارا نظریہ حیات جدا ہے۔ ہم قائم بالذات قوم ہیں۔ حلال و حرام میں ہمارے اصول جدا ہیں۔ ہم (ہندوؤں کے ساتھ) مل کر کھانا نہیں کھاتے اور نہ ہی باہم معاشرتی ازدواجی تعلقات قائم کرتے ہیں۔ ہم برصغیر میں ایک ایسا علیحدہ ملک چاہتے ہیں جس میں اپنے اسلامی نظریہ حیات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔"

1945ء میں پشاور میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں الحمدللہ میں بھی موجود تھا اور میری تقریر بھی ہوئی تھی۔ کانفرنس میں ایک شخص نے قائداعظم علیہ الرحمتہ سے پوچھا کہ "پاکستان میں آپ کا قانون کیا ہوگا؟" تو آپ نے جواب دیا:

"تم نے قرآن حکیم نہیں پڑھا؟ ہمارا قانون قرآن حکیم ہوگا۔"

قائداعظم علیہ الرحمتہ نے پیر صاحب مانکی شریف اور خواجہ قمرالدین سیالوی صاحب کو خطوط لکھے اور اعلان کیا کہ:

"میں پاکستان کا مطالبہ اس لیے کر رہا ہوں کہ اس میں نظام مصطفےٰ ﷺ نافذ کیا جائے"

11 اگست 1947ء کو آئین ساز اسمبلی میں قائداعظم علیہ الرحمتہ نے فرمایا:

"وہ وقت آجائے گا جب ہندو ہندو نہیں رہے گا مسلمان مسلمان نہیں رہے گا۔ ہاں مذہبی اعتبار سے الگ ہوں گے مگر سیاسی اعتبار سے بنیادی حقوق کی رو سے وہ علیحدہ نہیں ہوں گے۔"

اب تحریک پاکستان کے مخالفین و منافقین اس تقریر کو سامنے رکھ کر کہہ رہے ہیں کہ "قائد اعظم نے اپنا نظریہ ترک کر دیا تھا اور سیکولر یعنی لادین بن گئے تھے۔۔۔" یہ تقریر اس وقت ہوئی جب ہندو مسلم فسادات ہو رہے تھے۔ اس خاص پس منظر میں پاکستان کے اندر رہنے والی ہندو اور دوسری اقلیتوں میں احساس عدم تحفظ پیدا ہو چکا تھا جسے ختم کرنے کے لیے آپ نے ان کے سیاسی و بنیادی حقوق پر زور دیا تھا۔

سیکولر ازم اختیار کر لینے کا یہ جھوٹا پروپیگنڈہ اس لیے بھی غلط، بے بنیاد اور احمقانہ ہے کہ قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنی اس تقریر کے بعد کئی تقریروں میں بلکہ اپنی وفات سے کچھ پہلے کراچی بار ایسوسی ایشن کے خطاب اور سٹیٹ بنک کے افتتاح میں اپنے نظریہ حیات یعنی نفاذ شریعت اور اسلامی معیشت کے بارے میں اپنے نظریات کا اعادہ کیا۔

کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کے موقع پر وکلاء نے آپ سے سوال کیا کہ "پاکستان میں آپ کا آئین اور قانون کیا ہو گا؟۔۔۔" انہوں نے فرمایا کہ :

"میں کون ہوں آئین اور قانون دینے والا۔۔۔ آج سے تیرہ سو سال قبل نبی پاک ﷺ آئین اور قانون دے گئے ہیں اور آپ ﷺ کی شریعت نہ پرانی ہوئی ہے نہ باسی بلکہ یہ اسی طرح تر و تازہ ہے جیسا کہ حضور ﷺ کے دور اقدس میں تھی۔۔۔ میں اسی شریعت کے نفاذ، تعلیمات اور ترویج کے لیے کھڑا ہوں"

سٹیٹ بنک کی افتتاحی تقریب میں فرمایا تھا:

"فرنگی تصور معیشت، انسانیت کے لیے تباہ کن ہے اور اسی تصور معیشت نے انسانیت کو دو عالمگیر جنگوں کے فتنہ و فساد کا شکار بنایا۔۔۔ میرے

خیال میں ساری دنیا کے اندر کوئی نظریہ معیشت، انسانیت کو تباہی سے بچا سکتا ہے تو وہ غیر سودی اسلامی معیشت ہے۔ میں اسی کے لیے جدوجہد کر رہا ہوں۔"

1946ء میں لندن کانفرنس سے واپسی پر قائداعظم علیہ الرحمتہ نے قاہرہ میں مصر کے علماء اور قائدین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم پاکستان اس لیے قائم کرنا چاہتے ہیں کہ اسلامی اقدار حیات کا تحفظ ہو ورنہ ہمیں خطرہ ہے کہ بنیا برہمن سامراج اپنے کافرانہ تصورات کو آپ پر بھی نافذ کرنے کی کوشش کرے گا۔"

سبی دربار میں خطاب کے دوران فرمایا کہ:

"نبی پاک ﷺ صرف نمازوں کے امام نہیں ہیں بلکہ وہ صدر مملکت بھی تھے، کمانڈر، قاضی القضاۃ، معاشرے کے امام اور رہبر بھی ہیں۔ انہوں ﷺ نے نہ صرف غریبوں اور مسکینوں کو سینے سے لگایا بلکہ مزدوروں کو بھی عزت و عظمت سے ہمکنار کیا، اس لیے مسلمانوں کے تمام طبقات کو زندگی کے ہر مسئلے میں حضور ﷺ کی اتباع کرنی چاہیے۔"

سرحدی گاندھی عبدالغفار خان کے اس اعتراض کو کہ "مسلم لیگ نفاذ شریعت میں مخلص نہیں ہے" انہیں پشاور کے ایک جلسہ عام اپریل 1948ء میں جواب دیا کہ:

"عبدالغفار خان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جس آئین ساز اسمبلی میں 95% مسلمان ہوں وہاں شریعت نہیں آئے گی تو کیا آئے گا؟"

آپ نے یہ بھی اعلان کیا کہ :

"نظریہ پاکستان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم ایک خدا' ایک رسول' ایک کتاب اور ایک امت کو اپنا نصب العین بنا چکے ہیں۔"

قائد اعظم علیہ الرحمتہ علمائے کرام کا بے حد احترام کرتے تھے۔ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی آپ کے مخلصانہ تعلقات تھے۔

ایک دفعہ قائد اعظم علیہ الرحمتہ سے سوال کیا گیا "کہ آپ شیعہ ہیں یا سُنی؟۔" انہوں نے جواب دیا کہ

"حضور ﷺ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور خدام کا جو مسلک تھا میرا وہی مسلک ہے۔۔۔ میں نبی پاک ﷺ کا سچا اور مخلص خادم ہوں اور اسی عقیدے پر قائم ہوں۔"

قائد اعظم کے بعد بھی نواب زادہ لیاقت علی خان (وزیر اعظم پاکستان) خواجہ ناظم الدین (گورنر جنرل پاکستان)، سردار عبدالرب نشتر اور تقریباً تمام قائدین کا نصب العین 'پاکستان میں نظام مصطفےٰ ﷺ کا نفاذ تھا۔

افسوس ہے کہ اس وقت بعض تہذیب فرنگ کے فرزند' نظریہ پاکستان کی عظمت سے انحراف کر رہے ہیں۔ یہ مرتد و منافق ہیں۔۔۔ پاکستانی ملت کو ایسے منافقین کا مقابلہ کر کے مملکت خداداد پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی مملکت بنانا چاہیے۔ اتحاد بین المسلمین کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

اہل سنت و جماعت کے نامور محقق سید صابر حسین شاہ بخاری نے نہایت عرق ریزی سے قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی شخصیت، ان کے ارشادات، نظریہ حیات

اور ان کے مسلک کے بارے میں یہ مفصل کتاب "قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کا مسلک" لکھی ہے۔۔۔ یہ ایک اچھی کوشش ہے۔ تمام پاکستانیوں کو چاہیے کہ وہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کریں اور قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے نصب العین یعنی نفاذ شریعت کو اپنا نصب العین بنا کر کتاب و سنت کو سپریم لاء بنانے کی جو نیشنل اسمبلی نے تائید کی ہے' سینیٹ میں بھی اس کی بھرپور تائید کر کے اسے پاکستان کا قانون بنائیں۔

محمد عبد الستار خان نیازی

صدر جمعیت علمائے پاکستان

بانی و سینئر نائب صدر ورلڈ اسلامک مشن

سینیٹر آف پاکستان

سابق وزیر امور مذہبی و اقلیتی امور و اوقاف 'حکومت پاکستان

9 جون 1999ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان

(محقق اہل سنت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مد ظلہ العالی)

خداداد مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کا عظیم الشان عطیہ ہے اس کی قدر و قیمت ہندوستان کے مسلمانوں سے پوچھئے جو رہتے اگرچہ ہندوستان میں ہیں۔۔۔۔ لیکن ان کے دل پاکستان کے ساتھ دھڑکتے ہیں'۔۔۔۔ ہندوستان کے مقابلے میں پاکستانی ٹیم کی جیت پر وہ مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں'۔۔۔ پاکستان کے کامیاب ایٹمی دھماکے پر جتنی خوشی انہیں ہوئی اتنی شاید پاکستانی مسلمانوں کو بھی نہیں ہوئی ہو گی'۔۔۔۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے مفتی' سید محمد افضل حسین رحمہ اللہ تعالیٰ جامعہ قادریہ' فیصل آباد میں حیثیت شیخ الحدیث تشریف لائے تھے' انہوں نے ایک گفتگو کے دوران فرمایا کہ:

"جب کوئی مسلمان ہجرت کر کے پاکستان آتا ہے تو اس کے رشتے دار اور دوست احباب اسے اس طرح رخصت کرتے ہیں جیسے وہ حج کرنے کے لئے جا رہا ہو' اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ پاکستان جا کر ہمارے لئے بھی کوشش کرنا تاکہ ہم بھی پاکستان آجائیں"

پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کے فضل و کرم سے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا'۔۔۔۔ دو قومی نظریہ کیا ہے؟۔۔۔۔ یہ کہ مسلمان الگ قوم ہیں اور کافر' خواہ وہ ہندو ہوں یا عیسائی' الگ قوم ہیں'۔۔۔۔ یہ نظریہ تاریخ اسلام کے روز اول سے چلا آرہا ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے'۔۔۔۔ ہندوستان کے ماضی قریب میں امام ربانی' مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس اسلامی نظریے کی بھرپور تبلیغ فرمائی' ان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی' شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی'

علامہ فضل حق خیر آبادیؒ، امام احمد رضا بریلوی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور دیگر علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے اس اسلامی نظریے کی پر زور اشاعت کی۔۔۔۔ اور قیام پاکستان کی راہ ہموار کی۔۔۔۔ علامہ محمد اقبال نے فکری اور قائد اعظم محمد علی جناح نے سیاسی اور عملی سطح پر انتھک اور مخلصانہ جدوجہد کی جس کے نتیجے میں پاکستان ایسا عظیم الشان ملک معرض وجود میں آیا۔

مشہور ادیب، صحافی، سیاستدان مولانا کوثر نیازی تحریک خلافت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

طرفہ تماشا یہ کہ تحریک کی قیادت گاندھی جی کے ہاتھ میں تھی، گویا جو ہندوستان میں (مسلمانوں کو) ایک الگ خطہ زمین دینے کے حق میں نہ تھا، وہ عالمی سطح پر مسلمانوں کی خلافت بحال کرا رہا ہے۔

امام احمد رضا (علیہ الرحمہ) گاندھی کے بچھائے ہوئے اس دام ہمرنگ زمین کو خوب دیکھ رہے تھے، انہوں (علیہ الرحمہ) نے متحدہ قومیت کے خلاف اس وقت آواز اٹھائی، جب اقبال اور قائد اعظم بھی اس کی زلف گرہ گیر کے اسیر تھے۔۔۔۔ دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ کے عقیدے میں امام احمد رضا (علیہ الرحمہ) مقتدا ہیں اور یہ دونوں حضرات مقتدی ہیں، ۔۔۔۔ پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ نہ ہوتا اگر امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ) سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے باخبر نہ کرتے (۱)

یہی وجہ تھی کہ اہل سنت و جماعت کے علماء کرام و مشائخ عظام نے اپنی تمام تر توانائی مطالبہ پاکستان کی حمایت میں صرف کر دی اور ایک ایک بستی میں جا کر پیغام پاکستان

---

(۱) کوثر نیازی: "امام احمد رضا۔ ایک ہمہ جہت شخصیت" (مشمولہ "گلشن رضا" طبع لاہور) ص ۱۰۳

پہنچایا اور اسے مقبول عام بنایا۔۔۔۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ اپریل ۱۹۴۶ء میں منعقد ہونے والی سنی کانفرنس بنارس تو تحریک پاکستان کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے جس میں متحدہ ہندوستان کے تقریباً تمام علماء کرام اور مشائخ عظام اہل سنت وجماعت نے شرکت کی اور قیام پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔

علامہ محمد اقبال کی دعوت پر قائداعظم محمد علی جناح انگلستان سے واپس ہندوستان آئے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر نہ صرف انگریز اور ہندو سے جنگ لڑی بلکہ ہندوستان کے تمام کلمہ پڑھنے والوں کو مطالبہ پاکستان کی حمایت میں اتحاد کی لڑی میں پرو دیا اور اپنے مشن میں سرخرو ہوئے۔

قائداعظم صحیح اسلامی سوچ رکھنے والے راہنما تھے۔۔۔۔ عزم کے کوہ ہمالہ۔۔۔ کردار کے سچے اور کھرے انسان۔۔۔۔ وہ نہ صرف ماہر قانون تھے بلکہ انگریز اور ہندو کی نفسیات سے بھی پوری طرح باخبر تھے۔۔۔۔ سیاست کے میدان میں اتنے کامیاب کہ کبھی انگریز حکمرانوں کو انہیں گرفتار کرنے کی جرات نہ ہو سکی۔۔۔۔ چونکہ انگریزی میں گفتگو کرتے تھے اس لئے عوام الناس ان کی گفتگو سمجھنے سے قاصر تھے اس کے باوجود اسلامی ذہن رکھنے والے عوام وخواص ان پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرتے تھے اور یہ یقین رکھتے تھے کہ "یہ مخلص انسان کبھی ہمیں دھوکہ نہیں دے گا۔" اور جانتے تھے کہ "یہ قائد نہ کبھی جھکے گا اور نہ کبھی بکے گا۔"

قائداعظم نے جگہ جگہ اپنی تقریروں میں واضح کیا کہ "پاکستان میں قرآن و حدیث کا آئین اور قانون نافذ ہو گا"۔۔۔۔ افسوس کہ پاکستان بن جانے کے بعد انہیں زندگی کی زیادہ مہلت نہ مل سکی ورنہ وہ اس ملک میں نظام مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کے نفاذ کا وعدہ بھی پورا کر دیتے۔۔۔۔ قائداعظم کی جانشینی کے دعویداروں کا فرض ہے کہ وہ اولین فرصت میں نظام مصطفےٰ ﷺ کو نافذ کر کے قیام پاکستان کا مقصد پورا

کریں۔۔۔ ورنہ ؎

الحذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

کانگریسی علماء روز اول سے تحریک پاکستان کے مخالف رہے ہیں اور آج بھی پاکستان میں رہنے اور پاکستان کی برکات سے فائدہ حاصل کرنے کے باوجود دل سے پاکستان کو قبول نہیں کر سکے اور حیلے بہانے سے ایسے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں جو پاکستان کو کمزور کر سکتے ہیں مثلاً قائد اعظم کی شخصیت کو مشکوک بنانے کے لئے کہتے ہیں کہ "وہ شیعہ کے فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق رکھتے تھے"۔۔۔ پاکستان کے نامور قلم کار' جستجو اور تحقیق میں نمایاں مقام رکھنے والے فاضل جناب سید صابر حسین شاہ بخاری (برہان شریف' اٹک) نے اس پروپیگنڈے کے ازالے کے لئے قلم اٹھایا اور پیش نظر کتاب "قائد اعظم کا مسلک" میں معتبر حوالوں سے اس بے بنیاد فکر کے تاروپو دبکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ قائد اعظم کے عقائد کے حوالے سے یہ پہلی کتاب ہے جس میں تقریباً چار سو کتابوں کے مطالعہ سے اپنا موقف خوش اسلوبی سے پیش کیا گیا ہے' اس سے پہلے کسی نے اس عنوان پر اتنی تفصیل سے قلم نہیں اٹھایا' اس کے ساتھ ہی انہوں نے مخالفین پاکستان کے چہروں کو بے نقاب کرنے میں بھی تساہل سے کام نہیں لیا۔

اللہ تعالیٰ (جل شانہ) سید صاحب کو سلامت رکھے اور ان کے علم و قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔۔۔ ارباب اقتدار کو توفیق عطا فرمائے کہ اس قسم کے تحقیقی، علمی لٹریچر کی خاطر خواہ اشاعت کریں اور اسے ملک کی تمام لائبریریوں میں پہنچانے کا اہتمام کریں۔

محمد عبد الحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور۔ پاکستان

۲۳ ربیع الثانی ۱۴۲۰ ہجری
۱۸ اگست ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نرالی تحقیق

(مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی)

علم و عمل کی دنیا میں جدید تخلیقات کا ظہور از خود خالق کائنات (جل شانہ) کی ذات اقدس پر ایمان و ایقان کی دولت میں اضافہ کا باعث ہے۔ یوں تو ہر چیز شاہکار فطرت سے موسوم کی جا سکتی ہے مگر بعض کو انفرادی حیثیت بھی حاصل ہوتی ہے۔ جن میں دنیا کے نقشے پر پاکستان کے ابھرنے کا منظر فطرت کے حسین ترین شاہکاروں میں سے ایک ہے اور پھر سرزمین ہند سے پاکستان کا نمودار ہونا ایسے ہی ہے جیسے کوہ ہمالیہ سے لاوا کا پھوٹ پڑنا جس نے مشرق و مغرب کے لسانی و خاندانی عصبیتوں کو پاش پاش کر کے کلمہ اسلام کی بنیاد پر اپنے دامن میں نظریاتی مملکت پاکستان کو جنم دیا اور اس خداداد نظریاتی مملکت نے جس کی پاکیزہ قیادت میں عدم سے وجود کا نقش باندھا وہ بظاہر کوئی خاندانی روحانی عظمت کا وارث نہ تھا مگر اس شخصیت کی پوشیدہ روحانیت صاحبان کرامت سے کہیں بڑھ کر ظہور پذیر ہوئی۔۔۔۔۔۔ دراصل حاملان کرامات ہی حقیقتاً اس کے پشت و پناہ تھے جنہوں نے یہاں تک اعلان کر دیا تھا "اگر بالفرض محمد علی جناح بھی قیام پاکستان کے منظر سے چشم پوشی کرتے ہیں تو ہم پاکستان بنا کر دم لیں گے۔"

ایسے ایمان افروز اور قوت افروز کلمات نے ان کے لئے مہمیز کا کام دیا اور بھی حق پرست پاکستان بنانے میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے اس لئے کہ محسن کائنات فخر موجودات سید عالم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نگاہ کرم قدم قدم پہ ممد و معاون رہی اس کا ثبوت صاحب طرز محقق اور نازش بصیرت مدقق حضرت سید صابر حسین بخاری مدظلہ کی اپنی نوعیت پر انوکھی اور نرالی تحقیق و تاریخی تصنیف

کو دیکھا جا سکتا ہے جس میں موصوف نے روح پرور اور ایمان افروز واقعات کو دلائل و براہین سے رقم فرمایا ہے کہ حضرت قائداعظم علیہ الرحمۃ کو بارہا مرتبہ "نبی اکرم' رسول معظم' محسن اعظم' جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے اپنی زیارت سے بہرہ مند فرما کر ان کی تحریکی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازا ہے۔۔۔۔ تفصیل کے لئے دیکھئے حضرت بخاری شاہ صاحب مدظلہ کی مذکور الصدر تصنیف جو کہ آپ سے قائداعظم علیہ الرحمۃ سے محبت و عقیدت کے پھول پیش کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے۔

قائداعظم کا مسلک؟

مسلک کے بغیر انسان "حیوان" کے مترادف ہے۔ دنیا میں کوئی انسان کسی بھی دین و مذہب سے متعلق ہو۔ کسی نہ کسی عقیدے سے وابستگی امر لازمی ہے۔۔۔۔ جو دہریت سے وابستہ ہیں وہ بھی عقیدے کا ہی اظہار کرتے ہیں تاہم اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسولوں علیہم السلام اور آسمانی کتابوں پر ایمان رکھنے والے تو برملا عقائد کا اظہار کرتے ہیں' یہاں تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔۔۔۔ جب ہر ایک انسان کوئی نہ کوئی عقیدہ رکھتا ہے تو ہر ایک سے عقیدے کی شناخت اور پہچان بھی ضروری نہیں مگر وہ انسان خصوصاً مسلمان جسے قدرت نے ایک مقام اور امتیازی شان سے نوازا ہو اس کے چاہنے والے اس کے عقیدے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ ایک فطری تقاضہ بھی ہے۔۔۔۔ عالم اسلام کی سیاسی شخصیات میں قائداعظم محمد علی جناح کا جو مقام ہے وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔۔۔۔ اس لئے بر اعظم ایشیاء کی اسلامی اکثریت اہل سنت و جماعت سے منسلک ہے' ان کے دلوں کی ترجمانی کرتے ہوئے محترم المقام سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ نے "قائداعظم کا مسلک" پر یہ تحقیقی و تاریخی کتاب لکھ کر نہ صرف اکثریت پر احسان کیا ہے بلکہ اہل تحقیق کے لئے بھی منزل آسان کر دی اور مورخین کے قلم کو قائداعظم کے سچے اور پکے مسلک سے روشناس کرانے کے لئے اتنا ذخیرہ صداقت فراہم کر دیا ہے کہ کسی کو انکار

کی مجال نہیں ہو گی کہ حضرت قائداعظم علیہ الرحمۃ ایک سچے سنی صحیح العقیدہ انسان اور مسلمان تھے۔ دعا ہے حضرت سید صاحب ایسے تحقیقی کارنامے سرانجام دیتے رہیں اور حقانیت کا پرچم بلند ہوتا چلا جائے۔

آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ الامجاد

فقط

محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۴ اگست ۱۹۹۹ء

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۰ ہجری

اَلثَّوْرَۃُ الْھِنْدِیَّۃ

باغیِ ہندوستان

مؤلف: مولانا محمد فضل حق خیرآبادی

(وفات: [illegible] جزیرہ انڈمان)

مترجم: عبدالشاہد خاں شروانی

(وفات: [illegible] علی گڑھ)

○ المختار پبلی کیشنز لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوشبوئے گل

(گل محمد فیضی روزنامہ "نوائے وقت" اسلام آباد)

قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ بیسویں صدی کے عظیم رہنما تھے جنہوں علیہ الرحمتہ نے انگریز اور ہندو کی مشترکہ قیادت سے مقابلہ کر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ خطہ زمین حاصل کیا جہاں مسلمان اپنی تقدیر کے آپ وارث ہیں اور اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ اور آپ کے محبوب کریم علیہ السلام کے احکامات کی روشنی میں گزار رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں اور انگریزوں نے قیام پاکستان کی بھرپور مخالفت کی بلکہ حضرت قائداعظم علیہ الرحمتہ کی ذات پر بھی بڑے رکیک حملے کئے اور ان کی کردار کشی کے لیے تمام مذموم حربے استعمال کرتے رہے۔

انگریزوں اور ہندوؤں کی جانب سے مسلمانوں کے اس عظیم رہنما کی کردار کشی تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ وہ (قائداعظم) ہندوستان پر سے جہاں انگریزوں کے اقتدار کا خاتمہ چاہتے تھے وہاں مسلمانوں کو بھی ہمیشہ کے لیے ہندوؤں کی بالادستی اور مظالم سے محفوظ کر دینا چاہتے تھے۔ اور ہندو جس دھرتی کو "ماتا" قرار دیتے تھے، حضرت قائداعظم اس کی تقسیم کرا کے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد اور خود مختار مسلم مملکت قائم کر رہے تھے۔ اس صورت حال کا اندازہ کرنے کے لیے ذرا ہندو راہنماؤں کے تیور ملاحظہ فرمائیے۔ گاندھی نے کہا تھا:

"ہماری ماتائیں (مائیں) دو ہیں۔۔۔ گائے ماتا اور بھارت ماتا۔۔۔ کوئی ہندو یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ گائے ماتا کے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اسی طرح وہ کیونکر برداشت کر سکتا ہے کہ بھارت ماتا کا ایک ٹکڑا اس سے جدا کر دیا جائے؟"۔

سکھوں کے جرنیل ماسٹر تارا سنگھ نے کہا تھا:

"پاکستان ہماری لاشوں پر قائم ہو سکتا ہے"

ہندوؤں نے اپنے عزائم کی کوئی پردہ پوشی نہیں کی بلکہ کھلم کھلا ان کا اعلان کیا کہ وہ انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ہندوستان میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔

لاہور کے ایک ہندو پرچے نے لکھا۔

"ہندوستان کی ہر ایک مسجد پر ویدک دھرم یا آریہ سماج کا جھنڈا بلند کیا جائے گا۔"

گاندھی نے اعلان کر رکھا تھا:

"جب سوراج مل جائے گا پھر ہندو گاؤ بھگتوں (گائے کے پجاریوں) میں سے کوئی بھی عیسائی یا مسلمان کو بزور شمشیر بھی گاؤ کشی چھوڑنے پر مجبور کرنے سے اغماض نہیں کرے گا بلکہ اس وقت چاہے گاؤ کھاتک (گائے کھانے والے) خواہ کوئی گورا ہو یا کالا، اس گاؤ ہتھیارے کو سیسے کی گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ ("پاکستان ہمارا" صفحہ 26)

ہندو راہنماؤں کے یہ جنونی عزائم تھے جن سے صاحب بصیرت قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ نے مسلمانوں کو بچانے کے لیے الگ خطہ زمین کا

مطالبہ کیا لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ بعض نام نہاد مسلم رہنماؤں نے نہ صرف قائداعظم کے مطالبہ پاکستان کی مخالفت کی بلکہ حضرت قائداعظم علیہ الرحمۃ کی ذاتی کردار کشی میں بھی وہ تمام اخلاقی حدود پامال کر گئے۔۔۔ وہ ہندو جو مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے اعلان کر رہا تھا اور انگریزوں کے ہندوستان چھوڑ جانے کے بعد اپنی اکثریت کے بل بوتے پر مسلمانوں پر حکومت کے خواب دیکھ رہا تھا' ان تمام نام نہاد مسلمان رہنماؤں اور علماء کانگریس نے اسی ہندو کی دھوتی میں پناہ تلاش کرلی اور خم ٹھونک کر مطالبہ پاکستان کے خلاف میدان میں نکل آئے۔

چودھری افضل حق' رئیس الاحرار' نے کہا:

"کتوں کو بھونکتا چھوڑ دو۔ کاروان احرار کو اپنی منزل کی طرف چلنے دو۔ احرار کا وطن لیگی سرمایہ دار کا پاکستان نہیں۔ احرار اس کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔ ("خطبات احرار" صفحہ 99)

احراریوں نے مزید اعلان کیا:

"جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے۔ وہ سب سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں" ("چمنستان" صفحہ 165)

ایک دفعہ پنڈت جواہر لعل نہرو (مسز اندرا گاندھی کے باپ) کے جلوس پر پتھراؤ ہوا تو احراری آپے سے باہر ہو گئے۔ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے اس پر رد عمل ظاہر کرتے ہو مسلمانوں کو دھمکی دی:

"مسلم لیگ کا موجودہ رویہ خود مسلمانوں اور تمام ملک کے لیے نقصان دہ ہے۔ اور ان کا یہ رویہ جاری رہا تو قلیل عرصہ میں اس کو جاپان، جرمنی کی

طرح کچل دیا جائے گا۔ مولانا (ابوالکلام) آزاد اور پنڈت نہرو کی بے عزتی کا

نتیجہ مسلم لیگ کو بھگتنا پڑے گا اور ضرور بھگتنا پڑے گا۔"

("تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء" صفحہ 660)

اس گروہ کی قیادت دیوبند کے صدر مدرس مولوی حسین احمد مدنی فرمارہے

تھے۔ ان لوگوں نے اپنی تمام توانائیاں مسلم لیگ اور قائداعظم علیہ الرحمۃ کی مخالفت

میں صرف کر دیں۔ اور حیرت اس بات پر ہے کہ ہمارے توحید پرست گاندھی اور

نہرو نوازی میں ہندوؤں سے بھی آگے نکل گئے۔ اور مسلم لیگ اور قائداعظم علیہ

الرحمۃ کو گالیاں تک دیتے رہے۔

حضرت قائداعظم علیہ الرحمۃ کی کردار کشی کرتے ہوئے ان کے بارے

میں مسلسل پراپیگنڈہ کیا کہ "وہ تو اسلامی تعلیمات سے ناآشنا ایک مغرب زدہ شخص

ہے۔ جسے دین اسلام کا کوئی علم نہیں"

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر چودھری افضل حق 'رئیس احرار' نے کہا۔

"مسٹر جناح آج تک کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان نہیں ہوا لیکن پھر بھی

مسلمانوں کا قائداعظم ہے" ("تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء" صفحہ 884)

احرار کے ایک رہنما مولوی مظہر علی اظہر نے ایک جلسہ عام میں جس کے

سٹیج پر (مولوی فضل الرحمن کے والد) مولانا مفتی محمود دیوبندی بھی موجود تھے۔ ایک

نظم پڑھی۔ جس کا ایک شعر یہ ہے:۔

اِک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا

یہ قائد اعظم ہے یا کافر اعظم؟

یہ اس شخص کے بارے میں کہا جا رہا تھا جو اپنی پیرانہ سالی اور جان لیوا بیماری

کے باوجود مسلمانوں کو ہندوؤں اور انگریزوں کے تسلط اور غلامی سے بچانے کے لیے

موت اور ان اسلام دشمن قوتوں کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا۔

یہ ایک طولانی داستان ہے جس کی تفصیل راقم الحروف کی کتاب "آزادی کی ان کہی کہانی" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ عصر حاضر کے نامور محقق سید صابر حسین شاہ بخاری نے حضرت قائداعظم علیہ الرحمتہ پر لگائے گئے ایسے ہی بے ہودہ الزامات کا تفصیل سے جائزہ لے کر ان کے مسلک کو جس طرح واضح کیا ہے اس پر وہ بجا طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے بڑی جانفشانی سے حضرت قائداعظم علیہ الرحمتہ کا مسلک لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ ایسا موضوع ہے جس پر بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر لکھا گیا یہی وجہ ہے کہ مخالفین حضرت قائداعظم علیہ الرحمتہ کی بے غبار شخصیت کو متنازعہ بنانے کی کوشش کرتے رہے۔

میں نے ان کی اس کاوش کا جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے۔ اور مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زور قلم اور زیادہ کرے۔ کیونکہ اس وقت جب پاکستان کے بدخواہ اس پر حملہ آور ہو رہے ہیں تو اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ پاکستان اور بانی پاکستان کے حق میں قلم اٹھایا جائے اور نئی نسل کو حضرت قائداعظم علیہ الرحمتہ کی شخصیت، ان کے کارناموں اور ان کی ذات کے روحانی پہلو سے بھی آشنا کرایا جائے۔ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری کی یہ کوشش یقیناً نوجوان نسل کے لیے رہنمائی کا باعث بنے گی۔ اور تحقیق و جستجو کے نئے در وا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سید صاحب کو اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل اس کا بہتر اجر عطا فرمائے اور ان کے علم و قلم میں مزید برکت اور روانی پیدا فرمائے۔ آمین

گل محمد فیضی

12 ربیع الاول 1420 ہجری

روزنامہ "نوائے وقت" اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

دریچہ سخن

(پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر، سیرت اکادمی بلوچستان۔ کوئٹہ)

انسانی سماج کی سربلندی اور ارتقاء ایثار اور قربانی کے اصولوں پر مبنی ہے یہی دین اسلام کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ روئے زمین کی تاریخ کی تدریج اور تعبیر میں جغرافیائی ماحول کے بعد انسانی شخصیت نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح کی ساری زندگی ہمارے لیے تگ ودو اور مسلسل کوشش کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ وہ ایک امیر گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جب تعلیم سے فراغت پائی تو موروثی دولت اختتام پذیر ہو چکی تھی۔ لہٰذا انہوں نے نئے سرے سے زندگی کی بنیاد رکھی..... آل انڈیا کانگریس میں برسوں تک رہے۔ ہندو قومیت نے جب اپنا جال بچھایا تو مسلمانوں کے وجود کو بچانے کے لیے نظریہ پاکستان کو اپنا سیاسی مشن قرار دیا۔

بس پھر کیا تھا ان کے خلاف چار جانب سے ایک ایسا طوفان اٹھا جس سے ان کے سیاسی موقف کو مجذوب کی بڑ اور خطرناک سمجھا گیا۔ لیکن واقعات شاہد ہیں کہ اس عزم کے پکے انسان نے اپنے اسلامی موقف سے سرمو انحراف نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ بفضل ایزدی ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھر گیا۔

اس ملک کی پیدائش سے ذرا پہلے اور پیدائش سے فوراً بعد انسانیت سے جو

ہولناک "ہولی" کھیلی گئی اور انسانوں کو جس درندگی سے موت کے گھاٹ اتار اگیا وہ بھی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے، لیکن اس کے باوجود نہ تو ملک کا ناخدا گھبرایا اور نہ ہی یہاں کی قوم نے دل چھوڑا۔ لوگ گرتے پڑتے اور مرتے رہے مگر ان کے تھر تھراتے ہوئے لبوں سے ایک ہی لفظ برآمد ہوتا رہا...... "پاکستان!"

ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں آباد مسلمانوں کی روح' ان کے ضمیر' ان کی تاریخ' ان کے قلب و نظر' ان کی قوت کار اور ان کا ذوق تخلیق پگھل پگھل کر اس جہاں خیز لفظ میں سما گیا تھا...... "پاکستان"

پاکستان جس کا سیاسی ظہور قائداعظم تھے اور نظریاتی ظہور علامہ اقبال مرحوم و مغفور' درحقیقت قراردادوں اور تقریروں کا نتیجہ نہیں تھا۔ یہ تو اصل میں یہاں کے مسلمانوں کا سوز دروں تھا۔ اس کے سوتے بہت گہرے تھے۔ تحریک پاکستان صدہا سال کے کروڑوں انسانوں کی امنگ تھی اور اسی لیے یہ عوام میں بجلی کی طرح دوڑ گئی۔

قائداعظم محمد علی جناح ہمیشہ باری تعالیٰ جل شانہ سے مدد و نصرت کے طلب گار، قرآن مجید سے رہنمائی اور باعث ایجاد عالم، امام الانبیاء، خاتم النبیین رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے متمنی رہے۔

اس سلسلے میں متعدد مآخذ و مراجع دستیاب ہیں۔ ان سے سید صابر حسین بخاری نے اپنی کتاب "قائداعظم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں" (لاہور ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء) میں استفادہ کیا ہے۔

موجودہ کتاب "قائداعظم کا مسلک" کا انتساب (حضرت مجدد الف ثانی کے نام) برمحل ہے۔ علامہ محمد اقبال حضرت مجدد الف ثانی (وصال ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء)

علیہ الرحمۃ کی اسلامی خدمات اور علمی و روحانی کمالات کے پیش نظر انہیں "ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان" قرار دیتے ہیں۔ اور انہی کے حوالے سے تصوف کے متعلق کہتے ہیں:

"حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں کئی جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تصوف شعائر حصہ اسلامیہ میں خلوص پیدا کرنے کا نام ہے اگر تصوف کی یہ تعریف کی جائے تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض کرنے کی جرات نہیں ہو سکتی"......

ایک دوسرے مقام پر علامہ محمد اقبال حضرت مجدد الف ثانی' امام ربانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کو عرفان و سلوک کا مجتہد اعظم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"انہوں نے اپنے زمانے کے تصوف کا تجزیہ جس بے باکی اور تنقید و تحقیق سے کیا' اس سے سلوک و عرفان کا ایک نیا طریقہ وضع ہوا...... اس سے پہلے جتنے بھی سلسلہ ہائے تصوف رائج تھے وہ یا تو وسط ایشیا یا سرزمین عرب سے آئے تھے مگر یہ صرف انہی کا طریق ہے جس نے ہندوستان کی حدود سے نکل کر باہر کا رخ کیا اور جواب بھی پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ، افغانستان، ہندوستان اور ایشیائی روس میں ایک زندہ قوت کی شکل میں موجود ہے" (ویسے آپ کا سلسلہ فیضان روم (ترکی) شام (مصر) مغرب (مراکش) خلیج کے ممالک، چین اور ماوراء النہر تک بھی پہنچا ہے"۔

"تاریخ اولیاء" فارسی، ص ۱۰۷

"تذکرۂ نقشبندیہ خیریہ" محمد صادق قصوری (لاہور ۱۹۸۸ء ص ۱۸' تا

۲۳) میں مندرج ہے کہ:

شاہجہان کی اسلام دوستی، عالمگیر کی حکمت عملی، حضرت شاہ ولی اللہ کا فلسفہ اور خود تحریک پاکستان کی کڑیاں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے جاملتی ہیں۔

اگر حضرت مجدد (علیہ الرحمۃ) الحاد وارتداد کے اکبری دور (جب لوگوں کو یہ باور کرایا جارہا تھا کہ "ہندو اور مسلمان ایک ہیں اور رام (ایک انسان) اور رحیم (اللہ واحد کا صفاتی نام) ایک ہیں" آپ اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں اذانیں ہوتیں۔ نہ مدارس میں قرآن، حدیث، فقہ اور دوسرے علوم دینیہ کا درس ہوتا.... اور نہ خانقاہوں میں سالکین وذاکرین اللہ اللہ کے روح افزاء ذکر سے زمزمہ سنج ہوتے۔ الاماشاءاللہ......"

مولانا محمد بخش مسلم نے اپنے مضمون (مطبوعہ "قومی ڈائجسٹ" لاہور، اگست ۱۹۸۳ء ص ۱۸) میں لکھا ہے کہ:

"قائداعظم میں خدمت اسلام کا جذبہ جدی تھا۔ اس کے پس منظر میں قائداعظم کے آباؤاجداد کی وہ لازوال اور قابل تقلید قربانیاں کارفرما تھیں جو انہوں نے مجدد اعظم حضرت شیخ احمد سرہندی (رحمۃ اللہ علیہ) کی عظیم قیادت میں اکبر اعظم کے جلال وجبروت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کے "دین الٰہی" کو للکار کر اور اسے باطل قرار دے کر دی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ قائداعظم (علیہ الرحمۃ) کے نحیف ونزار اور دھان پان سراپے میں دین مبین کو سربلند اور کامران دیکھنے کی بجلیاں بھری ہوئی

تھیں۔"

"انتساب" کے بعد "اختتامیہ" میں مقالہ لکھنے کا پس منظر اور ضرورت بیان کی گئی ہے۔۔۔ یہ کتاب گیارہ حصوں میں منقسم ہے۔ سلک اول "قرآن کریم اور قائداعظم (علیہ الرحمۃ) ہے۔

"بلوچستان کی نامور شخصیات" جلد سوم، اختر علی خاں بلوچ، کراچی، ۱۹۹۶ء ص ۶۳ پر آغا سلطان ابراہیم خان کے باب میں مندرج ہے۔

"کہتے ہیں کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح شاہی محل قلات کی مسجد میں ان کی امامت میں نمازیں پڑھتے تھے۔ قائد کے ذوق طلب کو دیکھ کر آغا سلطان ابراہیم خان نے قرآن مجید کے دو انگریزی ترجمے، دو تفسیریں اور "شریعت اسلام" کا ایک نسخہ ان کو تحفتاً نذر کیا تھا۔ جو ہمیشہ قیام و سفر میں قائداعظم کے مطالعے میں رہتا تھا۔ ان کی دی ہوئی "شریعت اسلام" کی جلد کا مطالعہ کرتے ہوئے بلوچستان کے معروف بیرسٹر بختیار نے بھی دیکھا اور قائد سے اس کے بارے میں گفتگو بھی کی تھی۔"

سلک دوم	فریضہ نماز اور قائداعظم علیہ الرحمۃ
سلک سوم	صوم رمضان اور قائداعظم علیہ الرحمۃ
سلک چہارم	فریضہ حج اور قائداعظم علیہ الرحمۃ
سلک پنجم	عید میلادالنبی اور قائداعظم علیہ الرحمۃ
سلک ششم	خلفاء راشدین اور قائداعظم علیہ الرحمۃ
سلک ہفتم	سادات کرام اور قائداعظم علیہ الرحمۃ
سلک ہشتم	حضرت مجدد الف ثانی اور قائداعظم علیہ الرحمۃ
سلک نہم	مسلمانان ہند کا عظیم قائد علیہ الرحمۃ

(سانحہ مسجد شہید گنج لاہور، غازی علم الدین شہید، سانحہ مسجد کانپور، وقف علی الاولاد وغیرہ)

سلک دہم سواد اعظم کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ

مسلم لیگ میں اکثریت کن لوگوں کی تھی؟ اہل سنت و جماعت کے اکابرین براہ راست مسلم لیگ میں شامل تھے۔ مسلم لیگ کو مشائخ عظام کی حمایت حاصل تھی۔

سلک یازدہم میں قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے مسلک کے حوالے سے بے جا الزامات کے مدلل جوابات دیئے گئے ہیں۔

کتاب کے آخر میں چار سو کے لگ بھگ ماخذ و مراجع کی فہرست دی گئی ہے۔۔۔ علاوہ ازیں موقع و محل کے مطابق زیر سطور حواشی موجود ہیں۔۔۔ نیز تحقیق طلب امور کی وضاحت کر دی گئی ہے۔۔۔ یوں کتاب کو ہر لحاظ سے خوب سے خوب تر بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

تحریک پاکستان کے حوالے سے سید صابر حسین شاہ بخاری کی کئی تحقیقی اور علمی تحریریں پہلے ہی منظر عام پر آکر خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔

سید صابر حسین شاہ بخاری نے اپنے موجودہ مقالہ کو بڑی محنت، لگن اور ولولہ سے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ بقول شمہ بنی۔

مر مٹے اپنی جستجو میں جو
ایسے لوگوں کا تو جواب نہیں

چندا نے کہا تھا: "زندگی خود چمکنا اور دوسروں کو چمکانا ہے"۔ سید صابر حسین شاہ کا نصب العین اور کاوش بھی یہی ہے۔ ان کا اسلوب نگارش بڑا دلکش اور دلپذیر ہے۔ مصنف اور ناشر محمد سلیم جلالی صاحب دونوں دلی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ باری

تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو کامرانی سے مزین کرے۔

محسن بھوپالی کے الفاظ میں:۔

اسی چراغ کی لو تھی جو کہکشاں بن کر
گھنے اندھیروں میں راہیں ہمیں دکھاتی رہی
جہاں جہاں بھی رہ زندگی میں موڑ آئے
اسی کی روشنی ہمت سدا بڑھاتی رہی

انعام الحق کوثر

(پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر)

سیرت اکادمی بلوچستان (رجسٹرڈ)

۲۷۳ اے۔ لوبلاک III

سٹیلائٹ ٹاؤن کوئٹہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ / ۲۷ جون ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

نعرۂ حق

(پروفیسر محمد ارشد ایم۔ ایس۔ سی تاریخ (جامعہ قائداعظم)

بیسویں صدی کے وسط میں قائم ہونے والی دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت اور اب عالم اسلام کی پہلی واحد ایٹمی طاقت کی حامل ریاست کے بانی قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر متعدد اہل قلم نے خامہ فرسائی کی ہے۔ آپ علیہ الرحمتہ کے بے مثال سیاسی تدبر و بصیرت۔۔۔ آپ علیہ الرحمتہ کی آئینی اور قانونی معاملات میں مہارت آپ علیہ الرحمتہ کے بے داغ کردار آپ علیہ الرحمتہ کی کرشمہ سازاور سحر انگیز شخصیت پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔۔۔ اور لکھا جاتا رہے گا۔۔۔ تاہم آپ کی شخصیت کے مذہبی پہلو پر بہت کم لکھا گیا۔۔۔ اس سلسلے میں ماہنامہ "الحق" (اکوڑہ خٹک) میں شائع شدہ ابو سلمان شاہجہان پوری صاحب کے ایک انتہائی قابل اعتراض بلکہ شر انگیز مضمون کے رد عمل کے طور پر جناب سید صابر حسین شاہ بخاری نے اس موضوع پر توجہ دی اور ان کے تین بصیرت افروز مضامین پر مبنی ماہنامہ "کنزالایمان لاہور" کا خصوصی نمبر ستمبر ۱۹۹۸ء میں چھپا۔

پھر آپ کی ایک خوبصورت کتاب "قائداعظم بارگاہ رسالت مآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) میں" "بزم رضویہ" (لاہور) کے زیر انتظام شائع ہوئی۔ اس میں بعض ایسے ایمان افروز واقعات منظر عام پر لائے گئے جن سے دو قومی نظریے اور تحریک قیام پاکستان کے روحانی پس منظر پر روشنی پڑتی ہے۔ اب زیر نظر کتاب

میں آپ نے قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی مذہبی زندگی اور آپ کے عقیدہ و عمل پر تفصیل سے بحث کی ہے اور قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں کانگریسی علماء اور ان کے پیروکاروں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔

دراصل دو قومی نظریے اور تحریک پاکستان کے مخالفین کانگریسی علما اپنے آپ کو اسلام کا بلا شرکت غیرے اجارہ دار تصور کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ خود ان کی صفوں سے نکل کر اگر علامہ شبیر احمد عثمانی جیسی ہستی نے بھی دو قومی نظریے اور تحریک پاکستان کی تائید و حمائیت شروع کی تو دارالعلوم دیوبند کے دیوبندی طلباء نے گندی گالیوں پر مبنی فحش اشتہارات اور کارٹون چسپاں کیے جس میں علامہ عثمانی کو ابو جہل تک کہا گیا۔۔۔ اور ان کا جنازہ نکالا گیا۔۔۔ ان کے قتل تک کے حلف اٹھائے۔۔۔ اور اتنے فحش اور گندے مضامین ان کے دروازے میں پھینکے کہ بقول علامہ عثمانی "اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں" واضح رہے کہ علامہ عثمانی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سب دریدہ دہنیوں اور بد تمیزیوں کے ضمن میں جمعیتہ العلماء ہند کے مقتدر کانگریسی علماء نہ صرف موید تھے بلکہ بہت سے ان کمینہ حرکات پر خوش ہوتے تھے ("مکالمۃ الصدرین" صفحہ ۲۱)

تحریک پاکستان کی حمایت اور مسلم لیگ کی تائید، قوم پرست کانگریسی علماء کی نظر میں اتنا بڑا جرم تھا کہ انہوں نے اپنے مقتدر استاد بلکہ استاذ الاساتذہ کو بھی معاف نہیں کیا تو محمد علی جناح جیسے تھری پیس سوٹ میں ملبوس مسلمان ان کی تیغ ستم سے کیسے بچ سکتے تھے؟۔۔۔ چنانچہ ان کو کافر اعظم تک کہا گیا۔۔۔ ان کے مذہب و مسلک کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پھیلائے گئے۔۔۔ اسلام کے حوالے سے ان پر جہالت اور بے عملی کے الزام عائد کیے گئے۔

ظاہر ہے کہ جن حضرات کی اسلام پر بزعم خویش ایسی اجارہ داری تھی کہ علامہ عثمانی تک کو "ابو جہل" کہنے کہلوانے پر خوش تھے انھیں محمد علی جناح میں اسلام کی رمق کہاں دکھائی دیتی ہوگی؟ ۔۔۔ اسی نقطہ نظر کے حامل بعض حضرات آج بھی قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ کی شخصیت پر اسی نوعیت کے طعن و تشنیع کے لیے سرگرم ہیں۔

کاش ان کی توجہ اس طرف مبذول ہوتی کہ محمد علی جناح کی صرف یہ ایک اسلامی خدمت ان کو اپنے عہد کا عظیم ترین مسلمان ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ انھوں نے ملت اسلامیہ کے مجموعی مفادات کے تحفظ کیے لیے بالعموم اور برعظیم پاک و ہند کے کروڑوں مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کے لے بالخصوص ایک مضبوط پناہ گاہ۔۔۔ ایک عظیم الشان اسلامی ریاست قائم کر دی جس میں انشاءاللہ رہتی دنیا تک ہزاروں دینی ادارے درسگاہیں اور یونیورسٹیاں' لاکھوں علماء دین اور سکالرز' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے کروڑوں نام لیوا' ممتاز سائنس دان' بہادر جرنیل اور سپاہی' ماہرین تعلیم و اقتصاد' اسلام کی سربلندی اور دفاع کے لیے آزادانہ سرگرم عمل رہیں گے ۔۔۔ آج بھی پوری دنیا میں جہاں کہیں مسلمان مظلوم ہوں ان کے حق میں آواز اسی مملکت خداداد سے بلند ہوتی ہے ۔۔۔ پورے عالم اسلام کی نظریں امید و بیم سے اس کی طرف اٹھتی نظر آتی ہیں ۔۔۔ یہ سب قائداعظم محمد علی جناح کے عمل صالح کا تسلسل ہے ۔۔۔ یہ آفتاب تو پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے اگر کچھ لوگوں کو دکھائی ہی نہیں دیتا تو اس میں آفتاب کا کیا قصور؟ ۔۔۔

قائداعظم محمد علی جناح صحیح معنوں میں عامتہ المسلمین کے قائد تھے مسلمانوں کی عظیم اکثریت کا اعتماد آپ کو حاصل تھا گویا آپ مسلمانوں کے سواد اعظم

کے راہنما تھے۔ چنانچہ آپ نے بھی کبھی جمہور کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی۔ کبھی اپنے آپ کو مسلمانوں کے کسی خاص فرقے یا گروہ سے منسوب کرتے ہوئے محدود نہیں کیا۔

جناب سید صابر حسین شاہ بخاری نے اپنی اس طویل تحریر میں انتہائی محنت اور جانکاہی سے جابجا منتشر اور بکھری ہوئی قیمتی معلومات کو یکجا ترتیب دے کر قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ کے اسلام سے لگاؤ اور محبت کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ عقیدہ و عمل کے اعتبار سے پکے اور سچے مسلمان تھے اور فی الحقیقت برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ کے قائد اعظم تھے۔

قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی شخصیت کے خلاف مخالفین و معاندین کے ناروا حملوں کا ازالہ کرنے کا ایک مناسب اور موثر طریقہ یہ بھی ہے کہ مطالعہ پاکستان کے نصاب بالخصوص انٹرمیڈیٹ اور گریجوایشن کی سطح پر نصابی کتب میں ان پہلوؤں پر مواد شامل کر کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اسلامی حیثیت کو کما حقہ اجاگر کیا جائے۔

مقام افسوس ہے کہ کچھ عرصہ قبل مطالعۂ پاکستان کی بعض نصابی کتب میں ایسا ردوبدل کیا گیا جس سے الثادو قومی نظریے اور تحریک پاکستان کا دینی پس منظر مزید دھندلا جاتا ہے۔

محمد ارشد

ایم۔ایس۔سی تاریخ (جامعہ قائد اعظم)

28 مئی 1999ء (یوم تکبیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے میر

(حامد میر ایڈیٹر روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد)

16 ستمبر 1937ء کو سنٹرل لیجسلیٹو اسمبلی آف انڈیا میں ایک شریعت بل منظور کیا گیا۔ شریعت بل کی منظوری پر مولانا شوکت علی' مولانا ظفر علی خان' مولوی محمد عبدالغنی' قاضی محمد احمد کاظمی اور شیخ فضل حق پراچہ سمیت اسمبلی کے بہت سے مسلم ارکان نے محمد علی جناح کو مبارکباد دی کیونکہ یہ بل جناح کی محنت اور قابلیت کی بدولت منظور ہوا تھا۔ اس بل کی راہ میں زیادہ کاروٹیں اسمبلی کے ہندو اور عیسائی ارکان کی جائے چند ایسے مسلمان ارکان نے کھڑی کیں جو جاگیردارانہ پس منظر رکھتے تھے۔ ان ارکان میں سر محمد یامین خان' میجر نواب سر احمد نواز خان اور کیپٹن سردار سر شیر محمد خان سرفہرست تھے جو شریعت بل کی مخالفت صرف اس لیے کر رہے تھے کہ بل کی منظوری کے بعد انتقال جائیداد کے مقدمات کا فیصلہ اسلامی قوانین کے مطابق ہوتا اور یہ جاگیردار عورتوں کو بھی جائیداد میں سے حصہ دینے پر مجبور ہو جاتے۔

سر محمد یامین خان نے پہلے تو لفظ "شریعت" پر اعتراض کیا اور کہا کہ:

"مسلمانوں کے ہر فرقے کی شریعت مختلف ہے لہٰذا لفظ شریعت کے استعمال سے یہ قانون متنازعہ ہو جائے گا۔"

جناح نے جواب میں کہا کہ "اس قانون کے تحت مقدمات کے فیصلے مسلم جج کریں گے اور فیصلہ درخواست دہندہ کے مسلک کے مطابق ہو گا۔" اسمبلی کے رکن قاضی محمد احمد کاظمی نے سر محمد یامین خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "آپ لفظ شریعت سے خوفزدہ نہ ہوں کیونکہ شریعت کا ماخذ قرآن اور حدیث ہے"۔ سر محمد یامین خان نے جواب میں کہا کہ "شیعہ تو ان کو نہیں مانتے۔" جب ماحول کشیدہ ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ "میرا مطلب ہے شیعہ نہ پہلے خلیفہ کو مانتے ہیں نہ دوسرے کو اور نہ تیسرے کو مانتے ہیں۔"

مسلمان ارکان کی اس فرقہ وارانہ چپقلش پر ہندو ارکان مسکرا رہے تھے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ مسلم پرسنل لاء (شریعت) بل اسمبلی کے ایک سنی رکن حافظ محمد عبداللہ نے پیش کیا تھا۔ 9 ستمبر 1937ء کو یہ بل اسمبلی کی ایک سلیکٹ کمیٹی کے سامنے پیش ہوا۔ بعد ازاں مسلم ارکان کی اکثریت نے محمد علی جناح کو یہ فریضہ سونپا کہ وہ اس بل میں موجود کچھ قانونی پیچیدگیوں کو دور کرنے کے لیے ترمیم پیش کریں لیکن اسی اسمبلی کے ایک سنی رکن سر محمد یامین خان نے شریعت بل پر شیعہ سنی اختلافات کی گرد اڑانے کی کوشش کر ڈالی۔ محمد علی جناح نے کسی بھی مرحلے پر خود کو شیعہ سنی بحث میں نہ الجھنے دیا بلکہ انہوں نے کہا کہ "میں مسلم خواتین کے حقوق کا تحفظ چاہتا ہوں" ان کے دلائل میں اتنا وزن تھا کہ 16 ستمبر 1937ء کو سنٹرل لیجسلیو اسمبلی آف انڈیا کے شیعہ اور سنی ارکان صرف مسلمان بن گئے اور آخر میں سر محمد یامین خان نے بھی شریعت بل کی حمایت کر دی۔

محمد جعفر، آئی اے رحمٰن اور غنی جعفر کی مرتب کردہ کتاب "جناح ایز اے پارلیمنٹیرین" میں شریعت بل کے متعلق سنٹرل لیجسلیو اسمبلی آف انڈیا میں ہونے والی بحث

کی تفصیل موجود ہے جسے پڑھنے کے بعد اس تاثر کو تقویت ملتی ہے کہ جناح نہ شیعہ تھے نہ سنی بلکہ صرف ایک مسلمان تھے۔

1968ء میں فاطمہ جناح کا انتقال ہوا تو ان کی بہن شیریں بائی نے ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی کہ "فاطمہ جناح کی جائیداد کا فیصلہ شیعہ وراثتی قانون کے تحت کیا جائے"۔

کچھ عرصہ بعد 20 اکتوبر 1970ء کو حسین علی گانجی والجی نے سندھ ہائیکورٹ میں شیریں بائی کی درخواست کو چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ "فاطمہ جناح شیعہ نہیں بلکہ سنی تھیں۔" درخواست میں کہا گیا تھا کہ "فاطمہ جناح کے ساتھ ساتھ محمد علی جناح بھی سنی تھے۔" درخواست دہندہ کے دعوے کو آسانی سے مسترد کرنا آسان نہ تھا کیونکہ وہ رشتے میں محمد علی جناح کے چچا لگتے تھے۔ مقدمے کی سماعت کے دوران شریف الدین پیرزادہ نے عدالت کو بتایا کہ "جناح نے 1901ء میں اسماعیلی عقیدہ چھوڑ دیا تھا کیونکہ ان کی دو بہنوں رحمت بائی اور مریم بائی کی شادی سنی خاندانوں میں ہو گئی تھی تاہم جناح نے کبھی خود کو شیعہ یا سنی نہیں کہا تھا۔ شیریں بائی نے اسماعیلی عقیدہ برقرار رکھا کیونکہ ان کے خاوند بھی اسماعیلی تھے۔ انہوں نے فاطمہ جناح کی وفات کے بعد بمبئی چھوڑ اور پاکستان آ کر شیعہ بن گئیں۔"

عدالت میں آئی ایچ اصفہانی نے کہا کہ "وہ 1936ء میں جناح کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے اور جناح نے انہیں خود بتایا تھا کہ ہمارے خاندان نے 1934ء میں اسماعیلی عقیدہ چھوڑ کر شیعہ مسلک اختیار کر لیا تھا۔" انہوں نے کہا کہ "جناح نے رتی بائی (مریم خاتون) کے ساتھ نکاح بھی شیعہ روایات کے مطابق کیا اور نکاح خواں بھی شیعہ تھا۔" ایک اور شیعہ گواہ سید انیس الحسنین نے عدالت کو بتایا کہ "میں نے فاطمہ

جناح کی ہدایت پر محمد علی جناح کو شیعہ روایات کے مطابق غسل دیا لیکن وہ اس حقیقت سے انکار نہ کر سکے کہ بانی پاکستان (خود قائد اعظم کی وصیت کے مطابق) کی نماز جنازہ ایک حنفی عالم دین مولانا شبیر احمد عثمانی (حنفی) نے پڑھائی تھی۔

حسین علی گانجی والجی کے گواہ شریف الدین پیر زادہ کا موقف تھا کہ "وہ 1941ء سے 1944ء تک جناح کے سیکریٹری تھے"۔ انہوں نے عدالت میں ایسی دستاویزات پیش کیں جن سے ثابت ہوتا تھا کہ جناح فرقہ واریت پر یقین نہیں رکھتے تھے۔"

24 فروری 1970ء کو سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس عبدالقدیر شیخ نے فاطمہ جناح اور لیاقت علی خان کا وہ حلف نامہ مسترد کر دیا جس میں محمد علی جناح کو شیعہ کہا گیا تھا۔ عدالت نے فاطمہ جناح کی جائیداد پر (بہن کی حیثیت سے) شیریں بائی کے حق کو قائم رکھا لیکن یہ بھی کہا کہ "جناح نہ شیعہ تھے نہ سنی تھے۔ وہ ایک سادہ سے مسلمان تھے۔"

عدالتی فیصلہ محمد علی جناح کو اسی مقام پر لے گیا جو ان کے نظریات کے عین مطابق تھا۔ وہی مقام جو انہیں 1937ء میں شریعت بل کی منظوری کے بعد مل گیا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ محمد علی جناح اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے ایک ادنیٰ سے پیرو کار تھے اور صرف مسلمان تھے کیونکہ اللہ کے آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی شیعہ تھے نہ سنی بلکہ صرف ایک مسلمان تھے۔

قائد اعظم کے عقیدے کے متعلق بعض حلقوں نے کئی غلط فہمیاں پھیلائیں۔۔۔ لبرل قسم کے لوگ انہیں لادین ثابت کرتے ہیں۔۔۔ فرقہ

واریت پر یقین رکھنے والے انہیں اسماعیلی اور شیعہ ثابت کرنے میں مصروف ہیں لیکن جناب سید صابر حسین بخاری کی یہ تصنیف قائداعظم کو صرف اور صرف ایک مسلمان ثابت کرنے کے لیے کافی ہوگی۔ اس موضوع پر میں نے خود بھی کئی دفعہ لکھا ہے اور تحقیق کی ہے۔ بخاری صاحب کی کتاب کے مسودے میں انتہائی ٹھوس اور مستند حوالے موجود ہیں جن کے باعث کتاب کی حیثیت ناقابل تردید ہے اور کتاب لکھنے والا یقیناً لائق تحسین ہے۔ بخاری صاحب کی یہ تصنیف قائداعظم پر اپنی نوعیت کی منفرد تحقیق ہے جس کے نتیجے میں فرقہ واریت کو ختم کرنے میں آسانیاں پیدا ہوں گی۔

حامد میر

ایڈیٹر "اوصاف" اسلام آباد

روداد مناظرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف تمنا

(جسٹس میاں نذیر اختر صاحب، جج۔ لاہور ہائی کورٹ، لاہور)

مسلک قائداعظم وسیع تر معنوں میں تو امت مسلمہ کی ملی فلاح و بہبود تھا۔ اپنے عقیدے کے اعتبار سے وہ ایک پکے اور سچے مسلمان تھے..... فقہی اعتبار سے سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب (برہان شریف اٹک) نے محتاط تحقیق کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ قائداعظم مسلک اہل سنت و جماعت پر کاربند تھے، اسی لئے اکابر علماء اہل جماعت نے تحریک پاکستان کے دوران، کشادہ دلی سے ان کی تائید و حمایت کی تھی۔ حضرت قائداعظم خود کو صرف اور صرف "مسلمان" کہلانا پسند فرماتے تھے۔ مسلمانانِ ہند کا قائد و راہبر ہونے کے ناطے انہیں یہی بات بجتی تھی کہ وہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر صرف "مسلمان" کی حیثیت سے معروف ہوں۔ اسی لئے انہوں نے ایک بار شیعہ علماء کے وفد سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا تھا[1] تا کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں مستقبل کا مورخ انہیں کسی محدود فرقے سے منسلک نہ کر دے۔

طریق اہل سنت و جماعت پہ ان کی تربیت کئی مسلمان علماء اور روحانی شخصیتوں نے کی۔ ان کے فیضان سے وہ صراط مستقیم پہ گامزن رہے اور بالآخر انہیں بلند روحانی مقامات حاصل ہوئے..... سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی تحقیقی کاوش قابل قدر ہے۔ امید ہے ان کی اس مخلصانہ کوشش "قائداعظم کا مسلک" سے مسلکِ قائد کی تفہیم اہل پاکستان کے لئے ان شاء اللہ العزیز سہل ہو جائے گی۔

جسٹس میاں نذیر اختر
جج لاہور ہائی کورٹ
لاہور

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ
۱۹ دسمبر ۱۹۹۹ء
اتوار

[1] آپ نمبر ۱۱ کی مسلک یازدہم میں واقعات صفحہ پر حوالہ نمبر ۵۷۔۵۸ کے تحت ملاحظہ کریں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلام عقیدت

(محمد سعید انصاری صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور ممبر پنجاب بار کونسل)

میں محترم سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی انتھک محنت اور کاوش کو جو انہوں نے اس گرانقدر تحقیقی کتاب "قائد اعظم کا مسلک؟" کے لکھنے میں کی کو دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور شاہ صاحب کو سلام عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے پاکستان کے بانی جناب قائد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں تمام قوم کو حقائق سے آگاہ کیا اللہ تعالیٰ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے

آمین! ثم آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین صلی وسلم علی سید المرسلین وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

۲۰ دسمبر ۱۹۹۹ء

بدروز پیر

محمد سعید انصاری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور
ممبر پنجاب بار کونسل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

خراج تحسین

(محمد انور بشیر بھٹی صاحب ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ لاہور)

قارئین کرام! میں شعبۂ وکالت سے منسلک ہوں۔ کتاب ھذا "قائد اعظم کا مسلک ؟" کا مطالعہ کیا ہے اور میں اسے ملت اسلامیہ پر قومی احسان بالخصوص وکلاء برادری پر ایک عظیم احسان سمجھتا ہوں کہ قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ جو بانی پاکستان ہیں اور ایک کامیاب وکیل ہونے کے ناطے سے ہماری وکلاء برادری کے قائد ہیں ان کے متعلق بعض حلقوں میں یہ غلط تاثر دیا جاتا ہے کہ آپ کی تربیت پر مغربی اثر بہت گہرا تھا مگر اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ علیہ الرحمۃ کی زندگی کے جو اسلامی پہلو سامنے آئے ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ایک صحیح العقیدہ انسان اور باکردار مسلمان عاشقِ رسول تھے۔

میں یہ بات بڑے فخر سے کہہ رہا ہوں کہ اس کتاب "قائد اعظم کا مسلک ؟" کے توسط سے ہم اکیسویں صدی میں قائد اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو مغربی تہذیب کا علمدار نہیں بلکہ صحیح العقیدہ مسلمان کی باوقار اسلامی حیثیت سے متعارف کرا رہے ہیں اور یہ خراج تحسین ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے اس کتاب میں دامے درمے قدمے سخنے الغرض یہ کہ کسی طرح کی معاونت کی اور ذمہ داری نبھائی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سب کو جزائے خیر دیں۔ آمین

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

۲۵ دسمبر ۱۹۹۹ء

بروز پیر

انور بشیر بھٹی

ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارمغانِ فاروقی

پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی (ایم۔ اے) مدیر ماہنامہ "جہانِ رضا" لاہور

حضرت قائد اعظم محمد علی جناح، پاکستان کے بانی، ملت اسلامیہ کے محسن اور آزادیٔ وطن کے عظیم راہنما تھے۔ ان کی ذات کسی تعارف کی مرہونِ منت نہیں، آپ کی ذات پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔ سرکاری سطح پر اور نجی میدان میں ان کی گرانقدر خدمات پر ہزاروں اعتراف چھپ کر سامنے آئے۔۔۔۔۔

ہر زبان، ہر ملک، ہر انداز اور ہر موضوع پر انہیں داد تحسین دی گئی۔۔۔۔۔۔۔ وہ سیاست دان تھے۔۔۔۔۔ سیاسی تحریروں پر ان کی سیاسی بصیرت پر دفتروں کے دفتر شائع ہوئے۔۔۔۔۔

آج دنیا میں سیاسیات سے ہٹ کر بھی سیاسی راہنماؤں کی زندگی کے کئی اہم گوشوں پر لکھا جانے لگا ہے۔۔۔۔۔ سیاست دانوں کی ذاتی زندگی کے شب و روز سامنے آنے لگے ہیں۔۔۔۔۔ ان کی نجی زندگی اور خانگی حالات پر بھی لکھا جانے لگا ہے۔۔۔۔۔ ان کے مذہبی اور مسلکی رجحانات پر بھی کام ہونے لگا ہے۔۔۔۔۔

دنیا میں ابھرتی ہوئی مذہبی تحریکیں اپنے سیاسی راہنماؤں کی مذہبی اور مسلکی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لانے لگی ہیں اور آج انسان یہ جاننا چاہتا ہے کہ ہمارے سیاسی راہنما مسلکی اعتبار سے کیا تھے۔۔۔۔۔ دینی اعتبار سے کیا تھے۔۔۔۔۔ عقیدے کے لحاظ سے کیا تھے!۔۔۔۔

آج کا مورخ سیاسی خدمات کے ساتھ ساتھ یہ بھی جاننا چاہتا ہے کہ

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو!
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو؟

ہمارے فاضل مصنف کتاب سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب دینی موضوعات پر کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ اسی میدان میں ان کی دلکش تحریروں کو نہ صرف پڑھا جاتا ہے۔۔۔۔۔ بلکہ پسند کیا جاتا

ہے انہوں نے قائداعظم کی زندگی کو دینی اور مسلکی اعتبار سے تحقیق کا موضوع بنایا ہے اور سیاسی شخصیت نگاروں سے ہٹ کر اپنے قائد کو مسلکی انداز میں بھی پیش کیا ہے۔۔۔۔۔

تحریک پاکستان کے وقت قائداعظم برصغیر میں مسلمانوں کے عظیم الشان راہنما کر سامنے آئے۔۔۔۔۔اور پھر ع

"ملت کا ہے پاسبان محمد علی جناح"

کے پرجوش ترانوں کے ساتھ آئے مسلمانوں نے انکی قیادت کو نہ صرف قبول کیا۔ بلکہ ان کے قافلے کے ساتھ مل کر آزادی کی منزل حاصل کی۔

قائداعظم کے مخالفین کی اکثریت، غیر مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ خصوصاً ہندو آپ علیہ الرحمۃ کے سخت مخالف تھے۔۔۔۔۔ان کے سیاسی اور مذہبی لیڈر ہر من گھڑت نقص، ہر خود ساختہ عیب، ہر فرضی الزام و بہتان تراش تراش کر سامنے لاتے تھے۔ اور دوسری جانب کلمہ گو مخالفین و معترضین میں سب سے بڑا طوفان دیوبند کے علماء کے خانوادہ نے اٹھایا جو تحریک پاکستان کے سخت خلاف تھا۔ انہوں نے جبہ و دستار باندھ کر "قائداعظم" کو من حیث الجماعت (نعوذباللہ) بے دین قرار دیا۔ انہوں نے مذہبی دامن کے نیچے کانگریسی زنار چھپا کر قائداعظم کو (نعوذباللہ) "کافر اعظم" کہا۔۔۔۔۔وہ کفار کے کانگریسی کیمپوں سے نکل کر محراب و منبر میں کھڑے ہو کر قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی تکفیر کرتے رہے انہوں نے مشرکین ہندوستان سے کانگریسی وظیفے لے کر قائداعظم علیہ الرحمۃ پر کفر کی سنگ باری کی۔۔۔۔۔کافر اعظم کہنے کے بعد آپ علیہ الرحمۃ کو شیعہ کہا جانے لگا۔ شیعہ کہنے سے دل نہ بھرا۔ تو انہیں علیہ الرحمۃ پارسی کہا جانے لگا۔۔۔۔۔پارسی کہنے سے بھی بات نہ بنی۔ تو انہیں (علیہ الرحمۃ) بے دین کہا جانے لگا۔ غرضیکہ دینی اصطلاح میں کوئی برا خطاب نہ تھا جو ان "راہنمایان دین اور مفتیان شرع متین" نے قائداعظم کے خلاف استعمال نہ کیا ہو۔۔۔۔۔اور اس مکروہ فعل میں مجلس احرار، خاکسار پارٹی، جماعت اسلامی، جمعیت علماء ہند اور سرحد کے سرخ پوش خدائی خدمت گار سب جتھہ بند ہو کر بمصداق بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔۔۔۔۔

آزادی ملی۔ پاکستان بن گیا۔۔۔۔۔ مسلمان قوم ... جانوں کی قربانی دے کر اپنے

... میں بھی کافر قرار ہو گئے...... حیرت کی بات یہ ہوئی کہ قائداعظم کو (نعوذ باللہ) "کافر اعظم" کہنے والے بھی جب اور سندھ سنبھالے اسی پاکستان میں "پناہ گزین" ہو گئے...... جس کی "پ" پر لعنت بھیجتے تھے۔ پاکستان پر ایک سیاسی فنکار چوہدری محمد حبیب نے فیصل آباد سے ایک دو دست کتاب "تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ مسلمان" لکھی جس میں اپنے سیاسی زندگی کی روداد و داستانیں کہ پاکستان میں آنے والوں کی نقاب کشائی کی ہے۔ مگر یہ سیاسی تحریر ہے، اپنے لوگوں کی سیاسی قلابازیوں کو طشت ازبام کیا گیا ہے مگر دینی اور مذہبی حوالے سے قائداعظم کی عظیم شخصیت پر بہت کم لکھا گیا۔

ہم جناب سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں جنہوں نے اپنی شاندار کتاب "قائداعظم کا مسلک؟" میں بڑی تحقیق سے قائداعظم کے مسلک، مشرب اور عقیدہ و مذہب کو پیش کیا ہے۔ یہ محققانہ کتاب ہے، یہ بصیرت افروز تحریر اور گرانقدر تحقیق سیاسی تحریریں پڑھنے والوں کے علاوہ دینی تحریریں پڑھنے والے بھی ضرور پسند کریں گے...... سیاسی دنیا اس کتاب کو منفرد پائے گی اور اپنے سیاسی رہنما کی مسلکی زندگی پر تحقیقاتی تحریر پڑھ کر چند لمحوں کے لئے ٹھہر جائے گی۔ ٹھٹکے گی، چونکے گی...... اور دوسری جانب مذہبی دنیا کے لوگ جو ہمیشہ کانگریسی نواز "مولویوں" کے کافرانہ شور و غوغا سے حیران ہوتے ہیں وہ بھی یقیناً یک گونہ روشنیاں پائیں گے۔

ہم کتاب کے مندرجات کو یہاں پیش نہیں کرنا چاہتے۔ جس سے معلوم ہو کہ قائداعظم کس مذہب اسلام سے تعلق رکھتے تھے؟...... کس فقہی راستہ پر گامزن تھے؟...... ان کے اسلامی عقیدہ کی بنیاد کس مسلک پر تھی؟...... یہ تمام باتیں کتاب کے قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ کتاب کے متن کو غور سے پڑھتے جائیں۔ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کے قائداعظم کس مسلک پر زندگی بسر کر رہے تھے؟...... ان کے مسلکی افکار و نظریات کیا تھے؟...... ان کے دینی معمولات کیا تھے؟...... وہ کس طریقہ پر عبادات ادا کرتے تھے؟...... وہ پاکستان میں کیسا نظام نافذ چاہتے تھے؟......

مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ یہ کتاب سیاسی اور دینی دونوں حلقوں میں پسند کی جائے

گی۔ اور اپنے موضوع کی انفرادیت کی وجہ سے ہر حلقہ میں اپنا مقام حاصل کرے گی۔ اور پھر ہر راست فکر رکھنے والا باشعور، بیدار مغز، محب وطن انسان اسے بار بار پڑھے گا .... ہم فاضل مصنف سید حسین شاہ بخاری (اقامت نشین دربار شریف، اٹک) کی اس کوشش کو بنظر تحسین پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی زندگی کے ایسے ہی پاکیزہ پہلوؤں پر مزید تحقیقاتی تحریریں سامنے لائیں گے۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
(ایم اے)
مدیر ماہنامہ "جہان رضا" لاہور

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۰ ہجری
۱۸ دسمبر ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلک مروارید

(از پروفیسر محمد سرور شفقت صاحب' کیڈٹ کالج' حسن ابدال)

حضرت قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جائے گا' کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں لیکن شاید ہی ایسی کوئی کتاب ملے جس میں قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کے مذہبی اور روحانی پہلوؤں کو اس قدر جامعیت کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہو۔ آپ علیہ الرحمتہ کے بارے میں لکھی جانے والی زیادہ تر کتب آپ علیہ الرحمتہ کی سیاسی کامیابیوں کا احاطہ کرتی ہیں۔ افسوس اس امر کا ہے کہ کسی بھی مصنف نے آپ علیہ الرحمتہ کے مذہبی و دینی رجحانات پر کما حقہ خامہ فرسائی نہ کی اور آپ علیہ الرحمہ کا یہ روشن پہلو لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہا اور پھر یہ روحانی پہلو قائد کی سیاسی زندگی کے "پہلو" میں دب گیا۔ زیر نظر کتاب میں فاضل محقق سید صابر حسین شاہ بخاری نے قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس اہم پہلو کو نمایاں کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ فاضل مصنف جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں' اسے تشنہ نہیں چھوڑتے اور قاری کو کتاب کے اصل مقصد سے آگاہ کر کے خودی کا درس دیتے ہیں۔

زیر نظر کتاب کے بارے میں کچھ عرض کرنے سے قبل ہی قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک خط کا حوالہ دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ حضرت امیرملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ماہور خلیفہ حضرت بخشی مصطفیٰ علی خاں علیہ الرحمتہ کے ہاتھ قائداعظم علیہ الرحمتہ کو ایک نادر قلمی نسخہ "قرآن مجید" مدینہ منورہ کی ایک جا نماز' ایک تسبیح' آب زمزم اور دیگر اشیاء روانہ فرمائیں۔ یہ تحائف موصول ہونے پر آپ نے سلام و دعا کے بعد جواباً لکھا تھا کہ:

> "جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شامل حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ابھی سے کامیاب ہوں اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری راہ میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ آئیں' میں اپنے مقصد سے کبھی پیچھے نہ ہٹوں گا ...... آپ نے "قرآن مجید" اس لئے عنایت فرمایا ہے کہ میں مسلمانوں کا لیڈر ہوں' جب تک قرآن شریف اور دین کا علم نہ ہو گیا

لیڈری کر سکتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ قرآن شریف پڑھوں گا' انگریزی ترجمے میں نے منگوا لئے ہیں۔ ایسے عالم کی تلاش میں ہوں جو مجھے انگریزی میں قرآن کریم کی تعلیم دے سکے'...... جانماز آپ نے اس لئے عطا کی ہے کہ جب میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانتا تو مخلوق میرا حکم کیونکر مانے گی؟ میں وعدہ کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں گا'...... تسبیح آپ نے اس لئے ارسال کی ہے کہ میں اس پر درود شریف پڑھا کروں' جو شخص اپنے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) پر اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب نہیں کرتا' اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کیسے نازل ہو سکتی ہے'......میں اس ارشاد کی تعمیل بھی کروں گا۔"

جب قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مکتوب حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ کو پڑھ کر سنایا گیا تو آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔

"میں حیدر آباد دکن میں بیٹھا ہوں اور جناح صاحب بمبئی میں ہیں۔ اتنی بعد مسافت پر ان کو میرے مافی الضمیر کی کیسے خبر ہو گئی۔ درآنحالیکہ میں نے اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا ہے۔ بے شک جناح صاحب تو ولی اللہ ہیں کہ انہوں نے میرے دل کی بات جان لی"

(محمد صادق قصوری: "تحریک پاکستان اور مشائخ عظام" مطبوعہ لاہور ص ۶۳)

یہ ہے بابائے قوم علیہ الرحمۃ کے مقام کی ایک جھلک!

پیش نظر کتاب میں بے شمار مشاہدات' واقعات اور تاثرات و مبشرات کے ذریعے آپ علیہ الرحمۃ کی زندگی کے اس دینی پہلو کو ابھار کر کیا گیا ہے۔

محترم سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری ایک ایمان افروز مقالہ "بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں قائداعظم" رحمتہ اللہ علیہ' مرتب فرما چکے ہیں اس سے قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں مقبولیت اور قیام پاکستان کے روحانی پس منظر کی عکاسی ہوتی ہے۔

اب سید صاحب نے "قائداعظم کا مسلک؟" جیسے اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور تحقیق کا حق ادا کر دیا' یہ کاوش قابل تحسین اور توجہ طلب پیش رفت ہے۔ ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔

یہ کتاب تقریباً ساڑھے چار سو ۴۵۰ صفحات پر مشتمل ہے اور چار سو سے زائد کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اخبارات و رسائل اور متفرقات کی تعداد ان کے علاوہ ہے۔ اس سے فاضل مؤلف کی محنت اور کاوش کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے!

محترم سید صاحب نے اس عظیم کتاب کو ابواب کی بجائے ایک منفرد انداز سے ترتیب دیا ہے کتاب کا حسن ترتیب مصنف کے حسن انتخاب کا مظہر ہے۔

اس دل آویز کتاب کو ایک خوبصورت انداز میں گیارہ سلکوں کی لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ ہر سلک کے آغاز میں قرآن پاک کی آیت شریف یا حدیث مبارک سلک کے مضمون کی مناسبت سے دی گئی ہے۔ قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل مقام انہی گیارہ سلکوں سے عبارت ہے۔ اور ان علیہ الرحمتہ کی ساری زندگی انہی سلکوں کی اساس ہے اور اس کے ترجمان ہے۔

سلک اول قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے "قرآن کریم" سے گہری محبت و عقیدت اور کلام پاک سے راہنمائی حاصل کرنے کے مختلف واقعات کی طرف قاری کی توجہ مبذول کراتی ہے۔ اس سلک سے ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

عبدالرشید بٹر کی زبانی سنئے۔

"قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) گورنر ہاؤس پشاور میں آئے تو رات دو بجے میں نے انہیں کافی پیش کی۔ اس وقت سردار عبدالرب نشتر، بابائے قوم سے ملاقات کے لئے گورنر ہاؤس میں موجود تھے، وہ ملاقات کر کے کوئی اڑھائی بجے کے لگ بھگ چلے گئے ہوں گے کہ سیکیورٹی والوں نے مجھے طلب کر لیا کیونکہ قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) کے کمرے میں اس شب جانے والا میں آخری سرکاری اہلکار تھا۔ سیکیورٹی والوں نے مجھ سے پوچھا کہ "اس وقت کہیں کوئی شخص تو نظر نہیں آیا۔" کیونکہ جس کمرے میں قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) ٹھہرے تھے اس سے ٹھک ٹھک کی آوازیں آ رہی تھیں۔ یہ آواز ایک ردھم سے آتی۔ اور پھر وقفہ آ جاتا وقفے کے بعد دوبارہ اس ردھم سے یہ آواز آتی چونکہ سرحد میں سرخ پوشوں کا زور تھا۔ سیکیورٹی والوں کو خدشہ ہوا کہ قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) پر کوئی حملہ نہ کیا جا رہا ہو ان کے دروازے پر دستک دینے کی کسی جرأت نہ تھی چنانچہ مجھے ایک روشندان میں سے جھانک کر قائداعظم

(رحمتہ اللہ علیہ) کے بارے میں معلوم کرنے کا فرض سونپا گیا۔ یہ سارا کام انتہائی رازداری سے ہو رہا تھا۔ میں نے جونہی روشندان سے اندر جھانکا تو (دیکھا)۔

قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) فرش پر چل رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ بات میرے لئے تشویش کا باعث بنی اور میں اس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے روشندان سے اندر جھانکتا رہا' لکڑی کے فرش پر چلنے کی وجہ سے قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) کے جوتوں کی آواز ٹھک ٹھک پیدا کر رہی تھی اور جب آواز رک جاتی تو وہ کمرے میں موجود انگیٹھی پر اپنی دونوں کہنیاں رکھ کر ایک کتاب سے کچھ پڑھتے اور پھر ٹہل کر اس پر غور کرتے اور روتے'۔ میں نے یہ بات سیکیورٹی والوں کو بتا دی جنہوں نے بتایا کہ "بابائے قوم کے کمرے میں انگریزی زبان کا ترجمہ والا قرآن مجید کا نسخہ رکھا ہوا ہے۔" اس پر میں سمجھ گیا کہ قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) ایک یا دو آیات شریف پڑھ کر' ان کا ترجمہ پڑھنے کے بعد کمرے میں گھوم گھوم کر ان پر غور کرتے اور یہ معانی و مطالب ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی روانی کا موجب ہیں۔" قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) کے سپاہی جناب منیر احمد منیر کہنے لگے کہ "یہ تو بابائے قوم کا روزانہ کا معمول ہے۔

گوشہ تنہائی میں قرآن شریف پڑھنا
غور و فکر کرنا اور زار و قطار رونا
حضرت قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا روزانہ کا معمول ہے!!

اللہ اللہ! میرے قائداعظم رحمۃ اللہ کا کیا مقام ہے اور لوگوں نے کیا مشہور کر رکھا ہے العجب !!

فریضہ نماز اور قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ سلک دوم کا عنوان ہے۔ اس میں قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو نہ صرف نماز پنجگانہ نماز جمعہ نماز عیدین بلکہ نماز تہجد بھی خشوع و خضوع سے ادا کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ مثلاً" یہاں قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک سابق اے ڈی سی جناب محی الدین کی زبانی آپ کی نماز تہجد کا منظر ملاحظہ فرمایئے۔

"یہ ۱۹۳۹ء کا واقعہ ہے کہ قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) شیروانی صاحب کے بنگلہ میں مقیم تھے' تین بجے شب کے قریب فرسٹ طور پر مسٹر جناح کے کمرے میں ایک زور دار آواز آئی۔ میں خود برابر والے کمرہ میں مقیم تھا یہ آواز سن کر میں وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ محمد علی جناح (رحمتہ اللہ علیہ) نیت باندھ کر نماز تہجد ادا کر رہے ہیں اور پانی کی ایک بوتل ٹوٹی پڑی ہے۔ پتہ یہ چلا اپنے خالق حقیقی (جل شانہ) کے سامنے سربسجود ہونے کے لئے اٹھے تو کسی طرح بوتل سے ان کا ہاتھ ٹکرا گیا اور وہ گر کر چکنا چور ہو گئی۔"

روزہ اسلام کا اہم رکن ہے۔ تزکیہ نفس اور تزکیہ قلب کے لئے صیام کی بڑی اہمیت ہے۔ روزے میں عبادات کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ پھر روزے کے بارے میں تو یہ ہے کہ اس کی جزا اللہ تعالیٰ خود دیں گے۔ سلک سوم میں "صوم رمضان اور قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ" کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ اس سلک سے ایک اقتباس پڑھئے اور ایمان تازہ کیجئے۔

"اگست ۱۹۴۶ء میں سندھ میں پارلیمانی تعطل کو دور کرنے کے لئے تازہ الیکشن ہونے والے تھے۔ قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) سندھ مسلم لیگ کی انتخابی سرگرمیوں کی رہنمائی کے لئے خود کراچی آئے یہ روزوں کے دن تھے۔ اس زمانے میں حاتم علوی ہر روز ان سے ملنے آتے تھے اور دیر تک بیٹھے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے علوی سے پوچھا! "کیا تم روزے سے ہو؟" علوی نے جواب دیا: "جی ہاں سر" پھر آپ نے فرمایا: "میں بھی سن شعور سے روزے رکھتا ہوں لیکن اب صحت کمزور ہے۔ اس وجہ سے نہیں رکھ سکتا۔"

سلک چہارم "فریضہ حج اور قائداعظم" ہے اس سلک کو پڑھئے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ بانی پاکستان علیہ الرحمۃ کی دلی تمنا تھی کہ کسی نہ کسی طرح حج مبارک کی سعادت حاصل ہو اور پھر روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حاضری نصیب ہو۔ آپ علیہ الرحمۃ نے جب زیارت حرمین شریفین کا پختہ ارادہ کیا تو امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے آپ علیہ الرحمۃ کو مبارک بادی کا خط لکھا کہ: "اب آپ کا فرض ہے کہ ان ہزار ہا اشغال کو چھوڑ کر اپنے وعدے کے مطابق اس بارگاہ الٰہی جل شانہ میں

حاضر ہو کر اور دربار شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم حاضر ہو کر اس (مسلم لیگ کی کامیابی) کا شکریہ ادا کریں۔"

جواب میں قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

"۱۷ جولائی کے خط کا بہت بہت شکریہ .... آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں تیزی کے ساتھ جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان کی بنا پر میرے لئے اس وقت ہندوستان سے دور ہونا ممکن نہیں ہے۔"

مصور پاکستان علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی طرح آپ علیہ الرحمہ کا بھی یہ ارمان تو پورا نہ ہو سکا۔ البتہ قیام پاکستان کے بعد آپ علیہ الرحمہ کے ایک عقیدت مند نے آپ علیہ الرحمہ کے بجائے حج بدل ادا کر کے آپ علیہ الرحمہ کی دلی خواہش کی تکمیل کر دی۔

عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کتاب کا سلک انجم ہے۔ فاضل مصنف نے اس سلک میں واضح کیا ہے کہ محافل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا سلسلہ صدیوں سے جاری ہے۔ برصغیر میں بھی مسلمان ہر سال عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اہتمام کرتے آئے ہیں۔ مسلمانان ہند کے محبوب راہنما حضرت قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان محافل میں نہ صرف شمولیت کرتے بلکہ تقاریر کر کے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں اپنی عقیدت و محبت بھی ظاہر کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم (جنوری ۱۹۴۸ء / ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ) کے موقع پر آپ علیہ الرحمہ کی تقریر خاص اہمیت کی حامل ہے۔ جو اس سلک میں مندرج ہے۔ یہاں ایک اقتباس پڑھتے جائیے۔

"آج ہم لوگ یہاں ایک "حقیر اجتماع" کی صورت میں اس عظیم ترین شخصیت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کو خراج عقیدت ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کی تقدیس نہ صرف یہ کہ کروڑوں دلوں میں موجزن ہے بلکہ جس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کے سامنے دنیا کی تمام بڑی بڑی شخصیتوں کا سر احترام و اکرام بھی خم ہے'۔ میں ایک عاجز' انتہائی خاکسار' بندہ ناچیز اتنی عظیم ہستیوں سے بھی عظیم ہستی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کو بھلا کیا اور کس طرح نذرانہ عقیدت پیش کر سکتا ہوں"

سلک ششم میں خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی والہانہ عقیدت و محبت کو زیر بحث لایا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ آپ علیہ الرحمہ اس مملکت خداداد پاکستان میں اسلام کا حقیقی نفاذ چاہتے تھے اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور کی جھلکیاں دیکھنا چاہتے تھے۔ سلک سے قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی ایک تقریر کا یہ اقتباس پڑھئے۔

"میں نے مسلمانوں اور پاکستان کی جو خدمت کی ہے وہ اسلام کی ایک ذاتی سپاہی اور خدمت گزار کی حیثیت سے کی ہے' اب پاکستان کو دنیا کی عظیم قوم اور ترقی یافتہ ملک بنانے کے لئے آپ میرے ساتھ مل کر جدوجہد کریں۔ میری آرزو ہیں کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن جائے کہ ایک بار پھر دنیا کے سامنے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنہری دور کی تصویر عملی پر کھینچ جائے۔ خدا میری اس آرزو کو پورا کرے۔"

سلک ہفتم سادات کرام اور قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے موضوع پر مشتمل ہے۔ فاضل محقق نے اس ایمان افروز سلک میں یہ انکشاف کیا ہے کہ حضرت قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد نے ایک قادری بزرگ حضرت سید عبدالرزاق گیلانی سنی حنفی علیہ الرحمہ (اوچ شریف) کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا تھا جو حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ مصنف نے مستند حوالوں سے یہ بھی ثابت کیا کہ جب قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے مسلمانان ہند کے لئے ایک الگ خطہ پاک کے لئے کوششیں کیں تو اس موقع پر بھی سادات کرام بارک اللہ تعالیٰ عنہم نے نہ صرف ظاہری بلکہ باطنی طور پر بھی قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی سرپرستی اور امداد فرمائی۔ اس سلک سے بطور نمونہ یہ اقتباس دیکھئے۔

"تیسری شخصیت جس سے قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) بہت متاثر ہوئے' حضرت غازی صاحب کی تھی۔ یہ بظاہر تاجر اور آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن تھے مگر بباطن ابدال تھے اور انہیں دربار بغداد سے قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) کی روحانی اصلاح و تربیت کے لئے بھیجا گیا تھا۔" (مفتی عبدالرحمن خان کی زبانی)

سلک ہشتم میں برصغیر میں دو قومی نظریہ کے روح رواں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی فاروقی

سنی حنفی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سے قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ و اجداد کی نہ صرف عقیدت و محبت کو ظاہر کیا گیا ہے بلکہ تحریک پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی فاروقی سنی حنفی نقشبندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد امجاد اور دوسرے مشائخ نقشبندیہ نے قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) کی جو معاونت فرمائی اسے بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس سلک میں تحریک پاکستان کے نامور مجاہد مولانا محمد بخش مسلم رحمتہ اللہ علیہ کے انٹرویو کا حوالہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ مولانا محمد بخش مسلم علیہ الرحمہ نے قائداعظم سے جب یہ فرمایا کہ: "آپ کے اجداد حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے" تو آپ چونک اٹھے اور فرمایا۔

"آج مجھے پتہ چلا ہے کہ میرے عزیز و اقارب سرہند شریف جانا کیوں ضروری سمجھتے ہیں۔"

سلک نہم "مسلمانان ہند کا عظیم قائد" کے نام سے منسوب ہے۔ مصنف نے اس سلک میں ثابت کیا ہے کہ قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ہمیشہ مسلمانوں کے حقوق و تحفظ اور شعائر اسلام کی پاسبانی فرمائی ہے۔ مصنف نے اپنے مخصوص انداز میں تاریخی واقعات وقف علی الاولاد' سانحہ مسجد کانپور' حادثہ مسجد شہید گنج' مقدمہ غازی علم الدین شہید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو صفحۂ قرطاس پر لاکر واضح کیا ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کو قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے مشکل مراحل میں تنہا نہیں چھوڑا بلکہ ہمیشہ مسلمانوں کی رہنمائی و معاونت کا فریضہ بھی جرات اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

سلک دہم۔ "سواد اعظم کی نمائندہ جماعت آل انڈیا مسلم لیگ" کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس سلک میں اصل حقیقت حال سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ ۱۹۰۶ء آل انڈیا میں مسلم لیگ کی ضرورت کیوں پیش آئی پھر آل انڈیا مسلم لیگ سواد اعظم کی نمائندہ جماعت بن کر کیسے ابھری؟ بچے بوڑھے اور جوان کس طرح اس جماعت کے ہمنوا ہوئے' آل انڈیا مسلم لیگ کے پیغام کو کن لوگوں نے آگے بڑھایا۔

فاضل مصنف نے حقائق و شواہد کی روشنی میں ثابت کیا کہ برصغیر کے نامور مشائخ عظام اور علماء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نہ صرف آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا تھا بلکہ نامور سنی قائدین کی اکثریت براہ راست آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل تھی۔ قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کے جانشین ساتھی بھی اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کے کئی تاریخی اجتماعات کی عکاسی بھی اس سلک میں نظر آتی ہے۔

سلک یازدہم اس کتاب کا ماحاصل اور لب لباب ہے اور اس کتاب کی وجہ تالیف بھی۔

مصنف نے مختلف حوالوں سے قائد اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کو بے غبار ثابت کیا ہے۔
یوں تو یہ سلک ساری ہی اہم ہے لیکن محترمہ فاطمہ جناح کا ایک حوالہ اور ڈویژن بنچ کا فیصلہ بڑا
اہم ہے۔ یہ دونوں اقتباسات پیش خدمت ہیں۔
ا۔ محترمہ فاطمہ جناح فرماتی ہے۔

"بچے کو بنیادی طور پر اپنے مذہب سے لگاؤ ہونا چاہیے۔ بچپن میں اس کے دل میں مذہب کی محبت اسے کبھی بھٹکنے نہ دے گی۔ اب قائد اعظم کے مخالف ہمیشہ انہیں مغربی تہذیب کا دلدادہ سمجھتے تھے۔ ان کی خوش پوشی اور روانی سے انگریزی بولنے کی مہارت سے غلط اندازے لگاتے تھے۔ لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ قائد اعظم صحیح العقیدہ مسلمان تھے اور انہیں اپنے مذہب سے والہانہ عقیدت تھی۔ اسی لئے ہندو انہیں خرید نہ سکا اور نہ ہی انگریز کو یہ جرأت ہوئی کہ ان کے نظریات بدل سکے۔"

۲۔ ۱۹۶۸ء میں قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور محترمہ فاطمہ جناح کے بھانجے نے ان کی جائیداد کا نظم و نسق چلانے کے لئے عدالت عالیہ ہائی کورٹ کراچی میں درخواست گزاری۔ اس کی سماعت کے دوران اٹارنی جنرل سید شریف الدین پیر زادہ نے اپنی شہادت میں کہا کہ "قائد اعظم نہ شیعہ نہ سنی بلکہ وہ ایک مسلمان تھے"۔ پیر زادہ نے اپنی شہادت میں قائد اعظم کے خطوط اور سابقہ فائلوں کا حوالہ بھی دیا۔

سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس عبدالحق قریشی اور مسٹر جسٹس عبدالرزاق تھیم پر مشتمل ایک ڈویژن بنچ نے قرار دیا کہ "قائد اعظم (رحمتہ اللہ علیہ) سچے مسلمان تھے۔ فرقہ وارانہ احساسات جذبات اور عقیدہ سے ماوراء تھے' ان کا آئیڈیل رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن پاک ہے۔ جسے وہ مکمل ضابطہ حیات سمجھتے تھے۔ قائد اعظم (رحمتہ اللہ علیہ) کے فرقہ وارانہ عقیدہ کا حوالہ مہمل اور غیر متعلقہ ہے۔ کیونکہ جسٹس عبدالقادر شیخ پہلے ہی فیصلہ دے چکے ہیں کہ قائد اعظم (رحمتہ اللہ علیہ) سچے مسلمان تھے۔ ان کا کوئی فرقہ وارانہ عقیدہ نہیں تھا وہ قرآن اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار تھے"۔

اس حقائق افروز کتب کے آخر میں جو "اختتامیہ" ہے وہ بھی فکر انگیز اور بصیرت افروز ہے۔ اس میں بھی کئی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد "ماخذ و مراجع" کی ایک طویل

فہرست دی گئی ہے۔

یہ شاندار کتاب ایسے موقع پر زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہے۔ جب کہ ایک طرف رمضان المبارک اپنی روحانی اور نورانی برکتوں کے ساتھ جلوہ گر ہے سن ہجری کے اعتبار سے مملکت خداداد پاکستان کا قیام ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ عمل میں آیا اور سن عیسوی کے حساب سے ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء اس کے بانی کا یوم ولادت ہے۔

اس مبارک موقع پر قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی مذہبی اور روحانی زندگی کے تابناک پہلو پر تحقیقی کتاب کی اشاعت کے لئے مصنف سید صابر حسین شاہ بخاری اور ناشر محمد سلیم جلالی حنفی قادری رضوی' بانی و ناظم اعلیٰ بزم رضویہ لاہور دونوں ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔

یہ عظیم کتاب تعلیم یافتہ طبقہ اور سیاستدانوں کے لئے ایک تربیتی نصاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ وہ مصنف کے لئے بالخصوص اور ناشرین کے لئے بالعموم دعا خیر فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے طفیل اس خطہ پاک کو سلامت باکرامت رکھے اور ہمیں نظریہ پاکستان کے عملی فروغ اور نظام مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) نافذ کرنے کی توفیق کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

پاکستان زندہ باد

سرور شفقت

۱۷ شعبان المعظم ۱۴۲۰ ہجری قدسی

۲۶ نومبر ۱۹۹۹ء

بروز جمعتہ المبارک

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تحفہء حجاز

جب بھی کوئی تحریک شروع ہوتی ہے تو مخالفین کی طرف سے اس کے بانیان اور راہنماؤں کے خلاف کوئی نہ کوئی ایسا غلط پروپیگنڈہ شروع کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو ان کے بارے میں بد ظن کر دیا جائے اور وہ ان کی حمایت سے محروم ہو جائیں یہی صورت حال تحریک پاکستان کے راہنماؤں خصوصاً قائد تحریک محترم محمد علی جناح رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی پیش آئی۔ ان (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے خلاف کہا گیا کہ" ان (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا تعلق اہل سنت و جماعت سے نہیں"..... اس غلط پروپیگنڈہ کا مقصد محض یہ تھا کہ وہ برصغیر کے ننانوے فی صد (99%) مسلمانوں کی سیاسی حمایت سے محروم ہو جائیں۔ اس غلط فہمی کا عالم یہ ہے کہ اب تک یہی سنا اور سمجھا جا رہا تھا کہ ان کا تعلق واقعتہً کسی اور محدود فرقے سے تھا۔ حمد اللہ مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کی نہایت اعلیٰ کاوش فرمائی ہے۔ اس کے ذریعہ سے انہوں نے صرف قائد محترم (محمد علی جناح رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دامن کو صاف ہی نہیں کیا بلکہ ایک عظیم محسن (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا حق بھی ادا کیا ہے۔

آج مسلمانان عالم کے سوا اعظم اہل سنت و جماعت کا سر فخر سے بلند ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے پاکستان جیسی عظیم مملکت کے حصول کا ذریعہ بھی ایسے فرد کو ہی بنایا جو حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیائے کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا خادم تھا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کو مزید ہمت عطا فرمائے تاکہ وہ ملت اسلامیہ کے لئے مفید کام کرتے رہیں۔

محمد خاں قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

حجاز پبلی کیشنز لاہور

بروز جمعرات

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۲۰ ہجری

۲ دسمبر ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوشبوئے رفاقت

ہوائے دشت سے بوئے رفاقت آتی ہے
عجب نہیں کہ ہوں میرے ہم عناں پیدا (علامہ محمد اقبال)

حضرت علامہ محمد اقبال جس "رفیق" اور "ہم عناں" کا ذکر فرما رہے ہیں وہ کوئی خیالی یا افسانوی وجود نہیں بلکہ ایک مجسم شخصیت ہے جس کا نام "محمد علی جناح" ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ ایک باکردار سچے مسلمان شخص کا نام ہے۔ قائد اعظم علیہ الرحمۃ کا عقیدہ و ایمان آپ علیہ الرحمۃ کے آہنی کردار کی طرح مضبوط اور صاف و شفاف تھا۔ "محمد علی" نام بھی محض اتفاقی نہیں بلکہ آپ علیہ الرحمۃ کے والدین کی حضور محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے محبت و عقیدت کا غماز ہے۔

خود قائد اعظم کی اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اسکے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بے پایاں عقیدت و محبت کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں بلکہ آپ علیہ الرحمۃ کے مختلف تاریخی خطبات اس کی زندہ و جاوید دلیل ہیں۔ اگرچہ ایک خاص طبقہ اپنے دیرینہ مرض کور نگاہی کی وجہ سے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے روشن کھرے ستھرے سچے عقائد اسلامیہ میں کیڑے نکالتا رہتا ہے۔ یہ "مشرک گر" طبقہ قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے خلاف آئے دن کوئی نہ کوئی جھوٹا گھناؤنا زہریلا پروپیگنڈا کرتا رہتا ہے۔

زیر نظر کتاب جہاں قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کے صاف و شفاف عقائد و ایمان کی بلند پایہ دستاویز ہے وہاں ان پراگندہ و تعصب مآب طبقہ کی تردید میں بھی بے نظیر ہے۔

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی درستگی عقائد و ایمان اور فکری بلندی کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ وہ مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے خود نہیں "آئے" تھے بلکہ "بلائے گئے تھے" اور اس جوہر قابل کو دریافت کرنے کا سہرا نباض حقیقت، قلندر لاہوری، شاعر مشرق، حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے سر جاتا ہے۔ علامہ محمد اقبال جیسا سچا پکا سنی حنفی قادری مفکر شاعر بزرگ ہند کے تمام مسلمانوں کی سیاسی قیادت ایک کج فکر آدمی کو کیسے سونپ سکتے تھے؟

قائد اعظم کا علامہ محمد اقبال سے سو فیصد متفق بلکہ معتقد ہونا اور علامہ صاحب کا قائد اعظم پر کلی اعتماد کرنا اور مشائخ و علمائے اہلسنت وجماعت کا تائید کرنا حضرت قائد اعظم کے عقائد و ایمان کی درستگی پر مہر ثبت کر دیتا ہے مگر جو کانگریسی ٹولہ مملکت خداداد پاکستان کے قیام کو ہی (نعوذ باللہ) گناہ سمجھتا رہا ہے۔ ان

90

کے نزدیک تو سب سے بڑا گناہگار (نعوذباللہ) محمد علی جناح ہی ٹھہرتا ہے۔ ان لوگوں سے کلمہ خیر کی توقع عبث ہے۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ زیر نظر کتاب "قائداعظم کا مسلک؟" کے مصنف و مولف اور خصوصاً بزم رضویہ رجسٹرڈ لاہور کے بانی و منتظم' ناشر و ناظم اعلیٰ محمد سلیم جلالی قادری کو سرفراز و سربلند کرے جنہوں نے ایک تحقیقی دستاویز قوم کے سامنے پیش کر کے بانی پاکستان کے خلاف ہونے والی ہرزہ سرائیوں اور افواہوں کے سامنے بند باندھ دیا ہے۔

حضور صحافی عالم اور تحریک آزادی و تحریک پاکستان کے ممتاز راہنما اور حضور غوث الورٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوانے مولانا حسرت موہانی فرماتے ہیں کہ

"میں نے رات کے پچھلے پہر قائداعظم کو مصلے پر روتے ہوئے اور پاکستان کے قیام کے لئے دعا مانگتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس دن سے میرا یقین پختہ ہو گیا کہ اب اس تحریک کو کوئی نہیں دبا سکتا"

("قائداعظم" از احسان حیدری)

حضرات گرامی جو کام بزم رضویہ لاہور جیسے ادارے نے کیا ہے یہ حکومت پاکستان کو کرنا چاہیے تھا مگر ؎

یہ رتبہ بلند جسے ملنا تھا' مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

خان محمد قادری
ایم اے اسلامیات (ایم عربی) ایم او ایل
فاضل درس نظامی' فاضل جامعہ بھیرہ شریف
پرنسپل جامعہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ
داتا نگر بادامی باغ' لاہور

۴ رمضان المبارک ۱۴۲۰ ہجری
۱۳ دسمبر ۱۹۹۹ء
بروز پیر

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

تائیدی کلمات

(عمر فاروق مصطفوی صاحب' مسلم کتابوی' لاہور)

کسی عظیم شخصیت کے حالات وواقعات اور قومی خدمات کا ذکر کرتے وقت اس کے دینی ومذہبی رجحانات سے چشم پوشی کرنا ایک غیر حقیقت پسندانہ فعل ہے۔ ملک خداداد پاکستان کے بانی حضرت قائداعظم علیہ الرحمۃ کی سیرت کے اس نہایت اہم پہلو کو بیان کرنے میں اکثر سوانح نگاروں سے سخت تساہل ہوا ہے کہ انہوں نے حزم واحتیاط کے ساتھ بابائے قوم کی اسلام دوستی کے روشن پہلو سے قوم کو کماحقہ روشناس نہیں کرایا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قائدالمسلمین کا عقیدہ ومسلک روزروشن کی طرح عیاں ہے۔

زیر نظر کتاب "قائداعظم کا مسلک" میں معروف قلمکار سید صابر حسین شاہ بخاری نے حضرت قائد کے ان مثالی افکار وکردار کا ذکر کیا ہے جن کی بنیاد پر قائداعظم کو بانی پاکستان بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ان روشن عقائد ونظریات میں حضرت قائد کا اللہ تعالیٰ پر واضح ایمان اور اس کی بارگاہ اقدس میں سراپا عاجزومنکسر رہنا' رسول کریم ﷺ کی ذات مقدسہ سے بے پناہ محبت اور ان ﷺ نگاہ فیض کا اُمیدوار رہنا' صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے والہانہ محبت' ان کے ذکر کو اپنی گفتگو کا حصہ بنانا اور اپنے افکار ومعمولات سے ان کے کمال ادب واحترام کا اظہار کرنا' دین اسلام کی حقانیت پر صدق دل سے یقین رکھنا اور اس کے غلبے کیلئے جہد مسلسل کرنا' بزرگان اسلام سے ہمہ وقت تعلق اور ان کی راہنمائی کا خواستگار رہنا' خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے نظام حکومت کے نفاذ کی تمنا کرنا' ہر شعبۂ زندگی میں محمدی قانون (Mohammadan Law) کے اجراء کے لئے بے تاب رہنا' جمیع اُمت مسلمہ وغیر مسلمہ کی خیر خواہی کا جذبہ رکھنا' مساواتِ اسلامی کا لمحہ بہ لمحہ اظہار وپرچار کرنا' نیک نیتی' دیانت داری' راست گوئی' قول وفعل کی یکجہتی' خلوص اور نظم وضبط سے شدید محبت' اور ذاتی مفاد' جاہ طلبی اور نفاق سے شدید نفرت کرنا' ایسے اوصاف

کمایہ ہیں جن کے حسین عمل سے بابائے قوم محمد علی جناح اول قائد اعظم اور بلا آخر بانی پاکستان ہے۔ بھلا حیاتِ قائد میں ان پاکیزہ نظریات و عادات کو نظر انداز کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟

جہاں تک ان کے مسلک کے تعین کے لیے ان کی اپنی تقریر و تحریر اور معمولات کا بغور مطالعہ کیا جائے کیونکہ زیرِ بحث موضوع پر اس سے بڑھ کر مستند و معتبر ماخذ کوئی نہیں ہے اور اس کا فیصلہ (حضرت قائد کی تعلیم کی روشنی میں) عام مسلمانوں پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ اندازِ تحقیق اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ حضرت قائد کے عقیدہ و مسلک کے بارے میں اس کتاب میں یا کسی اور کتاب میں اب تک جتنے اقوال و واقعات' خطبات و پیغامات محفوظ کئے گئے ہیں ان میں سے کسی ایک حوالہ کی ایک سطر سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے کسی مقام پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے کسی حکم کا (نعوذ باللہ) انکار کیا ہو یا اس کی (نعوذ باللہ) بے ادبی و توہین کی ہو' قرآن مجید کی کسی آیت مقدسہ یا لفظ کا انکار کیا ہو' یا اس میں تحریف و تبدیلی کے (نعوذ باللہ) قائل ہوئے ہوں۔ اسی طرح دیگر ضروریاتِ اسلام' انبیاء کرام و ملائکہ کرام' جنت و دوزخ' ظہور امام مہدی' نزول حضرت عیسیٰ اور انعقادِ یوم محشر وغیرہ کا (نعوذ باللہ) انکار کیا ہو' نعیمہ کسی مسلم شخصیت خواہ صحابہ کرام بالخصوص خلفائے اربعہ میں سے ہو یا اہل بیت اطہار میں سے کوئی فرد واحد ہو' ان میں سے کسی کی شان میں (نعوذ باللہ) کوئی ادنیٰ سا نازیبا کلمہ بولا ہو یا ان کے اسلام سے انحراف کا خدانخواستہ عقیدہ رکھا ہو یا نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور دیگر شعار اسلام و مذہبی ایام' میلاد وغیرہ کا (العیاذ باللہ) انکار کیا ہو یا امت اسلامیہ کے کسی اجماعی فیصلہ کا خدانخواستہ انکار کیا ہو' الغرض جب کسی بڑے سے بڑے محقق و مورخ کو اس قسم کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا تو پھر ان کے اسلام میں شک کرنا' ان پر سیکولر (بمعنی لادین) ہونے کا الزام لگانا اور کسی نوپید فرقہ سے ان کو منسوب کرنا سراسر ظلم اور زیادتی ہے اور یہ ظلم اور زیادتی فقط قائد اعظم کے ساتھ نہیں بلکہ جمیع امت مسلمہ کے ساتھ ہے اور اگر کوئی شخص روشن حقائق کا انکار کرتے ہوئے ان پر اپنے فرقہ کا لیبل لگاتا ہے تو عقل و دیانت کے تقاضوں کے مطابق اپنے نظریات' امتیازی علامات اور مخصوص رسومات کو حضرت قائد کی زندگی سے ثابت کرنا ہوگا ورنہ خالی دعووں کی کیا حقیقت؟

رہا قائد المسلمین کا بعض موقعوں پر عام لوگوں کے اس سوال کہ "آپ شیعہ ہیں یا سُنّی؟" کے جواب میں یہ فرمانا "میں نہ شیعہ ہوں اور نہ سُنّی میں صرف مسلمان ہوں" موقع و محل سے اور سائل کی ضرورت کے مطابق تھا۔ بہر حال اگر کوئی شخص حضرت قائد کے اس قول سے ان کے روشن مسلک کو مکدر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی خدمت میں مخلصانہ عرض ہے کہ اس قول کی صحیح تعبیر اور ان کے مسلک کے تعین کے لئے قائد اعظم کی تعلیمات کی روشنی میں ان کی تقریر و تحریر اور معمولات کی طرف رجوع کیا جائے اور فیصلہ عام مسلمان پر چھوڑ دیا جائے تو آیئے حضرت قائد کی تقریر و تحریر اور معمولات کے چند مینارۂ نور اقتباسات کا بغور مطالعہ کریں۔

بابائے قوم نے ایک موقع پر فرمایا:

"میں مسلمان ہوں اور جو رسول اللہ (ﷺ) کا مذہب تھا وہی میرا مذہب ہے۔"

ایک مقام پر فرمایا:

"میں مسلمان ہوں' اللہ' قرآن اور رسول اللہ (ﷺ) پر میرا ایمان ہے۔"

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

"قرآن عزیز ہم سب مسلمانوں کا دین و ایمان ہے اور ہمارا قانون حیات ہے۔"

ایک موقع پر فرمایا:

"ہمارے پیغمبر ﷺ اور خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے سارا اختیار ہوتے ہوئے خود غریبانہ زندگی بسر کی مگر رعایا کو خوش اور خوشحال رکھا۔"

ایک موقع پر فرمایا:

"ہم کو چاہیے کہ ہم اپنی مقدس کتاب قرآن مجید کی تعلیم کی طرف رجوع ہو جائیں ہم کو احادیث (مبارکہ) اور اسلام کی زبردست روایات پر عمل کرنا چاہیے۔"

ایک مقام پر فرمایا:

"میرا ایمان ہے کہ ہم سب کی نجات ان زرّیں قوانین کی پیروی میں

مضمر ہے جو ہمارے عظیم المرتبت مقنن اعظم پیغمبر اسلام (ﷺ)
نے ہمارے لئے مقرر کئے ہیں۔"

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

"حضور (ﷺ) کے صحابہ کرام اور خدام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کا جو مسلک تھا۔ میرا وہی مسلک ہے میں نبی پاک (ﷺ) کا سچا اور مخلص خادم ہوں اور اسی عقیدہ پر قائم ہوں۔"

ایک مقام پر فرمایا:

"اگر ہم مذہب اسلام کو ہر دلعزیز بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ دیرینہ جھگڑے اور مناقشات ترک کر دیں اور بے جا جذبات کو پاس نہ پھٹکنے دیں ہمیں خوجہ، بوہرہ وغیرہ فرقہ وارانہ نام چھوڑ کر ایک قوم مسلمان بن جانا چاہیے"۔

ایک موقع پر جلال میں فرمایا:

"Tell me, my boy, If you take Hazrat Omar, out of the Islamic History, what is lef of it.?"

"اگر آپ تاریخ اسلام سے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو خارج کر دیں تو آپ کے پاس باقی رہ ہی کیا جاتا ہے ؟"

ایک بار اپنے آئیڈیل شخص اور آئیڈیل نظام حکومت کے بارے میں فرمایا:

"پاکستان میں ایک اسلامی حکومت ہو گی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا حکمران اور نظام پاکستان میں رائج ہو گا۔"

ایک مرتبہ کسی شخص کے جواب میں لکھا:

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ چہارم تھے۔ رمضان المبارک کی اکیس تاریخ کو بے شمار شیعہ و سنی مسلمان بلالحاظ عقائد "یوم شہادت" مناتے ہیں۔"

قائداعظم کے ایک رفیق کار لکھتے ہیں:

"ایک میٹنگ میں پاکستان کا پرچم زیر بحث تھا۔ قائداعظم نے فرمایا کہ "یہ بہتر نہ ہوگا کہ پاکستان کے پانچ صوبوں کی نمائندگی کے لئے پرچم میں پانچ ستارے رکھے جائیں؟"۔

اس کے جواب میں سردار نشتر نے کہا: "پاکستان کے ساتھ ریاستوں کے الحاق اور کئی وجوہ سے صوبوں کی تعداد میں کمی وبیشی کا امکان ہے۔ اس صورت میں ستاروں کی تعداد بدلنا ہوگی اور بدلی تو پانچ ستارے بے معنی ہو جائیں گے" اس پر قائداعظم نے مسکرا کر فرمایا۔

"ایسی صورت میں ہم پانچ ستاروں کی توجیہ کریں گے کہ ان سے مراد پنجتن ہیں۔"

قیام پاکستان کے بعد پہلی عید میلادالنبی ﷺ کے موقع پر فرمایا:

"آج ہم لوگ یہاں ایک حقیر اجتماع کی صورت میں اس عظیم ترین شخصیت ﷺ کو خراج عقیدت ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جس کی تقدیس نہ صرف یہ کہ کروڑوں دلوں میں موجزن ہے بلکہ جس (ﷺ) کے سامنے دنیا کی تمام بڑی بڑی شخصیتوں کا سر احترام واکرام سے بھی خم ہے۔ میں ایک عاجز' انتہائی خاکسار' بندۂ ناچیز اتنی عظیم ہستیوں سے عظیم ہستی (ﷺ) کو بھلا کیا اور کس طرح نذرانۂ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔"

زندگی کے آخری ایام میں فرمایا:۔ "جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری قوم آزاد ہے تو میرا سر عاجزی سے بارگاہ رب العزت میں جھک جاتا ہے"۔

یہ کہہ کر قائداعظم کی آنکھوں میں چمک آئی' چہرے پر سرخی دوڑ گئی' آواز بلند ہوتی گئی۔ آپ نے کہا:

"یہ مشیت خداوندی ہے اور رسول اللہ ﷺ کا فیض کہ جس قوم کو برطانوی اور ہندو سامراج نے برصغیر سے حرف غلط کی طرح

منانے کی سازش کر رکھی تھی آج وہ قوم آزاد ہے۔"

جب روح پرواز کرنے لگی تو فرمایا:

"اللہ پاکستان"

قائداعظم کے اس قول "میں صرف مسلمان ہوں" اور مذکورہ اقوال کو چشم خلوص سے ملاحظہ کریں تو یہ سچائی اور حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ قائداعظم ایک ایسے صحیح اور سچے مسلمان تھے جن کی فکری اساس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات سے روشن تھی' ان کا دل محبت اسلام سے ہمہ وقت سرشار تھا' جن کی زبان ذکر الٰہی اور ذکر رسول ﷺ میں ہر دم مصروف رہتی تھی' ان کے نظریات صحابہ کرام واہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین کے ادب واحترام سے مزین تھے' جن کا راستہ اجرائے سنت کی پیروی اور امت مسلمہ وغیر مسلم کی خیر خواہی کے عنوانات سے آراستہ تھا' جن کی جدوجہد کا مقصد حق کی بالادستی اور باطل کی سرکوبی قرار پایا تھا۔ اب ہر مسلمان بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ قائداعظم علیہ الرحمۃ کا مسلک کیا ہے؟ اور ان کے نزدیک ایک صحیح مسلمان کن اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے؟

اس کتاب "قائداعظم کا مسلک" کی وساطت سے ارباب حکومت کی خدمت میں مودبانہ اپیل ہے کہ ملکی اور "درآمدی" ملکی حضرات وقتاً فوقتاً رسائل وجرائد اور اخبارات کے ذریعے نظریہ پاکستان' قائداعظم' علامہ اقبال اور اکابر تحریک پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔

ان کے ایسے مکروہ بیانات اور تحریریں تاریخ کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ ایسی سرگرمیوں اور کارگزاریوں سے مخالفین پاکستان کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے سوا اس کے کہ نوجوان نسل کے ذہنوں کو نظریہ پاکستان سے منحرف کیا جائے اور ملک میں انتشار وافتراق پیدا کیا جائے۔ ایسے پڑھے جاہلوں کی خبر گیری کیلئے جو قانون وضع کیا گیا ہے اور جو سزا تجویز کی گئی ہے اسے قائدانہ جرأت سے عملی جامہ پہنانے کی اشد ضرورت ہے۔ صرف ریکارڈ محفوظ کرنا' سزا کا قانون پاس کرنا اور اس پر عمل نہ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہمارے اور آپ کے قائد تو قول وفعل کی ہم آہنگی کے قائل تھے اور ان کے تضاد وتفرقہ کو ملکی سالمیت' ترقی اور خوشحالی

کے لئے زہر قاتل سمجھتے تھے۔

یہ بات نہایت ہی افسوسناک ہے کہ ایسے لوگ جن کی نظریہ پاکستان کے خلاف سرگرمیاں نمایاں ہیں اور حکومتی اہل کاروں کے نوٹس میں ہیں لیکن بجائے "سرزنش گیری" کی انہیں "مراعات" سے نوازا جاتا ہے۔ حکام بالا کے بالخصوص با وقار اور فرض شناس افراد کی دینی و ملی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے غلط کاموں کا سدباب کریں بلکہ عاجزانہ گذارش ہے کہ "تعلیمات قائداعظم اور ہماری ذمہ داری" پر مشتمل ایک جامع، مختصر اور خوبصورت کتاب مرتب کروائیں پھر اسے حکومتی اور پرائیویٹ اداروں میں نہایت اہتمام کے ساتھ لگوائیں تاکہ ہر پاکستانی اپنے عظیم قائد کے اعلیٰ افکار و کردار کی روشنی میں اپنی سوچ کو راست اور اپنے قدم کو تیز کر سکے

آخر میں التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ سید صابر حسین شاہ بخاری ایسے سراپا خلوص و محبت، مکرم و محسن، مورخ و محقق کے علم و عمل میں برکت و ترقی عطا فرمائے اور جس قدر محنت، لگن اور مستند حوالہ جات کی روشنی میں انہوں نے دُنیائے صحافت میں قائداعظم کی اسلامی دوستی کے باب کا آغاز کیا ہے، تمام ملت اسلامیہ کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ حضرت قائد کی عقیدت میں یہ چند شکستہ حروف بھی ان کے حکم کی پیروی میں لکھے گئے ہیں ورنہ اپنی اوقات کیا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس مقدس کوشش کو قبول فرمائے اور نوجوان نسل کو اپنے عظیم قائد کے محبت بھرے مسلک سے متعارف کرانے کا وسیلہ بنائے۔ آمین بجاہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۰ ہجری

۱۹ دسمبر ۱۹۹۹ء بروز اتوار

عرض گزار

فاروق مصطفوی

(ناشر: مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

پیام سبیل الرشاد

وہ کون سا دین ہے جس میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے' یقیناً" حیات انسانی کا بہترین راہنما اسلام ہے۔ جس کی اساس عقیدہ توحید ہے۔ جہاں تمام الہٰ باطلہ کے انکار کے ساتھ اللہ رب العزت کو معبود حق ماننے کا اقرار بھی ہے۔ اس یقین کو لوگوں میں پختہ کرنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام نے راہنمائی کی تو کسی کا مسلک انکار ٹھہرا اور کسی کا مسلک اقرار...... جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کا انکار کیا اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ان کی عبادت کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ کے ساتھ اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ایمان ہی مکمل دین مذہب اور مسلک ہے۔ انہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کی اطاعت سے انسان بنتے ہیں اور سیرت جنم تو رجتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہی ایمان کی شرط ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ والدہ والناس اجمعین (الحدیث)

"تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) تمہیں والدین' اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں:-"

پس اب مسلک کی صحیح وضاحت ہو گئی .... جس کا مسلک اس عشق و محبت کے پیمانے پر پورا اترے اس کے دین دار ہونے میں شک نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں بات ہے قائداعظم (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مسلک کی' حقیقت یہ ہے کہ ۵۲ سال قبل تعمیر ہونے والی عمارت (پاکستان) میں رہنے والوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے نہ صرف نظریہ پاکستان سے غداری کی بلکہ ماضی میں تحریک پاکستان کی مخالفت میں بھی پیش پیش تھے۔ اور جب بات مسلک پر آئی تو کسی نے بانی پاکستان پر زبان تہمت دراز کی اور کسی نے مصور پاکستان کو نشانہ بنایا......... حد سے بڑھے تو خود "مجرم" سے "محترم" بن کر قیام پاکستان کے' معمار کہلانے کی کوشش کی .... ان کے نظریات میں کہیں تو عشق رسالت کی نفی ہے تو کہیں بغض رسالت کا پرچار .... کہیں عداوت اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ واصحابہ وآلہ وسلم) ہے۔ تو کہیں آل رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) سے دشمنی کا اظہار .... ان زہر آلود عقائد و نظریات اور مسالک نے دین میں جو

فتنہ پروری، فرقہ واریت اور مذہبی دہشت گردی کے بیج بوئے' تاریخ عالم میں نشان عبرت بن رہے ہیں۔ اور یہی لوگ انتہا کو پہنچے تو قائداعظم محمد علی جناح (رحمتہ اللہ علیہ) کی عظیم شخصیت کے روشن نمایاں اور عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) سے سرشار پہلوؤں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ جبکہ وہ محترم شخصیت جس نے کتاب الٰہی جل شانہ کی تلاوت اور آیات قرآنی پر غور و فکر کو عادت بنایا...... جس نے عظمت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پرچار دل کی دھڑکن بنا ...... جس نے ولادت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دن اظہار تشکر و خوشی کی...... سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزو مطالعہ بنایا...... وظیفہ درود شریف کو نغمہ زباں بنایا...... وہ ہم سب کے محسن بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

محترم سید صابر حسین شاہ بخاری نے جس انداز میں قائداعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کے روشن پہلوؤں کو صفحہ قرطاس پر بکھیرا ہے' یہ ان کا ہی نشان امتیاز ہے۔ یقیناً "قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک" تاریخ پاکستان کا لازمی جزو اور حیات قائد کا روشن مرقع ہے جسے ہر محبِّ وطن قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ آئندہ آنے والی نسلوں کو راہنمائی ملے گی کہ ہمارے عظیم قائد کا انداز فکر کیا تھا جو ہمارے لئے تحفہ آزادی کی صورت میں منظر شہود پر آیا۔

خدا کرے کہ یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں ہمارے پیارے ملک کے کونے کونے تک پہنچ جائے۔ اس سلسلے میں بزم رضویہ لاہور کے منتظمین بالخصوص اس کے سرپرست اعلیٰ جناب محمد سلیم جلالی حنفی قادری صاحب کی سعی قابل قدر ہے جبکہ اہل ثروت کو ان کی پوری معاونت کرنا لازم ہے۔

رب العالمین' رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صدقہ مصنف و پبلشرز کی مساعی عظیمہ قبول فرمائے اور اہل وطن کو اس تحفہ کی قدر نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ○

فاروق احمد علوی
ایڈیٹر ماہنامہ "سبیل الرشاد" لاہور
فیضان طیبہ لائبریری
متصل ایم بلاک' وحدت کالونی
لاہور۔ ۵۴۶۰۰

شب جمعہ شعبان المعظم ۱۴۲۰ ہجری قدسی
بمطابق ۲ دسمبر ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باتوں کی خوشبو

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

"قائداعظم علیہ الرحمۃ کا مسلک؟" کے حوالے سے سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی کی شاندار تحقیقی کتاب پر میں کچھ کہوں...... ع

یہ تاب 'یہ مجال' یہ طاقت نہیں مجھے

بالخصوص جبکہ مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی' علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری' پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی' مولانا محمد منشا تابش قصوری' مفتی محمد خان، علامہ خان محمد قادری، گل محمد فیضی' پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر' پروفیسر محمد ارشد' حامد میر، پروفیسر محمد سرور شفقت اور برادرم فاروق احمد علوی صاحبان جیسی مشہور و معروف شخصیات اپنے گرانقدر تاثرات و خیالات کا نہایت نفیس پیرایہ میں اظہار کر چکی ہوں ------ یہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ نہایت عمدہ اور نفیس تحقیقی مقالہ ہے ------

تحریر کی رعنائی' اسلوب کی زیبائی' موضوع کی دلکشی اور بیان کی تازگی کے لطیف پہلو یہ ہیں کہ فاضل محقق نے نزاکت موضوع کے لحاظ سے نفس مضمون کو مختلف ابواب میں نہایت دیدہ زیب انداز میں منقسم کیا ہے اور ان میں سے کئی ابواب اپنی نظریاتی افادیت' تاریخی اہمیت' عصری ضرورت اور معقول ضخامت کی بدولت اس لائق ہیں کہ انہیں علیحدہ کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔

اس جہت سے اس گرانمایہ تحریر دلپذیر کو مجموعہ رسائل کی حیثیت بھی حاصل ہے۔

اسی افادیت و اہمیت کے حوالے سے بزم رضویہ' لاہور' کا جلد ہی "میلاد شریف اور علامہ اقبال" (از سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ)

"عید میلاد النبی ﷺ اور قائداعظم" (از سید صابر حسین شاہ بخاری قادری) کو یکجا کر کے 'ان کا مجموعہ "عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)

"قائداعظم اور علامہ اقبال" کے عنوان سے شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

تحریک پاکستان کے حوالے سے اس عظیم پیشکش میں کئی مشہور و معروف شخصیات کا ذیلی

مختصر تذکرہ بھی ہے۔ اس کتاب میں جہاں کسی شخصیت کا ذکر آیا' فاضل محقق نے جہت
طور پر
وہیں حاشیہ میں اسا پ   معلومات افزا تعارفی نوٹ تحریر فرمادیا۔ اس بصیرت افروز مقالے میں جہاں
حضور غوث الا عظم' حضور   داتا گنج بخش' حضرت مجدد الف ثانی' امیر ملت' امام اہلسنت محدث
بریلوی' آفتاب گولڑہ' غزالی زماں اور شاعر مشرق رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین سمیت ۲۵ شخصیات پہ مختصر
مگر جامع نوٹ تحریر فرمائے ہیں' وہاں ان کے علاوہ تحریک پاکستان   کے بعض مخالفین و
معترضین پر بھی تعارفی نوٹ تحریر کیے ہیں ------

مزید برآں یہ کہ بعض شخصیات و موضوعات کے حوالہ سے مزید تفصیلات کے لئے معاون تصانیف
کی نشاندہی کی ہے' اس عالمانہ اسلوب سے عام قارئین کو اس موضوع پر تحقیق مزید کے لئے کتب
و رسائل کے متعلق مطالعاتی راہنمائی حاصل ہوتی ہے اور علماء اہل سنت (کثرھم اللہ
تعالیٰ و حفظھم) کی گرانقدر تصانیف مبارکہ کے اسماء طیبہ بھی منظر عام پر آتے ہیں' ایک ہی
موضوع کی لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح ------- اس تحریر منیر میں قرآن
عظیم' میلاد پیغمبر اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) صدیق اعظم' فاروق اعظم' (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امام
اعظم' غوث الاعظم' مجدد اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور دیگر شخصیات و موضوعات کے
حوالہ سے قریباً ۲۸ فہرستیں دی ہیں (یہ نمایاں ہیں ورنہ چھوٹی فہرستیں ان کے سوا ہیں) یہ فاضل
محقق کی کثرت مطالعہ اور وسعت علمیہ کے ساتھ ساتھ ان کی اسلام اور اسلامی نظریہ قومیت
(نظریہ پاکستان) نیز تحریک پاکستان' اکابرین پاکستان اور مخالفین پاکستان پر گہری نظر کی روشن
دلیل ہیں ------- الحمد للہ

اس کتاب میں ایک پہلو یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ کسی شخصیت (خواہ کسے باشد) کا تعلق'
بالفرض اگر اس کی زندگی کے ابتدائی دور میں' ملت اسلامیہ کے سواد اعظم سے کٹے' بٹے ہوئے' کسی
محدود فرقہ میں بٹے ہوئے گروہ سے رہا بھی ہو' اور بعد ازیں وہ شخصیت اپنا پرانا باطل مذہب و مشرب
ترک کر دے تو اس پر طعن و تشنیع کیسا؟ ------ آج جو لوگ عبید اللہ سندھی' لیوپولڈ اسد' مارما
ڈیوک پکتھال اور کے ایل گابا جیسی شخصیات کی مثالیں دیتے نہیں تھکتے ------ "ہم مسلمان کیوں
ہوئے؟" ------ "میں نے فلاں مسلک کیوں چھوڑا؟" ------ اور "میں نے فلاں مشرب
کیوں اختیار کیا؟" جیسی تصنیفات و تالیفات کو نہایت اہتمام سے شائع کرتے ہیں' خدا جانے' محمد علی
جناح کے متعلق کیوں تنگدلی اور تنگ نظری کا مظاہرہ کرتے ہیں؟

انہیں خود خیال کرنا چاہیے کہ یہ تو کسی فرد کی حقیقت پسندی کی روشن دلیل ہے کہ وہ اپنے مسلک اور دیگر مسالک کا بے لاگ موازنہ کرنے کے بعد بغیر کسی دنیوی حرص و طمع کے "حق" کو قبول کرلے اور باطل کو رد کردے ---------- نہ کہ ابو جہل' ابولہب' ولید بن مغیرہ' عاص بن وائل' کعب بن اشرف' ابن ابی سلول اور لبید ابن ابی صلت وغیرہ کی طرح حقیقت و صداقت کو جاننے پہچاننے کے باوجود اس انکار کرے .... نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تحریک پاکستان اور بانی پاکستان کے مخالفین و معاندین کا رویہ سراسر متعصبانہ ہے جو کہ مخالفت برائے مخالفت کا آئینہ دار ہے .... اگر ان مخالفین و معترضین کے والدین یا معلمین یا اکابرین نے یا خود انہوں نے "تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی اور تاریخی طور پر ان کا کانگریسی موقف غلط ثابت ہو گیا تو انہیں ان کا از سر نو تحقیقی جائزہ لینا چاہیے..... ان کے کانگریسی موقف کی خامی کھلے دل سے تسلیم کریں .... نہ کہ اپنے اور اپنے "بڑوں" کے غلط موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لئے حقائق کو مسخ کریں ---------- اپنی غلطی کو وسیع القلبی سے تسلیم کرلینا ہی دنیا و آخرت سنوارنے کا باعث ہوتا ہے ---------- لیکن کیا کیجئے کہ وہ حضرات جو دوسروں کو "اکابر پرستی" اور "شخصیات پرستی" کے طعنے دیتے نہیں تھکتے' حیف صد حیف کہ اس معاملے میں ان کے اپنے دامن اسی "شخصیات پرستی" سے آلودہ ہیں ----------

سلک اوّل "قرآن کریم اور قائداعظم علیہ الرحمۃ" میں قرآن عظیم سے قائداعظم علیہ الرحمۃ کی محبت و عقیدت کے حوالے سے بمبئی (نومبر ۱۹۳۹ء) .... حیدر آباد' دکن (اگست ۱۹۴۱ء) دہلی (۱۹۴۲ء اواخر ۱۹۴۳ء ۲۶ نومبر ۱۹۳۶ء جولائی ۱۹۴۷ء) کراچی (۱۹۴۳ء)... لاہور (ستمبر ۱۹۴۵ء) ---------- شیلانگ (۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء) کے پیغامات و خطبات و ارشادات سمیت مولانا منور الدین' میاں بشیر احمد' شریف الدین پیرزادہ' ڈاکٹر سید بدر الدین احمد' راجا غضنفر اللہ خان' مولوی غلام مرشد (سابق خطیب شاہی مسجد' لاہور) آئی سی ایس آفیسر محمد مسعود کھدر پوش' قائداعظم کے سپاہی منیر احمد منیر' عبدالرشید بٹر' مولوی شبیر احمد عثمانی اور عثمانیہ یونیورسٹی' حیدر آباد دکن کے طلباء کے تاثرات و مشاہدات نقل کیے ہیں۔

سلک دوم میں قائداعظم محمد علی جناح کے نماز ادا کرنے کی بابت مولانا مرزا عبدالحمید (خطیب جامع آسٹریلیا' لاہور) رئیس احمد جعفری' راجہ صاحب آف محمود آباد' مقبول حسین وصل بلگرامی' اے بی اکرم (عزیز حسن اکرم' مکینیکل انجینئرنگ مشی گن یونیورسٹی' امریکہ) خواجہ اشرف احمد' پیر محمد حسین جان سرہندی' ممتاز حسن (سابق منیجنگ ڈائریکٹر نیشنل بینک آف پاکستان) مشہور صحافی زیڈ اے سلہری' سید ابوالخیر کشفی' احمد محی الدین (قائداعظم کے سابق اے ڈی سی)'

مولانا مدرار اللہ مدرار، پروفیسر منظور الحق صدیقی، الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، میر رسول بخش تالپور (سابق گورنر سندھ) مولانا ظہور الحسن صدیقی درس، نواب زادہ خان لیاقت علی خان (پہلے وزیراعظم پاکستان)، سردار عبدالرب نشتر، محمد ایوب کھوڑو، مولانا سیف الاسلام، قائداعظم کے جوری متی خادم، مولانا حسرت موہانی اور طالب ہاشمی کے مشاہدات و تاثرات نقل کیے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ تمام نام اس تحقیقی کتاب "قائداعظم کا مسلک؟" سے لیے گئے ہیں.....

اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ بانی پاکستان، محمد علی جناح کے حوالہ سے مطبوعہ تمام کتب ورسائل و مقالات و مضامین کا اس میں احاطہ نہ کیا گیا ہے......اور یہ بھی مدنظر رہے کہ یہ معلوم و دستیاب شدہ معدودے چند روایات و مشاہدات ہیں...... آج قائداعظم علیہ الرحمۃ کے وصال (۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء) سے تقریباً ۵۱ برس بعد ان تمام روایات کا جمع کرنا بہت مشکل ہے، ورنہ اگر قائداعظم علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ میں اس "کانگریسی شوشہ" کی جامع تحقیق کی جاتی یعنی آپ علیہ الرحمۃ کے وصال سے پانچ سال پہلے یا بعد، ان تمام حضرات (جنہوں نے آپ علیہ الرحمۃ کے ساتھ، کبھی کسی موقعہ پر، کسی جگہ پر، کوئی نماز ادا کی ہوئی تھی) کے تاثرات و مشاہدات اکٹھے کیے جاتے بلکہ ان افراد کے صرف اسماء ہی جمع کر دیئے جاتے تو کئی ضخیم جلدیں بھی اس کے لیے ناکافی ہوتیں مثلاً

☆ بمبئی کی گراؤنڈ میں ۱۹۳۵ء میں عیدالفطر کی نماز کے موقع پر گنتی کے چند افراد تو نہ ہوں گے؟......

☆ ۳ مارچ ۱۹۴۱ء کو لاہور ریلوے اسٹیشن کے سامنے آسٹریلیا مسجد میں، روزنامہ "انقلاب" (لاہور) کی رپورٹ کے مطابق:

"نماز سے پہلے ہی فرزندانِ توحید جوق در جوق جمع ہوتے گئے۔ مسجد کھچا کھچ بھر رہی تھی...... مسجد کے دونوں دروازوں کے باہر دریوں کے فرش پر دور دور تک آدمی ہی آدمی نظر آرہے ہیں"

☆ ۲۹ دسمبر ۱۹۴۱ء کو ناگپور میں نماز عید کے موقع پر عیدگاہ میں نمازیوں کی تعداد پچاس ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) تک پہنچ گئی تھی۔

☆ تاسیس پاکستان سے چند سال پہلے، دہلی کی مشہور جامع مسجد میں نماز عید کے موقع پر نمازیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔

ہمارے ضعیف العمر، قائداعظم کا ارشاد اس پہ دلیل ہے:

"......مجھ میں ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) مسلمانوں سے عید ملنے کی ہمت نہیں ہے......"

احادیث مبارکہ میں ہے کہ جہاں کوئی مسلمان نماز ادا کرتا ہے ذکر کرتا ہے وہ جگہ گواہ ہوتی ہے ------ اب دیکھیں کہ قائداعظم کی نمازوں کے گواہ کون کون سے مقامات ہیں؟ ------

☆ مولانا عبدالرشید ارشد فرماتے ہیں کہ:

"وہ (محمد علی جناح) باقاعدہ نماز پڑھتے تھے۔ اگر وہ کسی دورے پر بھی ہوتے تو جامع مسجد میں نماز ضرور پڑھتے تھے......"

☆ اہل تشیع کے ممتاز لیڈر راجہ صاحب آف محمود آباد بھی کہتے ہیں کہ:

"میں آپ کو ایک عجیب واقعہ سناؤں وہ یہ کہ جناح صاحب باقاعدہ پنجگانہ نماز ادا کرتے ہیں اور نماز سنیوں کے (حنفی) طریق پر پڑھتے ہیں......"

لہٰذا اس مقالہ کی روشنی میں پاکستان بنگلہ دیش بھارت بلکہ انگلینڈ وغیرہ کے مقامات کی مختصر فہرست ملاحظہ کریں۔

لاہور کی شاہی مسجد ۲۱ فروری ۱۹۳۲ء ------ دہلی کی جامع مسجد ------ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء حنفی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ شریف ------ بمبئی کی کرکٹ گراؤنڈ ۱۹۳۵ء ------ لاہور ریلوے اسٹیشن کے سامنے آسٹریلیا مسجد ۳ مارچ ۱۹۴۱ء ------ ناگپور کی عیدگاہ ۲۹ دسمبر ۱۹۴۱ء ------ سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی ۱۹۴۳ء ------ مکہ مسجد حیدرآباد ۱۲ جولائی ۱۹۴۶ء ------ علی گڑھ یونیورسٹی کا ٹینس لان کورٹ ------ شاہی محل قلات کی مسجد ------ کراچی کی مرکزی عیدگاہ گراؤنڈ اگست ۱۹۴۷ء ------ لندن میں ایسٹ اینڈ کی ایک مسجد دسمبر ۱۹۳۶ء ------ جہاں جہاں سیاسی و تنظیمی دورے کئے وہاں وہاں کی مساجد اہل سنت میں باقاعدہ باجماعت نمازیں ادا کیں ------ ان کے علاوہ تنہائی میں سنی حنفی طریقہ پر نوافل ادا کرنے کے بھی شواہد ہیں ------

اس کے باوجود یہ ہرزہ سرائی کرنا کہ:

"وہ بے نمازی تھے......انہیں نماز پڑھنا نہیں آتی تھی...... یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس طریقہ پر نماز پڑھتے تھے......"

ایسے حقائق سے چشم پوشی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟ ------ یا اسے غلط، مخالفانہ، پروپیگنڈے سے حسب سراپا خرافات نہ سمجھا جائے تو کیا سمجھا جائے؟ ------

☆ ☆ ☆ ☆

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے اپنے متعلق نہایت عجز و انکساری سے کہا تھا کہ۔

میں نہ عارف 'نہ مجدد' نہ محدث 'نہ فقیہہ

میں نہیں جانتا کہ کیا ہے نبوت کا مقام

"عظیم فلاسفر اور مفکر ڈاکٹر محمد اقبال سے نہ صرف پوری طرح متفق بلکہ ان کے معتقد" قائد اعظم محمد علی جناح نے صاف کہہ دیا تھا کہ:

"میں کوئی عالم دین نہیں ہوں......"

ان پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے میری گذارش ہے کہ معترضین حضرات 'محمد علی جناح کو عارف 'مجدد' فقیہہ 'محدث۔ نہیں مانتے تو نہ مانیں...... انہیں غوث 'قطب 'مفسر' محقق نہیں مانتے تو نہ مانیں...... لیکن کم از کم انہیں ایک صحیح العقیدہ مسلمان تو تسلیم کر لیں...... انہیں مسلمانوں کا مخلص سیاسی قائد تو جان لیں...... انہیں ملت اسلامیہ کا ایک سچا محسن تو سمجھیں-----

○ چلیں مان لیا کہ بریلی کے عظیم الشان جلسہ (۷ امارچ ۱۹۳۹ء) میں مولوی بنے خاں رامپوری علیہ الرحمتہ نے جذبات میں آکر یہ نظم پڑھی تھی

جناح آمد بریلی راہبار اندر بہار آمد

برائے پیشوائی صد ہزار اندر ہزار آمد

○ چلیں تسلیم کیا کہ وزیر آباد کے یادگار جلسہ ۱۹۴۳ء میں علامہ پیر محمد عبد الصبور بیگ باغدروی (خلیفہ ء مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے جوش میں آکر یہ شعر کہہ دیئے تھے۔

اے سید ابرار کے دلدار سپاہی   توحید و رسالت کے پرستار سپاہی

اسلام کی عظمت کے علمدار سپاہی   آزادی کامل کے طلب گار سپاہی

اٹھ قوم کی بگڑی ہوئی تقدیر بنا دے

ہر بچہ مسلم کو جہاں گیر بنا دے

○ چلیں سمجھ لیا کہ مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی حنفی (الشاہ احمد نورانی صدیقی حنفی کے چچا) نے یہ جذباتی نظم بھی "بے خودی" میں لکھی تھی کہ۔

نمایاں کر کے آزادی کی رفعت قائد اعظم
مٹا دیں گے غلامی کی یہ ذلت قائد اعظم
یہ وہ خادم ہیں جو مخدوم کہلانے کے قابل ہیں
ہمیشہ قوم کی کرتے ہیں خدمت قائد اعظم
ہر ایک مخلص کے دل سے یہ صدا اٹھتی ہے ہر لحظہ
سراپا ہیں محبت ہی محبت قائد اعظم

○ چلیں تصور کیا کہ مولانا غلام یزدانی (خلیفہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ) کے یہ الفاظ بھی سراسر جذبات پر مبنی تھے کہ۔

"محمد علی جناح مسلمانان ہند کے سیاسی وکیل ہیں امیر المومنین نہیں ہیں......
انہوں نے ایک اچھے کام کا اقدام کیا ہے دنیا میں ایک اسلامی سلطنت کے قیام کی جدوجہد کر رہے ہیں جہاں (کلمہ طیبہ) لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا پیغام گونجے گا۔"

○ چلیں فرض کیا کہ ریاست میسور کی مسلم کانفرنس کے پانچویں اجلاس منعقدہ شملہ ۲۱ اپریل ۱۹۴۲ء میں مولانا عبد الحامد بدایونی کے یہ الفاظ بھی مبالغہ آمیز تھے کہ:

"دیگر بلاد اسلامیہ کے اکابر کا نظریہ بھی یہی ہے کہ وہ سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ:
"مسٹر جناح اسلام کے قائد اعظم ہوں گے"

○ چلیں یہ بھی گمان کر لیا کہ مولانا عبد العلیم صدیقی حنفی (خلیفہ مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی) کا مسلمانوں کو یہ سیاسی مشورہ بھی جذباتی تھا کہ:

"وہ آل انڈیا مسلم لیگ اور مسٹر جناح سے (جدید مغربی) سیاسیات کا کام لیں......"

○ چلیں یہ بھی جان لیا کہ مولانا محمد بخش مسلم کے یہ تاثرات بھی سراسر مخفی تھے کہ:

"وہ (محمد علی جناح) انتہائی دیانت دار اور با اصول انسان تھے......"

○ چلیں یہ بھی سمجھ لیا کہ مولانا فرید الدین چشتی حنفی (مرید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا یہ بیان بھی شعلہ بیانی پہ مبنی تھا کہ۔

"قائد اعظم ایک مسلمان ہے اور اسلام کا نمائندہ ہے...... جبکہ گاندھی کافر

(مشرک بت پرست) ہے اور کفر کا تماشائی ہے......"

○ چلیں یہ بھی مانا کہ مولانا محمد یوسف سیالکوٹی اور مولانا ابو الانور محمد بشیر سیالکوٹی نے سیاسی جماعت میں پرجوش ہو کر کہہ دیا تھا کہ :

"قائد اعظم مسلمانوں کے لئے خدائی عطیہ ہیں ان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لو......"

○ چلیں یہ بھی تسلیم کہ مفتی محمد برہان الحق جبلپوری (خلیفہ مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی) کے یہ القاب و دعائیہ کلمات بھی جوش خطابت سے لبریز ہیں کہ :

"آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صدر اعظم 'قائد المسلمین' سلطان زعماء الہند 'مسٹر محمد علی جناح کی عمر میں' ہمت میں 'عزم و استقلال میں' صلاح و ہدایت کے ساتھ برکت و قوت عطا فرمائے اور ہمیں ان کی آواز پر لبیک کہتا ہوا ان کے (سیاسی) لائحہ عمل کو جامہ عمل پہنانے کی توفیق بخشے۔"

○ یہ بھی مان لیا کہ خواجہ قمر الدین سیالوی کے مکتوب کے یہ الفاظ بھی بے خودی میں لکھے گئے تھے کہ :

"حضور محسن ملت مسلمہ 'حضرت محمد علی جناح صاحب!

جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین احسن الجزاء

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ"

○ یہ بھی مان لیا کہ سری نگر، کشمیر کی دعوت میں ۱۹۴۳ء میں ۷۰ سالہ بزرگ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ الفاظ بھی جذباتی تھے کہ :

"آپ لوگ اس انسان کی قدر و قیمت سے ناواقف ہیں...... میری نظروں میں اس (محمد علی جناح) کا درجہ ولی سے کم نہیں ہے......"

○ قائد اعظم علیہ الرحمۃ کا مکتوب پڑھ کر امیر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"...... بے شک جناح صاحب تو ولی اللہ ہیں کہ انہوں نے میرے دل کی بات جان لی۔"

○ آخری بات یہ کہ آل انڈیا سنی کانفرنس "بنارس" منعقدہ اپریل ۱۹۴۶ء جس میں پانچ صد 500 کے لگ بھگ مشائخ کرام، سات ہزار 7000 علماء کرام اور دو لاکھ 200000 کے قریب سنیوں نے شرکت کی اس مجمع عظیم میں ۹۰ برس کے بزرگ

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کیا
یہ الفاظ بھی جذباتی تھے کہ :

"..... میں کہتا ہوں کہ وہ (محمد علی جناح) ولی اللہ ہے..... آپ لوگ اپنی رائے سے کہتے ہیں۔ میں قرآن و حدیث کی رو سے کہتا ہوں..... "تم بتلاؤ" ہے کوئی مائی کا لال مسلمان جس کے ساتھ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان قائد اعظم ایسی والہانہ محبت رکھتے ہوں..... ؟ یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے..... اب رہی (میری شفقت و عنایت) میری عقیدت تو تم اس کو کافر کہو..... میں اس کو ولی اللہ کہتا ہوں..... " (ملخصاً)

چلیں علماء اہل سنت و جماعت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تعریفی کلمات قبول نہیں تو نہ سہی..... مگر قائدین حضرات اپنے علماء' مولوی شبیر عثمانی' مفتی شفیع کراچوی اور مفتی عبدالرحمن وغیرہم کے تعریفی کلمات و روایات و بشرات کو تو تسلیم کر لیں..... اگر وہ محمد علی جناح کو قائد اعظم نہیں مانتے تو کم از کم ایک صحیح العقیدہ مسلمان ہی سمجھ کر خاموشی اختیار کر لیں..... قائد اعظم کے خلاف ہرزہ سرائی تو نہ کریں..... ان پر کیچڑ اچھالنے کی کوششیں تو نہ کریں..... چاند پہ تھوکنے کی حماقت تو نہ کیا کریں.....

ایک سید' امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ "حنفی نقشبندی" نے قائد اعظم کو بار بار "ولی اللہ" کہہ کر قائد کی عزت و عظمت ظاہر فرمائی تو دوسرے سید' جناب سید صابر حسین شاہ بخاری "حنفی قادری" قائد کا دینی و روحانی کردار عامتہ المسلمین پہ واضح فرما رہے ہیں..... قائد اعظم کا مذہب و مشرب' حقائق کے آئینہ میں دکھا رہے ہیں..... قائد اعظم کا تعلق کل بھی سیدوں' صدیقیوں اور فاروقیوں ہی سے تھا اور آج بھی ان کا رشتہ' سیدوں' صدیقیوں اور فاروقیوں سے ہے.....

یہ کتاب' رمضان المبارک ۱۴۲۰ ہجری قدسی مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۹۹ء کو منظر عام پر آ رہی ہے..... پاکستان کا قیام ۲۷ رمضان المبارک کو عمل میں آیا جبکہ بانی پاکستان کی ولادت ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو ہوئی اس مناسبت سے اس تحقیقی کتاب کی اشاعت کے لئے یہ تاریخ قرآن السعدین ہے' رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ بھی ہے اور قائد اعظم کا یوم ولادت بھی'..... اُدھر سال نو ہو گا' اِدھر رمضان المبارک کے بعد عید کا پر مسرت موقعہ ہو گا لہذا یہ کتاب عید پہ نوید جانفزا ہو گی اور نئے سال کا تحفہ بھی.....

☆ ☆ ☆

کل نفس ذائقۃ الموت ۔۔۔۔۔۔ مومن اسے محض لسانی (زبانی) حیثیت سے ہی نہیں پڑھتا بلکہ قلبی (دلی) طور پر بھی اس پہ کامل یقین رکھتا ہے ۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔ عملی ظاہری طور پر بھی اس کا اظہار کرتا ہے چنانچہ بانی پاکستان نے اپنی رحلت سے قبل اس کا بھی عملی اظہار فرمایا ۔۔۔۔۔ ایسے عمل فرمایا کہ اپنی دولت و ثروت جو سراسر اپنی محنت و کاوش سے کمائی وہ بھی سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور خدا داد مملکت کے لئے چھوڑ دی ۔ یہاں تک کہ نماز جنازہ کے لئے وصیت بھی فرما دی جس کے مطابق خود کو "سنی حنفی عثمانی" بتانے والے مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب کو نامزد کیا ۔۔۔۔۔ ایسے مولوی صاحب جنہیں خود کانگریسی مخالفین بھی "جید عالم" اور "شیخ الاسلام" تسلیم کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ اگر وصیت کی تہہ میں تدبر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ علیہ الرحمتہ وصیت نہ فرماتے تو شاید قائد کے مخالفین و معترضین یہی اعتراض کرتے کہ :

"محمد علی جناح تو (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) اسماعیلی آغا خانی شیعہ تھے ۔"

دوسری جانب نام نہاد محبین و معتقدین روافض بھی یہی فریب دیتے کہ :

"محمد علی جناح تو (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) اہل تشیع میں سے تھے ۔"

مگر یہ آپ علیہ الرحمتہ کی فراست ایمانی کی روشن دلیل ہے کہ آپ علیہ الرحمتہ نے وقت رحلت بھی اس شیطانی وسوسہ کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ازالہ فرما دیا ۔۔۔۔۔۔

غور فرمائیں کہ جب محترمہ فاطمہ جناح سے قائد کی وصیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ :

"محمد علی جناح میرے بھائی تو شیعہ تھے اس لئے آپ شیعہ طریقہ پر اور وہ بھی بالخصوص اسماعیلی آغا خانی شیعہ طریقہ پر انہیں غسل دیں اور اسی طریقہ پر تجہیز و تکفین کریں اور نماز جنازہ وغیرہ سب اسی طریق پر ہوگا ۔"

محترمہ فاطمہ جناح نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ :

"میرے بھائی تو سنی تھے نہ شیعہ ' وہابی تھے نہ نیچری آپ انہیں سنی او ہابی یا شیعہ کسی بھی طریقہ پر چاہیں غسل دے لیں ۔۔۔۔۔۔"

نہیں ۔۔۔۔۔۔ ہرگز نہیں بلکہ قائد کی آخری وصیت کے متعلق راہنمائی کی ۔۔۔۔۔۔ پھر وصیت کے کاغذ کو چھپا کر ضائع نہیں کیا نہ ہی اسے چھپایا اور نہ ہی یہ کہا کہ :

"یہ غیر معتبر کاغذ ہے ۔ یہ غیر مستند وصیت نامہ ہے ۔"

نہیں ۔۔۔۔۔۔ ہرگز نہیں ۔۔۔۔۔۔ بلکہ محترمہ فاطمہ جناح مرحومہ نے اس کے متعلق خود راہنمائی

کی اور اسی پر عمل کرنے کو کہا' چنانچہ اسی کے مطابق' قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ ان کی اپنی آخری وصیت کے مطابق لاکھوں کے جم غفیر' مجمع کثیر نے سنی حنفی طریقہ پر پڑھی۔۔۔۔۔یوں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ اسلامی کے طریقہ مبارکہ پر قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔۔۔ گویا جس امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ مبارکہ کے مطابق آپ نے عبادات ادا کیں۔۔۔۔ نمازیں پڑھیں' روزے رکھے۔۔۔۔ اسی طریقہ مبارکہ سے بعد از وصال بھی تعلق قائم رہا۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆

مغربی معاشرت میں روحانیت و مادیت میں علیحدگی (Divorce) کر دی گئی یا ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ دین و دنیا میں دوئی (Duality) پیدا کی جا چکی ہے۔۔۔۔۔ دین و سیاست میں جدائی (Separation) ڈال دی گئی ہے جبکہ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی (اقبال)

یہی ثنویت اور دوئی' مغربی اثرات کے تحت تعلیمی نظام میں بھی ہے' اسی کا نتیجہ ہے کہ آج جب تذکرۃ الاولیاء اور تاریخ السلاطین جیسی تصانیف جن کا تعلق خواہ ایک ہی دور سے ہو گا جب مطالعہ کرتے ہیں تو ان میں عجیب سازمانی فرق محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔۔ یوں محسوس ہوتا ہے' جیسے دو بالکل مختلف ادوار کا تاریخی مطالعہ کر رہے ہوں۔۔۔۔۔ کبھی کبھار یوں لگتا ہے گویا دو بالکل مختلف سیاروں کے حالات پڑھ رہے ہوں۔۔۔۔۔ چاہے دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی' انتہائی تیز رفتار ترقی اور مشینی عہد کے تقاضوں کے تحت اختصاص پسندی (Specialization) ضروری ہو چکی ہے مگر عوام الناس کے لئے اتنا تو کم از کم ہو کہ جب احوال التابعین' تذکرۃ المحدثین اور تذکرۃ الاولیاء جیسی "دینی کتب" تحریر کی جائیں تو ان کے "افتتاحیہ" یا "اختتامیہ" میں یا وسطانیہ کے بعض مقامات کے حواشی میں اس عہد کی حکومتوں یا مشہور شخصیتوں کا مختصراً ذکر کر دیا جائے۔۔۔۔ یونہی جب تاریخ الخلفاء اور تاریخ سلاطین جیسی سیاسی تصانیف مرتب کی جائیں تو ان میں اس عہد کے مشہور و معروف فقہاء و علماء و صوفیاء و صلحاء کا مختصراً ذکر کر دیا جائے تاکہ عوامی اذہان بے ربطی اور ثنویت محسوس نہ کریں۔

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کی اس تحقیقی کتاب کا موضوع اگرچہ ایک مشہور و معروف سیاسی شخصیت کے مسلک و مشرب کا جائزہ ہے لیکن اسے زیر بحث لاتے ہوئے جا بجا علمائے

حق (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے ان کے روابط اور خدمات اسلامی کے تذکرے سے یہ بے ربطی یہ دوئی دور ہوتی ہوئی لگتی ہے...... بلکہ اگر بہ نظر غائر دیکھیں تو اس کتاب کا بنیادی موضوع یعنی قائداعظم محمد علی جناح' بانی پاکستان' ایک عظیم سیاستدان' پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کے عقیدہ و مذہب کا بیان' ان کے مسلک و مشرب کا تعارف ہے' اسی لئے اس میں ایک جلیل القدر سیاسی قائد کے اسلامی افکار و گفتار اور دینی خدمات و کردار کا جائزہ پیش کیا گیا ہے'...... اس پہلو سے یہ مقالہ دین و سیاست کی ہم آہنگی کو اجاگر کرنے کا خصوصی پہلو لئے ہوئے ہے۔

مذکورہ کتاب "قائداعظم علیہ الرحمۃ کا مسلک؟" کے علاوہ فاضل محقق کی دیگر تصانیف بھی مذہب و حکومت کی ہم ربطی کو خوب واضح کرتی ہیں اور دین و سیاست میں مطالعاتی بعد کو دور کرتی ہیں' درج ذیل اسماء اس پہ روشن دلیل ہیں۔

☆ "امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۶ء

☆ "خلفائے امام احمد رضا اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۷ء

☆ "علماء اہل سنت اور قائداعظم" (زیر طبع)

☆ "قائداعظم بارگاہ رسالت مآب (ﷺ) میں" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۸ء

☆ "قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے؟" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۸ء

☆ "قائداعظم علیہ الرحمۃ کا مشرب" (زیر طبع)

جناب محمد صادق قصوری صاحب اور دیگر اکابرین کی ایسی تصانیف بھی اسی سلسلہ مبارکہ کی اولین سنہری کڑیاں ہیں۔ "اختتامیہ" کے اختتام پر ایک فہرست اسی سلسلہ میں ملاحظہ کریں۔

جدید طرز تحقیق میں مغربی اثرات کے تحت کچھ ایسے رجحانات پیدا ہو چکے ہیں یا کر دیئے گئے ہیں کہ بالعموم مختلف ادوار کا مطالعہ حالات کے تحت جوں کا توں بیان نہیں کیا جاتا ہے...... بلکہ کچھ منتخب مشہور سیاسی واقعات کے تناظر میں پوری سیاسی تاریخ کا جائزہ لیا جاتا ہے حالانکہ کسی قوم کی حکومتی تاریخ بنانے' بگاڑنے میں قائدین کے ساتھ عوام بھی بھرپور کردار ادا کرتے ہیں...... سیاسی و معاشی عوامل کے ساتھ ساتھ مذہبی' اخلاقی' جغرافیائی اور لسانی عوامل بھی اپنے بنیادی تقاضے پورے کرتے ہیں۔ روح عصر (Geist Age) کی تحقیق کے لئے دو نمایاں اسلوب ہیں۔

استقرائی طریقہ (Inductive Method) جس میں مخصوص حالات سے عام حالات کی طرف فکری سفر واضح کیا جاتا ہے' جو کہ اکثر تاریخی اور سیاسی مطالعہ میں مستعمل ہے۔

استخراجی طریقہ (Deductive Method) اس میں عام حالات سے خاص حالات کی طرف شعوری سفر اختیار کیا جاتا ہے اور اس کتاب میں زیادہ تر اسی استخراجی اصول کے تحت بانی پاکستان کا مسلک واضح کیا گیا ہے۔ ..... اگرچہ توازن فکر کو مد نظر رکھتے ہوئے دوسرے اصول کے مطابق اہم مشہور تاریخی واقعات کی مناسبت سے بھی قائداعظم کا کردار نمایاں کیا گیا ہے ..... اس استخراجی طریقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عام زندگی میں پیش آنے والے کتنے عام سے واقعات و معمولات کتنے بڑے بڑے موضوعات کا تعین کرتے ہیں .....

کسی بھی تحریک میں مختلف عوامل اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں اور تحریک پاکستان میں بھی سیاستدانوں کے ساتھ ساتھ عوام علماء و عوام دونوں کی کوششوں کو ملاحظہ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس کتاب میں بھی جا بجا بالخصوص مسلک دوازدہم (اختتامیہ) میں یہی موضوع بحث ہے ..... علماء اہل سنت و جماعت اور قائداعظم ..... رحمتہ اللہ علیہم و علیہ کتاب گرانقدر معلومات مہیا کرتی ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے کہ کسی بھی قوم اور تحریک کی تاریخ نگار نے یا بنانے میں سیاسی و معاشی عوامل کے ساتھ ساتھ دینی' اخلاقی' ثقافتی اور جغرافیائی عوامل وغیرہ بھی نمایاں کردار ادا کرتے ہیں' چنانچہ برصغیر پاک و ہند کی سیاست میں مذہب اور دھرم کا بڑا گہرا اثر تھا' ہے اور رہے گا .....

☆ یاد رہے کہ اگر قائداعظم اور آل انڈیا مسلم لیگ کا نصب العین اسلامی نظام (نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا نفاذ تھا ..... تو آل انڈیا کانگریس اور ہندو مہا سبھا وغیرہ کا مقصد بھی رام راج کا قیام تھا .....

☆ اگر مسلمانوں کے نزدیک دو قومی نظریہ کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق تھا ..... تو ہندوؤں کے نزدیک بھی ہندی' ہندو' ہندواستھان (ہندوستان) لازم و ملزوم تھے .....

☆ اگر مسلمانوں کے نزدیک دین حق کے لئے وطن سے ہجرت کرنا سنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ..... تو ہندوؤں کے دھرم کے انوسار بھارت ماتا کا بٹوارہ گائے ماتا کے بٹوارے کے مترادف تھا ..... اور ہندو دھرم تو نکلا ہی بھارت ورش سے تھا۔

بہر حال ان حالات میں ہماری سیاست میں مذاہب و مسالک کا کردار متعین کیے بغیر' سیاسیات کا مطالعہ ناقص رہتا ہے اور سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ کی اس تحقیقی کاوش نے کافی حد تک یہ کمی دور فرمائی ہے۔

تاریخ عالم میں مذہبی علماء و پیشوا حضرات (مذہبی شخصیات) کے علاوہ "عوام" بھی بھرپور کردار ادا کرتے ہیں' جن میں صحافی' شاعر' ادیب' دانشور اور سیاستدان حضرات بھی ہوتے ہیں...... ان میں سے کئی حضرات کا تعلق کسی نہ کسی مخصوص مکتب فکر اور مذہب و مشرب سے ہوتا ہے' خواہ وہ اس کا اظہار کریں یا نہ کریں' خواہ ان کا علم اس کے متعلق پورا ہو کہ ادھورا؟......اس صورتحال میں اس مذہب و مسلک کے افراد انہیں مذہبی طور پر اپنے واسطے "حجت کاملہ" نہیں سمجھتے مگر اپنے مذہب و عقیدہ کی مناسبت سے ان کی نمایاں خدمات کا ذکر ضرور کرتے ہیں......اس حوالہ سے بانی پاکستان محمد علی جناح کے ایک اچھے سیاسی قائد کی حیثیت اور اسلام و سواد اعظم کی نسبت سے گرانقدر سیاسی خدمات کو تسلیم کرنا چاہیے۔

واللہ اعلم بالصواب کہ بعض حضرات اپنے مشاہیر سے کیوں صرف نظر کرتے ہیں؟...... وہ یہ نکتہ نہ جانے کیوں فراموش کر دیتے ہیں کہ وہ قومیں تاریخ عالم میں اپنا کردار گھٹا بلکہ مٹا لیتی ہیں جو اپنے اسلاف' اپنے مشاہیر کی خدمات کو محفوظ نہیں رکھتیں...... سید صابر حسین شاہ بخاری اس نکتہ سے خوب آشنا ہیں' اس لئے وہ ایسے فراموش کردہ یا غیر معروف مشاہیر کے کارنامے اور خدمات منظر عام پر لاتے ہیں' ساتھ ساتھ ان کے متعلق پھیلائے گئے شکوک و شبہات بھی دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں...... محبت و عقیدت کی خوشبو سے معطر معطر الفاظ میں مشاہیر اسلام کے محبت افروز تذکرے تحریر کرتے ہیں......اس لئے ان کی تحریر دیکھ کر لبوں پہ بے ساختہ یہی آتا ہے ع

رنگ باتیں کریں اور باتوں سے خوشبو آئے

آپ اس پر مغز مقالہ کو پڑھیں...... نگوں کی ادب آموز' مہکتی مہکتی باتیں اور حقائق افروز لفظوں کی بھینی بھینی خوشبوئیں آپ کو اپنی مشام جاں معطر معطر کرتی ہوئی محسوس ہوں گی۔

دعا ہے کہ مصنف کا قلم حق رقم یونہی حقائق رقم کرتا رہے اور بدر دوام محمد سلیم جلالی (حنفی قادری رضوی رشیدی مدظلہ العالی) انہیں یونہی منظر عام پر لاتے رہیں......آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین......والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

محمد رفیق شیخ حنفی قادری
ایم اے (معاشیات)
بزم رضویہ (رجسٹرڈ)
۳/۱۴/۷ داتا نگر مین بازار بادامی باغ
لاہور' ۵۴۰۰۰

۳ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ
۱۲ دسمبر ۱۹۹۹ء
اتوار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعہ تاریخ (سال طباعت)

نتیجہ فکر: طارق سلطانپوری، حسن ابدال

سال طباعت: ۱۹۹۹ء

سال طباعت: ۱۴۲۰ھ

"فیض غلام حبیب" (۱۹۹۹ء)

"دل و دماغ کا مومن، جلوہ گاہ حق" (۱۴۲۰ھ)

☆

خدا کا برگزیدہ بندہ، جو تھا — حقائق دانِ توحید و رسالہ

محمد اور علی کا شیفتہ تھا — عمر فاروق کا بھی تھا وہ والہ

فراست کا، اولوالعزمی کا پیکر — وہ جہد و استقامت کا ہالہ

گلستانِ خرد کا وہ ریحان — وہ باغِ حکمت و دانش کا لالہ

وہ شاہین تھا، نہ زیرِ دام گیا — شکاری تھے کلیسا و شوالہ

وفادارِ محمد، خادمِ قوم — نہ غیروں کا بنا وہ کار گلہ

عظیم بن کی مساعی سے بالآخر — ملا ہم کو وطن کا قبالہ

حریفوں کی ہوئی ہر چال ناکام — سمجھتے تھے ہمیں جو تر نوالہ

گیا دے کر ہمیں گر تو اک ملک — جواں ہمت وہ پیر ہشتاد سالہ

☆

حقیقت میں عقیدہ اس کا کیا تھا — کیا تحریر مصنّف نے مقالہ

غلط ہیں اس کے بارے میں جو باتیں — دلائل سے کیا ان کا ازالہ

تشکک سے نہ تھا اس کا تعلق — دیا مصنّف نے محکم ہر حوالہ

پڑھے گا جو سلیم الفکر انساں — وہ مانے گا یہ باتیں لامحالہ

کہا سال طباعت "دل" سے طارق
۳۴

"ہے بے مثل و درخشاں کیا مقالہ"

۱ ۹ ۰ ۶ ۰ ۲ ۵

۳۴+۱۹۶۵=۱۹۹۹ء

بی اے، بی ایڈ
صابر براری
بی ۵۶ ، کورنگی، کراچی ۳۱
تاریخ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۹ء

"صوری تاریخ طباعت"

۱۹۹۹ء

"قائدِ اعظم کا مسلکِ حسنہ"

۱۹۲۰ء

"تصنیفِ ادیبِ لبیب سید صابر حسین بخاری"

۱۹۹۹ء

مرحبا صد مرحبا صابر حسین — خوب لکھی یہ کتابِ دلکشا
یوں تو قائد پر کتابیں ہیں کئی — ہے مگر تصنیف یہ سب سے جدا
ملکِ پاکستان کا بانی ہے کون — غمگسارِ ملک و ملت کون تھا
قوم کو پہنچا گئے ساحل پہ وہ — کشتیِ ملت کے تھے وہ ناخدا
شیفتہ تھے ان کے سب پیر و جواں — تھی انہیں حاصل بزرگوں کی دعا
ان پہ تھا اللہ کا فضل و کرم — ان پہ سایا تھا رسولِ پاک کا
ہم انہیں ہرگز بھلا سکتے نہیں — ہم پہ ہیں ان کے کرم بے انتہا
حشر تک روشن رہیگا ان کا نام — ان سا رہبر ہے نہ ہوگا دوسرا
آپکی تصنیف تاریخِ مبیں — ہو گئی دنیائے ادب میں پُرضیا

اس کی تاریخِ طبع صابر کہو
قائدِ اعظم کا مسلک ارتقا

۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

افتاحیہ

سیرت پہ جس کی داغ کا نام و نشان نہیں
صورت میں چاند سا ہے محمد علی جناح
دین خدا کا محرم و اقبال کا رفیق
خورشید حق نما ہے محمد علی جناح

(سید محمد امین علی نقوی)

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ بانی پاکستان' قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے ... مصور پاکستان علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے "مرد مومن" کی تمام صفات ان (علیہ الرحمۃ) میں موجود تھیں ... وہ نہ صرف برصغیر کی سیاست کے مرد اول تھے بلکہ مسلمانان ہند کے ایک عظیم قائد تھے انھوں (علیہ الرحمۃ) نے ہمیشہ تعلیمات اسلامیہ کو ہی اپنے پیش نظر رکھا۔ اس پر ان (علیہ الرحمۃ) کے خطبات اور تاریخی واقعات بھی شاہد عادل ہیں۔ قائداعظم (علیہ الرحمۃ) کا کردار بے داغ اور شخصیت بے عیب تھی ... ان کی زندگی پُر عظمت اور قابل رشک تھی ... آپ (علیہ الرحمۃ) کے حسن کردار، راست گفتاری، اور قومی احساس کی سرگزشت کھلی کتاب کی طرح عیاں ہے۔

انگریز' ہندو اور ان کے حامی مسلمان کہلانے والے لیڈروں کی مخالفت کے باوجود جب مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آگئی۔ اور قائداعظم علیہ الرحمۃ کے

سیاسی مخالفین آپ سے شکست فاش کھا گئے تو ان کی معنوی ذریت نے قائداعظم علیہ الرحمۃ کو بدنام کرنے کی مہم شروع کر دی۔۔۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ کی بے داغ شخصیت کو داغدار کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا گیا ان کے کردار اور ایمان پر حملے کیے گئے۔۔۔ انہیں (نعوذ باللہ) کافر اعظم تک کہا گیا۔

مسلمان کہلانے والے لیڈروں میں مولوی حسین احمد مدنی' عطاء اللہ شاہ بخاری' ابو الکلام آزاد' مظہر علی اظہر اور سرحدی گاندھی' عبدالغفار خان نے تحریک پاکستان کے دوران اپنی اپنی تقریروں میں قائداعظم علیہ الرحمۃ کی کردار کشی میں اہم کردار ادا کیا تھا اور آج قیام پاکستان کے بعد بھی قائداعظم علیہ الرحمۃ کو بدنام کرنے کی تحریک جاری ہے۔۔۔ اور مسلمانان پاکستان کو قائداعظم علیہ الرحمۃ سے متنفر کرنے کے لیے ان کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں۔

سرحدی گاندھی عبدالغفار خان کے فرزند عبدالولی خان نے حقائق کو مسخ کرنے کے لیے ایک کتاب "حقائق حقائق ہیں" لکھی۔ (۱) یہ کتاب بنیادی طور پر پشتو زبان میں لکھی گئی' جسے بیگم نسیم ولی خان نے اردو میں ترجمہ کیا۔ عزیز صدیقی نے اردو سے انگریزی میں ترجمہ کیا اور بھارت میں سیدہ سیدین حمید نے انگریزی ترجمہ کر کے اسے عام کیا۔

مسٹر چھاگلہ (جو ایک وکیل اور بھارت کے وزیر خارجہ بھی رہے) نے ایک کتاب لکھی جو ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی تھی اس کتاب میں قائداعظم علیہ الرحمۃ کے بارے میں کئی غیر مستند اور خلاف حقیقت واقعات تحریر کیے گئے تھے۔

---

(۱) معروف صحافی اور روزنامہ "خبریں" کے چیف ایڈیٹر ضیاء شاہد نے ولی خان کے خود ساختہ حقائق کا تجزیہ کیا ہے اور نہایت مسکت جواب دیا ہے۔ دیکھیے: ضیاء شاہد: "ولی خان جواب دیں" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

کیلے فورنیا یونیورسٹی کے شعبہ ء تاریخ کے استاد سٹینلے والپرٹ نے ایک کتاب "جناح آف پاکستان" لکھی جو ۱۹۸۹ء میں پاکستان میں شائع ہوئی۔ اس کا اردو ترجمہ ۱۹۹۱ء میں پہلی بار "قومی ڈائجسٹ" لاہور (ستمبر ۱۹۹۱ء) میں شائع ہوا۔ سٹینلے والپرٹ نے بھی غلط بیانیوں اور غیر محتاط تحریر کا ثبوت دیا ہے۔ محض لفظوں کے گورکھ دھندے کے ذریعے نوجوان نسل کے ذہنوں کو بد گمان کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

یہی نہیں کئی حضرات پاکستان کے سرکاری اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ کر بھی بانی پاکستان کی کردار کشی میں مصروف ہیں۔

اگرچہ قائداعظم علیہ الرحمتہ کے دفاع میں بھی کئی حضرات نے قلم اٹھایا ہے۔ آپ علیہ الرحمتہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر لکھا ہے۔ ان میں ہر ایک نے یقیناً خلوص نیت سے لکھا ہے۔ لیکن کسی نے بھی قائداعظم علیہ الرحمتہ کے اسلامی کردار پر سیر حاصل بحث نہیں کی۔ اگر کسی نے لکھا بھی ہے تو جزوی طور پر لکھا ہے۔ اسی لیے قائداعظم علیہ الرحمتہ کی عظیم سیرت کا یہ ایمان افروز پہلو تشنہ رہا۔

اگر قائداعظم علیہ الرحمتہ کی تابناک سیرت کا یہ روشن پہلو اجاگر کیا جاتا تو کسی کو بھی آپ علیہ الرحمتہ کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلانے کا موقع نہ ملتا اور آپ علیہ الرحمتہ کے بے غبار مسلک پر دبیز پردے نہ پڑتے۔ افسوس قائداعظم علیہ الرحمتہ کے دفاع میں لکھنے والے بھی مصلحت کا شکار ہوئے اور اصل حقیقت سے پردہ نہ اٹھا سکے۔

رحمت حق بہانہ می جوید۔ قیام پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقع پر ماہنامہ "الحق" (اکوڑہ خٹک) شمارہ اگست ۱۹۹۷ء میں ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہانپوری کا ایک مضمون "نظریہ پاکستان اور بانی پاکستان" شائع ہوا۔ اس مضمون میں بانی پاکستان علیہ الرحمتہ پر رکیک حملے کیے گئے۔

راقم نے اس کے جواب میں نہایت عجلت میں تین مقالات لکھ ڈالے۔

۱۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ بارگاہ رسالت مآب (ﷺ) میں

۲۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ کیسا پاکستان چاہتے تھے؟

۳۔ "قائداعظم علیہ الرحمۃ کا مسلک؟

ان تینوں مقالات کو محمد نعیم طاہر رضوی صاحب نے ستمبر ۱۹۹۸ء میں ماہنامہ "کنز الایمان" (لاہور) کے "قائداعظم نمبر" کی صورت میں چھاپ دیا۔۔۔ ارباب علم و دانش نے اس نمبر کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔۔۔ مختلف جرائد و رسائل نے اس پر شاندار تبصرے شائع کئے۔۔۔ کئی اہل علم احباب نے راقم کو ان مقالات پر مبارکباد دی۔۔۔ اور اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ "ان مقالات کو مزید ترمیمات و توضیحات کے ساتھ الگ کتابی صورت میں چھاپ کر عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ قائداعظم علیہ الرحمۃ کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے"۔۔۔ چنانچہ راقم نے اول الذکر مقالہ "قائداعظم بارگاہ رسالت مآب (ﷺ) میں" کو نئی ترتیب دی'۔۔۔ متن اور حواشی میں کئی اضافے کئے۔۔۔ ماہنامہ "کنز الایمان" (لاہور) کے "قائداعظم نمبر" میں یہ مقالہ صرف ۳۶ صفحات میں سمایا جبکہ الگ کتابی صورت میں یہی مقالہ ترمیمات و توضیحات کے ساتھ ۸۸ صفحات میں بزم رضویہ (لاہور) کے زیر اہتمام منظر عام پر آیا۔۔۔ ارباب علم و دانش نے اسے بنظر استحسان دیکھا۔۔۔ جرائد و رسائل نے اپنے تبصروں میں اسے عظیم تحفہ قرار دیا۔۔۔ حتی کہ پاکستان ٹیلی ویژن نے بھی ۱۲ اپریل ۱۹۹۹ء کو اپنی صبح کی نشریات میں اس پر جاندار تبصرہ نشر کیا اور قائداعظم علیہ الرحمۃ کے حوالے سے اسے ایک اہم تحریر اور نہایت مفید معلومات پر مبنی تحقیقی مقالہ قرار دیا۔

اس کی اشاعت کے بعد آخر الذکر مقالہ "قائداعظم کا مسلک؟" کے بارے میں اہل علم نے اپنی رائے کا اظہار کیا اور اسے بھی الگ کتابی صورت میں شائع کرنے پر زور دیا۔

بزم رضویہ 'لاہور کے پرجوش کارکن 'مصنف محمد رفیق شیخ حنفی قادری راقم کے نام ایک خط میں فرماتے ہیں:

"محترم شاہ صاحب! آپ کا مضمون "کیا قائداعظم شیعہ تھے؟" پڑھا' دلی مسرت ہوئی۔ مسرت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ فقیر بھی اسی موضوع پر طبع آزمائی کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال آپ نے لکھا اور خوب لکھا'۔۔۔ میرا خیال ہے کہ اس مضمون کو رسالہ کی صورت میں شائع کیا جانا چاہیے۔۔۔۔۔ اور اسے ہزار' دو ہزار کی تعداد میں نہیں بلکہ لاکھ دو لاکھ بلکہ کروڑ' دو کروڑ کی تعداد میں چھپنا چاہیے۔۔۔ اور ہر چار پانچ سال بعد اس کی تجدید اشاعت ہونی چاہیے۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے طفیل ایسا ہی ہو اور جلد از جلد' ضرور بالضرور ہو آمین ثم آمین"۔

(مکتوب گرامی بنام راقم الحروف محررہ ۱۱ دسمبر ۱۹۹۸ء)

اسی طرح اہل سنت و جماعت کے ممتاز عالم دین علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ نے ایک مضمون میں راقم کے اس مضمون کی ان الفاظ میں تائید و توثیق فرمائی ہے:

"کچھ لوگوں نے قائداعظم کے بارے میں یہی مشہور کر رکھا ہے کہ وہ شیعہ کے فرقہ اسماعیلی سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے فاضل دوست سید صابر حسین شاہ بخاری نے ایک تفصیلی مقالہ لکھ کر ثابت کیا کہ قائداعظم

صحیح العقیدہ مسلمان تھے اور شیعہ نہیں تھے۔ یہ مقالہ حال ہی میں ماہنامہ "کنز الایمان" لاہور میں شائع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔" (ماہنامہ "السعید" ملتان' مارچ ۱۹۹۹ء' ص ۲۹)

بزم رضویہ (لاہور) کے روح رواں' اس کے بانی و سرپرست جناب محمد سلیم جلالی مدظلہ اپنی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کوشش یہ کریں کہ کتاب "قائداعظم کا مسلک؟" جلدی تیار کریں کیونکہ کئی دوست اس کا نہایت شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔"

(مکتوب گرامی بنام راقم ۲۶ اپریل ۱۹۹۹ء)

عصر حاضر میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک ممتاز روحانی بزرگ پیر سید مقبول محی الدین گیلانی مدظلہ (سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ ڈیرہ غازی خان) اپنی مسرت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

"جس موضوع پر آپ آج کل کام کر رہے ہیں' وہ لائق تحسین ہے۔
اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

قائداعظم پر آپ کی کتب کا منتظر رہوں گا۔ مسلک کے لحاظ سے اس موضوع پر قلم اٹھانا بے حد ضروری تھا۔ قدرت نے آپ کو منتخب کیا ہے۔"

(مکتوب گرامی بنام راقم الحروف محررہ ۵ مئی ۱۹۹۹ء)

الحمد للہ راقم نے مخلصین کے پرزور اصرار پر قلم اٹھایا۔۔۔ لکھنا شروع کیا' لکھتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ مقالہ سمیٹنا مشکل ہو گیا۔ ماہنامہ "کنز الایمان" (لاہور) میں تو قائداعظم کے مسلک کے حوالے سے صرف ۱۸ صفحات ہی تھے۔ اب یہ مقالہ نئی آب و تاب کے ساتھ کتابی صورت میں حاضر ہے۔ اب یہ کافی ضخیم ہے اور گیارہ ابواب

میں منقسم ہے۔ اس میں قائداعظم علیہ الرحمۃ کے مسلک کے خلاف پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے اور ان علیہ الرحمۃ کے مسلک کو بے غبار ثابت کیا ہے البتہ قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے مسلک کو داغدار بتانے والوں کو ان کے اپنے اکابرین کا آئینہ بھی دکھادیا ہے کہ وہ اس تابناک شخصیت کو داغدار کہنے سے پہلے اپنے اکابرین کی خبر لیں کہ ان کا کیا مسلک تھا؟

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ

مقالے میں جہاں کہیں کسی اہم شخصیت کا ذکر ضمناً گیا تو زیر سطور حواشی میں اس شخصیت کے بارے میں مختصر طور پر لکھ دیا ہے۔ اسی طرح تحقیق طلب امور کو بھی زیر سطور حواشی میں زیر بحث لایا گیا ہے تاکہ قاری کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ کرے۔

افسوس کا مقام ہے کہ آج تک پاکستان کے تعلیمی نصاب میں بھی قائداعظم علیہ الرحمۃ کی سیاست ہی کو زیر بحث لایا گیا ہے۔۔۔۔ ان کے چودہ نکات ہی کو دہرایا گیا ہے۔۔۔ جبکہ نئی نسل سے ان کے دینی رُخ ان کے اسلامی کردار کو چھپایا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کا پڑھا لکھا طبقہ بھی قائداعظم علیہ الرحمۃ کے مسلک کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہے۔ اب ان بے چاروں کا کیا قصور ہے؟ انہیں تو صرف بانی پاکستان کی سیاسی زندگی کے بارے میں پڑھایا گیا ہے! حالانکہ تعلیمی نصاب میں سب سے پہلے بانی پاکستان کے اسلامی کردار'۔۔۔ ان کے اجداد کا قبول اسلام، پھر ان کے خاندان کا رسول مقبول ﷺ سے والہانہ لگاؤ' قرآن کریم سے شغف۔۔۔۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے محبت۔۔۔۔ اولیائے عظام سے عقیدت۔۔۔۔ بالخصوص ان کے اجداد کی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے مثالی عقیدت کو زیر بحث لایا جاتا۔۔۔۔ پھر برصغیر کی سیاست میں ان کی بے باک قیادت کا

تذکرہ ہوتا تو آج کوئی بھی قائد اعظم علیہ الرحمۃ پر انگلی نہ اٹھاتا۔۔۔امید واثق ہے کہ حکومت پاکستان راقم کے اس نکتہ پر ضرور غور و فکر کرے گی تاکہ نئی نسل مقام قائد اعظم علیہ الرحمۃ پہچانے اور ان کے کردار میں پختگی آئے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ قبولِ حق کی توفیق عطا فرمائے، آمین، راقم نے پیش نظر مقالے میں قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے مسلک کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ والہٖ واصحابہٖ وسلم کا لطف و کرم ہے۔

آخر میں ان تمام دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری خیال کرتا ہوں جنہوں نے نہایت اہم مواد فراہم کر کے میرے لیے راہ ہموار کردی یا جنہوں نے جس طرح کی بھی امداد کی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ و بارک وسلم کے طفیل ان سب کو دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔۔۔آمین ثم آمین

گدائے کوئے مدینہ شریف

سید صابر حسین

۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

۱۳ مئی ۱۹۹۹ء

برہان شریف (اٹک)

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ
(القرآن - البقرۃ آیت ۲)

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اسمیں ہدایت
ہے ڈر والوں کو۔

سلکِ اوّل

قرآنِ کریم اور قائدِ اعظم علیہ الرحمۃ

یہ حقیقت ہے کہ جو قوم تاریخ کو بھلا دیتی ہے، جغرافیہ بھی اس قوم کو فراموش کر دیتا ہے مگر اس سے ایک بڑی اور تلخ حقیقت یہ ہے کہ جو اپنے جغرافیہ کے تحفظ و بقا کا بیڑا نہیں اٹھاتے اور محض تاریخی مقبروں کے مجاور بن کر بیٹھ رہتے ہیں، تاریخ اپنے خوبصورت اوراق میں انہیں کبھی بھی جگہ نہیں دیتی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

قرآن کا ہر ورق ہے اک سحابِ زندگی
قرآن کا ہر لفظ ہے ایک آفتابِ زندگی
قرآن کی ہر سطر ہے زلف شبابِ زندگی
قرآن کی تعلیم ہے درس کتابِ زندگی

(سیماب اکبرآبادی)

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔۔۔ یہ عظیم کتاب نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ واصحابہٖ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔۔۔ قرآن مجید پر ایمان لائے بغیر کوئی مسلمان کہلا ہی نہیں سکتا۔۔۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ مبارک اور ایک ایک آیت مقدس محفوظ ہے۔۔۔ اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ جل شانہ خود فرما رہا ہے۔۔۔ یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔۔۔ قرآن پاک ہماری روح کے لیے غذا ہے۔۔۔ یہ نور ہی نور اور خیر ہی خیر ہے۔۔۔ یہ دنیا میں نور ہدایت اور آخرت میں خزانہ ہے۔ خیر و شر کی تمیز کے لیے ایک پیمانہ ہے۔

(۱) قرآن کریم ہی سے دو قومی نظریہ اخذ کیا گیا ہے۔

ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن پاک پر ایمان لائے۔۔۔ اس کی تلاوت کرے۔۔۔ پھر اس کو سمجھے اور غور و فکر کرے۔۔۔ اس پر عمل کرے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔

---

(۱) قرآن حکیم کے حوالے سے درج ذیل تصانیف کا مطالعہ فرمائیں:

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

(۱) احمد رضا خان، فاضل بریلوی: "تمہید ایمان بآیات القرآن" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

(۲) احمد رضا خان، محدث بریلوی: "جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان" (مطبوعہ لاہور)

(۳) احمد رضا خان، محدث بریلوی: "جالب الجنان فی رسم احرف من القرآن"

(۴) احمد رضا خان، محدث بریلوی: "حاشیہ الاتقان فی علوم القرآن"

(۵) احمد رضا خان، محدث بریلوی: "النفحۃ الفائحہ من مسک سورۃ الفاتحہ"

(۶) احمد رضا خان، فاضل بریلوی: "دفع الباس علی جاحد الفاتحہ والفلق والناس"

(۷) احمد یار خان نعیمی، مفتی: "شان حبیب الرحمان من آیات القران" (مطبوعہ لاہور)

(۸) محمد اسماعیل نقشبندی، مولانا: "قہر رحمان بر منکر قرآن" (مطبوعہ گوجرانوالہ)

(۹) جلال الدین احمد امجدی، مفتی: "معارف القرآن" (مطبوعہ لاہور)

(۱۰) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری: "حقانیت اسلام" (مطبوعہ لاہور)

(۱۱) محمد رفیق ضیاء قادری، پروفیسر: "اعجاز القرآن" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء

(۱۲) محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: "اصول ترجمہ قرآن کریم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء

(۱۳) غلام مصطفےٰ مجددی، مولانا: "قرآن حکیم کا تصور نبوت" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

(۱۴) محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "مضامین قرآن" (مطبوعہ لاہور)

(۱۵) محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "قرآنی فیصلے" (مطبوعہ لاہور)

(۱۶) عبدالمصطفےٰ اعظمی، علامہ: "عجائب القرآن" (مطبوعہ لاہور)

(۱۷) عبدالمصطفےٰ اعظمی، علامہ: "غرائب القرآن" (مطبوعہ لاہور)

(۱۸) عبدالمصطفےٰ اعظمی، علامہ: "مسائل القرآن" (مطبوعہ لاہور)

(۱۹) عبدالمصطفےٰ اعظمی، علامہ: "تدوین قرآن" (مطبوعہ لاہور)

(۲۰) آفتاب احمد نقوی، ڈاکٹر: "قرآن کریم میں نعت حضور" (صلی اللہ علیہ وسلم)

عزیز الرحمن کاشف، (ایم اے): (مشمولہ ماہنامہ "القول السدید" لاہور مارچ ۱۹۹۸ء)

(۲۱) افتخار احمد قادری، مولانا: "فضائل قرآن" (مطبوعہ مبارکپور، اعظم گڑھ)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

(۲۲) محمد حنیف اختر، مولانا: "شانِ قرآن پاک" (مطبوعہ خانیوال) ۱۹۹۹ء

(۲۳) احمد یار خاں نعیمی، مفتی: "علم القرآن" (مطبوعہ لاہور)

(۲۴) ابوالنصر منظور احمد شاہ، علامہ: "علم القرآن" (مطبوعہ ساہیوال) ۱۹۸۹ء

(۲۵) نور بخش توکلی، علامہ پروفیسر: "اعجازِ قرآن" (مطبوعہ لاہور)

(۲۶) محمد فیض احمد اویسی، علامہ: "قرآن کریم کی جامعیت" (مطبوعہ بہاولپور)

(۲۷) ملک شیر محمد اعوان: "معلم قرآن بہ نگاہِ قرآن"

(۲۸) محمد عبدالمبین نعمانی قادری، مولانا: "انوارِ فضائل قرآن" (مطبوعہ لاہور)

(۲۹) محمد حسین آسی، پروفیسر: "تلاوت قرآن پاک کے مسائل و فضائل" (مطبوعہ شکر گڑھ)

(۳۰) غلام مصطفےٰ مجددی، مولانا: "قرآن کریم کی معجزانہ تاثیر" (مطبوعہ شکر گڑھ)

(۳۱) صاحبزادہ محمد عمر بیربل شریفی: "قرآنی حقائق، تصوف کے آئینہ میں" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۸ء

(۳۲) عزم نو (مجلہ) شکر گڑھ: "قرآن پاک نمبر" (۹۶-۱۹۹۵ء)

قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ کا قرآن کریم کے بارے میں ایسا ہی عقیدہ تھا جو ایک راسخ العقیدہ مسلمان کا ہے۔۔۔ قائد اعظم علیہ الرحمتہ نے اس "نور ہدایت" سے اپنا دامن بھرا ہوا تھا۔ ان علیہ الرحمتہ کا ہر ہر عمل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ انہوں علیہ الرحمتہ نے قرآن پاک کو واقعتہً اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا۔ گویا ان کی زندگی میں قرآن پاک کا حیات آفریں پیغام رچابسا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ یہ نسخہ کیمیاء ہی مسلمانوں کی تقدیر بدل دینے کی قوت رکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ مرتے دم تک قرآنی نظام کی بالادستی پر نہایت زبردست اور مستحکم عقیدہ رکھتے تھے۔ آیئے دیکھیں انہیں قرآن کریم سے کس طرح والہانہ محبت تھی اور انہیں کس درجہ قرآن فہمی کا ذوق تھا۔

قائد اعظم علیہ الرحمتہ نے عید الفطر نومبر ۱۹۳۹ء کے موقع پر بمبئی میں فرمایا:

"مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے' ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں۔ قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے (آل انڈیا) مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔" (۲)

اگست ۱۹۴۱ء میں قائد اعظم علیہ الرحمتہ جب حیدر آباد (دکن) تشریف لے گئے تو عثمانیہ یونیورسٹی کے طلباء نے ان سے کچھ سوالات پوچھے۔ ان کے جواب میں انہوں نے جو کچھ کہا وہ ان کی قرآن فہمی کی روشن دلیل ہے۔ یہاں صرف ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

---

(۲) عبد الرحمٰن خان، منشی: "قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) صفحہ ۱۹۳

"میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔۔۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی...... سیاسی ہو یا معاشی،...... غرض کہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔

قرآن کریم کی اصولی ہدایات اور طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لیے بہترین ہے بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے لیے حسن سلوک اور آئینی حقوق کا جو حصہ ہے اس سے بہتر تصور نا ممکن ہے"۔ ملخصاً (۳)

۱۹۴۲ء میں دہلی میں اورنگزیب روڈ پر قائداعظم علیہ الرحمۃ کی کوٹھی پر ایک عالم دین مولانا منور الدین ان سے ملنے آئے۔ ان کے پاس نمونے کے طور پر قرآن مجید کے احکامات کی تشریح کے چند اوراق تھے۔ کہنے لگے "میں نے قرآن مجید کے تمام واضح احکامات جو محکمات کا درجہ رکھتے ہیں۔ قوانین کی صورت میں ۵۰ ابواب مرتب کئے ہیں"۔ قائداعظم نے فرمایا "مثلاً کس طرح؟"

مولانا فرمانے لگے "ہر باب کا عنوان جدا ہے۔ قرآن مجید کی متعلقہ آیات اس عنوان کے تحت درج کر دی گئی ہیں اور ان سے قوانین اخذ کئے گئے ہیں۔۔۔ مثال کے طور پر یہ کتاب الصلوٰۃ کے اوراق ہیں۔۔۔ یہ کتاب الزکوٰۃ کے اس باب میں نکاح کے احکامات ہیں"

اس پر قائداعظم علیہ الرحمۃ نے نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

---

(۳) سردار محمد خان: "حیات قائداعظم" (مطبوعہ لاہور) صفحہ ۲۲۷

"آپ کی یہ کوشش قابل قدر ہے۔ آپ نے بروقت ایک صحیح قدم اٹھایا ہے، جس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ اسلام زندگی کا مکمل ضابطہ دیتا ہے اور زندگی کے ہر مرحلہ میں ایک مسلمان کی راہنمائی کرتا ہے۔ آپ کا کام قومی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر میں کسی ملک کا سربراہ ہوتا تو میں قانون دانوں کی ایک کمیٹی مقرر کر کے آپ کی کتابوں پر ان کی رپورٹ طلب کرتا اور اس کمیٹی کی سفارش پر اس کو بطور ضابطہ قانون کے نافذ کر دیتا۔ فی الحال آپ اسلامی ملکوں کے سربراہوں کو ان کی ایک ایک کاپی بھیج دیں۔" (۴)

۱۹۴۳ء میں مسلم لیگ کے کراچی اجلاس میں آپ نے نہایت خوبصورت انداز میں فرمایا:

"وہ کونسا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہو جاتے ہیں؟ ۔۔۔ وہ کونسی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے؟ ۔۔۔ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ ۔۔۔ وہ رشتہ ...... وہ چٹان ...... وہ لنگر ...... خدا کی کتاب قرآن مجید ہے ۔۔۔ ایک خدا ...... ایک رسول ...... ایک امت۔" (۵)

اواخر ۱۹۴۳ء میں میاں بشیر احمد ۱۰۔ اورنگزیب روڈ پر دہلی میں قائداعظم علیہ الرحمۃ سے ملاقات کے لیے گئے اور اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے:

"سر! مسلمانوں کی موجودہ حالت اور ان کے افتراق کو دیکھا جائے تو سخت مایوسی ہوتی ہے۔ آگے کا بھی اللہ ہی مالک ہے۔"

---

(۴) سعید راشد، پروفیسر: "مختارو کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۳۸۳

(۵) سعید راشد، پروفیسر: "مختارو کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۵۱۳

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے قریب کی میز پر رکھے "قرآن حکیم" کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"ہمیں پریشان یا مایوس ہونے کی کیا ضرورت ہے جب کہ یہ کتاب (قرآن حکیم) ہماری راہنمائی کے لیے ہمارے پاس موجود ہے"۔ (۶)

قرآن کریم کی تلاوت اور اس کی آیتوں پر غور و فکر کرنا اور پھر ان پر عمل کرنا ایک سچے اور پکے مسلمان کی علامت ہے، قائد اعظم علیہ الرحمۃ بھی نہ صرف قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے بلکہ اس کی ایک ایک آیت شریف پر غور و فکر بھی کرتے تھے۔

شریف الدین پیرزادہ اپنے مشاہدے کی بناء پر لکھتے ہیں:

"قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کے پاس قرآن حکیم کے چند ایک عمدہ نسخے تھے۔ ان میں سے کچھ قلمی بھی تھے۔ ایک بہترین نسخہ جزدان میں لپٹا ان کے سونے کے کمرے میں، سب سے اونچی جگہ پر رکھا رہتا تھا۔ ان کے اپنے مطالعے میں عموماً پکتھال کا ترجمہ شدہ قرآن مجید رہتا تھا۔" (۷)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نصرت پر کامل یقین رکھتے تھے اور قرآن کریم کے مطالعے نے ان کے اس یقین کو اور زیادہ مستحکم کر دیا تھا۔ اس حقیقت کا اظہار آپ نے رانا نصر اللہ خان سے یوں کیا:

---

(۶) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۱۳۹

(۷) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۲۷۳

"میں نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کئی بار پڑھا ہے۔ مجھے اس کی بعض سورتوں سے بہت تقویت ملتی ہے مثلاً وہ چھوٹی سے سورت (اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ) ہے جس میں ابابیلوں کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح کفار کے بڑے لشکر کو ابابیلوں کے ذریعے شکست دی اسی طرح ہم لوگوں کے ذریعے انشاء اللہ کفار کی قوتوں کو شکست ہو گی"۔

اس واقعہ کے راوی رانا نصر اللہ خان کہتے ہیں کہ:

"قائد اعظم سورۃ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ (سورہ فیل) بہت ذوق و شوق سے سنتے تھے اور اپنی بات چیت اور تقریروں میں اکثر "انشاء اللہ" اور "اللہ کو اگر منظور ہوا" جیسے فقرے استعمال کرتے تھے۔" (۸)

ستمبر ۱۹۴۵ء کا واقعہ ہے، قائد اعظم علیہ الرحمۃ لاہور میں نواب ممدوٹ کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے کہ شاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا غلام مرشد ملاقات کرنے کے لیے آئے۔ مشہور آئی سی ایس آفیسر محمد مسعود کھدر پوش ان کے ترجمان کے طور پر ان کے ساتھ تھے۔

"نواب ممدوٹ نے مولانا موصوف کا تعارف کرایا' مولانا غلام مرشد کہنے لگے کہ "یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آج آپ سے ملاقات کا موقع ملا ہے۔ میں اپنے ساتھ مسٹر مسعود کو ترجمان کی حیثیت سے لے کر آیا ہوں۔ انہوں نے کئی سال میرا درس قرآن سنا ہے۔" قائد اعظم نے جب قرآن مجید کا ذکر سنا تو اپنی میز سے انگریزی ترجمے کا قرآن مجید کا نسخہ اٹھاتے ہوئے فرمایا: اس کتاب میں معاشی' اخلاقی اور انتظامی امور پر مکمل ہدایات

---

(۸) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) صفحہ ۱۳۵

موجود ہیں۔ میں انہی اصولوں کو جاری کرنا چاہتا ہوں، کیا آپ میری مدد کریں گے؟" ..... یہ سن کر مولانا غلام مرشد نے کہا: "میں آپ کا ادنیٰ سپاہی ہوں، آپ جیسا حکم دیں گے، ویسا ہی عمل ہوگا"۔

اس واقعہ کے راوی نسیم حجازی صاحب، مسٹر مسعود کے حوالے سے ۸ ستمبر ۱۹۸۰ء کے "اخبار جہاں" میں لکھتے ہیں کہ "جب اس ملاقات میں قرآن شریف کے قانون شہادت کا ذکر آیا تو قائداعظم نے نہایت احترام کے ساتھ کہا "ایسا قانون شہادت کہیں نہیں ملے گا۔ مثلاً یہ کہ ہر جرم کی سزا اس کی نوعیت کے مطابق ہونی چاہیے۔ یہ کتنا صحیح اور عالمگیر اصول ہے"۔ یہ سن کر مولانا نے چند آیات قرآنی کا حوالہ اس ضمن میں پیش کیا۔ نسیم حجازی، مسعود صاحب کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں: "اس گفتگو سے قائداعظم کی قرآن فہمی کا پتہ چلتا ہے، اور جس احترام و محبت کے ساتھ انہوں نے قرآن کریم کی تعلیمات کا ذکر کیا، اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ پاکستان کی سیاست کی بنیاد انہی ہمہ گیر اصولوں پر رکھیں گے۔(۹)

مولوی غلام مرشد خود کہتے ہیں:

"پہلی مرتبہ یہ احساس ہوا کہ یہ شخص جسے عام طور پر صرف ایک بیرسٹر سمجھا جاتا ہے۔ اس کی اسلام کے بنیادی اصولوں پر کتنی گہری نگاہ ہے اور اس شخص کے متعلق یہ کہنا کہ "اس کے ذہن میں اسلامیت کی چھینٹ تک دکھائی نہیں دیتی"۔ کتنا بڑا کذب و افتراء ہے"۔ (۱۰)

---

(۹) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۵۲۳۔۵۲۶

(۱۰) "کنز الایمان" (لاہور) ماہنامہ، "تحریک پاکستان نمبر" (اگست ۱۹۹۵ء) ص ۲۲۳

۱۹۴۵ء میں قائداعظم علیہ الرحمتہ اپنے پیام عید میں فرماتے ہیں:

"جاہلوں کی بات الگ ہے ورنہ ہر کوئی جانتا ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے..... مذہبی، سماجی، شہری، کاروباری، فوجی، عدالتی، تعزیری اور قانونی ضابطہ حیات جو مذہبی تقریبات سے لے کر روزمرہ زندگی کے معاملات تک...... روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک...... تمام افراد (کے اجتماعی حقوق) سے لے کر ایک فرد کے (انفرادی) حقوق تک...... اخلاق سے لے کر سزا تک...... اس دنیا میں جزا و سزا سے لے کر اگلے جہاں کی سزا و جزا تک...... کی حد بندی کرتا ہے"۔(۱۱)

۲۶ نومبر ۱۹۴۶ء کو اورنگزیب روڈ، نئی دہلی میں قائداعظم علیہ الرحمتہ کی قیام گاہ پر تحریک پاکستان کے ایک اہم کارکن ڈاکٹر سید بدرالدین احمد نے آپ سے ملاقات کی دوران گفتگو قائداعظم علیہ الرحمتہ نے ان سے فرمایا:

"مسٹر بدر! الطاف حسین (ایڈیٹر "ڈان" نئی دہلی) نے آپ کو کافی وقت دیا اور مسئلہ کو سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن آپ کو مطمئن نہ پا کر مجھے فون کیا اور میرے پاس بھیج دیا، سب سے پہلے تو ان قرآنی آیات کا انگریزی ترجمہ غور سے پڑھ لو (اس موقع پر انہوں نے ایک ڈائری میں نوٹ قرآنی آیات اور ان کا انگریزی ترجمہ دکھایا) پھر انہیں نوٹ کرو۔ تنہائیوں میں بار بار انہیں اور ان کے ترجمے کو دہرایا کرو۔ ان کی اور صرف ان کی تشہیر اور کنوینگ کرو۔

---

(۱۱) مجلہ "اوج" (لاہور) گولڈن جوبلی نمبر "قرارداد پاکستان" ۹۱-۱۹۹۰ء، ص ۳۶۹

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (پ ۳)

(بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (کنز الایمان)

وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (پ ۳ آخری رکوع)

(اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے۔ "کنز الایمان")

مسٹر بدر! میں مطمئن ہوں کہ قرآن و سنت کے زندۂ جاوید قانون پر مبنی ریاست (پاکستان) دنیا کی بہترین اور مثالی سلطنت ہو گی۔ یہ اسلامی ریاست اسی طرح سوشلزم، کمیونزم، مارکسزم، کیپٹل ازم کا قبرستان بن جائے گی۔ جس طرح سرور کائنات ﷺ کا مدینہ، اس وقت کے تمام نظام ہائے فرسودہ کا گورستان بنا۔۔۔ پاکستان میں اگر کسی نے روٹی کے نام پر اسلام کے خلاف کام کرنا چاہا یا اسلام کی آڑ میں کیپٹل ازم، سوشلزم، کمیونزم یا مارکسزم کے لیے راہ ہموار کرنے کی کوشش کی تو پاکستان کی غیور قوم اسے کبھی برداشت نہیں کرے گی۔

یہ یاد رکھو کہ میں نہرو نہیں ہوں کہ وہ کبھی سیکولرسٹ بنتے ہیں، کبھی مارکسٹ!۔۔۔ میں تو اسلام کے کامل نظام زندگی، خدائی قوانین کی بادشاہت پر ایمان رکھتا ہوں۔۔۔ مجھے عظیم فلاسفر اور مفکر ڈاکٹر اقبال (علیہ الرحمۃ) سے نہ صرف پوری طرح اتفاق ہے بلکہ میں ان کا معتقد ہوں اور میرا ایمان ہے کہ اسلام ایک کامل ضابطہ حیات ہے۔۔۔ دنیا کی تمام مصیبتوں اور مشکلوں کا حل اسلام سے بہتر کہیں نہیں ملتا۔۔۔ سوشلزم، کمیونزم، مارکسزم، کیپٹل ازم، ہندو ازم، امپیریل ازم،

امریکہ ازم، روس ازم، ماڈرن ازم یہ سب (ازم) دھوکہ اور فریب ہیں۔

مختصر الفاظ میں یہ سمجھ لو کہ یہ نمرود، قارون، شداد اور ہر مزدک کے نظریات ہیں جنہیں نئے رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ آپ اسے کیوں نہیں سمجھتے کہ ان نظاموں کے علمبردار ایسے لوگ تھے جو انسانوں کے لباس میں بھیڑیئے تھے اور آج بھی ایسے ہی لوگ ان کی علمبرداری کر رہے ہیں۔۔۔ دور قدیم میں سطوت و شوکت اور مال و جاہ کے لحاظ سے روم (اٹلی)، مصر اور ایران (فارس) دنیا پر حکومت کرتے رہے لیکن آپ ان کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ یہ بھی امن و قانون اور انسانیت کے نام پر انسان کو لوٹتے رہے۔ یہاں تک کہ اس مادی طور پر (بظاہر) بے سہارا اور اپنی دولت غریبوں میں بانٹ کر خود بھوکے رہنے والے حضرت محمد عربی ﷺ سر زمین مکہ سے اٹھے اور بے سروسامانی کے باوجود نظام اسلام نافذ کر کے رہے اور آخر اسلام تمام دنیا کی ہجوی بنا کر رہا۔۔۔ حضرت سرور کائنات ﷺ بیک وقت صدر مملکت اور پیغمبر تھے۔ ان ﷺ کے نظام سلطنت کا ڈھانچہ قیامت تک کے انسانوں کے لیے بہترین ہے اور صرف اسلام دنیا کی تمام مشکلوں کو حل کر سکتا ہے"۔(۱۳)

ڈاکٹر سید بدرالدین سے قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی یہ ایمان افروز اور روح پرور گفتگو آپ کے ذوق قرآن فہمی پر شاہد عادل ہے۔۔۔ غور فرمایئے ان کے سینے میں عظمت قرآن کے نقوش کس قدر گہرے تھے!۔۔۔ انہوں نے قرآن حکیم میں غوطہ زن ہو

(۱۳) رحیم بخش شاہین، پروفیسر: "نقوش قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء) ص ۳۱۳ تا ۳۱۴

ز علم، حکمت اور معرفت کے موتی کس طرح چن چن کر نکالے ہیں!۔۔۔ قرآن مجید

ان کی نظر کتنی گہری تھی!۔۔۔ وہ قرآنی نظام نافذ کرنے میں کتنے مخلص تھے!۔۔۔

۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء کو شیلانگ کے مسلمانوں کے ایک اجتماع سے قائد اعظم

علیہ الرحمۃ یوں مخاطب ہوتے ہیں:

"ہم کو چاہیے کہ ہم اپنی مقدس کتاب قرآن مجید کی تعلیم کی طرف رجوع ہو جائیں۔ ہم کو احادیث (شریف) اور اسلام کی زبردست روایات پر عمل کرنا چاہیے، اگر ہم قرآن مجید کے احکامات پر عمل پیرا ہوں اور احادیث (مبارکہ) اور اسلامی روایات کو صحیح طور پر سمجھیں تو ہماری ہدایت کے لیے ان میں تمام احکامات اور ہدایات موجود ہیں۔" (۱۳)

اواخر جولائی ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے۔ قائد اعظم دہلی میں ۱۰ اورنگزیب روڈ پر اپنی کوٹھی میں قیام پذیر تھے۔ مولوی شبیر احمد عثمانی اپنے چند رفقاء کے ساتھ آتے ہیں اور پاکستان میں آئین کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ قائد اعظم جواب میں فرماتے ہیں:

"پاکستان میں قرآنی آئین ہو گا۔ میں نے قرآن پاک مع ترجمہ پڑھا ہے۔ اور میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ قرآنی آئین سے بڑھ کر کوئی آئین نہیں ہو سکتا" ملخصاً (۱۴)

---

(۱۳) محمد حنیف شاہد: "اسلام اور قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور) ص ۷۱

(۱۴) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۵۱۶

قائداعظم علیہ الرحمۃ نے "قرآن، قرآن، قرآن" کی آواز کو اتنا بلند کیا اور بار بار دہرایا کہ پاکستان کے کٹر مخالفین کو بھی اس میں کوئی شک وشبہ نہ رہا۔ چنانچہ یکم نومبر ۱۹۴۱ء کو لدھیانہ میں "اکھنڈ بھارت کانفرنس" کے صدر مشہور بھارتی لیڈر مسٹر منشی کو بھی یہ کہنا پڑا:

"تمہیں کچھ معلوم ہے کہ پاکستان ہے کیا؟۔۔۔ نہیں معلوم تو سن لو کہ پاکستان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ ملک کے ایک یا ایک سے زیادہ علاقوں میں اپنے لیے ایسے وطن بنائیں جہاں زندگی اور طرز حکومت قرآنی اصولوں کے ڈھانچے میں ڈھل سکے۔"

("ٹریبون" ۲۰ نومبر ۱۹۴۱ء۔) (۱۵)

اب ان روشن حقائق کے باوجود بھی کوئی انہیں "سیکولر" ہی کہے تو کیا وہ اس صدی کا سب بڑا جھوٹا نہیں ہے؟۔۔۔

اب قائداعظم علیہ الرحمۃ کی جلوت سے خلوت کی طرف آیئے۔ ان کے جلوت وخلوت کے احوال کس طرح یکساں نظر آتے ہیں۔ ان کے ظاہر وباطن میں کتنی ہم آہنگی پائی جاتی ہے!۔

عبدالرشید ہنٹر کی زبانی سنیئے:

"قائداعظم گورنر ہاؤس 'پشاور' میں آئے تو رات دو بجے میں نے انہیں کافی پیش کی۔ اس وقت سردار عبدالرب نشتر بابائے قوم سے ملاقات کے لیے گورنر ہاؤس میں موجود تھے، وہ ملاقات کر کے کوئی اڑھائی بجے کے لگ بھگ چلے گئے ہوں گے کہ سیکیورٹی والوں نے مجھے طلب کر لیا کیونکہ

---

(۱۵) مجلہ "عزم نو" (شکر گڑھ) "قرآن پاک نمبر" ۹۶۔۱۹۹۵ء ص ۸۰۸

قائداعظم کے کمرے میں اس شب جانے والا میں آخری سرکاری اہلکار تھا۔ سیکیورٹی والوں نے مجھ سے پوچھا کہ "اس وقت کہیں کوئی شخص تو نظر نہیں آیا" کیونکہ جس کمرے میں قائداعظم ٹھہرے تھے اس سے ٹھک ٹھک کی آوازیں آرہی تھی۔ یہ آواز ایک ردھم سے آتی اور پھر وقفہ آجاتا، وقفے کے بعد دوبارہ اس ردھم سے یہ آواز آتی، چونکہ سرحد میں (خان عبدالغفار خان، سرحدی گاندھی کی جماعت کے) "سرخ پوشوں" کازور تھا، سیکیورٹی والوں کو خدشہ ہوا کہ قائداعظم پر کوئی حملہ نہ کیا جارہا ہو۔ ان کے دروازے پر دستک دینے کی کسی کو جرأت نہ تھی، چنانچہ مجھے ایک روشندان میں سے جھانک کر قائداعظم کے بارے میں معلوم کرنے کا فرض سونپا گیا۔ یہ سارا کام انتہائی رازداری سے ہو رہا تھا۔ میں نے جونہی روشندان سے اندر جھانکا تو (دیکھا):

قائداعظم فرش پر چل رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ بات میرے لیے تشویش کا باعث بنی اور میں اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے روشندان سے اندر جھانکتا رہا۔ لکڑی کے فرش پر چلنے کی وجہ سے قائداعظم کے جوتوں کی آواز ٹھک ٹھک پیدا کر رہی تھی اور جب آواز رک جاتی تو وہ کمرے میں موجود انگیٹھی پر اپنی دونوں کہنیاں رکھ کر ایک کتاب سے کچھ پڑھتے اور پھر ٹہل ٹہل کر اس پر غور کرتے اور روتے۔ میں نے یہ بات سیکیورٹی والوں کو بتادی جنہوں نے بتایا کہ "بابائے قوم کے کمرے میں انگریزی زبان کے ترجمہ والا قرآن مجید کا نسخہ رکھا ہوا ہے۔"

اس پر میں سمجھ گیا کہ "قائداعظم ایک یا دو آیات (شریف) پڑھ کر ان کا ترجمہ پڑھنے کے بعد کمرے میں گھوم گھوم کر ان پر غور کرتے اور یہ معانی

ومطالب ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی روانی کا موجب ہیں"۔
قائد اعظم کے سپاہی جناب منیر احمد کہنے لگے کہ "یہ تو بابائے قوم کا روزانہ کا معمول ہے"۔ (۱۶)

الحاصل جلوت ہو یا خلوت، قرآن کریم سے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی گہری محبت و عقیدت اظہر من الشمس ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ کی یہ عقیدت بھی اس حقیقت کی مظہر ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ کا ایمان تھا کہ یہ قرآن کریم ہی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی آخری کتاب ہے۔ اور قرآن پاک سے وابستگی سے دنیا سدھر جاتی ہے اور آخرت بھی سنور جاتی ہے۔۔۔ پھر یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ علیہ الرحمۃ روافض کی طرح تحریف قرآن کے قائل نہیں تھے۔ (۱۷)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے قرآن کریم کے ساتھ ساتھ بعض مواقع پر "احادیث" مبارکہ اور اسلامی روایات کا ذکر احسن انداز میں کر کے یہ بھی ثابت کر دیا کہ آپ علیہ الرحمۃ کا کسی چکڑالوی، پرویزی، (منکرین حدیث فرقے) خود کو "اہل قرآن" بتانے والے طائفے بلکہ کسی بھی گمراہ فرقے سے تعلق ہرگز نہ تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ صرف ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔۔۔ کیا آپ کو کسی گمراہ فرقے سے منسوب کرنا حقائق کو جھٹلانا نہیں ہے؟۔۔۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے طفیل حق اور سچ بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

---

(۱۶) روزنامہ "نوائے وقت" (راولپنڈی) ۲۵ دسمبر ۱۹۹۷ء
(۱۷) تفصیلات کے لیے دیکھئے:
(ا) محمد علی مولانا: "عقائد جعفریہ" (ج ۳) مطبوعہ لاہور
(ب) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علامہ: "مشعل راہ" (مطبوعہ لاہور)
(ج) محمد رفیق شیخ حنفی: "حق لاشریک ہے" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء
(د) علامہ سید القادری (ہالینڈ): "اسلام اور شیعی مذہب" (مطبوعہ لاہور)

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۝

القرآن۔ العنکبوت آیت ۴۵

بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی اور برائی سے

سلکِ دوم

فریضۂ نماز

اور

قائدِ اعظم علیہ الرحمۃ

ممتاز دانشور

پروفیسر مرزا محمّد منوّر

گاندھی کے لیئے عام مسلم ملّت کے افرادِ مسلمان ہی نہ تھے فقط وہی مسلمان تھے جو آشرم نشین ہو سکتے تھے۔ تلک لگوا سکتے تھے۔ ہندوؤں کے سے انداز میں پرنام کر سکتے تھے۔ ہندوؤں کی سی ٹوپیاں پہن سکتے تھے اور مسلمانوں کو ہندو قوم سے جدا نہ جانتے تھے۔ گویا خدا پرست اور بت پرست گاؤ خوار اور گاؤ کا پرستار ایک ہی ملّت کے فرد تھے۔

بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱ ستمبر ۱۹۷۹ء صفحہ آخر
بعنوان "حقیقتِ حال"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اقرار بندگی کا سراپا نماز ہے
انسانیت کا اصل تقاضا نماز ہے
دربار ایزدی کی حضوری کے شوق میں
مومن کی آرزو و تمنا نماز ہے

(نامی علیگ)

کلمہ طیبہ کے بعد سب سے بڑا اور اہم ترین فرض نماز ہے۔۔۔ یہ خالق کے حضور عبودیت کا اظہار ہے۔۔۔ محبوب کائنات ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔۔ دین کا ستون ہے۔۔۔ دین کی اساس ہے۔۔۔ دین کی شان و شوکت ہے۔۔۔ تحفہ معراج ہے۔۔۔ کامیابی کا راز ہے۔۔۔ کفر و ایمان میں امتیاز ہے۔۔۔ نماز کی اہمیت و افادیت اظہر من الشمس ہے۔۔۔(۱) ایک سچا کھرا، باعمل مسلمان بے نمازی ہو' یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ پھر برصغیر کے مسلمانوں کا عظیم قائد بے نمازی ہو' یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟۔۔۔

قائداعظم نے جب تحریک پاکستان کا پرچم بلند کیا۔ انہیں علیہ الرحمۃ ہمیشہ مسنون طریقہ ہی سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور سربسجود ہوتے دیکھا گیا۔ نماز با جماعت بھی پڑھنے کا اتفاق ہوا تو وہ سواد اعظم ہی کی مسجد میں نظر آئے۔

---

(۱) اس موضوع پر تفصیلات کے لیے درج ذیل تصانیف مطالعہ فرمائیں:

(۱) احمد رضا خان محدث بریلوی: "فتاویٰ رضویہ" جلد ۲ (مطبوعہ لاہور)

(۲) امجد علی اعظمی، صدر الشریعۃ: "بہار شریعت" ۲ جلد (مطبوعہ لاہور)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

(۳) محمد خلیل خاں برکاتی، مفتی: "ہماری نماز" (مطبوعہ لاہور)

(۴) محمد خلیل خاں برکاتی، مفتی: "الصلوٰۃ" (مطبوعہ لاہور)

(۵) ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی: "نماز حنفی مدلل" (مطبوعہ لاہور)

(۶) احمد یار خاں نعیمی: مفتی: "جاء الحق" (حصہ دوم) مطبوعہ لاہور

(۷) خلیل احمد رانا: "حی علی الصلوٰۃ" (مطبوعہ لاہور)

(۸) عبد المصطفیٰ اعظمی، علامہ: "فضیلت نماز" (مشمولہ: "نورانی تقریریں") مطبوعہ لاہور

(۹) غلام محمود ہزاروی قاضی: "نماز پڑھنے کے فائدے اور نماز نہ پڑھنے کے نقصانات"

(۱۰) سید نذیر الحق مولوی: "نماز کی سب سے بڑی کتاب (مطبوعہ لاہور)

(۱۱) انیس احمد نوری، مولانا: "سنی حنفی نماز" (مطبوعہ سکھر)

(۱۲) محمد بشیر احمد نقشبندی: "لاثانی انوار الصلوٰۃ" (مطبوعہ علی پور سیداں)

(۱۳) عابد حسین رضوی، مولانا: "پیاری نماز" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۸ء

(۱۴) محمد یٰسین، مولانا: "نماز سعیدی" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۸ء

(۱۵) احمد سعید کاظمی، علامہ سید: "فلسفہ نماز" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۶ء

(۱۶) محمد مدنی اشرفی جیلانی، سید: "حقیقت نماز" (مطبوعہ لاہور)

(۱۷) محمد مدنی اشرفی جیلانی، سید: "روح نماز" (مطبوعہ لاہور)

(۱۸) محمد حنیف اختر، مولانا: "چند اہم نمازیں" (مطبوعہ خانیوال) ۱۹۹۸ء

(۱۹) غلام نبی جانباز، مفتی: "نماز کی اہمیت" (مطبوعہ لاہور)

مشہور مورخ رئیس احمد جعفری لکھتے ہیں:

"اس (قائد اعظم) کی اس وسیع المشربی کی گواہ شاہجہان اعظم (سنی حنفی) کی بنائی ہوئی شاندار مسجد ہے۔۔۔ اور نگزیب عالمگیر (سنی حنفی) کی یادگار لاہور کی شاہی مسجد ہے۔۔۔ دلی کے فقیر دلق نشیں اور تاجدار روحانی' نظام الدین اولیاء (سنی حنفی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خانقاہ ہے۔ کون انکار کر سکتا ہے ان حقائق سے؟۔۔۔ پھر بھی کچھ اخبار جبہ و دستار اور چند اشرار فتنہ پنداراس کے مذہب پر طعن کرتے ہیں۔ اس کی مذہبیت کا مذاق اڑاتے ہیں۔" (۲)

یہ قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی وسیع المشربی نہیں بلکہ ان کی راسخ العقیدگی ہے کہ انہوں نے ہمیشہ سواد اعظم اہل سنت وجماعت کی مساجد میں مسنون طریقہ ہی سے نماز ادا کی ہے۔ وسیع المشربی تب ہوتی کہ وہ دیگر مساجد میں جاکر بھی شیعوں یا غیر مقلدوں کے طریقہ پر نماز پڑھتے یا کبھی کبھار امام باڑوں کا بھی رخ کرتے۔

مقبول حسین وصل بلگرامی سے اہل تشیع کے ممتاز رہنما راجہ صاحب محمود آباد کو بھی یہ کہنا پڑا:

"میں آپ کو ایک عجیب واقعہ سناؤں وہ یہ کہ جناح صاحب باقاعدہ پنجگانہ نماز ادا کرتے ہیں اور نماز سُنّیوں کے طریق پر پڑھتے ہیں۔" (۳)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے ایک ذاتی دوست اور تحریک پاکستان کے کارکن جناب اے بی اکرم (عزیز بخش اکرم، مکینیکل انجینئرنگ مشی گن یونیورسٹی، امریکہ) کے تاثرات منیر احمد منیر تحریر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اسلامی تعلیمات کا جتنا مطالعہ ان (قائد اعظم علیہ الرحمۃ) کا تھا، شاید ہی

---

(۲) رئیس احمد جعفری: "قائد اعظم اور ان کا عہد" (مطبوعہ لاہور) ص ۱۰۷

(۳) عبدالرحمن خان، منشی: "قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۹۳

کسی دوسرے لیڈر کا ہو۔ وہ قومی نظریہ پہ جہاں بڑے بڑے پھسل گئے، یہ قائداعظم ہی تھے جو اس کی خاطر مر مٹے۔ اسلامی سکالر ہونے کا ہی باعث تھا کہ ۱۹۳۵ء کا واقعہ ہے، لوگ بمبئی کی اس گراؤنڈ میں جو بعد میں کرکٹ میدان کے طور پر استعمال ہوتی رہی، عید الفطر کی نماز کے لیے جمع ہوئے، تو ہمارے ساتھ افغانستان کے سفیر مارشل شاہ ولی بھی تھے، مارشل شاہ ولی وہ ہیں جنہوں نے افغانستان سے بچہ سقہ کو نکالنے میں اہم کردار ادا کیا اور موجودہ فرمانروائے افغانستان کے والد جنرل نادر شاہ کو حکومت سنبھالنے کی دعوت دی۔ خیر! نماز عید الفطر کے اس موقع پر میں نے اور مارشل شاہ ولی نے قائداعظم علیہ الرحمۃ کو نماز عید کی امامت کی دعوت دی لیکن وہ آمادہ نہ ہوئے اور نماز شاہ ولی نے پڑھائی۔ ہم نے قائداعظم علیہ الرحمۃ کو یہ دعوت سوچ سمجھ کر دی تھی کیونکہ ہم جانتے تھے کہ اسلامی تعلیمات پر ان کی گہری نظر تھی۔" (۴)

پروفیسر سعید راشد لکھتے ہیں:

"۲۱ فروری ۱۹۳۲ء کو قائداعظم علیہ الرحمۃ مسجد شہید گنج کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے، اس روز جمعہ تھا۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ نماز کے لیے بادشاہی مسجد تشریف لے گئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو خواجہ اشرف احمد آٹوگراف بک بڑھاتے ہوئے ان کے پاس پہنچے، قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا، "یہاں نہیں گھر جا کر"۔

---

(۴) رحیم بخش شاہین، پروفیسر: "نقوش قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء) ص ۷۶

خواجہ اشرف لکھتے ہیں کہ "محض مسجد کے احترام کی خاطر انہوں نے آٹوگراف نہیں دیا تھا، بعد کو میں نے میاں احمدیار خاں کی کوٹھی پر جا کر ان سے آٹوگراف لیا۔ (۵)

۳ مارچ ۱۹۴۱ء کو قائد اعظم علیہ الرحمتہ کو لاہور ریلوے اسٹیشن کے سامنے آسٹریلیا مسجد میں نماز عصر ادا کرنا تھی۔ جب وہ تشریف لائے تو مرزا عبدالمجید تقریر کر رہے تھے۔ قائد اعظم علیہ الرحمتہ اس وقت اچکن اور چوڑی دار پاجامے میں ملبوس تھے۔ گو وہ مسجد کے عقبی دروازے سے داخل ہوئے تھے، ان کو دیکھتے ہی لوگوں نے ان کے لیے اگلی صف تک راستہ ہٹانا شروع کر دیا۔ لیگی کارکن کہنے لگے، "جناب! آپ ادھر سے آگے آجایئے۔" قائد اعظم نے فرمایا:

"میں آخر میں آیا ہوں اس لیے یہاں آخر ہی میں بیٹھوں گا۔" اس واقعہ کے عینی شاہد خواجہ اشرف لکھتے ہیں:

"مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ضیاء الاسلام قائد کے بائیں جانب بیٹھے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد قائد نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے جوتے خود اٹھا لیے اور لوگوں کے اصرار کے باوجود کسی کو نہیں دیئے اور اسی طرح اٹھائے ہوئے دروازے پر پہنچے۔" (۶)

اب اس زمانے کے مشہور اخبار روزنامہ "انقلاب" لاہور کی رپورٹ بھی دیکھتے جائیں:

"جامع آسٹریلیا میں فرزندان توحید کا عظیم الشان جلسہ:

آسٹریلیا مسجد میں قائد اعظم محمد علی جناح مدظلہ اور نواب بہادر یار جنگ کی تقریر سننے کے لیے نماز سے پہلے ہی فرزندان توحید جوق در جوق جمع

ہوتے گئے۔ مسجد کھچا کھچ بھر رہی تھی۔ مسجد کے دونوں دروازوں کے باہر دریوں کے فرش پر دُور دُور تک آدمی ہی آدمی نظر آئے تھے۔ نواب بہادر یار جنگ تو دورہ سرحد پر چلے جانے کے باعث موجود نہ تھے۔ قائداعظم ذرا تاخیر سے تشریف لائے تھے اور مسجد کے صحن سے باہر جہاں بالعموم نمازی جوتے اتارتے ہیں آ کر بیٹھ گئے اور آپ نے اسی جگہ نماز ادا فرمائی۔

سات بجکر ۱۰ منٹ پر جلسہ شروع ہوا، تلاوت کلام پاک کے بعد ایک صاحب نے خان صاحب حفیظ جالندھری کے "شاہنامہ" سے بارگاہ رسالت (ﷺ) میں پیش کیا ہوا یہ سلام پڑھا۔

"سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی"

اس کے بعد مرزا عبدالحمید صاحب خطیب جامع آسٹریلیا و صدر پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن نے قائداعظم کا خیر مقدم کرتے ہوئے تقریر کی۔ مقرر نے کہا کہ "قائداعظم کو آسٹریلیا مسجد میں آنے کی اس غرض سے دعوت دی گئی ہے کہ ایک ایسی ہستی جس کے اسلامی درد، سیاست دانی، علم و فضل اور عظمت و شہرت سے تمام ملت اسلامیہ آگاہ ہے اور جو اسلامی ہند کا قائداعظم ہے اس بات سے آگاہ ہو جائے کہ مولوی لوگوں کی نسبت عام طور پر جو یہ خیال جاگزیں رہا ہے کہ وہ صرف مسجدوں میں بیٹھ کر صرف خیرات کی روٹیاں کھانے والے اور نماز جنازہ پڑھانے والے ہیں

---

(۵) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۹۷

(۶) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۱۰۵

وہ بھی قوم کی تعمیرو تنظیم میں زیادہ سے زیادہ کام کر سکتے ہیں۔

آپ نے کہا "مسٹر محمد علی جناح سرمایہ داروں اور دولت مندوں کے لیڈر نہیں ہیں وہ غریبوں کے لیڈر ہیں اس مسجد میں قائداعظم کو نمازیوں کی جوتیوں میں جگہ ملتی ہے اور وہ وہیں کھڑے ہو کر بارگاہ ایزدی میں سر بسجود ہو جاتے ہیں۔"(۷)

۲۷ دسمبر ۱۹۴۱ء کو ناگپور میں آل انڈیا مسلم لیگ سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس کی صدارت کرنے کے بعد قائداعظم علیہ الرحمتہ نے فیصلہ کیا وہ ناگپور میں چند روز قیام کریں اور ۲۹ دسمبر ۱۹۴۱ء کو عید الاضحیٰ وہیں منائیں۔ نماز عید کا انتظام جلسہ گاہ کے پنڈال میں کیا گیا تھا۔ قائداعظم علیہ الرحمتہ کی زیارت کی خاطر گردونواح کے مسلمان بھی یہیں جمع ہو گئے۔ مسلمانوں کا یہ بہت بڑا تاریخی اجتماع تھا اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس دن ناگپور کی کسی مسجد یا کسی عید گاہ میں نماز عید ادا نہیں کی گئی۔ دوسری عید گاہیں بالعموم خالی رہیں۔ ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ قائداعظم علیہ الرحمتہ کی رفاقت میں نماز ادا کرے۔ نمازیوں کی تعداد پچاس ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی۔

خطبے اور دعا کے بعد ہر شخص قائداعظم (علیہ الرحمتہ) سے مصافحہ اور عید ملن کے لیے بے چین تھا۔ آپ علیہ الرحمتہ نے یہ صورت حال دیکھی تو مائیک پر تشریف لائے اور اردو زبان میں فرمایا: "آپ سب کو عید مبارک ہو" لوگوں نے یک زبان ہو کہ کہا: "آپ کو بھی عید مبارک ہو۔" قائداعظم علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ "اگر آپ سب لوگ میرے ساتھ ہاتھ ملائیں گے تو میرا ہاتھ یہیں رہ جائے گا۔" یہ سن کر سب لوگ ہنس پڑے۔"(۸)

---

(۷) روزنامہ "انقلاب" (لاہور) ۳ مارچ ۱۹۴۱ء ص ۴

(۸) تفصیل کے لیے دیکھئے:

۱ صدیق علی خان، نواب: "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ کراچی '۱۹۷۱ء) ص ۳۲۸

۲ سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور '۱۹۸۲ء) ص ۳۲۲

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

۳ سمیع اللہ قریشی: "قائد اعظم کی شگفتہ مزاجی" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۱۳۶

نوٹ: اس واقعہ سے کوئی یہ نتیجہ نہ نکالے کہ قائد اعظم علیہ الرحمۃ مصافحہ کے قائل ہی نہ تھے۔ بلکہ اس ضمن میں ایک واقعہ دیا جاتا ہے۔ سید نجم الدین بانی پاکستان قائد اعظم علیہ الرحمۃ سے اپنی ملاقاتوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"چنانچہ ۹ جنوری (۱۹۴۷ء) کو مقررہ وقت پر حاضر ہو گیا اور خورشید صاحب نے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی نشست گاہ تک میری رہنمائی کی۔ جب میں قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے قریب پہنچا تو صوفہ سے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور مجھ سے مصافحہ کیا میں ان کی اس شفقت سے بے حد متاثر ہوا ان کی گرم جوشی کے انداز نے میری ہمت افزائی کی اور میری روح کی گہرائیوں کو چھو لیا۔" دیکھئے: رحیم بخش شاہین پروفیسر "نقوش قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء) ص ۱۰۳

محمد صادق قصوری لکھتے ہیں:

"پیر محمد حسین جان سرہندی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء) نے سندھ مسلم لیگ کے ہر اجلاس میں شرکت کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کراچی ۱۹۴۳ء میں شرکت کر کے قائد اعظم علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی اور قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے ساتھ نماز جمعہ سندھ مدرسۃ الاسلام کالج کراچی کی مسجد میں ادا کی۔ (۹)

دسمبر ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم اپنے دست راست لیاقت علی خان علیہ الرحمۃ کے ساتھ برطانوی کابینہ سے مذاکرات کے لیے لندن گئے وہاں نماز جمعہ پڑھنے کی روداد ممتاز حسن، (م ۱۹۷۴ء) سابق منیجنگ ڈائریکٹر نیشنل بینک آف پاکستان کی زبانی سنیے:

"قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ وہ جمعہ کی نماز لندن کی کسی مسجد میں ادا کریں۔ انہوں (علیہ الرحمۃ) نے گرم جوشی سے یہ تجویز منظور فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ "میں اس مسجد میں جانا پسند کروں گا۔ جہاں عام مسلمان نماز پڑھتے ہوں۔"

ہم نے ایسٹ اینڈ کی ایک مسجد جو غریب مسلمانوں کی آباد کی ہوئی ہے منتخب کی۔ وہاں قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) پہنچے تو خطبہ ہو رہا تھا۔ کچھ لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اگلی صفوں میں ان کے لیے جگہ خالی کر دی مگر انہوں (علیہ الرحمۃ) نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ "میں دیر سے آیا ہوں۔ اس لیے جہاں مجھے جگہ ملی وہی میرے لیے مناسب ہے۔" نماز کے بعد لوگوں نے نہایت پرجوش مصافحے کیے۔ ایک شخص پر مصافحے کے بعد رقت طاری ہو گئی اور اس نے مسجد میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ:

---

(۹) محمد صادق قصوری: "تحریک پاکستان اور مشائخ عظام" (مطبوعہ لاہور) ص ۳۱، ۳۲

"اے خدا! تو میری زندگی محمد علی جناح کو بخش دے"۔ اکثر حاضرین آبدیدہ ہو گئے۔" (۱۰)

اس نماز میں مشہور صحافی زیڈ اے سلہری (م ۱۹۹۹ء/۱۴۲۰ھ) بھی قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے ساتھ تھے۔ اپنی یادوں کے حوالے سے یہ لکھتے ہیں:

"جب ہم مسجد پہنچے تو خطبہ شروع ہو چکا تھا۔ قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) آخری صف میں بیٹھے اور بڑے روایتی انداز میں سر جھکا کر خطبہ سنا۔ میں نماز میں ان (علیہ الرحمۃ) کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ خاصا اہتمام کر رہے تھے کہ کہیں سجدہ میں جاتے ہوئے ان کی ٹوپی سر سے گر نہ جائے۔ نماز کے بعد لوگ ان کے اردگرد جمع ہو گئے۔ انہوں (علیہ الرحمۃ) نے ہر ایک سے فرداً فرداً مصافحہ کیا۔ جب چلنے لگے تو ایک صاحب جلدی سے جھکے تاکہ ان (علیہ الرحمۃ) کے جوتوں کے تسمے باندھیں لیکن انہوں (علیہ الرحمۃ) نے اس کی اجازت نہیں دی"۔ (۱۱)

۱۲ جولائی ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنی جائے پیدائش پر حیدر کلب میں اخبار نویسوں سے ملاقات کی اور نماز جمعہ مکہ مسجد میں ادا فرمائی۔ نماز کے بعد آپ علیہ الرحمۃ نے مختصر تقریر میں اتحاد و اتفاق کی تلقین فرمائی۔ (۱۲)

---

(۱۰) صحیفہ تجلی، لاہور "قائد اعظم نمبر" (ستمبر، دسمبر ۱۹۷۶ء) ص ۶۳

(۱۱) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۲۰۳

(۱۲) (i) صدیق علی خاں نواب: "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۱ء) ص ۲۸۷

(ii) محمد حنیف شاہد: "اسلام اور قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء) ص ۹۸

بدیع الخیر کشفی اپنے مضمون "قائداعظم ایک تجزیہ" میں لکھتے ہیں،

"تاسیس پاکستان سے چند سال پہلے کا واقعہ ہے۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ دہلی میں تھے کہ عید آگئی۔ آپ (علیہ الرحمۃ) عید کی نماز پڑھنے دہلی کی مشہور جامع مسجد میں گئے۔ ساتھ (آل انڈیا) مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ایک سربرآوردہ اور صاحب ثروت رکن بھی تھے۔ جب عید کی نماز اور خطبہ ہو چکا تو وہ چونکہ قائداعظم علیہ الرحمۃ کے پہلو ہی میں بیٹھے تھے۔ سب سے پہلے اٹھے اور رسم کے مطابق مبارکباد دی اور (گلے ملنے کے انداز میں آگے بڑھتے ہوئے) "جناب! عید مبارک" کہا قائداعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ "آپ کو بھی عید مبارک ہو۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں آپ سے عید نہیں مل سکتا۔ کیونکہ مجھ میں ایک لاکھ مسلمانوں سے عید ملنے کی ہمت نہیں ہے۔ اور آپ سے عید ملنے کے بعد میرا فرض ہو جاتا ہے کہ میں ان سب مسلمانوں سے گلے ملوں" (۱۳)

قائداعظم علیہ الرحمۃ کے ایک سابق اے۔ڈی۔سی جناب احمد محی الدین کا بیان سنیئے:

"قائداعظم علیہ الرحمۃ نماز پڑھتے تھے۔ وہ پختہ عقیدہ کے مسلمان تھے اور فرقہ واریت پر یقین نہ رکھتے تھے۔ جن دنوں (عنایت اللہ مشرقی کی) خاکسار تحریک نے بیلچہ بردار رضاکاروں کو چننے اور گرد دے کر کلکتہ کی جانب پیدل مارچ کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ان دنوں قائداعظم علیہ الرحمۃ علی گڑھ تشریف لائے۔ ان (علیہ الرحمۃ) کے اعزاز میں یونیورسٹی ٹینس لان کورٹ میں سوئمنگ پول کے نزدیک پارٹی دی گئی۔ تقریب کے اختتام پر جیسے ہی اذان دی گئی قائداعظم علیہ الرحمۃ فوراً ادھر تشریف لے گئے اور طلباء کی صف میں کھڑے ہو کر نماز مغرب کی۔" (۱۴)

---

(۱۳) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۳۱۹

(۱۴) عبدالرحمٰن خان، منشی: "قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۱۱۴

تحریک پاکستان کے نامور کارکن اور مسلم لیگی رہنما مولانا صدر الله صدر
ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں:

"وہ (قائداعظم علیہ الرحمۃ) باقاعدہ نماز پڑھتے تھے۔ اگر وہ کسی دورے پر بھی ہوتے تو جامع مسجد میں نماز ضرور پڑھتے تھے اور مذہبی نقطہ نظر سے کوئی تنقید کرتا تو وہ اسے ضرور قبول کرتے تھے۔ سیاسی، مذہبی، دینی، اخلاقی لحاظ سے وہ بالکل سچے اور پکے مسلمان تھے۔" (۱۵)

تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن پروفیسر منظور الحق صدیقی فرماتے ہیں:

"قائداعظم علیہ الرحمۃ کو پہلی مرتبہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۸ء کو دہلی کے کمپنی باغ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے سنا۔ تقریر اردو میں تھی۔ ازاں بعد انہیں متعدد بار دیکھا، کئی بار سنا۔ ان کے اعزاز میں دیئے جانے والے چار عصرانوں اور ایک دعوت میں شرکت کی۔ ان کے ساتھ مسجد میں نماز باجماعت بھی ادا کی۔ (۱۶)

---

(۱۵) روزنامہ "نوائے وقت" (راولپنڈی) ۷ اگست ۱۹۹۲ء

(۱۶) "اوج" مجلہ (لاہور) قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ۹۱۔۱۹۹۰ء ص ۳۹۲

نوٹ:۔ پروفیسر منظور الحق صدیقی ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء میں دہلی سے چونسٹھ میل مغرب میں قصبہ سہم شریف ضلع رہتک کے مشہور صدیقی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ تحریک پاکستان کے ان کارکنوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے قرارداد لاہور والے اجلاس ۱۹۴۰ء میں شرکت کی اور پھر نظریہ پاکستان کو پنجاب کے علاقہ میں مقبول بنا کر پاکستان بنانے میں بھرپور حصہ لیا۔ انہیں قائداعظم علیہ الرحمۃ سے طویل ملاقاتوں اور خط و کتابت کا شرف حاصل ہے۔ کیڈٹ کالج حسن ابدال کے بانی اساتذہ میں سے ہیں۔ ایک بلند پایہ محقق، مصنف اور مورخ ہیں۔ کئی اہم کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں "تاریخ حسن ابدال" کو شہرت عام حاصل ہوئی۔ (صابر)

مشہور مصنف طالب ہاشمی مدیر ماہنامہ "الحق" (اکوڑہ خٹک) کے نام اپنے

ایک خط میں لکھتے ہیں:

"قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے وہ (قائداعظم علیہ الرحمۃ) لاہور آئے

اور ایک دن بادشاہی مسجد لاہور میں نماز ظہر ادا کی۔ امام صاحب سنی حنفی

تھے۔ بانی پاکستان نے ہاتھ باندھ کر نماز ادا کی۔ اس بات کا راقم الحروف

عینی شاہد ہے"۔ (۱۷)

اسلامیہ کالج لاہور کے تاریخی جلسہ میں گڑبڑ کرنے کے لیے (خاکسار

تحریک کے) علامہ عنایت اللہ مشرقی نے ساتھ والی مسجد میں اذان دینی شروع کر دی تو

قائداعظم نے فوراً فرمایا "یہ تو نماز کا وقت ہی نہیں ہے" اس وقت دن کے بارہ بجے

تھے۔ ایک نمازی ہی ایسا کہہ سکتا تھا اور وہ بھی بے ساختہ۔ (۱۸)

---

(۱۷) ماہنامہ "الحق" (اکوڑہ خٹک) ستمبر ۱۹۹۷ء، ص ۵۱

(۱۸) محمد سلیم ساقی: "مقام واحترام قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۵ء) ص ۹۹

نوٹ: اپنی مخصوص سیاست کے لیے دین کو استعمال کرنا ان حضرات کا کل بھی یہی وطیرہ تھا اور آج بھی یہی شیوہ ہے...... اللہ تبارک وتعالیٰ ایسوں کو ہدایت عطا فرمائے یا پھر ان کے فتنہ وشر، مکروضرر سے عامۃ المسلمین کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

(ادارہ)

اختر علی خاں بلوچ کی کتاب "بلوچستان کی نامور شخصیات" جلد سوم (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء) میں صفحہ ۲۳ پر آغا سلطان ابراہیم خان کے باب میں درج ہے:

"کہتے ہیں کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح (علیہ الرحمۃ) شاہی محل قلات کی مسجد میں ان کی امامت میں نمازیں پڑھتے تھے۔ قائد (علیہ الرحمۃ) کے ذوق طلب کو دیکھ کر آغا سلطان ابراہیم خان نے قرآن مجید کے دو انگریزی ترجمے، دو تفسیریں اور "شریعت اسلام" کا ایک نسخہ ان کو تحفتاً نذر کیا تھا۔ جو ہمیشہ قیام و سفر میں قائداعظم (علیہ الرحمۃ) کے مطالعہ میں رہتا تھا۔ ان کی دی ہوئی "شریعت اسلام" کی جلد کا مطالعہ کرتے ہوئے بلوچستان کے معروف بیرسٹر حسن بختیار نے بھی دیکھا اور قائد سے اس کے بارے میں گفتگو بھی کی تھی۔" (۱۹)

مناظر اسلام پروفیسر محمد سعید اسعد اپنے مضمون "ملت اسلامیہ کا عظیم محسن" میں لکھتے ہیں:

"قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ بھی مبلغ اسلام (علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی حنفی میرٹھی علیہ الرحمۃ) کے زبردست مداح تھے۔ انہوں نے قیام پاکستان کے فوراً بعد پہلی عید الفطر کی امامت کے لیے مدینہ منورہ سے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کو بطور خاص بلایا کیونکہ اس وقت آپ (رحمۃ اللہ علیہ) غیر ممالک کا دورہ فرما رہے تھے۔" (۲۰)

---

(۱۹) محمد انعام الحق کوثر، پروفیسر ڈاکٹر: "تحریک پاکستان اور بلوچستان" (توضیحی کتابیات) مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۹۷ء ص ۷۲

(۲۰) "مجلہ انوار" مجلہ (کراچی نومبر ۱۹۸۰ء) ص ۵۲، کالم ۲

اہل سنت کے نامور قلمکار خلیل احمد رانا لکھتے ہیں:

"قیام پاکستان کے بعد (مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے والد) مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ جب پاکستان آئے تو پہلی نماز عید مرکزی عید گاہ گراؤنڈ میں پڑھائی۔ بابائے قوم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ نے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی اقتدا میں نماز ادا کی۔"

سندھ کے سابق گورنر میر رسول بخش تالپور نے ایک موقع پر کہا تھا کہ "مجھے زندگی میں ایک نماز میں بڑا سرور حاصل ہوا اور وہ نماز میں نے قائداعظم علیہ الرحمۃ کی ہمراہی میں (الشاہ احمد نورانی صدیقی حنفی کے والد ماجد) مولانا عبدالعلیم صدیقی (علیہ الرحمۃ) کے پیچھے ادا کی تھی۔"(۲۱)

---

(۲۱) خلیل احمد رانا: "مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی (مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۴ء) ص ۳۸

نوٹ: مجلہ "مینارہ نور" کراچی، شمارہ نومبر ۱۹۸۰ء کے صفحہ ۶۲ پر قیام پاکستان پہلی نماز عید الفطر کے چند مناظر دیئے گئے ہیں۔ ان تصاویر میں قائداعظم علیہ الرحمۃ اگلی صفوں میں نمایاں طور پر نظر آرہے ہیں اور علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی سنی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خطبہ دے رہے ہیں۔
(صابر)

علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء) کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ خلیفہ اوّل بلا فصل، عتیق الاطہر، حضرت ابوبکر صدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے نامور خلفاء علیہم الرحمۃ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے آپ علیہ الرحمۃ کو "علیم الرضا" کے لقب سے ملقب کیا اور فرمایا۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

عبد علیم کے علم کو سن کر

جہل کی بھل بھگاتے یہ ہیں

علمی دنیا میں آپ علیہ الرحمۃ ایک پر جوش مبلغ، خوش بیان واعظ، بلند پایہ ادیب اور مناظر اسلام کے نام سے معروف ہوئے۔ اردو، انگریزی میں آپ کی علیہ الرحمۃ قابل فخر تصانیف ہیں۔ جن میں "ذکر حبیب" کافی مشہور ہوئی۔ یورپ، افریقہ اور امریکہ کے متعدد ممالک میں جاکر اسلام کی روشنی پھیلاتے رہے۔ ایک علمی مباحثہ میں مشہور ادیب، ڈرامہ نگار جارج برنارڈ شا کو آپ علیہ الرحمۃ نے عظمت اسلام کا قائل کیا جس کا اقرار اس نے اپنی بعض تحریروں اور ڈراموں میں بھی کیا ہے۔ تحریک پاکستان میں آپ علیہ الرحمۃ کی گراں قدر خدمات ہیں۔

جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں محو استراحت ہیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی آپ علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات دیکھنی ہوں تو درج ذیل ماخذ کی طرف رجوع کیجئے۔

۱۔ خلیل احمد رانا: "مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی" (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء)

۲۔ ارشاد احمد عظمی مرزا: "حیات علیم رضا" (مطبوعہ ساہیوال) ۱۹۸۰ء

۳۔ محمد سلیم مست قادری: "مبلغ اسلام اور روحانی پیشوا" (مطبوعہ فیصل آباد) ۱۹۸۹ء

۴۔ محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۲ء

۵۔ صابر حسین شاہ بخاری: "خلفائے احمد رضا اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۷ء

۶۔ محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری: "تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۳ء

مورخ پاکستان محمد صادق قصوری اپنی کتاب "اکابر تحریک پاکستان" میں مولانا ظہور الحسن صدیقی علیہ الرحمۃ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

آپ (مولانا ظہور الحسن صدیقی درسؔ) کی زندگی قرون اولیٰ کا بہترین نمونہ تھی۔ جرأت و مردانگی، حق گوئی و بے باکی آپ (علیہ الرحمۃ) کا طرۂ امتیاز تھا۔ اور اسلامی اصولوں کی دل و جان سے پابندی ان کا شعار تھا۔ قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) ہمیشہ کراچی میں قیام کے دوران آپ (علیہ الرحمۃ) ہی کی اقتداء میں نماز ادا فرماتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد حسب دستور قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) نے آپ (علیہ الرحمۃ) سے نماز عید کے اوقات منگوائے (یہ وہ زمانہ تھا کہ کراچی میں نماز عید کا مرکزی اجتماع صرف عید گاہ میدان بندر روڈ پر ہوتا تھا اور نماز عید آپ ہی پڑھاتے تھے اور یہاں علماء مشائخ و حفاظ کا اچھا خاصا اجتماع ہوتا تھا)

مگر قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) وقت پر عید گاہ نہ پہنچے۔ آپ (علیہ الرحمۃ) نے وقت کی پابندی کے ساتھ تقریر ختم کی اور نماز عید پڑھانے کے لیے مصلے پر جا بیٹھ گئے۔ نواب زادہ لیاقت علی خاں، سردار عبدالرب نشتر، محمد ایوب کھوڑو اور دیگر سیاسی اکابرین نے قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کی آمد تک نماز میں تعطل کے لیے کہا تو آپ نے گرج کر فرمایا: "میں ان علماء کرام و حفاظ عظام کے علم کا احترام کروں یا جناح صاحب کا؟۔۔۔ میں نے جناح صاحب کو اوقات سے مطلع کر دیا تھا، میں اپنے وقت کا پابند ہوں اور دوسرے یہ کہ میں جناح صاحب کو ہی نماز پڑھانے نہیں آیا بلکہ خدائے عظیم جل جلالہ کی نماز پڑھانے آیا ہوں"۔ یہ کہہ کر صفوں کو درست

کروا کر تکبیر فرمادی۔ نماز عید کے بعد احکام عید پر ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد میں قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) جو پچھلی صفوں میں پہنچ چکے تھے۔ تشریف لائے اور تقریر فرمائی جس میں آپ (علیہ الرحمۃ) کی اس جرأت ایمانی کی تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "ہمارے علماء کو ایسے ہی کردار کا حامل ہونا چاہیے جس کا مظاہرہ آج مولانا درس نے فرمایا ہے۔" (۲۲)

---

(۲۲)(i) محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" حصہ اول (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء) ص ۱۰۰

(ii) زاہد حسین انجم: "انسائیکلوپیڈیا قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور) ص ۳۰۹

نوٹ: یہ غالباً نماز عید الاضحیٰ کا واقعہ ہے۔ (صابر)

مولانا ظہور الحسن درس علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء) کے والد گرامی علامہ عبد الکریم درس علیہ الرحمۃ کراچی کے نامور علماء میں سے تھے۔ علامہ عبد الکریم درس علیہ الرحمۃ کے مجدد دین وملت، امام اہل سنت مفتی احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے گہرے مراسم تھے۔ اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت علیہ الرحمۃ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں جب دوسری بار حج سے واپس ہوئے تو کراچی میں آپ ہی کے ہاں قیام فرمایا اور یہیں سے واپس بمبئی گئے۔ مولانا ظہور الحسن درس علیہ الرحمۃ کی جب ولادت ہوئی تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تاریخی نام "ظہور الحسنین" (۱۳۲۰ھ) تجویز کیا۔ مولانا ظہور الحسن درس علیہ الرحمۃ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے۔ صوبہ سندھ میں آل انڈیا مسلم لیگ کو مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس میں شمولیت اختیار کی۔

تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) مجید اللہ قادری پروفیسر ڈاکٹر: "امام احمد رضا اور علماء سندھ" (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء)

(۲) محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" حصہ اول (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء)

سید شریف الدین پیرزادہ نے نو عمری میں طالب علم کی حیثیت سے قائد اعظم علیہ الرحمتہ کو قریب سے دیکھا۔ ثریا کے ایچ خورشید کو ان سے ان کے عینی مشاہدات اور خیالات سننے کا موقع ملا تھا۔ وہ اپنی ان یادوں کو تازہ کرتی ہوئی لکھتی ہیں:

"جب ایک بار قائد اعظم علیہ الرحمتہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی۔۔۔۔ اس زمانے میں ٹرین پر ہی سفر کیا جاتا تھا۔ نواب بہادر یار جنگ یہ خبر سنتے ہی حیدر آباد سے روانہ ہو گئے اور سید حاد علی اور تمگزیب روڈ پر قائد اعظم (علیہ الرحمتہ) کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ مس (فاطمہ) جناح نے انہیں قائد اعظم علیہ الرحمتہ کے پاس نہ جانے دیا۔ اس لیے کہ وہ آرام کر رہے تھے۔ وہ اس وقت واپس چلے گئے۔

جب قائد اعظم (علیہ الرحمتہ) کو دوسرے روز یہ معلوم ہوا کہ "وہ اتنا لمبا سفر کر کے آئے اور ان سے مل بھی نہ سکے" تو قائد اعظم (علیہ الرحمتہ) نے فوراً انہیں خط لکھا کہ "ڈاکٹروں کی ہدایت پر وہ ملاقاتیوں سے نہیں مل رہے تھے اور وہ اس جمعہ کو آئیں اور دوپہر کا کھانا ان کے ساتھ کھائیں۔"

بہادر یار جنگ پھر آئے اور قائد اعظم (علیہ الرحمتہ) سے کہا، "صرف ان کے حکم پر وہ آئے ہیں ورنہ آج جمعہ ہے، وہ جمعہ کی نماز مسجد میں ہمیشہ پڑھتے ہیں اور کہیں نہیں جاتے۔"

قائد اعظم علیہ الرحمتہ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ابھی صرف ایک بجا ہے، کھانا کھائیں اور ۳-۲ بجے یہاں قریب ہی ایک مسجد میں جا کر نماز ادا کریں، آپ کا جمعہ ضائع نہیں ہو گا۔" (۲۳)

---

(۲۳) روزنامہ "نوائے وقت" (راولپنڈی/اسلام آباد) ۲۲ جنوری ۱۹۹۹ء

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء کو عید کے پیغام میں فرمایا تھا:

"ہر روز پانچ مرتبہ ہمیں اپنے محلوں کی مسجد میں جمع ہونا پڑتا ہے۔۔۔ پھر ہر ہفتے کے دوران ہمیں جمعہ کے دن جامع مسجد میں یکجا ہونا پڑتا ہے۔۔۔ پھر سال میں دوبار ہمیں عیدین کی نماز کے لیے سب سے بڑی مسجد یا شہر سے باہر میدان میں اکٹھا ہونا پڑتا ہے۔۔۔ اور ان سب کے بعد حج ہے جس کے لیے دنیا بھر کے مسلمان ہر ملک سے سفر کر کے زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ پہنچتے ہیں۔۔۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہماری نمازوں کی ترتیب نہ صرف ہمیں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مربوط رکھتی ہے بلکہ اس طرح ہمیں بھی دوسری اقوام کے لوگوں کے ساتھ بھی ملنا جلنا پڑتا ہے۔" (۲۴)

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان میں محکمہ نشریات کی رسم افتتاح کے موقع پر ایک پیغام میں فرمایا:

"آج جمعۃ الوداع ہے جو اس برصغیر کے مسلمانوں کے لیے خصوصاً اور دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے عموماً خوشی کا دن ہے۔ ہمیں چاہیے کہ لاکھوں کی تعداد میں مسجدوں میں جمع ہو کر اللہ (تعالیٰ جل شانہ) کا شکر ادا کریں اور اس کی ہدایت کے متمنی ہوں"۔ (۲۵)

۲۴۔ کرم حیدری، پروفیسر: "ملت کا پاسبان" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۲ء) صفحہ ۳۲۷۔۳۲۸

۲۵۔ قمر تسکین: "قائد اعظم مہد سے لحد تک" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۹ء) ص ۱۱۴۳

پنجگانہ نمازیں ہوں، نماز جمعۃ المبارک ہو یا نماز عید الفطر ہو کہ نماز عید الاضحیٰ بابائے ملت قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ نے تمام نمازیں فقہ حنفی کے طریقہ پر ہمیشہ علی الاعلان سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے ساتھ ادا کی ہیں۔۔۔۔ انہوں نے ہمیشہ مسجدوں کا رخ کیا اور عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر نمازیں پڑھتے رہے بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی وہ مسجدوں ہی میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے حضور سر بسجود ہونے کی تلقین کرتے رہے۔ (۲۶)

---

(۲۶) قائداعظم ہمیشہ مسلمانوں کے سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی فقہ حنفی کے طریقہ مبارکہ پر نمازیں ادا کرتے تھے...... الحمد اللہ تمام عالم اسلام کی دو تہائی اکثریت مبارکہ (۶۶% ملت اسلامیہ) احناف (حنفیہ) سے تعلق رکھتی رہی ہے...... بالخصوص برصغیر پاک و ہند، بنگلہ دیش، افغانستان اور ترکی وغیرہ ان تمام علاقوں کے سلاسل اربعہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کے علماء کرام و مشائخ عظام، امام اعظم ابو حنیفہ، فقہ حنفی (حنفیت) اور احناف (حنفیہ) سے نسبت رکھتے رہے ہیں...... امام الائمہ سراج الامۃ کاشف الغمہ، امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فقہ حنفی کے حوالہ سے درج ذیل تصانیف ملاحظہ کریں:

۱۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ "قصیدۃ النعمان (رضی اللہ عنہ)" ترجمہ مطبوعہ سیالکوٹ

۲۔ امام اعظم المترجم: دوست محمد شاکر: "مسند امام اعظم ابو حنیفہ" (ترجمہ: مطبوعہ لاہور)

۳۔ غلام مصطفیٰ مصطفوی: "امام اعظم ابو حنیفہ اور عشق رسول" (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

۴۔ محمد کرم شاہ الازہری، پیر: "امام اعظم ابو حنیفہ اور اہل بیت اطہار" (رضی اللہ عنہم اجمعین)

۵۔ جلال الدین سیوطی شافعی، علامہ: "تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ" (مطبوعہ لاہور)

۶۔ محمد بن یوسف دمشقی شافعی، حافظ: "عقود الجمان فی مناقب النعمان" (۹۳۹ھ)

۷۔ یوسف بن عبدالہادی حنبلی، علامہ: "تنویر الصحیفہ بمناقب ابی حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۸۔ ابن حجر مکی شافعی، علامہ: خیرات الحسان فی مناقب النعمان" (ترجمہ، مطبوعہ لاہور)

۹۔ ابو المؤید الموفق بن احمد المکی: "مناقب الامام اعظم رضی اللہ عنہ" (ترجمہ، مطبوعہ لاہور)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

(۱۰) فقیر محمد جہلمی "السیف الصارم لمنکر شان الامام اعظم" (مطبوعہ جہلم) ۱۹۱۰ء

(۱۱) محمد شریف محدث کوٹلوی فقیہ اعظم: "تائید الامام بحدیث خیر الانام" (مطبوعہ کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ)

(۱۲) محمد شریف محدث کوٹلوی فقیہ اعظم "امام اعظم کا مذہب: تقویٰ واحتیاط" (مطبوعہ لاہور)

(۱۳) محمد شریف محدث کوٹلوی فقیہ اعظم: "الاربعین حنفیہ" (۴۰ احادیث شریف) مطبوعہ لاہور

(۱۴) محمد شریف محدث کوٹلوی فقیہ اعظم: "کتاب الصلوٰۃ...... نماز حنفی مدلل" (مطبوعہ لاہور)

(۱۵) محمد شریف محدث کوٹلوی فقیہ اعظم: "فقہ الفقیہ" (۱۱ رسائل کا مجموعہ)

(۱۶) میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی: "تذکرہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ" (مطبوعہ لاہور)

(۱۷) شرافت نوشاہی صاحب سیرہ: "امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعی" رضی اللہ عنہ (لاہور)

(۱۸) محمد محبوب الٰہی رضوی ابو الحسن: "سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان" رضی اللہ عنہ (مطبوعہ لاہور)

(۱۹) محمد عبد الحکیم شرف قادری علامہ: "امام اعظم اور ائمہ مجتہدین (رضی اللہ عنہم اجمعین)

(۲۰) غلام رسول سعیدی مولوی: "علم حدیث میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمات" (لاہور)

(۲۱) غلام رسول سعیدی مولوی "امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

(۲۲) غلام رسول سعیدی مولوی "تذکرۃ المحدثین" (باب اول) مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

(۲۳) خلیل احمد رانا: "حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عقیدت" (مطبوعہ لاہور)

(۲۴) خلیل احمد رانا: "تذکرہ اسباب شہادت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۵) فیاض احمد کاوش پروفیسر: "امام اعظم ابو حنیفہ کا قبول منصب سے انکار" (مطبوعہ لاہور)

(۲۶) سید محمد فاروق القادری ایم اے: "سیدنا امام اعظم کا عہدہ قضاء سے انکار اور شہادت"

(۲۷) محمد عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری: "امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ: مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۵ء

(۲۸) محمد صادق قصوری "امام اعظم مکتوبات مجدد الف ثانی کی روشنی میں" (مطبوعہ لاہور)

حاشیہ

(۲۹) شاہ محمد چشتی سیالوی مولانا: "امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فطانت و فراست" (لاہور)

(۳۰) محمد منشاء تابش قصوری: "امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ" (مطبوعہ لاہور)

(۳۱) میاں محمد دین کلیم صاحب: "سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد بر صغیر پاک و ہند میں" (مطبوعہ لاہور)

(۳۲) پروفیسر اختر راہی (ایم اے): "الفقہ الاکبر" (ترجمہ) مطبوعہ لاہور

(۳۳) بشیر حسین ناظم (ایم اے): "حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے عقائد" (مطبوعہ لاہور)

(۳۴) غلام مصطفےٰ مجددی نقشبندی: "عقائد امام اعظم" رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

(۳۵) حبیب الرحمن شروانی، مولانا: "ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ناقدین" (کراچی)

(۳۶) محمد محبوب علی خان: "تلامیذ ابی حنیفہ" (رحمۃ اللہ علیہم) مطبوعہ بریلی، ۱۳۴۷ھ

(۳۷) بشیر احمد صدیقی ڈاکٹر پروفیسر: "فقہ حنفی کا اجمالی تعارف" (مطبوعہ لاہور)

(۳۸) غلام محمود ہزاروی، قاضی: "فقہ حنفی پر مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات" (لاہور)

(۳۹) قاضی ظہور احمد اختر (ایم اے): "فقہ حنفی پر مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ"

(۴۰) احمد رضا خان، محدث بریلوی: "الیسوف الخفیف علٰی عائب ابی حنیفہ" (قلمی مملوکہ)

(۴۱) احمد رضا خان، محدث بریلوی: "جمیل ثنا الائمہ علی علم سراج الامۃ" (قلمی مملوکہ)

(۴۲) احمد رضا خان، محدث بریلوی: "الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی" (لاہور)

(۴۳) احمد یار خاں نعیمی مفتی: "جاء الحق شریف" (حصہ دوم) مطبوعہ لاہور

(۴۴) غلام دستگیر نامی پیر: "تذکرہ امام اعظم" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مطبوعہ لاہور

(۴۵) وکیل احمد سکندر پوری، مولانا: "مد انور ترجمہ فقہ اکبر" (مطبوعہ دہلی)

(۴۶) غلام دستگیر ہاشمی قصوری، مولانا: "عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۴۷) ابو الحسن زید فاروقی حنفی نقشبندی: "سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴ء)

(۴۸) ابو الحسن زید فاروقی، حنفی نقشبندی: "امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حیرت انگیز فیصلے" (مطبوعہ لاہور)

حاشیہ

(۴۹) نور بخش توکلی، "حنفی نقشبندی: الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ" (مطبوعہ لاہور)

(۵۰) "امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمبر": "رضوان" ہفت روزہ لاہور ۱۹۵۱ء

امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ، امام اعظم ابو حنیفہ تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸۰ھ۔۱۵۰ھ) کے خلاف ایک ایرانی مصنف حامد حسین رافضی نے ایک کتاب "استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام" لکھی جو کہ خرافات کا پلندہ تھی۔ کذب و افتراء کے اس بے ہودہ طومار کو سامنے رکھ کر ایک غیر مقلد وہابی محمد بہاری نے "الجرح علی ابو حنیفہ" (تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عنوان سے جھوٹ کا دوسرا پلندہ تیار کیا۔۔۔۔ یوں غیر مقلد وہابی نے ایک رافضی تبرائی کی پیروی کی۔۔۔۔ ان دونوں کے رد میں مولوی حاجی علامہ نور بخش توکلی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تحقیقی کتاب

"الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)" تحریر کی جسے انجمن نعمانیہ، لاہور نے ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء میں شائع کیا۔۔۔ پھر یہ لاہور ہی سے ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء میں بھی شائع ہوئی۔ اسی نسخہ کی من و عن عکسی نقل کو ایک دیوبندی وہابی ناشر، مولوی مشتاق علی جانے نعمان اکیڈمی مسجد بخاری روڈ گوجرانوالہ نے:

"حضرت امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر اعتراضات کے جوابات" کے نام سے شائع کیا۔۔۔ اور سراسر علمی خیانت اور اشاعتی بددیانتی کے تحت کتاب کی جلد اور سرِ ٹائٹل پر لکھوایا

"جمع و ترتیب سید مشتاق علی شاہ" (دیوبندی)

تاکہ اصل مصنف علیہ الرحمۃ کا نام اڑایا جا سکے۔۔۔۔ اس کا خود کو "جامع و مرتب" ظاہر کرنا سراسر اشاعتی بددیانتی۔۔۔ (ادارہ)

جلوتوں کے علاوہ اب قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی خلوتوں کی طرف آیئے کیونکہ انسان کی خلوتوں ہی سے اس کی شخصیت کے سربستہ راز کھلتے ہیں۔ آیئے دیکھیں، کیا قائد اعظم علیہ الرحمتہ کے جلوت و خلوت کے احوال یکساں ہیں؟

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری لکھتے ہیں:

"حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمتہ (۲۷) کی حزم و احتیاط کی انتہا تھی کہ جو

---

(۲۷) حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مظہر اللہ دہلوی حنفی نقشبندی مجددی (وصال ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان کے نامور مجاہد ہیں۔ آپ طویل عرصہ تک دہلی کی جامع مسجد فتح پوری میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت کی وجہ سے بعض مخالفین آپ علیہ الرحمتہ کے جانی دشمن ہو گئے۔ ایک مرتبہ جمعتہ المبارک کے روز ایک ہتھیار بند سکھ بھیس بدل کر مسجد کے محراب میں عین آپ کے بالکل سامنے بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ جب آپ سجدے میں جائیں گے تو شہید کر دیا جائے گا۔ لیکن ایک شخص کی نظر اس پر پڑ گئی اور وہ ناکام رہا۔ اسی طرح آپ علیہ الرحمتہ کے دولت کدے میں ایک دفعہ بم رکھا گیا لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب ﷺ کے طفیل آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلامت باکرامت رکھا۔

قائد اعظم علیہ الرحمتہ آپ سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ آپ علیہ الرحمتہ کی کئی تصانیف ہیں جن میں "فتاویٰ مظہری" کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد بھی آپ علیہ الرحمتہ جامع مسجد فتح پوری ہی میں عشق و محبت کا درس دیتے رہے۔ اور بالآخر اسی مسجد میں آسودہ خاک ہوئے۔ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مدظلہ آپ کے نامور فرزند ارجمند ہیں۔ مفتی اعظم علیہ الرحمتہ کی حیات و خدمات کے لیے درج ذیل کتابیں دیکھئے:

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "حیات مظہری" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۷۳ء
۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "تذکرہ مظہر مسعود" (مطبوعہ کراچی)
۳۔ جاوید اقبال مظہری: "خلق مظہری" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۶ء
۴۔ جاوید اقبال مظہری: "آفتاب ہدایت" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۴ء
۵۔ محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۹ء
۶۔ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علامہ: "مشعل راہ" (مطبوعہ لاہور)

قوم کو قرآن و سُنّت کی طرف بلا رہا تھا اس کی خلوتوں کا حال بھی معلوم کرایا کیونکہ بالعموم سیاست دانوں کا ظاہر و باطن ایک نہیں ہوتا۔۔۔ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔۔۔ چنانچہ ایک روز مولانا سیف الاسلام نے فرمایا:

"آپ تو مسٹر محمد علی جناح کی کوٹھی پر جاتے رہتے ہیں، آپ ذرا دریافت کیجیے گا کہ کیا یہ نماز روزے کے پابند ہیں؟۔"

حضرت کی ہدایت پر مولانا سیف الاسلام صاحب تشریف لے گئے۔ یہ سارا ماجرا خود ان کی زبانی سنیے:

"بھائی جان! میں ایک دن خوب غصے میں بھرا ہوا کوٹھی پر پہنچا تو ان کا خادم خاص ضلع جہلم کا رہنے والا سُنّی ہی تھا۔ میں نے کہا "بھائی! قائد اعظم جلسوں میں تو قرآن و سُنّت پر عمل کرانے کے لیے پاکستان بنانے کا دعویٰ کر رہے ہیں یہ تو بتایئے کہ یہ نماز بھی پڑھتے ہیں؟" تو انہوں نے کہا کہ "رات کے دو بجے اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور بہت دیر تک سجدے میں روتے ہیں اور بہت گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں۔" ملخصاً (۲۸)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے ایک سابق اے۔ڈی۔سی جناب محی الدین کی زبانی سنیے:

---

(۲۸) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "حیات مظہری" (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء) ص ۳۳

نوٹ: یہاں صرف موضوع سے متعلقہ گفتگو کی تلخیص دی گئی ہے۔ (صابر)

نیز رات کے دو بجے اٹھ کر نماز پڑھنے سے تہجد اور دیگر نوافل مراد ہیں ورنہ قائد اعظم محمد علی جناح کا فرض نمازیں باجماعت ادا کرنے کا اسی مقالہ میں کئی مقامات پر ذکر ہے جیسا کہ اگلے اقتباس سے بھی یہی مفہوم زیادہ صراحت سے ثابت ہے۔ (ادارہ)

"یہ ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ قائداعظم (علیہ الرحمۃ) شیروانی صاحب کے بنگلہ میں مقیم تھے، تین بجے شب کے قریب فرسٹ فلور پر مسٹر جناح کے کمرے سے ایک زوردار آواز آئی۔ میں خود برابر والے کمرہ میں مقیم تھا۔ یہ آواز سن کر میں وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ محمد علی جناح (علیہ الرحمۃ) نیت باندھ کر نماز تہجد ادا کر رہے ہیں اور پانی کی ایک بوتل ٹوٹی پڑی ہے۔ پتہ یہ چلا کہ اپنے خالق حقیقی (جل شانہ) کے سامنے سربسجود ہونے کے لیے اٹھے تو کسی طرح بوتل سے ان کا ہاتھ ٹکرا گیا اور وہ گر کر چکنا چور ہو گئی۔" (۲۹)

مولوی شبیر علی تھانوی اپنی روئیداد میں لکھتے ہیں:

"میرے ایک معتبر دوست نے مجھ سے بیان کیا کہ ان سے مولانا حسرت موہانی صاحب نے بیان کیا کہ:

"میں ایک روز جناح صاحب کی کوٹھی پر صبح ایک نہایت ضروری کام سے پہنچا اور ملازم سے میں نے اطلاع کرنے کو کہا۔ ملازم نے کہا کہ "اس وقت ہم کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھئے۔ تھوڑی دیر میں جناح صاحب خود تشریف لے آویں گے"

چونکہ مجھے نہایت ضروری کام تھا اور میں اس کو جلد سے جلد جناح صاحب سے کہنا چاہتا تھا۔ اس لیے مجھے ملازم پر غصہ آیا اور میں خود کمرہ میں چلا گیا۔ ایک کمرے سے دوسرے کمرہ میں پھر تیسرے کمرہ میں پہنچا تو برابر کے کمرہ سے مجھے کسی کے بہت ہی بلک بلک کر رونے اور کچھ

---

(۲۹) عبدالرحمٰن خان، منشی: "قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۲ء) ص ۱۱۲

کہنے کی آواز آئی۔ آواز چونکہ جناح صاحب کی تھی۔ اس لیے میں گھبرایا اور آہستہ سے پردہ اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناح صاحب سجدہ میں پڑے ہیں اور بہت ہی بے قراری کے ساتھ کچھ دعا مانگ رہے ہیں۔ میں دبے پاؤں وہیں سے واپس آگیا۔۔۔ اور اب تو بھائی! جب جاتا ہوں اور ملازم کہتا ہے کہ "اندر ہیں" تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ "وہ سجدہ میں پڑے ہوئے دعا کر رہے ہیں۔" میرے تصور میں ہر وقت وہی تصویر اور وہی آواز رہتی ہے۔" (۳۰)

---

(۳۰) عبدالرحمن خان، منشی: "قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۹۳

مولانا حسرت موہانی علیہ الرحمۃ (وفات ۱۹۵۱ء) کا اسم گرامی سید فضل الحسن ہے لیکن آپ علیہ الرحمۃ دنیائے علم و ادب میں اپنے تخلص "حسرت" ہی سے جانے پہچانے جاتے ہیں خود اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:-

عشق نے جب سے کہا حسرت مجھے
کوئی بھی کہتا نہیں فضل الحسن

آپ حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ جن کا مزار آج بھی شہر مقدس میں مرجع خلائق ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب فرنگی محلی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے ایک جگہ فرماتے ہیں:-

حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا مضائقہ
کافی ہیں غوث الاعظم جیلاں میرے لیے

تحریک پاکستان میں آپ کی گراں قدر خدمات ہیں جنہیں کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

تفصیل کے لیے دیکھئے: محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" حصہ اول (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء) ص ۷۹ تا ۸۹

ان واقعات سے اظہر من الشمس ہے کہ بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ خلوتوں میں بھی احکم الحاکمین جل شانہ کے حضور سربسجود ہو کر آہ وزاری کرتے تھے اور نہایت ہی خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے تھے۔ اور یہی نماز کی اصل روح ہے۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمتہ (وصال ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۶ء) حقیقت سے پردہ یوں اٹھاتے ہیں:

"نماز کی اصل روح خشیت و تقویٰ ہے۔۔۔ انسان معمولی سے افسر کے سامنے جائے تو انتہائی مودب بن جاتا ہے۔۔۔ خوف سے جسم لرز رہا ہوتا ہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی اسے اس کے سوا کوئی خیال نہیں آتا کہ وہ افسر کے سامنے کھڑا ہے اور اس سے بات کر رہا ہے۔۔۔ جب انسان بادشاہوں کے بادشاہ اور آقائے کائنات کے دربار میں حاضر ہو تو اس کے قلب کی جو کیفیت ہونی چاہیے قلم میں اس کی تاب بیاں نہیں۔ اس احساس کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے حقیقی نماز وہی ہے اور وہی قوموں کی تقدیر بدل سکتی ہے ورنہ وہ نمازیں جو دکھاوے کے لیے پڑھی جاتی ہیں' زبان پر نماز کے کلمات ہوتے ہیں مگر ذہن کہیں اور بھٹک رہا ہوتا ہے، تو انہیں پڑھنا بے اثر اور بے نتیجہ ہے۔ عارف رومی علیہ الرحمتہ نے بجا ارشاد فرمایا ہے۔

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

علامہ اقبال علیہ الرحمتہ نے بھی اس طرح کی نماز کو توحید کے دامن تقدیس پر بدنما داغ سے تعبیر کیا ہے۔

رہے تری خدائی داغ سے پاک
مرے بے ذوق سجدوں سے حذر کر

سچی نماز تو وہ ہے جس سے دل میں سوز و گداز اور خضوع و خشوع ہوتا ہے
اور ذہن کو معراج المحبوب کا کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔" (۳۱)

قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ نہ صرف جلوت بلکہ خلوت میں بھی اپنی نمازیں باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔ یہی نہیں وہ اپنے ملازمین کی نمازوں کا بھی خیال رکھا کرتے تھے۔

---

(۳۱) احمد سعید کاظمی، علامہ سید: "فلسفہ نماز" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۹۶ء) ص ۱۰، ۱۱
غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی حنفی چشتی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶) بے مثل مفسر قرآن' عظیم فقیہ' لاثانی محدث اور عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ کی ساری زندگی فرقہ ہائے باطلہ کے خلاف قلمی جہاد میں گزری۔ آپ علیہ الرحمۃ کی بے شمار تصانیف مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تحریک پاکستان میں آپ علیہ الرحمۃ کی خدمات روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے سٹیج سے قیام پاکستان کے لیے جلسے کرتے رہے۔ ۱۹۴۶ء میں قرار داد پاکستان کی توثیق کے لیے بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ کانگریسی واحراری مقررین کے لچر' لایعنی اعتراضات کے جوابات دینے میں آپ علیہ الرحمۃ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) جلال الدین، صوبیدار: حضرت غزالی زماں اور تحریک پاکستان" (مشمولہ ماہنامہ "السعید" ملتان) امام اہل سنت نمبر جنوری ۱۹۹۹ء

(۲) محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" حصہ اول (مطبوعہ لاہور' ۱۹۷۶ء)

"فقیر محمد، قائداعظم (علیہ الرحمۃ) کا ذاتی ملازم تھا، ایک دفعہ اس نے جمعہ کے دن فاطمہ جناح سے کہا کہ اسے جمعہ کی نماز کے لیے چھٹی چاہیے' وہ مان گئیں۔۔۔۔ اس وقت بے بی (قائداعظم کی بیٹی دینا جناح) اندر آئی اور جس طرح ان کی عمر کا کوئی بچہ کرتا ہے، انہوں نے اصرار کیا کہ انہیں ہارون ہائی روڈ پر کچھ سہیلیوں سے ملنے کے لیے کار چاہیے۔۔۔۔ اگرچہ فقیر محمد' قائداعظم (رحمۃ الرحمۃ) کی بیٹی کے اس پروگرام کی خاطر ایک آدھ گھنٹے کی ترمیم کرنے کے لیے تیار تھا لیکن قائداعظم (علیہ الرحمۃ) نے بے بی کو سختی سے کہا: "فقیر محمد نماز جمعہ پڑھنے کے لیے جا رہا ہے، تم کار پہ نہیں جا سکتیں۔ کسی سے کہہ دو کہ وہ تمہارے لیے ٹیکسی لے آئے۔" (۳۲)

قائداعظم علیہ الرحمۃ جب مسجد میں نماز پڑھتے تو اپنے ڈرائیور کو اپنے ساتھ کھڑا کرتے تھے۔ خود فرماتے ہیں:

"جمہوریت مسلمان کی رگوں میں خون کی طرح رواں دواں ہے۔ مسلمان انسانوں کی برابری کو اپنا مطمع نظر سمجھتا ہے۔ میں آپ کے سامنے، ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ جب میں مسجد میں عبادت کے لیے جاتا ہوں تو میرا شوفر میرے دوش بدوش کھڑا ہو کر خدا (جل شانہ) کے حضور سجدہ کرتا ہے"۔ (۳۳)

---

(۳۲) محمد سلیم ساقی: "مقام واحترام قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۵ء) ص ۵۰

(۳۳) محمد سلیم ساقی: "مقام واحترام قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۵ء) ص ۳۹

اب آخر میں تحریک پاکستان کے مخالف کیمپ سے وابستہ دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری کا حال بھی سنیئے:

"مولانا محمد بخش مسلم مرحوم تحریک پاکستان کے زبردست ترجمان تھے۔ وہ ایک عرصہ تک سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے احراری لیڈروں سے ملتے جلتے رہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے پورا ہفتہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھ گزارا مگر اس پورے ہفتے میں انہوں نے ایک نماز بھی نہ پڑھی مگر ان کا لقب "امیر شریعت" تھا۔ (۳۴)

---

(۳۴) ماہنامہ "جہان رضا" (لاہور جون ۱۹۹۹ء) ص ۸

نوٹ:۔ اسی گاندھوی امیر شریعت کے متعلق مولوی ظفر علیخان کا کہنا تھا:۔

خالصہ کا ساتھ دے جب یہ شریعت کا امیر ○ کیوں نہ کہئے اس کو "بابائل" سیاسیات کا
پہلے ہی دن سے ہیں جب دیدے "بخاری" کے پٹم ○ مانگتے پھرتے ہیں کیوں کاجل سیاسیات کا

مسجد شہید گنج کے حوالہ سے سکھوں کی طرف سے "سیاسیات کے بابائل" عطاء اللہ بخاری پر نوازشات کا سلسلہ جاری رہتا تھا، جس پہ ظفر علیخان نے کہا:

احرار کے مت خانے سے مظہر کو ملا لا — منظور ہماتا ہو جو مسجد کو شوالا
سرکار مدینے سے ملا مجھ کو بھی کمبل — سکھوں نے بخاری کو جو بخشا ہے دوشالا

ایک اور مقام پہ طنزاً فرماتے ہیں:

میں نے کل پوچھا یہ صدر مجلس احرار سے — بندہ پرور آپ کیوں ہیں خاکساروں کے خلاف
گر عقائد کی بناء پر آپ کی ہے ان سے جنگ — کیوں نہیں ہیں آپ پھر زنار داروں کے خلاف
سن کے فرمانے لگے: "ارشاد عالی ہے بجا — ہو تو جائیں ہم بھی ان مردار خواروں کے خلاف
پل رہے ہیں ان کے چندوں پر مگر احرار ہند — پھر ہو کیوں وہ اپنے ان پروردگاروں کے خلاف

اس ضمن میں کانگریس و احرار کا یہ خصوصی تعلق بھی ملاحظہ کیجئے، کہتے ہیں:

باوا تھے مسلماں تو بنے تھے مجوسی — پوتے جو ہیں احرار وہ کہلائے فلوسی
مل جائے جہاں چندہ وہی ہے وطن ان کا — ہندی ہیں نہ مصری ہیں نہ چینی ہیں نہ روسی
نمرود جو ہے دولہا تو دلہن مجلس احرار — ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عروسی

(ملاحظہ کیجئے: "چمنستان" صفحہ ۵۵۔۵۶۔۱۳۸۔۹۷) (ادارہ)

الی صل جلوت ہو یا خلوت، قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے ہمیشہ فقہ
حنفی ہی کے طریقے پر نماز پڑھی ہے۔

ہمیں قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی زندگی میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ آپ
علیہ الرحمۃ نے کوئی نماز بھی شیعہ حضرات یا غیر مقلدین کے طریقے پر پڑھی ہو۔ اگر
ایسی کوئی نماز پڑھتے تو اس وقت اس کا ضرور چرچا ہوتا۔ بلکہ ان کے کئی سیاسی مخالفین
آسمان سر پر اٹھا لیتے۔ اب اگر تعصب کی عینک اتار کر بانی پاکستان "قائد اعظم محمد علی
جناح علیہ الرحمۃ کو ان علیہ الرحمۃ کی اپنی عبادات کے آئینے میں دیکھا جائے تو وہ
صرف سُنّی حنفی مسلمان نظر آتے ہیں۔ ان ناقابل تردید حقائق و شواہد کے باوجود بھی ان
کو اسماعیلی شیعہ کہنا، آغا خانی بتانا یا کسی قسم کا شیعہ ظاہر کرنا یقیناً اس صدی کا سب سے بڑا
جھوٹ ہے۔

بات وہ کہیے کہ جس بات کے سو پہلو ہوں
کوئی پہلو تو رہے بات بدلنے کے لیے

بحمدہٖ سبحٰنہ وتعالیٰ وہ نفیس وجمیل عظیم وجلیل

خطبۂ صدارت

جمعیت عالیہ

جو

حضرت حامی سنن ماحی فتن تحریر علامہ حبر کلامہ حجۃ الاسلام شیخ الانام المولوی المفتی الشاہ **محمد حامد رضا خانصاحب** قادری برکاتی رضوی بریلوی صدر مجلس استقبالی جمعیۃ عالیہ اسلامیہ دام فیضہم نے اجلاس ہائے

آل انڈیا سنی کانفرنس

منعقدہ ۲۰ تا ۲۲ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء بمقام مرادآباد کے لیے

مرتب فرمایا

مطبع اہلسنت بریلی میں

باہتمام مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب طبع ہوا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

القرآن البقرۃ ۱۸۳

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے

مسلکِ سوم

صومِ رمضان اور قائدِ اعظم علیہ الرحمۃ

محمد علی جناح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

روزہ دارو! جھوم جاؤ کیونکہ دیدار خدا
خلد میں ہو گا تمہیں' یہ وعدۂ رحمٰن ہے
دو جہاں کی نعمتیں ملتی ہیں روزہ دار کو
جو نہیں رکھتا ہے روزہ' وہ بڑا نادان ہے
(عطارؔ)

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مکرم مہینہ ہے۔۔۔ جو مسلمان اس مبارک مہینے کو پائے۔ وہ اس مقدس مہینے کے پورے روزے رکھے۔۔۔ روزہ اسلام کے ارکان میں ایک بڑا رکن ہے۔۔۔ یہ ہر مسلمان عاقل، بالغ، تندرست اور مقیم مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض ہے۔۔۔ روزے کا انکار کرنا۔ فرض نہ جاننا۔ اس کا مذاق اڑانا کفر ہے۔۔۔ اور بلا عذر روزہ نہ رکھنا باغیانہ اور مجرمانہ فعل ہے۔۔۔ محرومی کی دلیل ہے۔۔۔

رمضان المبارک کی ہر ہر ساعت باران رحمت ہے۔۔۔ اس میں رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔۔۔ دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔۔۔ اس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا کر دیا جاتا ہے۔۔۔ ہر ہر نیکی پر بے حساب اجر عطا کیا جاتا ہے۔۔۔ متقی اور پرہیز گار بنایا جاتا ہے۔۔۔ صبر و تحمل سکھایا جاتا ہے۔۔۔ طلوع سحر سے غروب آفتاب تک حلال چیزوں سے بھی دور ہٹایا جاتا ہے۔۔۔

ایک سچا اور پکا مسلمان اس مقدس ماہ کے مقام واحترام کا خاص خیال رکھتا ہے۔۔۔۔(۱)

برصغیر کے مسلمانوں کے عظیم قائد محمد علی جناح علیہ الرحمۃ نے رمضان المبارک کے تقدس کو کبھی بھی پامال نہ ہونے دیا۔آپ سن شعور ہی سے نہ صرف خود روزے رکھتے تھے بلکہ اس سلسلہ میں دوسروں پر بھی کڑی نظر رکھتے تھے۔

---

(۱) اس موضوع پر تفصیلات کے لیے درج ذیل تصانیف ملاحظہ کریں:

(۱) احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "فتاوی رضویہ" (مطبوعہ لاہور) طبع قدیم، جلد ۴

(۲) احمد رضا خاں: (افادات) ماہ رمضان اور اسوۂ مصطفےٰ ﷺ (مطبوعہ لاہور)

(۳) امجد علی اعظمی، صدر الشریعۃ: "بہار شریعت" (۲ جلدیں) مطبوعہ لاہور

(۴) منصور علی خاں، مولانا: "فضائل رمضان" (مطبوعہ بمبئی)

(۵) عبد العلیم صدیقی میرٹھی، الشاہ: "احکام رمضان المبارک" (مطبوعہ لاہور)

(۶) محمد منشاء تابش قصوری، مولانا: "انوار الصیام" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۱ء

(۷) محمد خان قادری، مفتی: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کیسے گزارتے؟" (مطبوعہ لاہور)

(۸) سعادت علی قادری، سید: "تیس راتیں" (مطبوعہ لاہور)

(۹) خالد مسعود: "ثمرات رمضان" (مطبوعہ لاہور)

(۱۰) فضل احمد عارف، علامہ: "برکات رمضان" (مطبوعہ لاہور)

(۱۱) غلام رسول سعیدی، مولوی: "روزے کے اسرار ورموز" (مطبوعہ لاہور)

(۱۲) غلام رسول سعیدی، مولوی: "رمضان اور حقائق شب قدر" (مطبوعہ لاہور)

(۱۳) غلام رسول سعیدی، مولوی: "مقالات سعیدی" (مطبوعہ لاہور)

(۱۴) محمد شاہد اقبال، حافظ: "فضائل ومسائل روزہ" (مطبوعہ لاہور) ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء

(۱۵) غلام نبی جانباز، مفتی: "فضائل روزہ ورمضان" (مطبوعہ لاہور)

اگست ۱۹۳۶ء میں سندھ میں پارلیمانی تعطل کو دور کرنے کے لیے تازہ الیکشن (انتخابات) ہونے والے تھے۔ قائداعظم (علیہ الرحمتہ) سندھ مسلم لیگ کی انتخابی سرگرمیوں کی رہنمائی کے لیے خود کراچی آئے۔ یہ روزوں کے دن تھے۔ اس زمانے میں حاتم علوی ہر روز ان سے ملنے گئے تھے اور دیر تک بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے (حاتم علوی) سے پوچھا "کیا تم روزے سے ہو؟" (حاتم) علوی نے جواب دیا "جی ہاں سر"۔ پھر آپ نے فرمایا: "میں بھی سن شعور سے روزے رکھتا ہوں۔ لیکن اب صحت کمزور ہے اس وجہ سے نہیں رکھ سکتا۔" (۲)

نواب صدیق علی خان کی زبانی ایک تاریخی واقعہ سنیے:

"ایک تاریخی واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں جو تمام پاکستانیوں اور خاص طور پر ہمارے نوجوان طبقے کے لیے باعث دلچسپی و پر از معلومات اور موجب افتخار ہوگا۔

بادشاہ انگلستان جارج ششم کے زمانہ میں حکومت برطانیہ کی دعوت پر قائداعظم (علیہ الرحمتہ) ہندوستان کے لیے مزید اصلاحات حاصل کرنے انگلستان تشریف لے گئے۔ گفت و شنید کا سلسلہ جاری تھا کہ قصر بکنگھم سے "ظہرانہ" کی دعوت موصول ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ انگریز آقاؤں کی شان و شوکت، رعب و داب، وقار و دبدبہ میں کچھ فرق نہیں آیا تھا اور ان کی بہت عزت کی جاتی تھی۔ اس کی کئی وجوہات تھیں کہ وہ حاکم وقت، کرتا دھرتا اور ان داتا تھے۔۔۔۔۔ ان کی شہرت کو چار چاند لگانے والے اور ان کی ملوکیت کے مداح ہمارے لاکھوں ہندوستانی بھائی بند تھے۔۔۔۔

اگر انگریز حاکم

---

(۲) سعید راشد، پروفیسر "افکار و کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۱۹۶

نوٹ: قائداعظم کی مشہور تاریخ ولادت ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء ہے۔ اس لحاظ سے اگست ۱۹۳۶ء میں قریباً ساٹھ برس کے نحیف و نزار اور ضعیف العمر شخص تھے جبکہ ہجری کیلنڈر کے مطابق آپ علیہ الرحمتہ قریباً باسٹھ برس کے تھے۔ یہ آپ علیہ الرحمتہ کی وفات سے ایک سال قبل کا واقعہ ہے اور ان ایام میں آپ کی صحت کی آج تحقیقی شواہد کے لحاظ سے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ (ادارہ)

کسی ہندوستانی کی طرف سرپرستانہ نگاہ ڈالتا تو وہ پھولے نہ سماتا اور اگر ٹوٹی پھوٹی اردو میں ہم کلام ہوتا تو صرف باچھیں ہی نہیں بلکہ دل کے باغ کھل جاتے۔۔۔۔ چنانچہ اس زمانہ میں قصر بکنگھم کی دعوت ایک اعزاز ہی نہیں بلکہ ایک یادگار موقع ہوتا تھا۔ اس حقیقت سے کوئی انکار بھی نہیں کر سکتا کہ قصر بکنگھم میں کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کو مدعو نہیں کیا جاتا تھا۔

وہاں تو صرف بادشاہوں، شاہی خاندانوں کے لوگوں، بین الاقوامی شہرت رکھنے والے چوٹی کے رہنماؤں اور بڑے بڑے روسا کو شاہی دستر خوان پر بٹھا کر عزت بخشی جاتی تھی۔ ہم نے آج تک نہیں سنا کہ کسی مہمان نے معذرت کی ہو۔ ہاں بیماری، آزاری اور موت الگ بات ہے۔ لیکن ہمارے عظیم رہنما (قائداعظم علیہ الرحمۃ) یہ کہہ کر عذر خواہ ہوئے کہ:

"یہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے۔ اس میں مسلمان روزہ رکھتے ہیں۔" (۳)

قائداعظم علیہ الرحمۃ نے رمضان المبارک کے تقدس کو مدنظر رکھتے ہوئے شاہی دعوت ٹھکرا دی لیکن افسوس دوسرے رہنماؤں کے دل میں احترام ماہ رمضان کا خیال تک پیدا نہ ہوا اور وہ شاہی ضیافت کے مزے اڑانے کے لیے بروقت قصر شاہی میں پہنچ گئے تھے۔

---

(۳) صدیق علی خان، نواب: "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۱ء) ص ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳

نوٹ۔ یاد رہے کہ یہ عصرانہ کی دعوت تھی۔ اگر برطانوی حکام چاہتے تو اہل اسلام کی رعایت سے عشائیہ کا اہتمام کر سکتے تھے مگر یہ اہل مغرب کا خاص وطیرہ رہا ہے کہ اس طرح دیگر اقوام عالم کی مذہبی غیرت اور قومی حمیت کو چھیڑ چھاڑ کر جانچتے اور دیکھ بھال کر چھیڑتے ہیں۔

(مسعود)

رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے اکتوبر ۱۹۴۱ء میں قائداعظم ایک پیغام میں فرماتے ہیں:

"رمضان کا مہینہ روزہ داری، عبادت اور اللہ سے اپنا تعلق استوار کرنے کا مہینہ ہے۔ یہی مہینہ تھا جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ بنیادی طور پر تو یہ ایک روحانی ضابطہ ہے۔ جو مسلمانوں پر نافذ کیا گیا ہے۔ لیکن اس فرض کی بجاآوری میں اخلاقی نظم و ضبط کے بارے میں اس کی قدر و قیمت بھی نمایاں ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں جو معاشرتی اور طبی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ بھی کم نہیں ہوتے"۔ (۴)

۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء کو یوم عید کے موقع پر ایک نشری تقریر میں فرماتے ہیں:

"رمضان المبارک کا ضبط صوم و صلوٰۃ پنج خداوند تعالیٰ کے حضور قلب کے لازوال عجز و انکسار کے ساتھ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ لیکن اسے کمزور قلب کا عجز و انکسار ہرگز نہ ہونا چاہیے جو ایسا کریں گے وہ خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مجرم و نافرمان ہیں۔ کیونکہ تمام مذاہب میں یہ ایک حقیقت موجود ہے جو اگرچہ بظاہر صحیح معلوم نہیں ہوتی مگر ہے بالکل درست کہ عاجز و متواضع ہی قوی و طاقتور ہوں گے اور یہ حقیقت مذہب اسلام میں خصوصیت کے ساتھ نمایاں ہے۔" (۵)

---

(۴) کرم حیدری، پروفیسر "قائداعظم کا اسلامی کردار" (مطبوعہ اسلام آباد، ۱۹۸۳ء) ص ۱۰۱

(۵) محمد حنیف شاہد: "اسلام اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء) ص ۴۳

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا

القرآن ۰ آلِ عمران آیت ۹۷

اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے

سلکِ چہارم

فریضۂ حج اور

قائدِ اعظم علیہ الرحمۃ

مؤرخِ پاکستان

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

جب میں علماءِ اہلِ سنّت کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ جو کچھ تحریکِ جہاد کے بارے میں اب تک لکھا گیا ہے وہ سب یک طرفہ ہے۔ اس موقعہ پر میں نے پروفیسر شاہ فرید الحق سے رجوع کیا اور ان کے ذریعہ سے کچھ مواد حاصل کیا۔

تقریر:۔ مجلسِ مذاکرہ ۶ فروری ۱۹۶۸ء، کراچی

بحوالہ ماہنامہ "فیضان" شمارہ مارچ ۱۹۰۹ء، صفحہ ۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

اللہ اکبر! اپنے قدم اور یہ خاک پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو!
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک گھر کی ہے
محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
کعبہ دلہن ہے، تربت اطہر نئی دلہن
یہ رشک آفتاب' وہ غیرت قمر کی ہے

(رضا بریلوی)

نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک عظیم الشان رکن ہے۔۔۔۔ یہ صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔۔۔ استطاعت کے باوجود اس کی ادائیگی میں بلاعذر تاخیر کرنے والا سخت گنہگار ہے۔۔۔۔ اس کا ترک کرنے والا فاسق اور عذاب جہنم کا سزاوار ہے۔۔۔۔ جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

حج بیت اللہ ایک عظیم عبادت ہے۔۔۔ مساوات اسلامی کا ایک روح پرور اجتماع ہے۔۔۔ اس میں شاہ، گدا، بادشاہ و رعایا، امیر و فقیر، اسود و احمر، سب ایک لباس، ایک ہی صورت' ایک ہی کیفیت اور ایک ہی میدان میں بحضور رب العالمین (جل شانہ) حاضری دیتے ہیں۔۔ "لبیک اللھم لبیک" کی صدائیں لگاتے ہیں۔

حج مبارک کے موقع پر خوش عقیدہ مسلمان اپنے محبوب رحمت عالم' نور مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے دربار گہربار میں خود حاضری دیتے ہیں اور دوسروں کو بھی دعوت دیتے ہیں۔۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

ایک فرقہ کے لوگ حاضری کی نیت سے مدینہ منورہ میں دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہونے سے خود بھی کتراتے، جان چھڑاتے ہیں۔۔۔۔ اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کو بھی منع کرتے ہیں۔۔۔ انہیں ڈراتے دھمکاتے ہیں۔۔۔۔ حالانکہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ رحمت کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ و اصحابہٖ وسلم کے مزار مرکز انوار کی زیارت دین و دنیا میں سرخروئی کا ذریعہ ہے۔۔۔ قبر انور کی زیارت افضل الاعمال ہے۔۔۔۔ میرے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی قبر اطہر اور گنبد خضرا کی زیارت کے لیے سفر کرنا مستحب بلکہ قریب الواجب ہے۔۔۔ پھر حج مبارک کے موقع پر بلا عذر ان کے دربار گہربار میں حاضری نہ دینا سخت محرومی ہے۔ یہاں کی حاضری تو قبول حج کے لیے ایک عظیم وسیلہ ہے۔ (۱)

---

(۱) حج بیت اللہ کے فضائل و مسائل اور زیارت مدینہ کے آداب کے سلسلہ میں بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ یہاں ان تمام کی تفصیل کی گنجائش نہیں البتہ اس موضوع پر اردو میں چند عام فہم اور آسان کتابوں کے نام دیے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لیے انہیں دیکھیے:

۱ محمد نقی علی خان بریلوی، مولانا: "جواہر البیان" (مطبوعہ بریلی)
۲ امام احمد رضا بریلوی، مولانا: "انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ" (مطبوعہ لاہور)
۳ امام احمد رضا بریلوی (شارح): "حج و زیارت کے مسائل" (مطبوعہ لاہور)
۴ محمد سلیمان اشرف بہاری، سید، مولانا: "کتاب الحج" (مطبوعہ لاہور)
۵ محمد محمود الوری، مفتی: "رکن دین" (حصہ چہارم کتاب الحج) مطبوعہ لاہور
۶ ارشد القادری، علامہ: "آیئے حج کریں" (مطبوعہ لاہور)
۷ محمد صدیق تنہا: "زیارات مقامات مقدسہ" (مطبوعہ لاہور)
۸ محمد سراج الدین خان، حاجی: "سراج الحج والعمرہ" (مطبوعہ راولپنڈی)
۹ محمد الیاس عطار قادری، مولانا: "رفیق الحرمین" (مطبوعہ کراچی)
۱۰ محمد معین احمد: "مسائل و معلومات حج و عمرہ" (مطبوعہ کراچی)
۱۱ انور سلطانہ ملک، مسز: "زیارت حرمین شریفین" (مطبوعہ راولپنڈی)
۱۲ خلیل الرحمن نعمانی، مولانا: "رہنمائے حجاج" (مطبوعہ راولپنڈی)
۱۳ حسن جان، الحاج: "رہنمائے عمرہ و حج" (مطبوعہ راولپنڈی)
۱۴ غلام سرور نقشبندی، صوفی: "رہنمائے حج و زیارت" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء
۱۵ جلال الدین احمد امجدی، مفتی: "حج و زیارات" (مطبوعہ لاہور)

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کی دلی تمنا تھی کہ کسی نہ کسی طرح حج کی سعادت حاصل ہو اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ و اصحابہ وسلم پر حاضری کی سعادت نصیب ہو۔ آپ علیہ الرحمۃ نے جب زیارت حرمین شریفین کا پختہ عزم کرلیا تو اس پر سنوسی ہند، امیر ملت، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے آپ علیہ الرحمۃ کو مبارک دی اسی طرح ایک دوسرے خط میں آپ علیہ الرحمۃ کو مبارک باد دیتے ہوئے یوں راہنمائی فرماتے ہیں:

"گذشتہ ہفتے میں ایک پیغام عزم حج کی مبارکباد دی پر بھیج چکا ہوں۔ اب دوسری مرتبہ آپ کو (آل انڈیا) مسلم لیگ کی کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اب آپ کا فرض ہے کہ ان ہزارہا اشغال کو چھوڑ کر اپنے وعدے کے مطابق اب بارگاہ الٰہی (جل شانہ) میں حاضر ہو کر اور دربار شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم پر حاضر ہو کر اس کا شکریہ ادا کریں اور فقیر کے پیغام کو معمولی نہ سمجھیں۔

عید الفطر کے بعد ہوائی جہاز سے سوار ہو کر کراچی سے دوسرے دن مکہ معظمہ پہنچ جائیں اور پانچ دن مناسک حج ادا کر کے دو تین گھنٹے میں مدینہ طیبہ حاضر ہو جائیں۔ وہاں ہفتہ عشرہ قیام فرما کر تیسرے دن کراچی واپس پہنچ جائیں۔" (ملخصا)

---

(۱) رضی حیدر، خواجہ: "قائداعظم خطوط کے آئینے میں" (مطبوعہ کراچی ۱۹۵۷ء) ص ۱۶۴ تا ۱۶۵

اس خط کے جواب میں قائد اعظم تحریر فرماتے ہیں:

"۷ جولائی کے خط کا بہت بہت شکریہ۔ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں تیزی کے ساتھ جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان کی بنا پر میرے لیے اس وقت ہندوستان سے دور ہونا ممکن نہیں ہے"۔ (۲) چنانچہ مسلمانانِ برصغیر کے پیچیدہ مسائل کی وجہ سے آپ علیہ الرحمۃ فریضۂ حج ادا نہ کر سکے اور دیارِ حبیب ﷺ میں حاضری نہ دے سکے۔ یوں آپ علیہ الرحمۃ کا یہ ارمان پورا نہ ہو سکا۔ البتہ قیامِ پاکستان کے بعد قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے ایک عقیدت مند نے آپ علیہ الرحمۃ کی جانب سے "حجِ بدل" ادا کر کے آپ علیہ الرحمۃ کی دلی خواہش کی تکمیل کر دی تھی۔ (۳)

۵۹۹

خطبۂ صدارت

جو

حضرت مولانا مولوی سید شاہ مصباح الحسن صاحب

[illegible] آل انڈیا سنی کانفرنس [illegible]

ضلع [illegible]

نے

[illegible] ربیع الاول شریف [illegible] کے اجلاس سنی کانفرنس [illegible]

میں پڑھ کر سنایا

[illegible]

[illegible] پریس [illegible] میں

چھپا

---

(۳) ولی مظہر ایڈووکیٹ: "عظمتوں کے چراغ" جلد ششم (مطبوعہ ملتان ۱۹۹۰ء) ص ۸۰۸

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ
القرآن الضحیٰ آیت ۱۱

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

سلکِ پنجم

عید میلادُ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

اور

قائدِ اعظم علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

آج کا دن ہے کتابِ زندگی کا پیش لفظ
نقش حسن کلکِ داور عید میلادالنبی
جشنِ استقبالِ سلطانِ مکان و لا مکاں
شرحِ لولاک لما ہے عید میلادالنبی

(قمر یزدانی)

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ۱۲ ربیع الاول شریف (۵۷۱ء) کو رحمت کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم اس عالم رنگ وبو میں جلوہ افروز ہوئے۔۔۔ اس دن وہ صلی اللہ علیہ والہ واصحبہ وسلم جلوہ گر ہوئے جو سب کے رسول ہیں۔۔۔ جس عظیم ذات صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کا کلمہ سب مسلمان پڑھتے ہیں۔۔۔ جس کریم ذات صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی بدولت ساری دنیا معرض وجود میں آئی۔۔۔ جس رحیم ذات صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے در سے ایمان اور عرفان ملا۔۔۔ اسی لیے یہ مقدس دن تاریخ کا ایک یادگار دن تصور کیا جاتا ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ' محبوب کائنات ' رسول پاک ' شاہ لولاک صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی ذات پاک ہی ہے۔۔۔ مسلمان اللہ تعالیٰ جل شانہ کی اس عظیم نعمت کے اظہار تشکر کے لیے جمع ہوتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں۔۔۔ جلوس نکالتے ہیں۔۔۔ صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں۔۔۔ قرآن خوانی کرتے ہیں۔۔۔ نعتیں پڑھتے ہیں۔۔۔ محافل مقدسہ کا انعقاد کرتے ہیں۔۔۔ گھر بار، شہر بازار سجاتے ہیں۔ خطباء اپنے خطبات میں اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی حیات طیبہ کے مکی ومدنی دور کی جھلکیاں دکھاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے کمالات ودرجات بیان کرتے ہیں۔ ولادت باسعادت کے عجائبات کا تذکرہ کرتے ہیں۔۔۔ لوگوں کو شریعت مطہرہ کی تعلیمات سے آگاہ

کرتے ہیں۔ صدقہ و خیرات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ عامۃ المسلمین کو مشروبات پلاتے، پکوان کھلاتے ہیں ان ساری کیفیات کو محافل "میلاد النبی" صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کہا جاتا ہے۔

محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کا سلسلہ صدیوں سے جاری ہے۔۔۔ اس کی اصل عہد نبوی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم میں بھی موجود ہے۔۔۔ تمام ممالک و امصار میں مسلمانانِ عالم نہایت عقیدت و محبت سے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالے علیہ والہ واصحابہ وسلم کا اہتمام کرتے آئے ہیں۔

عید میلاد پہ قرباں ہوں ہماری عیدیں
کہ اسی عید کا صدقہ ہیں یہ ساری عیدیں

۱۹۲۴ء میں سعودی نجدی حکومت کے برسر اقتدار آنے سے قبل صدیوں تک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں سرکاری طور پر عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ و اصحابہ وسلم بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی تھی۔ (۱)

---

(۱) عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے بارے میں اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا رہا ہے۔ کئی کتابیں موجود ہیں اور مختلف جرائد و رسائل نے میلاد النبی (صلی اللہ علیہ والہٖ و اصحابہ وسلم) نمبر نکالے ہیں۔۔۔ یہ عظیم دن کسی خاص فرقے کا دن نہیں بلکہ سارے مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کا دن ہے۔۔۔ اس کے باوجود ایک فرقہ اس دن کی اہمیت کو گھٹانے میں مصروف ہے۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہٖ واصحابہٖ وسلم کو متنازعہ بنانے میں منہمک ہے۔۔۔ کاش یہ لوگ اپنے اسلاف کو دیکھیں ان کی کتابوں کو پڑھیں۔۔۔ قلب سلیم کے ساتھ غور کریں۔۔۔ تو اس عظیم دن کی اہمیت سمجھ جائیں اور پھر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہٖ واصحابہٖ وسلم کو متنازعہ نہ بنائیں۔۔۔ سردست اس موضوع پر چند اہم کتابوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ انہیں پڑھئے شاید تسلی و تشفی ہو جائے:

(۱) محدث ابن جوزی، علامہ: "مولد العروس" (مطبوعہ لاہور)
(۲) محدث ابن جوزی، علامہ: "بیان المیلاد النبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم" (مطبوعہ لاہور)
(۳) ابن حجر مکی، علامہ: "مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم" (مطبوعہ لاہور)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

(۴) حسن برزنجی مدنی، الشیخ: "مولود برزنجی" (مطبوعہ لاہور)

(۵) حافظ ابن کثیر: "مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (مطبوعہ لاہور)

(۶) ملا علی قاری، علامہ: "المورد الروی فی المولد النبوی" صلی اللہ علیہ وسلم (مطبوعہ کراچی)

(۷) جلال الدین سیوطی شافعی، علامہ: "حسن المقصد فی عمل المولد" (مطبوعہ لاہور)

(۸) محمد غلام ربانی، قاضی، مولانا: "جامع الکلام فی بیان المیلاد والقیام" (مطبوعہ لاہور)

(۹) ابو نصر حکیم محمد یعقوب حنفی قادری، مولانا: "توضیح المرام فی اثبات المولد والقیام" (مطبوعہ لاہور)

(۱۰) عبد السمیع رامپوری، مولانا: "انوار ساطعہ دربیان مولود و فاتحہ" (مطبوعہ لاہور)

(۱۱) شاہ احمد سعید مجددی دہلوی، مولانا: "سعید البیان فی مولد سید الانس والجان" (مطبوعہ لاہور)

(۱۲) شاہ احمد سعید مجددی دہلوی، مولانا: اثبات المولد والقیام" (مطبوعہ لاہور)

(۱۳) محمد رکن الدین الوری، مولانا: "مولود محمود" صلی اللہ علیہ وسلم (مطبوعہ سیالکوٹ)

(۱۴) محمد دیدار علی شاہ الوری سید، مولانا: "رسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولد والقیام (مطبوعہ لاہور)

(۱۵) امام احمد رضا بریلوی، مولانا: "المیلاد النبویہ فی الالفاظ الرضویہ" (مطبوعہ لاہور)

(۱۶) امام احمد رضا بریلوی، مولانا: "اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ" (مطبوعہ لاہور)

(۱۷) امام احمد رضا بریلوی، مولانا: "تاریخ ولادت باسعادت" (۱۲ ربیع الاول) مطبوعہ فیصل آباد

(۱۸) محمد ظفر الدین بہاری، مولانا: "میلاد رضوی" (مطبوعہ لاہور)

(۱۹) امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا: "فیصلہ ہفت مسئلہ" (مطبوعہ لاہور)

(۲۰) محمد مظہر اللہ دہلوی، مفتی: "تحدیث نعمت" (مطبوعہ لاہور)

(۲۱) محمد بن علوی المالکی سید، الشیخ: "حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف" (مطبوعہ کراچی)

(۲۲) شیخ احمد عبد العزیز المبارک (چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب امارات) "میلاد منانا جائز ہے" (مطبوعہ کراچی)

(۲۳) ابو داؤد محمد صادق، مولانا: "نورانی حقائق" (مطبوعہ لاہور)

(۲۴) ابو داؤد محمد صادق، مولانا: "جشن میلاد النبی ناجائز کیوں؟" (مطبوعہ کراچی)

(۲۵) محمد طاہر القادری، پروفیسر، ڈاکٹر: "جشن عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت" (مطبوعہ لاہور)

(۲۶) ادارۃ الافتاء والبحوث دبئی: "کیا ہم محفل منعقد کریں؟" (مطبوعہ کراچی)

(۲۷) آزاد سبحانی، مولانا: "میلاد سبحانی" (مطبوعہ لاہور)

حاشیہ

(۲۸) کوکب نورانی اوکاڑوی، مولانا: "اسلام کی پہلی عید" (مطبوعہ لاہور)

(۲۹) محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: "عیدوں کی عید" (مطبوعہ لاہور)

(۳۰) محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: "جشن بہاراں" (مطبوعہ کراچی)

(۳۱) محمد منشا تابش قصوری، مولانا: "محمد نور" (مطبوعہ لاہور)

(۳۲) محمد الیاس رضوی اشرفی، مولانا: "بہار میلاد" (مطبوعہ کراچی)

(۳۳) ابرار الحسنین قادری، فاضل، مولانا: "عید میلاد النبی منانے کا شرعی جواز" (مطبوعہ لاہور)

(۳۴) غلام نبی ہمدمی، مولانا: "جلوس میلاد النبی کا جواز" (مطبوعہ سیالکوٹ)

(۳۵) محمد مظہر الحق بدایونی، مولانا: "الضرب الحدید علی منکر میلاد الحبیب" (مطبوعہ فیصل آباد)

(۳۶) غلام مصطفیٰ نقشبندی، مرتب: "مضامین میلاد" (مطبوعہ لاہور)

(۳۷) محمد سلیم جلالی حنفی، مرتب: "1000 قبل از نبوی، عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۹ء

(۳۸) عبد المصطفیٰ اعظمی، علامہ: "عید میلاد النبی" (مشمولہ: عرفانی تقریریں) مطبوعہ لاہور

(۳۹) عبد المصطفیٰ اعظمی، علامہ: "عظمت میلاد النبی" (مشمولہ: نورانی تقریریں) مطبوعہ لاہور

(۴۰) محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا: "میلاد شفیع" (مطبوعہ لاہور)

(۴۱) محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا: "برکات میلاد" (مطبوعہ لاہور)

(۴۲) محمد ضیاء اللہ قادری، علامہ: "میلاد مصطفےٰ" (صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ سیالکوٹ

(۴۳) محمد خان قادری، مفتی: "محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ" (مطبوعہ لاہور)

(۴۴) محمد سلیم الٰہی، طالب النوری: "بارہ ربیع الاول" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۴ء

(۴۵) عابد حسین شاہ بخاری، سید: جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند" (مطبوعہ برہان اٹک) ۱۹۹۷ء

(۴۶) سید احمد سعید کاظمی، علامہ: "میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ کراچی

(۴۷) محمد نعیم اختر نقشبندی، مفتی: "عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ کامونکی

(۴۸) مفتی عبد العزیز حنفی: "جشن عید میلاد النبی پر اعتراضات کا رد" (مطبوعہ کراچی)

(۴۹) محمد اکمل عطا قادری، علامہ: "عاشقوں کی عید" (مطبوعہ لاہور)

(۵۰) محمد اشرف قادری، مفتی: "۱۲ ربیع الاول۔۔۔ ولادت یا وصال؟" (مطبوعہ حیدر آباد)

مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ، مصر، عراق، اردن، لبنان، شہر اربل، یمن، ترکی، فارس (ایران)، خراسان، افغانستان، ماوراء النہر، شام، فلسطین، جنوبی افریقہ، مراکش، اور لیبیا الغرض تمام عالم اسلام کی طرح برِ صغیر پاک و ہند کی سرزمین پر بھی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم نہایت عقیدت و احترام سے منائی جاتی رہی ہے۔ اکبر بادشاہ جیسے ملحد کے دور میں بھی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کا وہ شاندار جشن عام ہوتا تھا کہ بس دیکھتے ہی رہئے!۔۔۔ شہر کی تمام سڑکوں کو دلہن کی طرح سجایا جاتا تھا۔۔۔ بیچ میں دستر خوان بچھایا جاتا تھا۔ جس پر ہر خاص و عام کو دعوت طعام کا اذن عام ہوتا تھا۔

آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر خود اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مبارک موقع پر بڑی دھوم دھام سے لال قلعے میں محفل میلاد شریف کا انعقاد ہوتا تھا۔ (۲)

یہی نہیں بلکہ ہند میں آخری اسلامی تاجدار خاتمۃ السلاطین ہند بہادر شاہ ظفر نے علامہ شاہ فضل رسول قادری بدایونی (وصال ۱۲۸۹ھ) سے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ایک تاریخی فتویٰ حاصل کر کے افادۂ عام کے لیے شائع کر دیا تھا تاکہ اس مبارک محفل کے بارے میں کوئی شک و شبہ میں مبتلا نہ رہے۔ (۳)

۱۸۵۷ھ کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد مسلمانانِ ہند نے اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دامن کرم میں پھر پناہ ڈھونڈی اور نہایت اہتمام سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریک چلائی۔ (۴)

---

(۲) دیکھئے: فیاض کاوش، پروفیسر: "ننگ دین ننگ وطن" (مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء) ص ۱۳

(۳) دیکھئے: سہ ماہی "سیرت طیبہ" (کراچی: طبع سوئم ۱۹۹۷ء) ۳، ص ۱۹ تا ۲۷

(۴) دیکھئے: ماہنامہ "نعت" لاہور (میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم) نومبر ۱۹۸۸ء)

قائد اعظم کو اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم سے از حد عقیدت و محبت تھی۔ پھر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و الہ واصحابہ وسلم میں ان کی مقبولیت اس پر شاہد عادل ہے۔(۵)

قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ نہ صرف محافل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں شرکت فرماتے بلکہ محبت و عقیدت میں ڈوب کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کر کے اپنے ایمان کو تازگی بھی بخشتے تھے۔

بہادر یار جنگ مرحوم ۱۹۳۴ء میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جلسہ میں قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ سے ملے۔ نواب بہادر یار جنگ بہت بڑے خطیب تھے اور ان کی خصوصیت یہی تھی کہ وہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ایمان افروز جلسوں میں بصیرت فروز خطاب کیا کرتے تھے۔ قائد اعظم علیہ الرحمۃ سے مل کر آپ اتنے متاثر ہوئے کہ تحریک پاکستان میں قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے دست راست ثابت ہوئے۔ اسی جلسہ کے ضمن میں قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی تقریر کا تذکرہ کرتے ہوئے نواب بہادر یار جنگ خود فرماتے ہیں۔

"خطبہ صدارت ختم ہوا اور تکبیر کے نعروں میں محمد (صلی اللہ علیہ والہ و اصحابہ وسلم) اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ناموں سے نسبت رکھنے والا، عقل و دل کے جناحین پر خود بھی عرش کی سیر کرنے لگا اور اپنے سامعین کو بھی فرش سے بلند کرنے لگا۔۔۔ تقریر مختصر تھی جس کے ابتدائی جملے میرے لیے سند تھے اور آخری حصہ قانون محمدی (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) کا دنیا کے دیگر مشہور قوانین خصوصاً "رومن لا" سے

---

(۵) دیکھئے صابر حسین شاہ بخاری، سید: "قائد اعظم بارگاہ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) میں" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء)

موجودہ قوانین کا ایک عالم تبحر جس کی زندگی "رومن لا" کی ذریت کو اپنی آغوش میں پرورش کرتے ہوئے گزری، جب قانون محمدی (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) کے گوشے کھولنے لگا تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ تعلیم مغرب کے شیدائیوں نے حسن محمدی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے کیسے کیسے جلوے دیکھے ہوں گے۔" (۲)

قیام پاکستان کے بعد (۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ / جنوری ۱۹۴۸ء) میں پہلی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم کے موقع پر حضور سرور کائنات، فخر موجودات (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے قائداعظم علیہ الرحمۃ یوں گویا ہوتے ہیں:

"آج ہم لوگ یہاں ایک "حقیر اجتماع" کی صورت میں اس عظیم ترین شخصیت (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) کو خراج عقیدت ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں، جس (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) کی تقدیس نہ صرف یہ کہ کروڑوں دلوں میں موجزن ہے بلکہ جس (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے دنیا کی تمام بڑی شخصیتوں کا سر احترام و اکرام سے بھی خم ہے۔۔۔ میں ایک عاجز، انتہائی خاکسار، بندہ ناچیز اتنی عظیم ہستیوں سے بھی عظیم ہستی (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) کو بھلا کیا اور کس طرح نذرانہ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔

---

(۲) رضی حیدر خواجہ: "قائداعظم خطوط کے آئینے میں" (مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء) ص ۶۱

نوٹ: مصور پاکستان حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء) بھی عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم) تھے۔ وہ محافل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم میں نہ صرف خود شرکت فرماتے بلکہ عوام کو بھی ان بابرکت محافل میں شرکت کے لیے تلقین کرتے اور جب انہیں معلوم ہوتا کہ فلاں علاقہ میں میلاد شریف کی محافل منعقد ہوتی ہیں تو بہت خوش ہوتے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: نور محمد قادری، سید: "میلاد شریف اور علامہ اقبال علیہ الرحمۃ" (مطبوعہ کراچی)

حضور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) عظیم مصلح تھے.......... عظیم معلم تھے.......... عظیم واضع قانون تھے.......... عظیم مدبر تھے.......... عظیم فرمانروا تھے.......... جنہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) نے بہترین حکومت کر کے دکھائی ہے۔۔۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ ہم جب اسلام کی گفتگو کرتے ہیں تو وہ اس کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف چند مناسک اور روایات اور روحانی تعلیمات ہی کا مجموعہ نہیں ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر مسلمان کی زندگی کو مرتب و منظم کرتا ہے۔ اور اس کے طرز عمل کو درست رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ سیاسیات اور معاشیات میں بھی وہی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ ضابطہ حیات، عزت واحترام، دیانت، حسن عمل اور عدل وانصاف کے بلند ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ وحدت ربانی اور مساوات انسانی اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے نہایت اہم اصول ہیں۔۔۔ اسلام میں آدمی، آدمی میں کوئی تفریق نہیں ہے۔۔۔ مساوات، حریت اور اخوت اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہیں۔

حضور رسول مقبول (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) کی زندگی انتہائی سادہ تھی، آپ (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) نے جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا، کامیابی نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کے قدم چومے۔ تجارت سے لے کر حکمرانی اور فرمانروائی تک ہر شعبہ حیات میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) مکمل طور پر کامیاب رہے۔۔۔ حضور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی ہیں۔ (۷)

---

(۷) رشید محمود راجا "قائداعظم افکار و کردار" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۵ء) ص ۳۰

محافل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اہل سنت وجماعت کے معمولات میں داخل ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے بھی ان محافل مبارکہ میں علمائے اہل سنت وجماعت نے قائد اعظم علیہ الرحمۃ اور (آل انڈیا) مسلم لیگ کی پر زور حمایت کی تھی۔ مثلاً ہفت روزہ "سعادت" لائل پور (موجودہ نام فیصل آباد) یکم جولائی ۱۹۴۵ء کی ایک خبر ملاحظہ ہو:

"اتوار کی شب کو جامع صابریہ 'لائل پور' میں محفل میلاد منعقد کی گئی۔ مولانا عبدالغفور ہزاروی وزیر آبادی نے "شان رسالت" کے موضوع پر تقریر فرمائی اور آخر میں آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ (آل انڈیا) مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہوں۔۔۔ سواد اعظم سے الگ رہنا گمراہی ہے۔۔۔ علمائے احناف کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مسلمانوں کو (آل انڈیا) مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیے"۔ (۸)

یہی نہیں قیام پاکستان کے بعد میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ایمان افروز اجتماعات میں علمائے اہل سنت وجماعت نے سرور کائنات فخر موجودات، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے غلام قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کی تعریف وتوصیف کی ہے۔ مثلاً

"۱۰ جنوری ۱۹۴۹ء 'رات نو بجے' چوک منڈی بیری علاقہ یکہ توت شریف 'پشاور' میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں اہل سنت وجماعت کے مشہور خطیب مولانا محمد بخش مسلم (بی اے) نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے

---

(۸) رشید محمود راجا: "اقبال قائد اعظم اور پاکستان" (مطبوعہ لاہور '۱۹۸۷ء) ص ۱۴۹

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) اہل سنت وجماعت کے ممتاز علماء میں سے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ بیک وقت عالم، فاضل، مولوی، صوفی، خطیب، مناظر، شاعر، مفسر، مدرس اور سیاستدان تھے۔ بچپن ہی میں قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کے مرید بن گئے۔۔۔۔ سائیں گوہر دین علیہ الرحمۃ جینڈ چیر شریف سے بھی فیض حاصل کیا یہاں سے اجازت وخلافت ملی۔۔۔۔ بریلی شریف میں حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ (خلف اکبر اعلیٰ حضرت بریلوی) کے سامنے زانو تلمذ طے کیا۔ یہاں سے بھی اجازت وخلافت ملی۔۔۔ آپ علیہ الرحمۃ نے آل انڈیا مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے لیے شب وروز وقف کر دیئے تھے۔ احراری پارٹی کا وزیر آباد میں زور تھا مگر آپ علیہ الرحمۃ کے دم قدم سے ان کا زور ٹوٹ گیا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو وزیر آباد میں مدعو کیا اور ایک بڑے اجتماع سے ان کا خطاب کرایا۔

ایک مرتبہ سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں احرار کا جلسہ ہو رہا تھا۔ احراری لیڈر عوام کو نظریہ پاکستان سے متنفر کر رہے تھے۔ دوسری طرف علماء اہل سنت وجماعت نے اپنا اسٹیج لگایا۔ جب احراری اجتماع میں عوام کی کشش کچھ زیادہ ہوئی تو حضرت شیخ القرآن فوراً مائیک پر آئے اور ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دیا کہ لوگ دھڑا دھڑ آپ کے پنڈال میں آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے مخالف حضرات کے جلسہ میں اُلّو بولنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر مولانا ظفر علی خان وفور جذبات سے دیوانے ہو گئے اور فوراً فی البدیہہ ایک نظم پڑھی جس کے چند شعر یہ تھے۔

میں آج سے مُرید ہوں عبد الغفور کا
چشمہ اُبل رہا ہے محمّد کے نُور کا

مند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ
کیا اس سے ہو مقابلہ اس بے شعور کا

(دیکھئے: محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

اسوۂ حسنہ پر عالمانہ اور فاضلانہ خطبہ دیا۔ مولانا نے بابائے ملت قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کی گراں قدر خدمات اور سیاسی دانش مندی کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک مرتبہ مسٹر گاندھی نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ "آخر آپ یہ تو بتائیے کہ پاکستان آپ کیوں مانگتے ہیں؟"۔۔۔ جس کے جواب میں حضرت قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا "ہمارا مذہب علیحدہ، کلچر علیحدہ، دین و سیاست علیحدہ اور کتاب علیحدہ ہے۔۔۔ اس لیے ہم ایک علیحدہ ریاست چاہتے ہیں جس میں مسلمان اپنی معاشرت تمدن اور اسلامی قانون کے مطابق زندگی بسر کر سکیں اور اسلامی روایات کو زندہ رکھ سکیں"۔

مزید فرمایا:

"جب پنڈت جواہر لال نہرو نے الہ آباد کے اجلاس میں یہ اعلان کیا تھا کہ "ہمارا مذہب کوئی چیز نہیں۔ اس لیے مذہب چھوڑ کر ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاؤ"۔۔۔ تو اس کے جواب میں حضرت قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے پنڈت جواہر لال نہرو کو دعوت دی تھی کہ "آؤ اور مذہب اسلام کا مطالعہ کرو جو ایک جامع اور مکمل مذہب' ہے جو ساڑھے تیرہ سو سال سے ایسے زریں اصولوں پر قائم ہے جن میں کوئی ردوبدل نہیں ہو سکا' جو شخص بھی اسلامی اصولوں پر کاربند ہوگا وہ شاہراہ ترقی میں کسی قوم سے پیچھے نہیں رہ سکے گا۔" (۹)

---

(۹) دیکھئے: پندرہ روزہ "الحسن" پشاور' ۶ جون تا جولائی' ۱۹۹۸ء (عید میلاد نمبر)

نوٹ: قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں زیادہ تر شیروانی اور جناح کیپ جیسی شرقی لباس استعمال کرنا شروع کر دیا تھا اور اردو میں تقریریں بھی کرنے لگے تھے۔

(صابر)

ان ایمان افروز واقعات سے ثابت ہوا کہ قائد اعظم علیہ الرحمۃ کسی بھی فرقہ وارانہ مسلک سے ہرگز وابستہ نہ ہوئے بلکہ وہ ہمیشہ ملت اسلامیہ کے سواد اعظم کے ساتھ ہی منسلک رہے۔۔۔ اور ایک "غلام رسول" کی حیثیت سے زندہ رہے۔۔۔ پھر ان کے آخری الفاظ "اللہ، پاکستان" اور "کلمہ طیبہ" کا ورد ہی کیا ان کے مسلک کی پہچان کے لیے کافی نہیں ہیں؟۔۔۔ یقیناً وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کا فضل ثابت ہوئے۔۔۔ بے شک ان کا لباس مغربی تھا، زبان انگریزی تھی۔ لیکن یہ مشیت ایزدی تھی کہ وہ مغربی لباس میں ملبوس ہو کر انگریزوں کے اہم ٹھکانوں پر پہنچ گئے اور انگریزی راج کے خلاف اسی کی انگریزی زبان کو انہوں نے ایک مضبوط ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور مسلمانوں کو غیروں کے چنگل سے چھڑایا...... ہاں ان کا دل مومن تھا اور دماغ روشن تھا۔ ؎

غالب رہی ہندو پر تری فہم و فراست
تھی ہیچ ترے آگے فرنگی کی سیاست

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ○ القرآن الفتح آیۃ ۲۹

اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے

سلکِ ششم

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

اور

قائدِ اعظم علیہ الرحمۃ

ممتاز صحافی

جناب زیڈ اے سلہری ؒ

انہوں "قوم پرست علماء" نے اس "پاکستان" کے
قیام کے لیے کوئی کوشش نہیں کی اور وہ تحریک پاکستان کو اس
لیے فراموش کرانا چاہتے ہیں کہ ان کا اس تحریک میں کوئی کردار
نہیں، وہ لوگ ابھی تک اپنے نظریے سے منحرف نہیں ہوئے
اس لیے ہمیں دوست اور دشمن کو پہچاننا چاہیئے"

تقریر :- میلاد کانفرنس منعقدہ ۱۷، ۱۸، ۱۹ فروری
جناح ہال، ملتان،
بحوالہ ماہنامہ فیضان فیصل آباد۔
شمارہ مارچ ۱۹۷۸ء صفحہ ۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

وہ ابوبکر و عمر اور وہ عثمان و علی
خدمت دیں سے ہیں مخدوم ہمارے سارے
یہی اصحاب محمد تھے جنھوں نے واللہ
طاعت حق میں ہی ایام گزارے سارے

(غلام دستگیر نامی)

تمام عالم کے محسن اعظم، رحمت عالم، نور مجسم، حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے بعد خلیفہ اول بلا فصل، خلیفہ برحق و امام مطلق، حضرت سیدنا ابوبکر، صدیق اکبر، عتیق اطہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وصال ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ)... پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شہادت ۲۹ ذوالحجہ ۲۳ ھ)... پھر حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین (شہادت ذوالحجہ ۳۵ھ)... پھر سیدنا علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شہادت ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ) پھر چھ مہینے کے لیے حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ ولد رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شہادت: ۵۰ھ) خلیفہ ہوئے۔ ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں کہ انہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے حضور پر نور، رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔ (۱)

---

(۱) عظمت اصحاب رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جاننے، سمجھنے کے لیے درج ذیل تصانیف مطالعہ فرمائیں:

(۱) محمد امجد علی اعظمی، صدر الشریعہ، مولانا: "بہار شریعت" حصہ اول (مطبوعہ لاہور)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

(۲) محمد اسماعیل نقشبندی، مولانا: "عظمت خلفائے راشدین" (دو حصے) مطبوعہ لاہور
(۳) بشیر حسین ناظم: "خلفائے راشدین اور حضرت سیدنا داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور)
(۴) محمود احمد رضوی، سید، علامہ: "شان صحابہ" رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (مطبوعہ لاہور)
(۵) محمد ضیاء اللہ قادری، علامہ: "فضائل صحابہ کبار رضی اللہ عنہم" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(۶) محمد ضیاء اللہ قادری، علامہ: "عظمت صحابہ کرام بزبان اہلبیت عظام" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(۷) محمد ضیاء اللہ قادری، علامہ: "سیرت خلفاء راشدین علیہم الرضوان" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(۸) محمد ضیاء اللہ قادری، علامہ: "خلفاء ثلاثہ اور اہل بیت کے تعلقات اور رشتہ داریاں"
(۹) محمد اکرم رضوی، صوفی: "صحابہ کرام کا عشق رسول ﷺ (مطبوعہ کراچی)
(۱۰) خضر حسین چشتی، پیر سید: "خلفائے رسول" رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (مطبوعہ لاہور)
(۱۱) محمد خان قادری، مفتی: "صحابہ کرام اور تصور رسول (ﷺ) مطبوعہ لاہور
(۱۲) محمد خان قادری، مفتی: "صحابہ کرام اور علم نبوی" (ﷺ) مطبوعہ لاہور
(۱۳) محمد خان قادری، مفتی: "صحابہ کرام اور بوسہ جسم نبوی (ﷺ) مطبوعہ لاہور
(۱۴) محمد خان قادری، مفتی: "صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی وصیتیں" (مطبوعہ لاہور)
(۱۵) عبد المصطفیٰ اعظمی، علامہ: "کرامات صحابہ کرام" (رضوان اللہ علیہم) مطبوعہ لاہور
(۱۶) افتخار الحسن شاہ، سید: "مقامات صحابہ کرام" (رضوان اللہ علیہم) مطبوعہ لاہور
(۱۷) مقبول احمد سرور، مولانا: "شجاعت صحابہ کرام" (رضوان اللہ علیہم) مطبوعہ لاہور
(۱۸) محمد حبیب نقشبندی، علامہ: "مناقب صحابہ پاک اور مسئلہ امامت" مطبوعہ لاہور
(۱۹) غلام رسول سعیدی، مولانا: "خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم (مطبوعہ لاہور)
(۲۰) حسن رضا خاں بریلوی، مولانا: "حق چار یار" (چار منقبتیں مع شرحیں) زیر طبع
(۲۱) منصور علی خاں، مولانا: "کرامات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مطبوعہ بمبئی)
(۲۲) محمد منظور احمد اویسی، مولانا: "نظریات صحابہ رضی اللہ عنہم (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴ء)
(۲۳) محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: "برکات آل رسول" (ترجمہ، مطبوعہ لاہور)
(۲۴) شیخ محمد حسین ابجری: "فضائل خلفاء راشدین واہل بیت (مطبوعہ لاہور)
(۲۵) عبد المصطفیٰ اعظمی، علامہ: "جنگ تبوک اور تین صحابہ" (مشمولہ "عرفانی تقریریں") مطبوعہ لاہور
(۲۶) احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان" (مطبوعہ لاہور)
(۲۷) جلال الدین احمد امجدی، مولانا: سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ (مطبوعہ لاہور)
(۲۸) غلام رسول سعیدی مولوی: ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ (مطبوعہ لاہور)

اہل سنت وجماعت خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کو خلافت حقہ سمجھتے ہیں اور سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو عادل جانتے اور مانتے ہیں۔ (۲)

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مبارک زمانہ ایک اسلامی فلاحی، مملکت، معاشی اور معاشرتی انصاف کی ایک ایسی زندہ مثال ہے جسے تاریخ عالم میں منفرد حیثیت حاصل ہے۔

اسلامی حکومتوں نے ہر دور میں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روشنی ور ہنمائی حاصل کی ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ بر صغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے عظیم قائد محمد علی جناح علیہ الرحمۃ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش نہ کرتے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ان حضرات قدسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سیرت کا بھرپور مطالعہ کیا اور ان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار بھی کیا۔ آیئے دیکھیں کہ ان کو خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کس درجہ عقیدت تھی اور ان کی نظر میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کیا مقام و مرتبہ تھا۔

شریف الدین پیرزادہ اپنے مشاہدے کی بناء پر کہتے ہیں:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی سیرت پاک کے علاوہ چاروں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگیوں پر بھی انگریزی میں ان کے پاس کئی کتابیں تھیں۔ شبلی کی "الفاروق" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پہلی جلد کا جو ترجمہ ظفر علی خان نے انگریزی میں کیا تھا اس کا مطالعہ انہوں نے بہت انہماک سے کیا تھا۔

---

(۲) دیکھئے: (۱) عبدالحق محدث دہلوی، شیخ، رئیس المحدثین: "تکمیل الایمان" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء)

(۲) احمد رضا خاں بریلوی، امام، مولانا: "سنی عقیدے" (مطبوعہ لاہور)

قائد اعظم، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے ایڈمنسٹریشن (انتظام) کے بہت قائل تھے۔ انہوں نے کئی مسلم لیگی لیڈروں سے اپنے اس تاثر کا اظہار کیا۔" (۳)

پروفیسر محمد منور مرزا بھی اسی قسم کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی زندگی اور چاروں خلفاء (راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی سوانح پر ان کے پاس انگریزی زبان میں کئی کتابیں تھیں۔ قائداعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایڈمنسٹریشن (نظم حکومت) سے بہت متاثر تھے"۔ (۴)

تحریک پاکستان کے ایک کارکن سردار شوکت حیات کی زبانی سنیئے:

" قائداعظم پہلے ہی خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا نظام قائم کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ قائداعظم نے جناب شریف الدین پیرزادہ سے علامہ شبلی کی "الفاروق" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دوسرے حصے کا جس میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرز حکومت کی تفصیل دی گئی ہے کا انگریزی ترجمہ کرایا تھا اور کہا تھا:

"میں پاکستان میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظام لانا چاہتا ہوں" (۵)

---

(۳) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۵ء) ص ۲۷۳

(۴) محمد منور، پروفیسر: "پاکستان حصار اسلام" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۸ء) ص ۳۶۱

(۵) محمد سلیم ساقی: "مقام و احترام قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۵ء) ص ۴۲

زیڈ۔ اے۔ ایچ۔ خورشید کہتی ہیں:

"ایک بار مسلم لیگ کے جلسے میں کسی نے قائد اعظم سے پوچھا کہ "پاکستان میں کیسی حکومت ہو گی؟"۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ "پاکستان میں ایک اسلامی حکومت ہو گی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا حکمران اور نظام پاکستان میں رائج ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں انصاف اور اخوت کا نظام ہو گا جس میں کوئی بڑا یا چھوٹا نہیں ہو گا، اپنی قابلیت اور اہلیت کی بناء پر سب کو ان کا حق ملے گا۔"(٦)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے انگلستان سے واپسی کے بعد کھلے لفظوں میں ظفر علی خان اور سردار عبد الرب نشتر کی موجودگی میں نظریہ پاکستان کے بارے میں ایک اعلان فرمایا جس کا ایک اقتباس یہ تھا:

---

(٦) روزنامہ "نوائے وقت" (راولپنڈی / اسلام آباد) ۲۲ جنوری ۱۹۹۹ء

نوٹ:۔ خلیفہ دوم، فاروق اعظم، ناطق بالصواب، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے درج ذیل تصانیف ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "وجہ المشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق" (۱۲۹۷ھ)

۲۔ احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" (۱۲۹۷ھ)

۳۔ احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "فضائل فاروق رضی اللہ عنہ" (طویل قصیدہ مع شرح) مطبوعہ پٹیالہ

۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "مراد رسول رضی اللہ عنہ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

۵۔ جلال الدین احمد امجدی، مفتی: "سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

۶۔ محمود احمد رضوی، سید: "حدیث قرطاس" (مطبوعہ لاہور)

۷۔ غلام رسول سعیدی، مولوی: "محدث خیر امم (فاروق اعظم)" مطبوعہ لاہور

۸۔ غلام رسول سعیدی، مولوی: "فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور تحریم متعہ" (مطبوعہ لاہور)

۹۔ غلام رسول سعیدی، مولوی: "مقالات سعیدی" (مطبوعہ لاہور)

۱۰۔ محمد عبد الحکیم شرف قادری، مترجم: "تبرکات آل رسول (ترجمہ۔ مطبوعہ لاہور)

۱۱۔ "فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نمبر" ماہنامہ "ضیائے حرم" (لاہور)

"برطانیہ، امریکہ اور یورپ کے سارے بڑے بڑے سیاستدان مساوات کا راگ الاپتے ہیں۔۔۔۔ روس کا نعرہ بھی مساوات اور ہر مزدور اور کاشت کار کے لیے روٹی، کپڑا اور سر چھپانے کی جگہ (مکان) مہیا کرنا ہے۔۔۔۔ مگر یورپ کے بڑے بڑے سیاستدان عیش و عشرت کی جو زندگی بسر کرتے ہیں وہ وہاں کے غریبوں کو نصیب نہیں۔۔۔۔ محمد علی جناح کا لباس اتنا قیمتی نہیں جتنا قیمتی لباس یورپ کے بڑے بڑے لوگ اور روس کے لیڈر زیب تن کرتے ہیں۔۔۔۔ نہ محمد علی کی خوراک اتنی اعلیٰ ہے جتنی سوشلسٹ اور کمیونسٹ لیڈروں اور یورپ کے سرمایہ داروں کی ہے۔۔۔۔ ہمارے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم) اور خلفائے راشدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے سارا اختیار ہوتے ہوئے خود غریبانہ زندگی بسر کی مگر رعایا کو خوش اور خوش حال رکھا"۔ (۷)

۲۶ نومبر ۱۹۴۶ء کو اورنگزیب عالمگیر روڈ' نئی دہلی' میں قائداعظم علیہ الرحمۃ کی قیام گاہ پر تحریک پاکستان کے ایک اہم کارکن ڈاکٹر سید بدرالدین احمد نے آپ سے ملاقات کی۔ اور پھر قائداعظم علیہ الرحمۃ سے مصروف گفتگو ہو گئے۔۔۔۔ دوران گفتگو قائداعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"خلافت راشدہ نے جو نظام مالیات قائم کیا تھا، وہ ہر شخص کی خوشحالی اور فارغ البالی کی ضمانت دیتا ہے اور آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی نظام معیشت اس سے بہتر نہیں۔ یہی نہیں کہ خلافت راشدہ کے عہد میں لوگوں کو اپنی ضروریات زندگی کے لیے پریشان نہ ہونا پڑا،

---

(۷) عبدالرحمٰن خان، منشی: "قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور) ص ۵۱، ۵۲

بالعموم امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد تغلق، اورنگزیب عالمگیر، شیر شاہ سوری جیسے مقتدر بادشاہوں کے دور حکومت میں بھی لوگ سکھ چین اور عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے رہے اور لوگوں کی آزادی اظہار رائے اور بنیادی حقوق چھیننے کی کبھی کوشش نہ کی گئی۔ ان کے مقابلے میں برطانیہ، امریکہ اور روس کے قوانین ہیچ ہیں"۔ (۸)

---

(۸) رحیم بخش شاہین، پروفیسر: "نقوش قائداعظم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء ص ۳۱۲

نوٹ: صحابی رسول اللہ، کاتب وحی، ماموں المومنین (سیدہ ام حبیبہ) فاتح شام، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے درج ذیل تصانیف ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام" (۱۳۱۲ھ)

۲۔ احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "ذب الاھواء الواھیہ فی باب الامیر معاویہ (۱۳۱۲ھ)

۳۔ احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "الاحادیث الراویہ لمدح الامیر معاویہ" (۱۳۱۲ھ)

۴۔ احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "اعلام الصحابہ الموافقین الامیر معاویہ وام المومنین" (۱۳۱۲ھ)

۵۔ غلام محمود ہزاروی، قاضی: "فضائل امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

۶۔ احمد یار خاں نعیمی، مفتی: "امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

۷۔ محمد علی، مولانا: "دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ" (۲ جلدیں) مطبوعہ لاہور

۸۔ محمد رفیق شیخ حنفی قادری: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک" (۲۲ رجب) مطبوعہ لاہور

۹۔ غلام رسول سعیدی، مولوی: "مقالات سعیدی (مطبوعہ لاہور)

۱۰۔ غلام رسول سعیدی، مولوی: "کاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

۱۱۔ عبدالرحمان بخاری، سید: "عظمت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی دلی خواہش تھی کہ پاکستان میں عہد فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر عملی طور پر کھینچی جائے۔ ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو آپ نے بعض عناصر کو مخاطب کر کے فرمایا:

"پاکستان قائم ہو چکا ہے اور یہ مسلمانوں کی قربانیوں سے بنا ہے۔ پاکستان کے مقاصد میں کامیاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمانوں میں مکمل اتحاد، اتفاق ہو۔ ہمارا خدا (جل شانہ)، رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم)، کلمہ (طیبہ) اور قرآن (پاک) ایک ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایک ہو کر اپنے ملک اور مذہب کی اشاعت اور ترقی کے لیے انتھک جدوجہد نہ کریں۔۔۔ اگر آپ نے مکمل اتحاد و تعاون اور صحیح اسلامی جوش و خروش سے کام لیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان جلد ہی دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہونے لگے گا۔۔۔ تعمیر پاکستان کے لیے مسلمانوں کے تمام عناصر اور طبقوں میں یک جہتی اور اتحاد ضروری ہے۔

میں نے مسلمانوں اور پاکستان کی جو خدمت کی ہے وہ اسلام کے ایک ادنیٰ سپاہی اور خدمت گزار کی حیثیت سے کی ہے۔ اب پاکستان کو دنیا کی عظیم قوم اور ترقی یافتہ ملک بنانے کے لیے آپ میرے ساتھ مل کر جدوجہد کریں۔

میری آرزو ہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن جائے کہ ایک بار پھر دنیا کے سامنے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنہری دور کی تصویر عملی طور پر کھینچ جائے۔ خدا (تعالیٰ) میری اس آرزو کو پورا کرے۔" (۹)

---

(۹) محمد حنیف شاہد: "اسلام اور قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء) ص ۱۰۳، ۱۰۴

نوٹ:- مزید تفصیل کے لیے راقم کا یہ مقالہ دیکھیے: "قائد اعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے؟" یہ مقالہ ماہنامہ "کنز الایمان" (لاہور) کے "قائد اعظم نمبر" میں چھپ چکا ہے، اب مزید ترمیمات و توضیحات کے ساتھ الگ کتابی صورت میں بھی چھپنے والا ہے۔ (صابر)

قائداعظم علیہ الرحمتہ نے ہمیشہ پیغمبر اعظم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کے حوالے سے اخوت، مساوات، بنیادی حقوق، آزادی اور اخلاقی جمہوریت کا درس دیا۔۔۔ آپ علیہ الرحمتہ کی نظروں کے سامنے ایران کے رضا شاہ پہلوی اور سعودی نجدی بادشاہ کی بادشاہت وملوکیت کے نمونے تھے مگر آپ علیہ الرحمتہ نے ان کو کبھی در خور اعتناء نہ سمجھا۔ اس لیے بعض ٹولے ان علیہ الرحمتہ کے ذہنی طور پر مخالف تھے اور ہیں۔۔۔ بعض گروہ جو خوارج کی سی آزادی کے دلدادہ ہیں اور انبیاء کرام و اولیاء عظام (علیہم الصلوٰۃ و السلام و رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین) سے محبت و عقیدت کو "شخصیات پرستی" قرار دیتے ہیں، آج خود "ملوکیت پرستی" اور "آمریت پرستی" میں بری طرح مبتلا ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان لکھتے ہیں:

"قائداعظم عام طور پر طلباء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے یونین ہال (ڈرائنگ روم) میں ملنے کا وقت دیتے تھے۔ اکثر صاحبان آپ سے وہیں ملتے، سوالات کرتے اور تشفی بخش جواب پاتے، اہل تشیع (شیعہ حضرات) میں سے ایک صاحب کو یہ بات گراں گزر رہی تھی کہ قائد اعظم اپنے عقیدہ کو کیوں چھپائے رکھتے ہیں اور اسے ظاہر کیوں نہیں کرتے۔

اس لیے انہوں نے اس بات کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے قائداعظم سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک ایسا سوال کیا جس سے ان کی ذات وصفات پر حرف آتا تھا۔

قائد اعظم علیہ الرحمۃ فوراً بات کی تہ تک پہنچ گئے اور ان سے یوں

مخاطب ہوئے:

"TELL ME MY BOY IF YOU TAKE HAZRAT OMAR OUT OF THE ISLAMIC HISTORY WHAT IS LEFT OF IT"

("یعنی اگر تم تاریخ اسلام سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خارج کر دو تو پھر آپ کے پاس باقی رہ ہی کیا جاتا ہے؟")

یہ ایک ایسا جملہ تھا جسے سن کر سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور ہال میں سناٹا چھا گیا۔

قائد اعظم چونکہ ایک حقیقت پسند انسان تھے اور تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اس لیے آپ متعصب، فرقہ پرست، تفرقہ پسند لوگوں کی طرح تاریخی حقائق کو قطعاً نظر انداز نہیں کرتے تھے اور نہ چشم پوشی سے کام لیتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ یہی فرماتے رہتے تھے کہ:

"مسلمانوں کی وحدت کی بنیاد ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول پہ ہے اس لیے مسلمان بھی فرقہ بندی سے بالاتر ہو کر اتفاق و اتحاد سے رہیں اور دنیا کے سامنے خلافت راشدہ کے دور کا نمونہ پیش کریں تاکہ پاکستان اسم بامسمٰی ثابت ہو سکے۔" (۱۰)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ملت اسلامیہ کے سواد اعظم کی طرح "خلیفہ چہارم" ہی سمجھتے تھے اور ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم شہادت پر اپنی تمام مصروفیات ترک کر دیتے تھے۔

---

(۱۰) عبدالرحمٰن عبد، منشی: "قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۲ء) ص ۱۱۱

نواب صدیق علی خان لکھتے ہیں:

"۱۹۴۴ء میں بمبئی میں جناح گاندھی مذاکرات کبھی کبھی دو دو تین تین دن کے وقفہ کے بعد ہوا کرتے تھے۔۔۔۔ ایک مرتبہ گاندھی جی اکیس ماہ رمضان (المبارک) کو بات چیت کرنا چاہتے تھے۔ قائداعظم نے بذریعہ اخباری بیان یہ کہہ کر معذرت کی کہ "چونکہ اس دن حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے۔ اس لیے وہ گفت و شنید نہیں کریں گے" قائداعظم کا اخباری بیان پڑھ کر مولانا ظفر الملک صاحب نے لکھنو سے قائداعظم پر اعتراض کیا کہ "شیعہ عقیدہ کو مسلمانوں سے منسوب کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے"۔۔۔۔

انہوں نے مولانا کو اپنے روایتی انداز میں مختصر سا جواب یہ کہہ کر دیا:

"مجھے علم نہیں تھا کہ آپ جیسے کوتاہ نظر مسلمان ہنوز موجود ہیں۔ یہ صرف شیعہ عقیدہ کا سوال نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ چہارم تھے۔ رمضان المبارک کی اکیس تاریخ کو بے شمار شیعہ و سنی مسلمان بلالحاظ عقائد یوم شہادت مناتے ہیں۔" (۱۱)

---

(۱۱) صدیق علی خان، نواب: "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء) ص ۲۱۲، ۲۱۳

نوٹ:۔ یہی ظفر الملک مولوی اسحاق علی (ایڈیٹر رسالہ "الناظر") گاندھی کے بارے میں یوں گوہر افشانی کرتے ہیں:

"اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے"

(دیکھئے: محمد مسعود احمد، پروفیسر: "تنقیدات تعاقبات" مطبوعہ لاہور ص ۹۶۔

خلیفہ چہارم 'شیر خدا' حضرت علی المرتضیٰ 'صحابی و کاتب وحی رضی اللہ تعالیٰ عداوت ... اور ... ایک مشرک، گنور کھلک آنجہا دلوی "باپو" مہاتما گاندھی قبوت ... کیا ایک موحد و مسلم کا شیوہ ہو سکتا ہے؟ (ادارہ)

اسی طرح پروفیسر محمد منور لکھتے ہیں:

گاندھی سے بات چیت کے دوران ۲۱ رمضان المبارک آ گیا۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ نے اس روز گفتگو ملتوی کر دی۔ اس بنا پر کہ یہ شہادت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا دن تھا۔ اس پر ایک ہندو نامہ نگار کے ایل پنجابی نے ان سے ۲۱ رمضان المبارک کی اہمیت پوچھی تو قائداعظم نے فرمایا کہ

"اگر آپ کو ۲۱ رمضان المبارک کی اہمیت کا علم نہیں تو پھر آپ کو رپورٹر بننے کا کوئی حق نہیں" (۱۲)

۔ کچھ شیعوں ہی کے نہیں مشکل کشا علی (رضی اللہ عنہ)
ہر رن میں نعرہ سنیوں کا بھی ہے "یا علی" (رضی اللہ عنہ)

(ظفر علی خان)

---

(۱۲) محمد منور، پروفیسر: "پاکستان حصار اسلام" مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء ص ۳۶۱

خلیفہ چہارم، امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے درج ذیل تصانیف ملاحظہ کریں۔

۱۔ احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق" (مطبوعہ لاہور)
۲۔ احمد رضا خاں محدث بریلوی: "ایمان صدیق و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما" (مطبوعہ لاہور)
۳۔ غلام محمود ہزاروی، قاضی: "سیرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)
۴۔ غلام نبی جانباز، مفتی: "حضرت علی شیر خدا کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر" (مطبوعہ لاہور)
۵۔ جلال الدین احمد امجدی: "سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)
۶۔ غلام رسول سعیدی، مولوی: "حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)
۷۔ غلام رسول سعیدی، مولوی: "مقالات سعیدی" (مطبوعہ لاہور)
۸۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مترجم: "برکات آل رسول ﷺ" (ترجمہ۔ مطبوعہ لاہور)

قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شہادت ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ ہجری) کو خلیفہ چہارم تسلیم کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے مدنظر پہلے تین خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ترتیب بھی تھی۔ جبکہ رافضی خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان اقدس میں غلیظ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور خلیفہ چہارم حضرت علی مشکل کشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصی رسول اللہ، خلیفہ اول بلا فصل کہتے ہیں۔ جب کہ اہل سنت وجماعت (اور دیگر کئی فرقے بھی) خلیفہء حضور انور، حضرت ابوبکر صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "خلیفہ اول بلا فصل" تسلیم کرتے ہیں۔ (۱۳)

---

(۱۳) خلیفہ اول بلا فصل، خلیفہ برحق، امام مطلق، ولی الجرتین، ثانی اثنین فی الغار، سیدنا ابوبکر صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے درج ذیل تصانیف ملاحظہ کریں۔

۱۔ احمد رضا خاں بریلوی، امام، مولانا: "غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق" (مطبوعہ لاہور)

۲۔ احمد رضا خاں بریلوی، امام، مولانا: "الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ" (مطبوعہ راولپنڈی)

۳۔ احمد رضا خاں بریلوی، امام، مولانا: "رد الرفضہ" (مطبوعہ لاہور)

۴۔ غلام سرور قادری، مفتی: "افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

۵۔ جلال الدین احمد امجدی، مفتی: "سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

۶۔ شبیر حسین شاہ نقشبندی، سید: "خلیفہ بلا فصل کون؟" (مطبوعہ لاہور)

۷۔ غلام محمود ہزاروی، قاضی: "افضلیات خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

۸۔ محمد اسماعیل نقشبندی، مولانا: "عظمت خلفائے راشدین" حصہ دوم (مطبوعہ لاہور)

۹۔ محمد علی، مولانا: "تحفۂ جعفریہ" (جلد اول) (مطبوعہ لاہور)

۱۰۔ اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ: "صحابہ کرام مکتوبات مجدد کی روشنی میں" (مطبوعہ لاہور)

حاشیہ

(۱۱) احمد رضا خان محدث بریلوی: "الزلال الحی فی تشبیہ الصدیق بالنبی" (۱۲۹۷ھ)

(۱۲) احمد رضا خان محدث بریلوی: "وجہ المشوق جلوۃ اسماء الصدیق والفاروق" (۱۲۹۷ھ)

(۱۳) احمد رضا خان محدث بریلوی: "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" (۱۲۹۷ھ)

(۱۴) احمد رضا خان محدث بریلوی: "ایمان صدیق و علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)" مطبوعہ لاہور

(۱۵) احمد رضا خان محدث بریلوی: "صدیق اکبر عتیق اطہر" (منقبت مع شرح) زیر طبع

(۱۶) احمد رضا خان محدث بریلوی: "ابو بکر صدیق: اہل بیت اطہار کی نظر میں" (زیر طبع)

(۱۷) غلام نبی جانباز، مفتی: "صدیق اکبر مظہر شاہ لولاک" (ﷺ) مطبوعہ لاہور

(۱۸) غلام نبی جانباز، مفتی: "مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مظہر اہل سنت" (مطبوعہ لاہور)

(۱۹) غلام رسول سعیدی، مولوی: "صدیق اکبر بحیثیت محب رسول" (ﷺ) مطبوعہ لاہور

(۲۰) غلام رسول سعیدی، مولوی: "مقام ابو بکر صدیق اکبر" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مطبوعہ لاہور

(۲۱) غلام رسول سعیدی، مولوی: "مقالات سعیدی" (مطبوعہ لاہور)

(۲۲) بشیر احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر: "سیدنا صدیق اکبر اور عشق رسول" (ﷺ) مطبوعہ لاہور

(۲۳) محمود احمد رضوی، سید: "باغ فدک" (مطبوعہ لاہور)

(۲۴) محمد عبدالحکیم شرف قادری: "برکات آل رسول" (ﷺ) مطبوعہ لاہور

(۲۵) جلال الدین احمد امجدی، مفتی: "خلفائے راشدین" (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) مطبوعہ لاہور

(۲۷) بشیر احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر: "صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بحیثیت مثالی تاجر" (مطبوعہ لاہور)

(۲۸) محمد کرم شاہ الازہری، پیر: "اسلام کا سیاسی نظریہ اور بیعت صدیق اکبر" (رضی اللہ عنہ) لاہور

(۲۹) محمد کرم شاہ الازہری، پیر: "صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ" (لاہور)

(۳۰) مرزا محمد منور، پروفیسر: "صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامت" (مطبوعہ لاہور)

(۳۱) سید عبداللہ، ڈاکٹر: "صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عظیم کارنامے" (مطبوعہ لاہور)

(۳۲) منظور الحق صدیقی: "رفیق نبوت رضی اللہ عنہ کلام اقبال میں" (مطبوعہ لاہور)

(۳۳) "صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نمبر" ماہنامہ "ضیائے حرم" (لاہور)

ہاں خارجی لوگ یوم علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شعار شیعہ اور تشبہ بارو افض کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک خلافت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یزید پلید کی حکومت کو افضل ماننا ...... اور باب مدینۃ العلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلطیاں نکالنا ضروری ہے ...... بلکہ وہ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذاق اڑاتے اور اپنے امیر المومنین یعنی یزید پلید کے گن گاتے ہیں۔ (۱۴)۔ نعوذ باللہ

الحاصل جس کے دل میں ان حضرات قدسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت نہیں۔ اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے طفیل اہل بیت عظام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سچی محبت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

---

(۱۴) تفصیل کے لیے دیکھیے:

۱۔ صائم چشتی، مولانا: "شہید ابن شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مکمل) مطبوعہ فیصل آباد
۲۔ سردار محمد نشان، مولانا: "تحقیق یزید فی حقیقت یزید" (مطبوعہ لاہور)
۳۔ محمد سراج احمد السعیدی القادری، مولانا: "القول السدید فی حکم یزید" (مطبوعہ ملتان)
۴۔ شریف الحق امجدی، مفتی: "حکومت یزید پلید" (مطبوعہ لاہور)
۵۔ محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا: "امام پاک رضی اللہ عنہ اور یزید پلید" (مطبوعہ لاہور)
۶۔ محمد کرم شاہ الازہری پیر: "امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید پلید" (مطبوعہ لاہور)
۷۔ احمد سعید کاظمی، سید علامہ: "شرح حدیث قسطنطنیہ" (مطبوعہ خانیوال)
۸۔ ارشد القادری، علامہ: "کربلا کے بعد دوسرا حملہ" (مشمولہ: "آئینہ حقیقت" مطبوعہ لاہور)
۹۔ حبیب اللہ چشتی، پروفیسر: "شبیر و یزید" (مطبوعہ لاہور)
۱۰۔ صوفی محمد اللہ دتہ، مولانا: "علمائے اہلسنت کی نظر میں یزید" (مطبوعہ لاہور)
۱۱۔ ضیاء اللہ قادری، علامہ: "الوہابیت" (مطبوعہ سیالکوٹ)
۱۲۔ افتخار الحسن شاہ، سید: "کفر یزید" (مطبوعہ لاہور)
۱۳۔ محمد کریم سلطانی: "یزید اپنے کردار کے آئینہ میں" (مطبوعہ لاہور)
۱۴۔ محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "حق لاشریک ہے" (مطبوعہ لاہور)
۱۵۔ قاری محمد طیب دیوبندی: "شہید کربلا اور یزید" (مطبوعہ لاہور)
۱۶۔ فیض احمد اویسی، علامہ: "یزید کے غازی" (مطبوعہ بہاولپور)

از دبدبۂ سکندری رامپور نمبر ۲۳ جلد ۸۳

دربار خواجہ غریب نواز میں ہندستان کے علما و مشائخ کا اہم فیصلہ

آزاد اسلامی حکومت کیلئے عظیم ترین قربانیاں پیش کیجائیں گی

محترم المقام جناب الحاج شیخ محمد عارفین صاحب ناظم اعلیٰ انجمن تبلیغ الاسلام پھاٹک حبش خاں دہلی

اسلامی ہند کو معلوم ہے کہ گزشتہ مہینے میں دس کروڑ مسلمانوں کی مذہبی نمائندہ جماعت آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایک عظیم اجتماع سرزمین بنارس پر منعقد ہوا تھا۔ اس اہم اجلاس میں صوبۂ سرحد۔ سندھ۔ بلوچستان۔ پنجاب۔ یو۔ پی۔ سی۔ پی۔ بمبئی۔ مدراس۔ بنگال۔ اور آسام کے با اثر مشائخ و علماء شریک تھے۔ اس اجلاس میں غور و فکر کے بعد متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ

فرزندانِ توحید کی عزت و حیات کی حفاظت کے لئے پاکستان یعنی آزاد اسلامی حکومت قائم ہونا اشد ضروری ہے لہٰذا اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کرنے کی شاندار تیاریاں کی جائیں۔

الحمد للہ کہ اس عظیم فیصلے کے ماتحت علماء و مشائخ نے طوفانی دورے شروع کر دئے ہیں اور انہوں نے اپنے فرائض کی اہمیت کو صحیح طور پر محسوس کر لیا ہے۔ چنانچہ صوبۂ سرحد کے علماء و مشائخ اور آزاد قبائل کے سرداروں کا ایک اہم اور نمائندہ اجتماع حضرت تقدس مآب پیر صاحب مانکی شریف کے زیر اہتمام منعقد ہوا اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم اپنے محبوب مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کریں گے۔

… رجب کو دربار خواجہ غریب نواز میں علماء و مشائخ کا

ایک اہم شاندار جلسہ بمقام اجمیر شریف

منعقد ہو رہا ہے۔ اس جلیل القدر اجتماع میں ہندستان کے تمام صوبوں کے علماء و مشائخ شریک ہو رہے ہیں اس جلسہ میں وزارتی مشن کی تجاویز کے ہر گوشہ پر گہری تنقید کی جائے گی اور آزاد اسلامی حکومت کے قیام کے لئے مناسب پروگرام طے کیا جائے گا۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى

القرآن، الشوریٰ آیت نمبر ۲۳

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم فرماؤ میں اِس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت،

سلکِ ہفتم

ساداتِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اور

قائد اعظم علیہ الرحمۃ

شہزادہ سعید الرشید محمود عباسی

(ولی عہد سابق ریاست بہاولپور پاکستان)

میں پاکستان کے تاریخ اور ثقافتی تحقیق کے کمیشن سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ مرتب کرتے وقت ان پاک ہستیوں کی تحریک آزادی میں جدوجہد کا ذکر خیر، نصاب تعلیم میں نمایاں طور پر پیش کریں تاکہ آنے والی نسلیں ان بزرگوں کی تعلیمات سے پوری طرح مستفید ہو سکیں۔

بحوالہ "ستارے" از حکیم محمد حسین بدر

مطبوعہ لاہور ۱۹۰۹ء صفحہ ۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا (رحمۃ اللہ علیہ)

اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا (رحمۃ اللہ علیہ)

سر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا (رحمۃ اللہ علیہ)

اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا (رحمۃ اللہ علیہ)

(رضا بریلوی)

قائداعظم علیہ الرحمۃ بنیادی طور پر ایک سچے مسلمان تھے۔ ان کے اجداد نے محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے (۱) چمنستان کے ایک پھول، اہل سنت و جماعت کے عظیم بزرگ حضرت سید عبدالرزاق علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا تھا۔ اس حقیقت کا انکشاف نواب صدیق علی خان (۲) نے کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"مسٹر جناح کے متعلق کہ ان کا تعلق کس برادری یا جماعت سے تھا، بہت قیاس آرائیاں کی گئی ہیں اور بہت سی روایتیں بیان کی گئی ہیں، دیکھیں وہ خود اپنے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

---

(۲) نواب صدیق علی خان ناگپور (سی پی) کے رہنے والے تھے۔ راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ حضرت تاج الاولیاء تاج الدین ناگپوری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۹۲۵ء) کے والہ و شیدا ہیں۔۔۔۔ ان علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار پر بچپن ہی سے حاضری دیا کرتے تھے۔ ان علیہ الرحمۃ کی ایمان افروز کرامات کو انہوں نے اپنی کتاب "بے تیغ سپاہی" کی زینت بنایا ہے۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ کے خاص رفیق، تحریک پاکستان کے نامور رہنما، ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کے ممتاز رکن، آل انڈیا مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے سپہ سالار اور قیام پاکستان کے بعد نوابزادہ لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان کے پولیٹیکل سیکرٹری رہے ہیں۔ (صابر)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

(٦) سر تاج الاولیاء، محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شہباز لامکانی، حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وصال ٥٦١ھ / ١١٦٦ء) اقلیم ولایت کے تاجدار ہیں...... خانوادۂ سادات کے چشم و چراغ ہیں...... اپنی عظیم سیرت و کردار کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں...... "سلسلہ عالیہ قادریہ" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام نامی "عبد القادر" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے منسوب ہے اور اہل محبت و ارادت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت بابرکت سے "قادری" کہلاتے ہیں......

(١) طاہر علاؤ الدین قادری الگیلانی، السید پیر: "تذکرہ قادریہ" (مطبوعہ لاہور ١٩٩٨ء)

(٢) محمد داؤد فاروقی نقشبندی مولانا ابو البیان: "سیرت غوث اعظم" (مطبوعہ لاہور، ١٩٨٣ء)

(٣) نور بخش توکلی، مولانا: "سیرت غوث اعظم" (مطبوعہ کراچی)

(٤) عبد الرحیم خاں قادری، علامہ: "سیرت غوث اعظم" (مطبوعہ لاہور، ١٩٩٠ء)

(٥) محمد فیاض خان کاوش، پروفیسر: "پیران پیر" رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور، ١٩٨٠ء)

(٦) محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "سیرت غوث الثقلین" (مطبوعہ سیالکوٹ، ١٩٨١ء)

(٧) محمد صدیق ہزاروی، مولانا: "تعلیمات شاہ جیلان" (مطبوعہ لاہور، ١٩٨٧ء)

(٨) قمر یزدانی، مولانا: "غوث الوریٰ" (مطبوعہ لاہور)

(٩) سرفراز خان: "شاہ جیلاں" (مطبوعہ لاہور، ١٩٨٦ء)

(١٠) غلام سرور رانا، پروفیسر: "احوال و آثار حضرت غوث اعظم" (مطبوعہ لاہور)

(١١) نصیر الدین نصیر گیلانی، پیر سید: "نام و نسب" (مطبوعہ لاہور)

(١٢) غلام قادر بصروی، مولانا: "نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی" (مطبوعہ لاہور)

(١٣) غلام مصطفیٰ قادری عقیل، مولانا سید: "شاہ جیلاں بے مثال مبلغ اسلام" (مطبوعہ لاہور)

(١٤) ابو الحسن زید فاروقی مجددی، مولانا: "حضرت غوث صمدانی کی مقدس زندگی پر ایک تحقیقی تبصرہ" (مطبوعہ لاہور)

(١٥) محمد محب اللہ نوری، صاحبزادہ: "ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر" (مطبوعہ لاہور، ١٩٩٧ء)

(١٦) احمد رضا خان، محدث بریلوی: "افضلیت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

(١٧) احمد رضا خان، محدث بریلوی: "انہار الانوار (نماز غوثیہ کا ثبوت)" مطبوعہ کراچی ١٣٠٦ھ

حاشیہ

(۱۸) علی بن یوسف لخمی شطنوفی، علامہ: "بہجۃ الاسرار" (ترجمہ، مطبوعہ دہلی)

(۱۹) عبد الحق محدث دہلوی، شیخ محقق: "زبدۃ الآثار" (ترجمہ، مطبوعہ دہلی)

(۲۰) شیخ عبد القادر اربلی بغدادی: "تفریح الخاطر" (ترجمہ، مطبوعہ فیصل آباد)

(۲۱) محمد عبد اللہ یافعی، امام: "خلاصۃ المفاخر" (ترجمہ، مطبوعہ لاہور)

(۲۲) محمد یحییٰ تادفی، علامہ: "قلائد الجواہر" (ترجمہ، مطبوعہ کراچی)

(۲۳) ملا علی قاری، حنفی، علامہ: "نزہۃ الناظر الخاطر" (ترجمہ، مطبوعہ فیصل آباد)

(۲۴) محمد فیض احمد اویسی، علامہ: "تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبد القادر" (مطبوعہ لاہور)

(۲۵) طالب ہاشمی: "تذکرہ سیدنا غوث اعظم" رضی اللہ عنہ (مطبوعہ لاہور)

(۲۶) الطاف حسین سعیدی، ڈاکٹر: "افضیلت غوث اعظم ــــ دلائل و شواہد" (مطبوعہ لاہور)

(۲۷) طارق مجاہد جہلمی: "سید الاولیاء" رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

(۲۸) غلام محمود ہزاروی، قاضی: "کرامات غوث الثقلین رضی اللہ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

(۲۹) محمد عبد الحکیم شرف قادری، علامہ: "محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ" (تقدیم الفتح الربانی، مطبوعہ لاہور)

(۳۰) عبد النبی کوکب، علامہ: "شاہ جیلان رضی اللہ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

(۳۱) محمد شریف نقشبندی، مولانا: "کرامات غوث اعظم رضی اللہ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

(۳۲) عبد المصطفیٰ اعظمی، علامہ: "غوث اعظم رضی اللہ عنہ" (مشمولہ: "حقانی تقریریں") لاہور

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سُنّی حنبلی بزرگ ہیں (۲) نسباً حسنی سید ہیں (۳) آپ کی پھوپھی جان کا اسم مبارک سیدہ عائشہ خاتون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ہے اور (۴) آپ کی تصانیف مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعریف و توصیف ملتی ہے .... جب کہ روافض ان تمام کے منکرین ہیں .... اب یہ ظاہر کہ عظیم الشان سُنّی بزرگ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ مبارکہ سے اجداد قائد اعظم کو دولت اسلام ملی.....

"۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے کہ شملہ میں موسم خزاں کا اسمبلی اجلاس ہو رہا تھا۔ کاروائی کے اختتام پر ممبران مسلم لیگ پارٹی موسلادھار بارش کی وجہ سے پارٹی روم میں جا بیٹھے۔ قائداعظم بھی ایک صوفے پر رونق افروز ہو گئے۔ ہم لوگوں نے اس شمع سیاست و قیادت کو پروانہ وار گھیرے میں لے لیا۔ ان میں سے چند احباب۔ حاجی سر عبداللہ ہارون صاحب، مولانا ظفر علی خاں صاحب، مولوی سید غلام بھیک نیرنگ صاحب، محمد نعمان صاحب اور حاجی عبدالستار صاحب قابل ذکر ہیں، افسوس ہے کہ باقی اراکین کے نام یاد نہیں ہے۔

حسن اتفاق دیکھئے کہ اس دن قائداعظم گفتگو کرنے کے تفریحی رنگ میں تھے اور بہت بے تکلفی سے باتیں کر رہے تھے۔ آپ لفظ "خوجہ" کی وجہ تسمیہ، اپنے خاندان کا مشرف بہ اسلام ہونا اور ہز ہائی نس آغا خان سے اپنے انحراف کی وجہ بیان فرما رہے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ آپ کے آباؤ اجداد لوہانہ راجپوت تھے اور یہ لوگ پنجاب کے بعض حصوں بالخصوص ملتان میں ابھی تک آباد ہیں۔ ان کے مورث اعلےٰ حضرت غوث اعظم علیہ الرحمتہ کے خاندان کے ایک ممتاز فرد پیر سید عبدالرزاق علیہ الرحمتہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ تجارت ان کا پیشہ تھا۔ اس لیے وہ خواجہ کہلاتے تھے لیکن بعد میں یہ نام بگڑ کر "خوجہ" ہو گیا۔

مولوی سید غلام بھیک نیرنگ صاحب نے میرے مضمون کو پڑھ کر اس کے حوالہ سے میرے بیان کے درست ہونے کی اپنے مضمون میں تصدیق کی اور اسے شائع کرایا..... یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ ممتاز

ادیب اور شاعر اسد ملتانی نے بھی میرے بیان کی تصدیق کی ہے"۔

ملخصاً (۳)

قائداعظم علیہ الرحمۃ نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے جب ایک الگ خطہ پاک کی کوششیں شروع کیں تو حضور غوث الاعظم محی الدین سیدنا سید شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے ان کی روحانی اصلاح و تربیت کا بھی بندوبست کیا اور اس مقصد کے لیے ایک مرد غازی کو بغداد شریف سے بھیجا۔ جنہوں نے قدم قدم پر قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی رہنمائی فرمائی اس حقیقت کا انکشاف منشی عبدالرحمٰن نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"تیسری شخصیت جس سے قائداعظم (علیہ الرحمۃ) بہت متاثر ہوئے۔ حضرت غازی صاحب (علیہ الرحمۃ) کی تھی۔ یہ بظاہر تاجر اور آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ مگر بباطن ابدال تھے اور انہیں (علیہ الرحمۃ) دربار بغداد سے قائداعظم (علیہ الرحمۃ) کی روحانی اصلاح و تربیت کے لیے بھیجا گیا تھا جہاں قائداعظم کے مورث اعلیٰ پیر سید عبدالرزاق شاہ علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ غازی صاحب (علیہ الرحمۃ) کا وہاں سونے کا کاروبار تھا۔ اس زمانے میں ان (علیہ الرحمۃ) کا ۴۸ لاکھ روپے کا بینک بیلنس تھا۔ سواری کے لیے رولز رائس موٹر رکھی ہوئی تھی۔ جب دربار جیلان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اس روحانی منصب پر فائز ہوئے تو سب کچھ تقسیم کر کے امرت سر آگئے اور تقسیم ہند کے بعد لاہور منتقل ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔

---

(۳) صدیق علی خان، نواب: "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء) ص ۵۳ تا ۵۴

ارباب مسلم لیگ انہیں (علیہ الرحمتہ) اصل نام سے جانتے تھے اور ہم انہیں (علیہ الرحمتہ) ان کے مقام سے پہچانتے تھے۔ یہ صاحب (علیہ الرحمتہ) اتنے صاحب فراست تھے کہ آنے والے واقعات کی دس دس سال قبل اس طرح اپنی مجلس یا خطوط میں پیش گوئی کرتے تھے۔ جیسے وہ ان واقعات کے عینی شاہد ہوں" ملخصاً (۴)

حضرت غازی علیہ الرحمتہ نے نہ صرف قائداعظم (علیہ الرحمتہ) کی زندگی بھر رہنمائی فرمائی بلکہ قائداعظم (علیہ الرحمتہ) کی وفات کے بعد بھی اپنے ہاتھ سے انہیں (علیہ الرحمتہ) قبر میں اتارا۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء کو منشی عبدالرحمٰن خان کے نام ایک خط میں حضرت غازی علیہ الرحمتہ خود لکھتے ہیں:

"۱۲۔۹۔۴۸ (۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء) کی صبح کو جہاز کی روانگی تھی (ایک خاص مشن پر حجاز مقدس جا رہے تھے) کہ حضرت قائداعظم کا انتقال ہو گیا۔ یہ ایسا اچانک صدمہ تھا کہ طبیعت قابو میں نہ رہی۔ سامان کو جہاز پر چھوڑا خود نماز جنازہ کی شمولیت کے لیے واپس شہر گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ کندھا دیا اور میں نے اپنے ہاتھ سے حضرت قائداعظم کو قبر میں اتارا۔ ان کا وزن بمشکل ۱۵۔۲۰ سیر ہو گا۔ جب میں نے سر کی طرف کا بند کھولا اور پیشانی پر بوسہ دیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نہایت ہی میٹھی نیند سو رہا ہے۔ سکرات موت کے کوئی اثرات نہ تھے۔ قوم کا غم آخر اس بوڑھے جرنیل کو قبر میں لے گیا۔" (۵)

---

(۴) عبدالرحمٰن خان، منشی: "قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۱۰۱

(۵) عبدالرحمٰن خان، منشی: "قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۱۳۸

نوٹ:۔ منشی عبدالرحمٰن خان حلقہ دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں اور مولوی اشرفعلی تھانوی سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ (مرتب)

زبدۃ الحکماء آفتاب احمد قریشی (سابق صدر موتمر عالم اسلامی پنجاب لاہور)

لکھتے ہیں:

"تحریک پاکستان میں ملتان کے گیلانی خاندان کا ذکر ضروری ہے۔ گیلانی خاندان ابتداء ہی سے ملی تحریکات سے وابستہ رہا۔۔۔۔ (آل انڈیا) مسلم لیگ اور پاکستان کے پرچم کو ہمیشہ سربلند کیا۔۔۔۔ برطانوی سامراج سے یہ خاندان ہمیشہ نبرد آزما رہا۔۔۔ اس خاندان کا تحریک پاکستان سے گہرا ربط رہا ہے۔۔۔ اس خاندان کے ایک بزرگ حضرت سید عبدالرزاق شاہ گیلانی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر قائداعظم علیہ الرحمتہ کے آباؤ اجداد نے اسلام قبول کیا۔ سید عبدالرزاق شاہ علیہ الرحمتہ شیخ سید عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمتہ اوچ شریف کے فرزند تھے"۔ (۶)

قائداعظم کے اجداد نے حضرت سید عبدالرزاق گیلانی علیہ الرحمتہ کے دامن میں آکر پناہ لی اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قائداعظم علیہ الرحمتہ نے جب تحریک پاکستان کا جھنڈا اٹھایا تو اس موقع پر بھی سادات کرام بارک اللہ تعالیٰ فیہم نے آگے بڑھ کر راہنمائی کی۔ گلستان سادات بارک اللہ تعالیٰ فیہم کے ان مہکتے ہوئے پھولوں میں چند یہ ہیں:

---

(۶) محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" حصہ دوم (پیش لفظ) مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۹ء ص ۵۰
حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانی گیلانی علیہ الرحمتہ (وصال ۹۴۰ھ) کا تعلق حضور غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کی اولاد پاک سے ہے۔ آپ علیہ الرحمتہ اپنے والد گرامی حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی اوچی علیہ الرحمتہ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آپ علیہ الرحمتہ کی نظر فیض اثر سے کفار اسلام قبول کر لیتے تھے اور کفار و فساق و فجار کو توبہ نصیب ہوئی تھی۔ آپ علیہ الرحمتہ کا مزار پُر انوار اوچ شریف مقبرہ قادریہ کے اندر اپنے والد بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ کے متصل شرقی جانب ہے۔
آپ علیہ الرحمتہ کے فرزند اکبر حضرت مخدوم سید عبدالرزاق گیلانی علیہ الرحمتہ (وصال ۹۴۳ھ) بھی فضائل و کمالات تامہ رکھتے تھے۔ والد ماجد علیہ الرحمتہ کی زندگی میں تمام باکور مقیم

۱۔ علامہ سید ابو محمد دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء)

۲۔ مخدوم سید راجن شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء)

۳۔ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء)

۴۔ مخدوم سید محمد رضا شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء)

۵۔ سید فضل الحسن حسرت موہانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء)

۶۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء)

۷۔ مولانا سید غلام بھیک نیرنگ انبالوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء)

۸۔ سید سجاد حسین شاہ بیکری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء)

۹۔ سید ستار بادشاہ پشاوری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء)

۱۰۔ علامہ سید فتح علی شاہ قادری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء)

۱۱۔ سید زین العابدین گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء)

۱۲۔ مخدوم سید شیر شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء)

۱۳۔ مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء)

۱۴۔ سید محمد طاہر اشرف جیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء)

۱۵۔ پیر سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء)

۱۶۔ سید محمد حسین علی پوری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء)

۱۷۔ سید علی احمد شاہ گیلانی تیجھلی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)

۱۸۔ پیر سید محی الدین لال بادشاہ مکھڈوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء)

۱۹۔ پیر سید محمد فضل شاہ جلالپوری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء)

۲۰۔ علامہ سید محمد عبد السلام باندوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء)

۲۱۔ سید منظور احمد مکان شریفی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء)

۲۲۔ پیر سید سعید شاہ دوری کوہاٹی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)

رہے۔ ایک روز ناگور میں مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے فرمانے لگے: "اوچ سے مجھے کوئی بلا رہا ہے" روانہ ہوئے، راستہ میں ہی وفات والد علیہ الرحمۃ کی خبر ملی۔ حسب وصیت والد ماجد علیہ الرحمۃ خود سجادہ نشین ہوئے۔ آپ علیہ الرحمۃ بھی اوچ شریف کے مقبرہ قادریہ میں محو خواب ہیں۔

(دیکھئے (۱) شریف احمد شرافت نوشاہی، سید: "شریف التواریخ" (جلد اول) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، ص ۸۲۸ تا ۸۳۰

(۲) عبد الحق محدث دہلوی، شیخ محقق: "اخبار الاخیار" (مطبوعہ کراچی، ص ۳۳۱ تا ۳۳۲)

۲۳۔ پیر سید مغفور القادری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)
۲۴۔ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء)
۲۵۔ سید مظہر گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء)
۲۶۔ سید امیر الدین قدوائی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء)
۲۷۔ مفتی سید مسعود علی قادری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء)
۲۸۔ دیوان سید آل رسول علی اجمیری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)
۲۹۔ پیر سید غلام محی الدین گولڑوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)
۳۰۔ سید محمد عثمان کلختوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء)
۳۱۔ سید قاسم رضوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء)
۳۲۔ علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)
۳۳۔ مخدوم سید علمدار حسین گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)
۳۴۔ سید محمد حسین سکھوچکی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)
۳۵۔ سید شوکت حسین گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء)
۳۶۔ علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء)
۳۷۔ سید محمود شاہ گجراتی علیہ الرحمۃ
۳۸۔ سید محمد ریاض حسن گیلانی علیہ الرحمۃ
۳۹۔ سید کیقباد شاہ پیر کوہاٹی علیہ الرحمۃ
۴۰۔ سید غلام مصطفےٰ خالد گیلانی علیہ الرحمۃ (۷)

---

(۷) تحریک پاکستان میں ان سادات کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی گراں قدر خدمات دیکھنی ہوں تو مندرجہ ذیل ماخذ کی طرف رجوع کیجئے۔
۱۔ محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" (۲ مجلدات) مطبوعہ لاہور
۲۔ محمد صادق قصوری: "مشائخ عظام اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)
۳۔ محمد صادق قصوری: "علمائے کرام اور تحریک پاکستان" (زیر طبع)
۴۔ صابر حسین شاہ بخاری سید: "خلفائے امام احمد رضا اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور ۹۷ء)
۵۔ محمد جلال الدین قادری، مولانا: "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء)
۶۔ محمد جلال الدین قادری، مولانا: "تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس" (زیر طبع)
۷۔ محمد اعظم نورانی، مولانا: "محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)
۸۔ محمد یوسف صابر، پروفیسر: "تحریک پاکستان اور علماء و مشائخ" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء)
۹۔ بزم امجدی رضوی، کراچی: "وفا کے پیکر" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۷ء)
۱۰۔ ولی مظہر ایڈووکیٹ: "عظمتوں کے چراغ" (مکمل) مطبوعہ ملتان ۱۹۹۰ء
۱۱۔ عبد المصطفےٰ قادری، انجینئر: "تحریک پاکستان اور علمائے حق" (مطبوعہ کراچی)
۱۲۔ ماہنامہ "کنز الایمان" (لاہور) تحریک پاکستان نمبر اگست ۱۹۹۵ء

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو بزرگوں سے عقیدت و محبت اپنے اجداد سے نہ صرف ورثہ میں ملی بلکہ آپ کی گھٹی میں پڑی تھی۔ ان کی والدہ منّت پوری کرنے کے لیے شیر خوار محمد علی جناح کو پیر حسن کی درگاہ پر لے گئیں۔ جہاں ان کا عقیقہ کیا گیا اور ان کے سر کے بال اتارے گئے۔

مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح اپنی کتاب "مائی برادر" میں اس سفر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ:

"جس کشتی میں یہ لوگ سوار تھے وہ طوفان میں گھر گئی۔ کشتی میں سوار لوگ سراسیمہ ہو گئے۔ میرے والد کی نگاہیں آسمان پر لگی ہوئی تھیں، میری والدہ اپنے لاڈلے بچے محمد علی کو کلیجے سے لگائے، تمام ساتھی مسافروں کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔ طوفان ٹل گیا۔ یہ لوگ خیریت ساحل پہ جا پہنچے تو میری والدہ نے میرے والد سے ذکر کیا کہ: "میں نے آزمائش کی اس گھڑی میں یہ منّت مانی تھی کہ اگر اللہ (جل شانہ) نے خیریت منزل پر پہنچا دیا تو میں شکرانے کے طور پر حضرت پیر حسن کی درگاہ پر مزید ایک دن قیام کروں گی۔" (۸)

۷۴ سالہ بابا سراج دین صاحب ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں:

"میں نے قائد اعظم اور فاطمہ جناح کا ۱۹۴۰ء میں لاہور آمد پر استقبال بھی کیا اور "داتا صاحب" (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حاضری کے موقع پر قائد اعظم اور فاطمہ جناح کو قریب سے دیکھا، قائد اعظم ایک سچا اور کھرا انسان تھا۔" (۹)

اب آخر میں ادیب شہیر محمد صادق قصوری کا ایک ایمان افروز انکشاف بھی ملاحظہ فرمائیے:

---

(۸) رشید محمود راجا "قائد اعظم افکار و کردار" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۵ء) ص ۱۱۳

(۹) آف دی میگزین روزنامہ "پاکستان" (۹ نومبر ۱۹۹۷ء) ص ۹

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ: حضور داتا گنج بخش یعنی حضرت سیدنا سید علی بن عثمان ہجویری ثم حنفی رحمۃ اللہ علیہ
(وصال ۴۶۵ھ) کی شہرہ آفاق شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ جلیل القدر اولیائے کرام رحمۃ اللہ
علیہم نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے در اقدس پر حاضری دی ہے۔ مصور پاکستان علامہ محمد اقبال
رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ رضی اللہ عنہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

سید ہجویر، مخدوم امم　　　مرقد او پیر سنجر را حرم

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مستطاب "کشف المحجوب"
تصوف پر
شریف اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں اہل بیت اطہار و اصحاب پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت و
عقیدت کا درس دیا گیا۔۔۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سیدنا عثمان رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ یہ بات کی یہ
دلیل ہے کہ آپ کیسے سید تھے اور کیا مسلک تھا؟۔۔۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال و آثار پڑھنے
کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجئے:

۱۔ محمد طیب: "کشف و کرامات حضرت داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء)
۲۔ سید معین الدین احمد، حکیم: "تذکرہ حضرت علی ہجویری" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء)
۳۔ غلام سرور راناؔ، پروفیسر: "المخدوم السید علی ہجویری" (مطبوعہ لاہور)
۴۔ محمد معصوم شاہ، پیر سید: "شفاء القلوب" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء)
۵۔ خلیل احمد راناؔ: "حضرت داتا گنج بخش اور درود تاج شریف" (مطبوعہ لاہور)
۶۔ خلیل احمد راناؔ: "حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے حضرت داتا گنج بخش کی عقیدت" (مطبوعہ لاہور)
۷۔ محمود احمد رضوی سید، مولانا: "حیات و تعلیمات حضرت داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور)
۸۔ سید آل احمد: "مقالات مجلس مذاکرہ بسلسلہ عرس مبارک حضرت داتا گنج بخش"
(مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء)
۹۔ علامہ عالم فقری: "حالات و واقعات داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ" (مطبوعہ لاہور)
(۱۰) بشیر احمد سعدی، سید: "حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ" (مطبوعہ لاہور)
(۱۱) محمد منیر قریشی، حاجی: "پیر کامل۔۔۔ داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور)
(۱۲) محمد اکمل اویسی: "سوانح حضرت داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور)
(۱۳) محمد دین کلیم: "تذکرہ داتا گنج بخش" رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)
(۱۴) محمد دین فوق، منشی: "سوانح حیات حضور علی بن عثمان ہجویری" (مطبوعہ لاہور)
(۱۵) یونس ادیب: "حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ" (مطبوعہ لاہور)
(۱۶) سعید احمد نقشبندی، مولانا: "منقبت و اقوال زریں حضرت داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور)
(۱۷) محمد رفیق گنج بخش حنفی قادری: "خلفاء راشدین سے حضرت داتا گنج بخش کی عقیدت" (زیر طبع)

"قائداعظم کے تمام تر روحانی مدارج کا انحصار حضرت امیر ملت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے فیض نظر سے تھا۔ کوئی مانے یا نہ مانے لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ حضرت قائداعظم نے ۱۹۴۴ء میں سری نگر (کشمیر) میں (حضرت امیر ملت، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے) ملاقات کے بعد شام کو خاموشی کے ساتھ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر سعادت بیعت بھی حاصل کر لی تھی اور حضرت (امیر ملت علیہ الرحمۃ) سے بھرپور روحانی استفادہ کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قائداعظم مکمل طور پر شریعت کے احکام کے پابند تھے۔ اب آہ سحر گاہی اور دعائے نیم شبی ان کا وظیفہ بن چکا تھا مگر وہ اخفا کے قائل تھے، ظاہرداری اور تشہیر کے خلاف تھے"۔ (۱۰)

شاید اس کا اہم سبب یہ تھا کہ نہ تو حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سیاسی شہرت کے تمنائی تھے اور نہ ہی قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ مذہبی عقیدت کی نمود پسندی کے خواہاں تھے۔

---

(۱۰) محمد صادق قصوری: "امیر ملت اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۳ء) ص ۳۶

نوٹ: امیر ملت علیہ الرحمۃ سے متعلق تفصیلات سلک دہم' حوالہ نمبر ۱۵ کے تحت ملاحظہ کریں۔

انتخابی معرکہ میں

کانگریس کی شکست فاش

جمعیت عالیہ سنی کانفرنس کا پہلا کامیاب قدم

ہندوستان بھر میں کانگریس دو فی صدی ووٹ حاصل نہ کر سکی

(از دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد)

ہندوستان کے اکثر و بیشتر صوبوں اور ضلعوں میں سنی کانفرنسیں منعقد ہو گئی ہیں ان کا ابتدائی قدم یہ تھا کہ کسی طرح کانگریس کامیاب نہ ہو اور مسلمانوں کی تائید نہ حاصل ہو۔ الحمد للہ اس پہلے کارنامہ میں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہر جگہ کے اراکین سنی کانفرنس نے قریہ قریہ گشت کر کے کانگریس کے دام تزویر سے بھولے بھالے مسلمانوں کو محفوظ اور ہر خطہ کی سنی کانفرنس نے بانگ دہل اعلانات کر کے کانگریس کے خلاف رزیولیشن پاس کر کے اخبارات میں شائع کرائے۔ صوبہ پنجاب صوبہ یو۔پی۔ صوبہ بہار، صوبہ کاٹھیاواڑ، صوبہ بنگال، صوبہ بمبئی صرف مسلمانوں کے انتخابات میں بہ شدید طور پر [illegible] انتہائی ذلت سے کانگریس ناکام رہی۔

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور شہید اعظم نمبر

(عکس شمارہ ۷ دسمبر ۱۹۴۵ء)

حضرات علمائے اہلسنت اور مشائخین کرام کا پیام مسلمانوں کے نام

پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت اشد ضروری ہے

(سکندری کے نام خاص مراسلہ)

ہندوستان کے اُن صوبجات میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے خصوصاً اور دیگر مقامات میں عموماً اسلامی حکومت کا قیام اور قرآن کریم کی روشنی میں مسلمانوں کی عزم و مطالبہ یقیناً ایک ایسا مطالبہ ہے جس کی دعوت حضرات علماء و مشائخ کرام ہمیشہ سے دیتے چلے آئے ہیں اُن کا مقصد حیات ہی ہمیشہ یہ رہا کہ مسلمانوں میں اسلامی احکام کی ترویج ہو اور وہ ایک ایسی آزاد اسلامی حکومت قائم کر سکیں جو اغیار و دجاجلہ کی مداخلت و غلبہ سے پاک صاف ہو اس خصوص میں آل انڈیا مسلم لیگ نے اس طرف چند برس سے جو مساعی اسلامی حکومت یعنی پاکستان کے حصول کے لئے جاری کر رکھی ہیں انہیں حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب صدر آل انڈیا سنی کانفرنس سے لیکر ہندوستان کے ہزاروں مشائخین و علمائے اہلسنت کی عملی تائید حاصل ہے اور سنی کانفرنس کے اکابر علماء مشائخین پوری قوت کے ساتھ پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں اور اسلامی حیثیت سے غدار و مشرکین کے اندر مدغم ہو جانے کو کسی طرح بھی روا نہیں رکھتے۔ کانگریس جماعت یقیناً مسلمانان ہند کے وجود ہی کو جداگانہ حیثیت سے تسلیم نہیں کرتی اس نے اپنے زمانۂ اقتدار میں کھلے بندوں مسلمانوں کے مذہب میں مداخلت کی اور نام نہاد مسلم لیڈروں کے ذریعہ اپنی تمام تر کوششیں مسلمانوں کی حیات کے ختم و برباد کرنے میں صرف کیں مسلمانوں کے لئے ان حالات میں کسی طرح بھی اس کے ساتھ مل کر کام کرنا اور کام بھی وہ جو مسلمانوں کی طاقت و شیرازہ کو منتشر اور ختم کر دے ناجائز ہے۔ بے شبہ موجودہ انتخابات کی مہم اور اس کے نتائج اس کا ثبوت دینگے کہ مسلمانان ہندوستان اسلامی حکومت چاہتے ہیں یا نہیں۔ پس سنٹرل اسمبلی کے انتخابات میں جس طرح مسلمانوں نے مسلم لیگ کی حمایت کی اسی طرح صوبجاتی انتخابات میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کی امداد کرے اور اسے کامیاب بنائے۔ احرار و خاکسار مسلم بورڈ وغیرہ مسلمانوں کی جماعتیں دراصل کانگریس کی بنائی ہوئی جماعتیں ہیں جو مسلمانان ہند کی سربلندی کو مشرکین کے اشارہ سے ختم کرنا چاہتے ہیں ہم تمام صوبوں کے مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ایسے نازک موقع پر صرف مسلم لیگ کی حمایت کر کے اس کے امیدواروں کو ووٹ دیں۔

(حضرت مولانا) شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری پروپیگنڈہ سکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس (حضرت مولانا) محمد ابراہیم صاحب سمستی پوری ناظم ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس بلگرام (مولانا) یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری ناظم نشر و اشاعت ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس جالون۔ مولانا حکیم عبدالاحد صاحب نائب صدر ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس بدایوں (مولانا) محمد طاہر صاحب قادری بدایونی نائب ناظم ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس بدایوں (حضرت مولانا شاہ) عارف اللہ میرٹھی رکن آل انڈیا سنی کانفرنس و خطیب خیر المساجد (حضرت مولانا) سید محمد طاہر اشرف اشرفی جیلانی رکن سنی کانفرنس صوبہ دہلی۔ و حضرت

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا دورہ نانپارہ و بہرائچ

سنی کانفرنس صوبہ یو۔پی کا خصوصی اجلاس

اکابر آل انڈیا سُنّی کانفرنس کی جانب سے مسلم لیگ کی عملی حمایت

نواب بہادر یار جنگ (م ۔ ۱۹۴۴ء) اپنے مکتوب محررہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء میں مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوری مدظلہ العالی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی) کو تحریر کرتے ہیں۔

"مجھ کو بڑی خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے اجلاس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر لے لی ہے میں اس عنایت کے لئے سب کا ممنون ہوں۔"

(مکاتیب بہادر یار جنگ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء ص ۴۰، ۵)

نوٹ: نواب بہادر یار جنگ، قائد اعظم، لیاقت اور سردار عبدالرب نشتر کے وہ خطوط جو انہوں نے اکابر اہل سنت کے نام تحریر کئے زیر ترتیب کتاب تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس کا حصہ بنیں گے انشاء اللہ

قائد اعظم کو پیر صاحب مانکی شریف کی معرفت وزیری قبائل کا اہم خط

مدہ خیل قوم وزیری کے سردار ملک ارسلا خان نے حضرت پیر صاحب مانکی شریف کو ایک خط بھیجا ہے جس میں خواہش ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم آپ کے مرید ہیں چونکہ آپ نے مسلم لیگ کی حمایت میں کمر باندھی ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کی پیروی میں پاکستان کے لئے سر و مال قربان کریں آپ ہماری طرف سے قائد اعظم اور جلد سلطان ہند کو یقین دلائیں کہ وزیرستان کے تمام لوگ پاکستان کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہیں اور قائد اعظم کا ہر حکم بسر و چشم منظور کریں گے وہ قوم کی بہبودی کے لئے لڑیں گے ہم اسلامی حکومت چاہتے ہیں اور ہندوؤں اور انگریزوں کے ساتھ اس سلسلہ میں ہر قسم کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں

(عبدالحکیم خادم مانکی شریف)

تاریخی فتوے

آل انڈیا سنی کانفرنس کے شائع کردہ علماء و مشائخ کا متفقہ فیصلہ

مطبوعہ ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء

آل انڈیا سنی کانفرنس مسلم لیگ کے اس طریقِ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں انڈین کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش میں مسلم لیگ جب کہ مسلمانوں کو بھی اٹھائے سنی کانفرنس کے ارکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں ووٹ دے سکتے ہیں دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں شریعت کے مطابق فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ الحاج مصطفیٰ رضا قادری جانشین اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مولانا) ابوالمحامد سید محمد صاحب اشرفی کچھوچھوی صدر آل انڈیا سنی کانفرنس۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس (حضرت صدر الشریعہ مولانا مفتی) امجد علی (حضرت مولانا شاہ) عبد الماجد قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس۔ (مفتی اعظم حضرت مولانا) محمد ابراہیم القادری بدایونی (بمبئی)۔ (حضرت مولانا شاہ) سید مصباح الحسن سجادہ نشین پھپھوند۔ (حضرت مولانا شاہ) عارف اللہ قادری خطیب خیر المساجد میرٹھ (حضرت مولانا شاہ) محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی۔ (حضرت مولانا مفتی) محمد ابراہیم سمستی پوری صدر المدرسین دار العلوم شمس العلوم، ناظم ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس بدایوں۔ (مولانا) تقدس علی خاں رضوی مہتمم دار العلوم منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) عبد المصطفیٰ ازہری مبارکپوری (مولانا) محمد اسماعیل محمود آبادی۔ (مولانا) غلام جیلانی (مولانا) محمد ایوب قادری ٹانڈوی (مولانا) ابوالمعالی شمس الدین احمد جونپوری صدر المدرسین مدرسہ منظر حق ٹانڈہ (مولانا) محمد نذیر الاکرم مبارکپوری

(مولانا) غلام معین الدین نعیمی سفیر آل انڈیا سنی کانفرنس (مولانا) ظہیر احمد مدرس عربیہ گجرات (مولانا) غلام جیلانی صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ میرٹھ (مولانا) قاضی احسان الحق نعیمی ناظم تبلیغ جامعہ نعیمیہ مرادآباد (مولانا) سید عبد الحق قادری اعظمی۔ (مولانا) محمد مختار اشرفی نعیمی جموں کشمیر۔ (مولانا) عبد المصطفیٰ مدرس دار العلوم اشرفیہ (مولانا) محمد شاہ مدرس مدرسہ فاروقیہ بنارس (مولانا) اختصاص الدین نعیمی (مولانا) محمد مصطفیٰ ... (مولانا) رفیق الدین (مولانا) غلام محی الدین مرادآباد (مولانا) عبد الرحیم احمد آباد (مولانا) ابو الفرح محمد علی آنولوی۔ (مولانا) سردار علی منظر اسلام بریلی (حضرت مولانا) محمد اجمل سنبھلی۔ ناظم اجمل العلوم سنبھل۔ (مولانا) محمد طفیل احمد مدرس مدرسہ فیروز پور (مولانا الحاج) سردار احمد صدر المدرسین منظر اسلام بریلی (مولانا) وقار الدین پیلی بھیتی۔ مدرس مدرسہ منظر الاسلام بریلی۔ (مولانا) محبوب حسین اشرفی سنبھل (مولانا) محمد سالم اعظمی۔ (مولانا) عبد الغفور کچھوچھہ۔ (مولانا) محمد شہاب الدین (مولانا) عبد الرشید خادم علی پور سیداں سیالکوٹ (مولانا) محمد ابراہیم اعظمی۔ (مولانا) عبد الغفور مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی (مولانا) محمد یٰسین مظفر پوری (مولانا) فضل حق مدرس منظر اسلام بریلی (مولانا) فضل ... سجادہ نشین پیلی بھیت۔ (مولانا) محمد سلیمان صدر المدرسین احسن المدارس کانپور۔ (مولانا) محمد محبوب صدر المدرسین کانپور (مولانا مفتی) عبد الرؤف صدر المدرسین مدرسہ قومیہ میرٹھ (مولانا) مختار احمد مدرس مدرسہ اہل سنت امرتسر۔ (مولانا) احسان علی مظفر پوری مدرسہ منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) انوار احمد مدرسہ منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) نور الہدیٰ رضوی مظفر پوری۔ (مولانا) محمد ذکی نعیمی کچھوچھوی (مولانا) قاضی شمس الدین مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی۔

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور نمبر ۱۵ جلد ۸۲

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
القرآن یونس آیت ۶۲

سُن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

سلکِ ہشتم

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

اور

قائد اعظم علیہ الرحمۃ

اَلْحَذَر!

اِس نازک دَور میں جب کہ قوم کا سیاسی شعور پختہ نہیں بعض حضرات "متحدہ قومیت" کے علمبردار علماء کے کِردار کو محسنِ اسلام بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ اور شاید وُہ اِس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ غیر شعوری طور پر نئی نسل کے دِل میں اُن کی محبت قائم کر کے بالواسطہ طور پر "متحدہ قومیت" کے تصور کو پھیلا رہے ہیں، یہ طرزِ عمل نہایت ہی خطرناک ہے۔"

"تحریکِ آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم"
مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، صفحہ ۲۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

کسی گمراہ فرقے سے نہیں ان (علیہ الرحمۃ) کا تعلق تھا
جماعت اہل سنت ہے مجدد الف ثانی (علیہ الرحمۃ) کی
رہے اہل نظر بھی اس کے ہیں ادراک سے عاجز
بڑی بے کیف نسبت ہے مجدد الف ثانی (علیہ الرحمۃ) کی

(اختر شاہجہانپوری)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو خدمت اسلام کا جذبہ ورثہ میں ملا تھا۔ ان کے آباؤ اجداد نے مغل بادشاہ اکبر کے "دین الٰہی" کے خلاف امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عظیم قیادت میں لازوال اور قابل تقلید قربانیاں دی ہیں۔۔۔۔ اسی بناء پر آپ علیہ الرحمۃ کے اجداد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے اور خود میں ایک قسم کی تشنگی اور کمی محسوس کرتے تاوقتیکہ وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری نہ دے لیں۔ اس حقیقت کا انکشاف اہل سنت و جماعت کے مشہور خطیب، مسلم مسجد لاہور کے امام، تحریک پاکستان کے سرگرم مجاہد، قائد اعظم کے مخلص معتمد اور مجلس شوریٰ کے سابق رکن مولانا محمد بخش مسلم بی۔ اے علیہ الرحمۃ (۱) نے ایک یادگار انٹرویو میں فرمایا ہے۔

---

(۱) مولانا محمد بخش مسلم علیہ الرحمۃ (۱۸۸۸ء۔ ۱۹۸۷ء) کے جد امجد شرقپور شریف کے رہنے والے تھے۔ تاہم ان (علیہ الرحمۃ) کی ولادت ۱۸ فروری ۱۸۸۸ء کو لاہور میں ہوئی آپ علیہ الرحمۃ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

ایک طویل عرصہ تک صحافت سے وابستہ رہے۔ بعد ازاں آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ مسلم مسجد لاہور میں کلمۂ حق بلند کرنے میں مصروف رہے۔ تحریک پاکستان کے دوران ایک خوش بیان خطیب کی حیثیت سے معروف ہوئے۔ آپ علیہ الرحمۃ تحریک پر بڑے بھرپور انداز میں لیکچر دیا کرتے تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنی خوش بیانی اور قادر الکلامی سے عوام و خواص کو متاثر کر رکھا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ اردو، انگریزی میں یکساں روانی سے تقریر کرتے۔ دیہات میں جاتے تو ٹھیٹ پنجابی زبان میں نظریہ پاکستان پر ایسا لاجواب خطاب کرتے کہ عوام کے دلوں میں اتر جاتا تھا۔ تحریک پاکستان میں آپ علیہ الرحمۃ کی گراں قدر خدمات ہیں۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ کی ہدایت پر آپ علیہ الرحمۃ تین سال ایک ایک ماہ کے لیے دواتی (کاٹھیاواڑ) جاتے رہے۔ اور وہاں کے مسلمانوں کو آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل کرنے سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ علیہ الرحمۃ کی ایک کتاب "مقروض قوم" کو شہرت عام حاصل ہے۔ آپ کا مزار پر انوار مسلم مسجد لاہور ہی کے نزدیک ہے۔

نوٹ: راقم کے کرم فرما سید محمد عبداللہ قادری ابن علیہ الرحمۃ کی حیات و خدمات پر ایک مقالہ مرتب کرنے میں مصروف ہیں (حامد)

آپ فرماتے ہیں:۔

"میں ایک مرتبہ قائد اعظم علیہ الرحمتہ سے ملا تو میں نے پوچھا کہ "پاکستان کب بنے گا؟" انہوں نے کہا "یہ سوال بے معنی ہے۔۔۔ پاکستان اس وقت ہی بن گیا تھا جس وقت پہلا ہندو مسلمان ہو گیا تھا" میں نے کہا کہ "جس طرح برسوں پہلے آپ کے بزرگوں نے ہندوستان میں اسلام کو بچایا تھا۔ اسی طرح آپ بھی آج کے دور میں اسلام کو بچا رہے ہیں۔" میری یہ بات سن کر انہوں نے اس کی وضاحت مانگی تو میں نے کہا کہ "مغل بادشاہ اکبر نے جب دین الٰہی کا آغاز کیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ نے اس کی مخالفت کی تھی۔ اس مخالفت میں وہ لوگ بھی پیش پیش تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ سے بیعت تھے اور یہ لوگ آپ کے اجداد تھے"۔ میری بات سن کر وہ سوچ میں پڑ گئے اور بولے:

"آج مجھے پتہ چلا ہے کہ میرے عزیز و اقارب سرہند جانا کیوں ضروری سمجھتے ہیں"۔

یہ حقیقت ہے کہ قائد اعظم علیہ الرحمتہ کے اجداد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ سے گہری عقیدت رکھتے تھے اور اس وقت تک وہ اپنے آپ کو مکمل نہیں سمجھتے تھے جب تک وہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے مزار پر حاضری نہیں دے لیتے تھے۔" (۲)

---

(۲) ماہنامہ "قومی ڈائجسٹ" لاہور (اگست ۱۹۸۳ء) ص ۴۰

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمتہ (وصال ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) کو بھی والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ جون ۱۹۳۳ء میں اچانک باوجود شدید گرمی کے موسم میں سرہند شریف گئے اور حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمتہ کے مزار گہربار پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ خوانی کی اور فیض یاب ہوئے۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

وہاں سے واپس آکر اپنے جذبات کا اظہار ایک نظم میں فرمایا۔ اس کے چند اشعار یہ ہیں:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر!

وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے

اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

جس کے نفس گرم سے ہے، گرمی احرار.

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبر دار

یہ پوری نظم "بال جبریل" میں موجود ہے۔۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعلیمات مجددیہ کا عمیق نظر سے مطالعہ کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ کو نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقیدت تھی بلکہ آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے عقائد و نظریات کے بھی ترجمان ثابت ہوئے ہیں۔ تفصیل کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔

(۱)۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "سیرت مجدد الف ثانی" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۶ء)

(۲)۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم" (مطبوعہ سیالکوٹ)

حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے جب ملا مبارک اور اس کے بیٹوں ابو الفضل اور فیضی کی مدد سے اسلام کو ہندومت میں مدغم کرنے کی ناپاک تحریک "دین الٰہی" کے نام سے شروع کی اور صرف "یک قومی نظریہ" کا اعلان کیا تو ان نازک ترین حالات میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف دو قومی نظریہ پیش کیا بلکہ اسلام کے اس ازلی نظریہ کو حیات نو بخشی۔ (۳)

---

(۳) حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کی تابناک شخصیت محتاج تعارف نہیں۔۔۔ آپ علیہ الرحمۃ کا شجرۂ نسب ۲۹ واسطوں سے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (شہادت یکم محرم الحرام ۲۴ھ/۶۴۴ء) سے ملتا ہے۔۔۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سنی حنفی نقشبندی ہیں۔۔۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد حضرت شیخ عبدالاحد حنفی چشتی علیہ الرحمۃ سے ۔۔۔۔۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ حنفی نقشبندی علیہ الرحمۃ سے ۔۔۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی حنفی قادری علیہ الرحمۃ سے ۔۔۔ اجازت و خلافت حاصل تھی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنی ساری حیات مبارکہ گرانقدر، عظیم الشان تجدیدی کارناموں میں گزاری۔ رافضیوں نے جب خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا پر زبان ذم و تشنیع کھولی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کوائف مذہب شیعہ" کے تاریخی نام سے روافض کا رد لکھا جو اپنی مثال آپ ہے۔

چونکہ بادشاہ جہانگیر کے دربار میں ملکہ نور جہاں وغیرہ کی وجہ سے شیعوں کا کافی اثر و رسوخ تھا چنانچہ انہوں نے بادشاہ کو سمجھایا اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دربار میں بلایا اور قلعہ گوالیار میں قید کرا دیا۔ قید کے زمانے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

احباب، متعلقین و فرزندان گرامی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو قلمِ گوہر بار سے جو خطوط مبارک ارسال فرمائے ہیں ہر خط میں ہر رخِ عزیمت کا ایک سر لباب ہے۔ مکتوبات شریف کی تین مجلدات علم و حکمت کا ایک نادر خزانہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ خلفاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہ صرف پاک و ہند بلکہ بلادِ اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات اور تعلیمات جاننے کے لیے ان مآخذ کا مطالعہ کیا جائے۔

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: "سیرت مجدّد الف ثانی" (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء)

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: "حضرت مجدّد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال" (مطبوعہ سیالکوٹ)

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: "مجدّد جز اره دوئم" (مطبوعہ لاہور)

۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: "حضرت مجدّد الف ثانی" (حالات، افکار، خدمات) مطبوعہ لاہور

۵۔ جمیل احمد شرقپوری: "ارشادات مجدّد" (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء)

۶۔ محمد سعید احمد نقشبندی، مولانا: ترجمہ اردو "مکتوبات امامِ ربّانی مجدّد الف ثانی" (۳ مجلدات) مطبوعہ کراچی

۷۔ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "مجدّد کی عقائد و نظریات" (مطبوعہ لاہور)

۸۔ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "فیضانِ امامِ ربّانی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء)

۹۔ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "امام اعظم، مجدّد الف ثانی کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء)

۱۰۔ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "تجلیات امامِ ربّانی، مجدّد الف ثانی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء)

۱۱۔ محمد عبدالحکیم اشرف قادری، مولانا: "دو قومی نظریہ، حضرت مجدّد الف ثانی اور علامہ اقبال کی

حاشیہ

نظر میں" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

۱۲۔ عبدالباری صدیقی، پروفیسر : "مکتوبات امام ربانی بحیثیت ماخذ ایمانیات" (مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء)

۱۳۔ شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی : "تائید اہل سنت (مطبوعہ استنبول ترکی) ۱۳۹۸ھ

۱۴۔ شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی : "رسالہ تہلیلیہ" (مطبوعہ لاہور)

۱۵۔ سید احمد شاہ قادری، ابوالبرکات مفتی : "۴۰ ارشادات امام ربانی" (مطبوعہ لاہور، ۱۴۱۰ھ)

۱۶۔ عبدالرزاق، قادری علامہ : "مختصر تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی" (مطبوعہ حیدرآباد)

۱۷۔ محمد یوسف، بی اے : "۴۰ ارشادات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ" (مطبوعہ حیدرآباد)

۱۸۔ غلام مصطفےٰ مجددی، مولانا : "مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا بریلوی" (مطبوعہ لاہور)

۱۹۔ محمد شریف نقشبندی مولانا : "کرامات مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

۲۰۔ سعید احمد، مولانا : "مسلک امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ" (مطبوعہ لاہور)

انگریز کا ایجنٹ کون؟

مصنف :

پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی

گورنمنٹ ڈگری کالج جوہر آباد خوشاب

اکبری دور کے فتنہ کے بعد بیسویں صدی عیسوی کی ابتداء میں دوبارہ یک قومی نظریہ کے فتنے نے سر اٹھایا۔۔۔ گمراہوں نے رام، رحیم کو ایک بتایا۔۔۔ "اللہ ایشور تیرو نام" کا بھجن سنایا۔۔۔ ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگایا۔۔۔ گائے بھکتوں اور گائے کھانیوں کو برتر بتایا۔۔۔ گاندھی نے پر فریب جال بچھایا۔۔۔ ابوالفضل و فیضی کے فکری وارث نام نہاد علماء کو اپنے ساتھ ملایا۔۔۔ کسی کو کوئی خیال نہ آیا۔۔۔ احمد رضا علیہ الرحمۃ (۳) کو ملت اسلامیہ کے قومی درد نے تڑپایا۔۔۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بستر علالت پر ہی یہ فرمایا:

---

(۳) امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) دو قومی نظریہ کے عظیم مبلغ تھے آپ نے "المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ" (۱۳۳۹ھ) کے تاریخی نام سے بصیرت افروز کتاب لکھ کر دو قومی نظریہ کی پاسبانی فرمائی۔۔۔ یہ کتاب "گاندھویت" کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گاندھی کے چیلوں کے سارے حیلے حوالے زندہ در گور کر دیئے تھے۔۔۔ دو قومی نظریہ کی حفاظت کے لیے "جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی" کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء و تلامذہ اور ہم مسلک علماء کرام و مشائخ عظام نے سر دھڑ کی بازی لگا کر تحریک پاکستان کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔ تفصیلات کے لیے درج ذیل مآخذ کو دیکھئے:

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: "فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترک موالات" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۲ء)

۲۔ محمد جلال الدین قادری، مولانا: "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۸ء)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء)

۴۔ محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری، پروفیسر، ڈاکٹر: "تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۳ء)

۵۔ محمد برہان الحق جبل پوری مفتی: "تحریک پاکستان کی ایک اہم دستاویز" (مطبوعہ لاہور)

۶۔ محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء)

۷۔ محمد صادق قصوری: "مشائخ عظام اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

۸۔ محمد صادق قصوری: "علمائے کرام اور تحریک پاکستان" (زیر طبع)

۹۔ صابر حسین شاہ بخاری، سید: "امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۶ء)

۱۰۔ صابر حسین شاہ بخاری، سید: "خلفائے امام احمد رضا اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء) ص ۱۸

E- mail:
bezmerezvia@hotmail.com
babar@pol.com.pk
Web Page:
http://bezmerezvia.faithweb.com/home.htm

"غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور سب سے نئے گاندھوی ہوئے، جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیے ہیں۔ تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔" (۵)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے جس شدومد کے ساتھ پاک و ہند میں دو قومی نظریہ کا احیاء کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بعد اس کی نظیر ملنا محال ہے۔ حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے بھی اسی اسلامی نظریہ قومیت کا پرچار کیا۔ (۶)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے آباؤ اجداد نے اکبر کے "دین الٰہی" کے خلاف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عظیم قیادت میں بے مثال قربانیاں دی تھیں۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جب قائد عظم علیہ الرحمۃ دو قومی نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میدان عمل میں آئے تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اولاد امجاد نے بھی قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو تنہا نہ چھوڑا بلکہ ان کے دست راست بن کر ان کے شانہ بشانہ کام کیا اور پاکستان حاصل کر کے دم لیا۔

---

(۵) حسنین رضا خاں بریلوی، مولانا: "ایمان افروز وصایا شریف" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء) ص ۱۸

(۶) حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال سنی حنفی قادری (وصال ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی علیہ الرحمۃ صاحب علم و عمل تھے۔ تصوف کا خاص ذوق رکھتے تھے۔ علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ خود بھی سلسلہ قادریہ میں قاضی سلطان محمود علیہ الرحمۃ (آوان شریف) سے بیعت تھے۔ گھر کا صوفیانہ ماحول میسر آیا۔ کتبوں سے زیادہ نگاہوں سے سیکھا اور "مکتب کی کرامت" سے زیادہ "فیضان نظر" پایا۔۔۔ اور کلام اقبال کو شہرت عام بقائے دوام حاصل ہے کیونکہ قرآن کریم کی محبت و عقیدت اور عظمت و شوکت ان کے کلام میں نمایاں نظر آتی ہے۔ ۱۹۳۰ء کے خطبہ الٰہ آباد میں آپ نے ایک

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

اسلامی مملکت کا تصور پیش کر کے "دو قومی نظریہ" کو پروان چڑھانے کے لیے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کا نہ صرف انتخاب کیا بلکہ ان سے رابطہ باضابطہ رکھا۔ اور خود کو ان کا ایک ادنیٰ سپاہی کہلانے پر فخر محسوس کیا۔

دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے جب کہا کہ "قومیں اوطان سے بنتی ہیں" تو علامہ تڑپ کر رہ گئے اور فرمایا:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است!
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمدؐ عربی است!
مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است!

("کلیات اقبال" اردو مطبوعہ لاہور، ص ۶۹۱)

تفصیل کے لیے دیکھئے:

۱۔ سید نور محمد قادری: "اقبال کا آخری معرکہ" (مطبوعہ لاہور)

۲۔ راجا رشید محمود: "اقبال و احمد رضا" (مطبوعہ لاہور)

۳۔ محمود احمد ساقی، ڈاکٹر: "اقبال و احمد رضا کے فکری زاویے" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۷ء)

۴۔ محمد عبدالحکیم شریف قادری، مولانا: "دو قومی نظریہ حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

۵۔ محمد طاہر فاروقی، ڈاکٹر: "اقبال اور محبت رسول ﷺ" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء)

۶۔ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، علامہ: "مشعل راہ" (مطبوعہ لاہور)

۷۔ محمد صادق قصوری، مولانا: "جعفران ایں زماں" (مطبوعہ لاہور)

۸۔ نذیر نیازی، سید: "اقبال کے حضور" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۱ء)

۹۔ رازی، مولانا: "متحدہ قومیت اور اسلام" (مطبوعہ لاہور)

۱۰۔ محمد احمد خاں: "اقبال کا سیاسی کارنامہ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۷ء

مورخ پاکستان' محمد صادق قصوری کی شہرۂ آفاق کتاب "اکابر تحریک پاکستان" (حصہ دوم) کے "پیش لفظ" میں زبدۃ الحکماء حکیم آفتاب احمد قرشی (صدر موتمر عالم اسلامی 'پنجاب' لاہور) لکھتے ہیں :

"تحریک پاکستان میں سرہندی خاندان نے تاریخی خدمات سرانجام دی ہیں۔۔۔۔ آخر کیوں نہ ہو' وہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' کی اولاد اور ان (قدس سرہ) کی عظیم روایات کے علمبردار ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' برصغیر پاک و ہند کی سب سے بڑی اسلامی شخصیت تھے۔۔۔۔ اکبر نے اپنے عہد میں جو "دین الٰہی" کا مت تراشا تھا، حضرت مجدد قدس سرہ' نے اسے پاش پاش کر دیا۔۔۔ اکبر کے دور میں "متحدہ قومیت" کا جال بچھایا گیا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' نے اپنی فراست ایمانی سے اس عظیم خطرے کو بھانپ لیا اور اس کے خلاف جہاد کیا۔ .... حضرت (قدس سرہ) اس عظیم برصغیر پاک و ہند میں دو قومی نظریہ کے بانی تھے۔ ان (قدس سرہ العزیز) کی رائے میں اسلام اور کفر دو متضاد قومیں تھیں، جن میں کبھی اتحاد نہیں ہوا۔ اسی بنا پر اہل علم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو نظریہ پاکستان کا بانی قرار دیتے ہیں"۔ (۷)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اولاد امجاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے جن شخصیات نے تحریک پاکستان میں قائداعظم علیہ الرحمۃ کا ساتھ دیا تھا۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں :

۱۔ پیر محمد اسماعیل روشن سرہندی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء)

۲۔ پیر محمد حسن جان سرہندی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء)

۳۔ پیر محمد حسین جان سرہندی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء)

---

(۷) محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان "حصہ دوم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء) ص ۳۸

۴۔ نور المشائخ ملا شور بازار کابلی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء)
۵۔ پیر غلام مجدد سرہندی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء)
۶۔ پیر عبداللہ جان سرہندی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء)
۷۔ پیر محمد ہاشم جان سرہندی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء)
۸۔ پیر محمد اسحاق جان سرہندی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء)
۹۔ پیر عبدالستار جان سرہندی علیہ الرحمۃ
۱۰۔ پیر غلام مرتضٰی سرہندی علیہ الرحمۃ (۸)

یہی نہیں بلکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے دوسرے علماء کرام و مشائخ عظام نے بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک کی تقلید کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کے ساتھ بھر پور تعاون کیا تھا۔ چند اسماء مبارکہ ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ خواجہ عبدالصمد المعروف حضور جی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء)
۲۔ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء)
۳۔ پیر فضل حق کربوغہ شریف علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء)
۴۔ میاں غلام اللہ شرقپوری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء)
۵۔ پیر معصوم بادشاہ چوراہی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء)
۶۔ خواجہ غلام صمد انبالوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء)
۷۔ پیر سید محمد حسین علی پوری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء)
۸۔ مولانا فقیر اللہ نیازی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء)
۹۔ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء)
۱۰۔ سید منظور احمد مکان شریفی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء)

---

(۸)۔ مذکورہ بالا تمام بزرگ علیہم الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی سنی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد پاک میں ہونے کی نسبت سے خلیفہ دوم، فاروق اعظم، ناطق بالصواب، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسل پاک سے ہیں۔۔۔۔ یہ تمام بزرگ علیہم الرحمۃ بھی نسباً فاروقی مذہباً کی مسلکاً حنفی اور مشرباً نقشبندی تھے۔۔۔۔۔ (ادارہ)

۱۱۔ پیر سید سعید شاہ حوری کوہاٹی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

۱۲۔ مولانا محمد علم الدین فرید کوٹی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء)

۱۳۔ سید محمود شاہ گجراتی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء)

۱۴۔ مولانا عبدالستار خان نیازی مد ظلہ العالی

اسی طرح سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ کے علماء کرام اور مشائخ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی تحریک پاکستان میں قائد اعظم کی بھرپور حمایت کی تھی۔۔۔ (۹)

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اکبر کے بعد بھی جہانگیر بادشاہ کے ہر قسم کے دباؤ کے باوجود حضرت مجدد الف ثانی فاروقی، سنی، حنفی، نقشبندی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی اور آپ علیہ الرحمۃ اس کے شاہی جاہ و جلال کے سامنے کسی قیمت پر نہ جھکے۔۔۔ مصور پاکستان علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ (وفات ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسی عزیمت پسندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

(۱۰)

---

(۹) دیکھئے:

۱۔ محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء)

۲۔ محمد صادق قصوری: "مشائخ عظام اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

۳۔ محمد صادق قصوری: "علمائے کرام اور تحریک پاکستان" (زیر طبع)

(۱۰) اقبال، علامہ ڈاکٹر: "کلیات اقبال" اردو (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء) ص ۳۵۱

اقبال، علامہ ڈاکٹر: "بال جبریل" (مطبوعہ لاہور)

قائد اعظم محمد علی جناح کے آباؤ اجداد کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی قیادت میسر تھی۔ ان کو بھی نہ جھکنے اور نہ بکنے کا درس گویا ورثہ میں ملا تھا۔۔۔ انگریزوں، ہندوؤں، سکھوں، قادیانیوں اور غدار نام نہاد مسلمانوں کے ہر طرح کے شدید دباؤ کے باوجود آپ علیہ الرحمۃ بھی ثابت قدم رہے۔ اور کسی موقع پر بھی نہ بکے، نہ جھکے۔۔۔ یہاں صرف ایک واقعہ پڑھئے اور ان کی ثابت قدمی کو بھی داد دیجئے۔

"قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ سینٹرل اسمبلی میں تقریر کر رہے تھے۔ آپ ہمیشہ ایک آنکھ پر چشمہ لگاتے تھے۔ اتفاق سے ان کا یہ ایک چشمہ گر گیا۔ لوگوں نے سوچا کہ "اب تو انہیں جھک کر یہ چشمہ اٹھانا پڑے گا۔" لیکن لوگوں کی حیرت کی انتہا ہو گئی' جب انہوں نے اپنی جیب سے دوسرا ایسا ہی چشمہ نکال کر اپنی آنکھ پر لگایا اور اپنی تقریر جاری رکھی۔" (۱۱)

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جب متحدہ ہند کا آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن آزادی کی تقریبات میں حصہ لینے کراچی آیا اور اس نے اپنی تقریر میں قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی توجہ اقلیتوں کی طرف مبذول کراتے ہوئے کہا:

"مجھے اُمید ہے کہ اقلیتوں کے سلسلے میں پاکستان میں اکبر کی تقلید کی جائے گی"

جواب میں قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے برجستہ فرمایا:

"ہمیں اکبر کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟...... ہم اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں گے۔ جنہوں نے ۱۳ سو سال پہلے

---

(۱۱) ماہنامہ "آستانہ" کراچی (نومبر ۱۹۹۷ء) ص ۳۵

صرف الفاظ ہی سے نہیں بلکہ عملاً عیسائیوں اور یہودیوں سے انتہا درجے کی رواداری کا سلوک کیا اور ان کے عقیدے اور دین کا از حد احترام کیا"۔(۱۲)

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے قائداعظم علیہ الرحمتہ کو مغل بادشاہ اکبر کے نام سے مغالطہ دینا چاہا۔ شائد اسے علم نہیں تھا کہ اکبر کے "دین الٰہی" کے خلاف جہاد میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کی زیر قیادت قائداعظم علیہ الرحمتہ کے اجداد کرام بھی شامل تھے۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن جانتا نہ تھا یا جاننے کے باوجود قصداً دھوکہ دینا چاہتا تھا ورنہ "اکبری نظریات" کے تحت تو "دو قومی نظریہ" اور قیام پاکستان کی بھی ضرورت نہ تھی۔ اکبر تو "متحدہ قومیت" کا غالی علمبردار تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ نے اکبر کے "مسلم نما نام" سے دھوکہ نہ کھایا اور نہ اس کی الحاد پرستی کی تائید کی بلکہ نہایت عمدہ برجستہ جواب دیا جس سے آپ کی اسلامی نظام سے محبت آشکارا ہے۔۔۔۔۔ یوں بھی جس شخصیت کو امام ربانی 'مجدد الف ثانی 'حضرت شیخ احمد سرہندی' فاروقی 'حنفی' نقشبندی علیہ الرحمتہ کی محبت خاندان سے ورثہ میں ملی تھی وہ "دین الٰہی" کے موجد 'اکبر ملحد کی کیونکر تائید کر سکتے تھے؟۔

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے "دین الٰہی کے بانی" اکبر کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:

"یہ جو اکبر بادشاہ کی بد دینی کی باتیں مشہور ہیں' یہ سب اس کی پالیسی تھی ورنہ اس کے قلب میں علم اور دین کی عظمت اور محبت ضرور تھی ________

---

(۱۲) سعید راشد' پروفیسر: "گفتار و کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۲ء) ص ۵۳۱

اور مرنے کے وقت تو اہل علم کو بلا کر توبہ کی ہے۔ اگر توبہ کے بعد بفرورت پھر کوئی دنیا کے متعلق بات کی تو دوبارہ علماء کو بلا کر توبہ کی اس کو بھی پسند نہ کیا کہ دنیا کی بات پر جان دوں۔ ذکر اللہ میں مشغول ہو کر جان دی ہے۔ کیا خبر ہے کسی کو کوئی کیسا ہے۔۔۔۔۔؟ اس لیے میری ہمیشہ سے رائے ہے کہ سلاطین اسلام کی شان میں گستاخی نہیں کرنی چاہیے"۔(۱۳)

اشرف علی تھانوی صاحب یا تو تاریخی حقائق سے بالکل کورے ہیں یا اکبر کی محبت میں دروغ گوئی سے کام لے رہے ہیں۔۔۔۔۔ نیز اپنی بددینی کی باتیں مشہور کرنا کرانا عجیب پالیسی تھی۔۔۔۔۔ پروفیسر محمد اسلم (سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور) جنہوں نے "دین الٰہی اور اس کا پس منظر" (مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء) جیسی کتاب لکھی وہ اگر زندہ ہوتے تو ان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی جاتی کہ وہ اپنے "حکیم الامت" کی بھی خبر لیں۔(۱۴) بہر حال قائداعظم علیہ الرحمۃ نہ تو اشرف علی تھانوی صاحب کے موقف سے متفق ہوئے اور نہ ہی لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی تقریر کے جواب میں ہی سکوت اختیار کیا بلکہ احسن قرینے سے تردید فرمادی۔

---

(۱۳) اشرف علی تھانوی، مولوی: "الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ" ج اول (مطبوعہ ملتان ۱۹۸۴ء) ص ۲۸۸، ۲۸۹

(۱۴) نوٹ: "میری (اشرف علی تھانوی کی) ہمیشہ سے رائے ہے کہ سلاطین اسلام کی شان میں گستاخی نہیں کرنی چاہیے۔"
یہ معمولی سا جملہ اپنے اندر جہان افکار و معانی سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر دین الٰہی کا موجد اکبر ملحد بھی سلاطین اسلام میں سے ہے اور اس کی "شان" میں بھی کچھ نہ کہنا چاہیے تو پھر امام ربانی مجدد الف ثانی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارنامے کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔۔۔۔؟

اگر اس اصول کو اس طور صحیح و قابل عمل تسلیم کر لیا جائے تو ظالم سلطان کے خلاف کلمۂ حق کہنے کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔۔۔۔؟

اگر اس کلیہ کو اس طور مان لیا جائے تو جن اولیاء، علماء، صوفیاء و صلحاء نے بعض موقعوں پر بعض سلاطین کی سرزنش کی وہ گستاخی کے مرتکب خطاکار ہوئے یا "دین کے مینار"۔۔۔۔؟

اگر کوئی اس "تھانوی ضابطہ" کو خدانخواستہ مان لے تو پھر چاہے امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یزید پلید شہید کرا دے...... امام اعظم ابو حنیفہ تابعی رضی تعالیٰ عنہ کو عباسی خلیفہ ابو جعفر المنصور کوڑے لگوائے اور زہر پلوائے...... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عباسی خلفاء مامون پھر معتصم باللہ پھر واثق باللہ 'فتنہ خلق القرآن' کے حوالہ سے قید کریں، کوڑے لگوائیں...... محمد بن تغلق اپنی عجیب و غریب تجاویز کے تحت دارالسلطنت دہلی کو اجاڑ دے، مخلوق خدا کو برباد کر دے، علماء و صوفیاء کو ناحق ستائے تو پھر بھی یہی کہے: "سلاطین اسلام کی شان میں گستاخی نہیں کرنی چاہیے"

اب دیکھیں کہ "حکیم الامت" کے معتقدین و محبین اس "ملفوظ" کی کیا تاویلات فرماتے ہیں۔۔۔؟ یا آئندہ اشاعت میں اسے کیسے کانٹ چھانٹ کر چھاپتے ہیں۔۔۔؟ یا کتاب سے سرے ہی سے اڑا دیتے ہیں۔۔۔ (ادارہ)

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا (القرآن العنکبوت آیت ۳)

تو اللہ ضرور سچوں کو دیکھے گا۔

مشہور تاریخ گو طارق سلطانپوری نے ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی
(بیرون مسجد الحرمین) مکہ مکرمہ میں دورانِ تلاوتِ قرآن مجید مندرجہ بالا آیات سے ۱۳۶۷ھ کے اعداد نکالے
جو قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی تاریخِ وفات ہے۔ گویا قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی سچائی پر قرآن کریم کی شہادت
بھی مل گئی ہے (صابر)

سلکِ نہم

مسلمانانِ ہند کا

عظیم قائد علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

تیری بے باکی پہ حیران تیرے دشمن بھی رہے
تو نے روشن کر دیئے انسانیت کے آئینے
قائد اعظم ترا احسان بھولیں گے نہ ہم
ہم مٹا سکتے نہیں ہرگز ترے نقش قدم

(اقبال احمد راہی)

قائداعظم علیہ الرحمتہ کی قد آور شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ انہوں نے (علیہ الرحمتہ) ایک راسخ العقیدہ مسلمان کی طرح اپنی زندگی گزاری۔۔۔۔وہ جس طرح جدید علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے اسی طرح اسلامی قانون میں بھی ماہر تھے۔ انہوں (علیہ الرحمتہ) نے ہمیشہ نہ صرف مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کیا بلکہ شعائر اسلام کی پاسبانی کرنے میں بھی کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے ان (علیہ الرحمتہ) کی زندگی کے ہر رخ سے ان حقائق کی جھلکیاں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔

پروفیسر کرم حیدری لکھتے ہیں:

"قائداعظم (علیہ الرحمتہ) نے جس ماحول میں اپنی تعلیم اور بعد کی زندگی کا زمانہ گذارا اس میں علم دین کے حصول کے مواقع بہت ہی کم بلکہ تقریباً معدوم ہی تھے۔ مگر دین اسلام کی محبت نے انہیں (علیہ الرحمتہ) دین کی طرف متوجہ ضرور رکھا اور انہوں (علیہ الرحمتہ) نے قرآن حکیم کو انگریزی ترجمے کی صورت میں پڑھا اور سمجھا۔ قانون کے پیشے میں فقہ اسلامی اور اسلام کے شخصی قانون کا مطالعہ بھی بہت ضروری تھا اور ہمیں ان (علیہ الرحمتہ) کی زندگی سے

واقفیت تمہیں ملی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ علوم دین سے آگاہ تھے"(۱)

قرآنی احکام' قوانین اور علم فقہ میں ان کی اعلیٰ مہارت کا ثبوت ہمیں اس مسودۂ قانون سے ملتا ہے جو انہوں نے "وقف علی الاولاد" کے جواز کے لئے متحدہ ہندوستان کی مرکزی کونسل میں پیش کیا تھا۔۔۔ ہندوؤں نے اس مسودۂ قانون کی سخت مخالفت کی تھی کیونکہ اس کے ذریعے ان وقف جائیدادوں کو تحفظ حاصل ہو رہا تھا جنہیں ہندو ساہوکار اپنے سود در سود کے چکر کے ذریعے قرق کروا سکتے تھے۔۔۔ قائداعظم نے طویل بحثوں کے دوران اسلامی فقہ کی جس انداز سے توضیح و تشریح کی اس کے اپنے پرائے سب معترف ہو گئے۔۔۔ چنانچہ دو اڑھائی سال کی بحثوں کے بعد جب یہ قانون منظور ہوا تو ۲۲ مارچ ۱۹۱۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ نے لکھنو کے مقام پر سالانہ اجلاس میں ایک قرارداد تشکر میں محمد علی جناح کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کی کہ انہوں نے امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں نہایت مہارت کے ساتھ مسودۂ قانون کو آگے بڑھایا اور بالآخر اسے قانون کی حیثیت سے منظور کرا لیا۔

"وقف علی الاولاد" کے قانون کے بارے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلامی قانون اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کی کفالت کے لئے اپنی کوئی جائیداد وقف کر سکتا ہے اور وقف کا اعلان تحریری طور پر ہونے کے علاوہ زبانی طور پر بھی ہو سکتا ہے۔ اس مسودہ قانون کی دفعہ تین اہم ترین تھی' یہ دفعہ اس طرح تھی۔

۳۔ اس قانون کی شرائط سے مشروط ہر شخص کو جو دین اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور نابالغ یا فاترالعقل نہیں' یہ حق حاصل ہے کہ مندرجہ ذیل مقاصد میں سے کسی ایک مقصد کے لئے وقف قائم کرے۔

---

(۱) کرم حیدری' پروفیسر: "قائداعظم محمد علی جناح شخصیت و کردار" (مطبوعہ اسلام آباد) ص ۴۷

(الف) اپنے کنبے اپنی اولاد یا اپنے ورثاء کی جزوی یا کلی کفالت کے لئے۔

(ب) ایسی صورت میں کہ واقف حنفی مسلمان ہو وہ اپنی زندگی کے دوران ذاتی کفالت کے لئے یا اپنے قرضوں کی ادائیگی کے لئے وقف جائیداد کے کرایوں یا منافع سے روپیہ حاصل کر سکتا ہے (۲)

قائداعظم نے عبدالرحمن چھیاکر کیس (رنچھوڑ نرائن کیس) میں بھی ثابت کر دیا کہ آپ کو حنفی اور شافعی فقہ پر مکمل عبور حاصل ہے (۳)

۱۹۲۳ء میں لاہور کے ایک متعصب ہندو پبلشر راج پال نے ملکی فضاء کو مکدر کرنے اور شرانگیزی پھیلانے کی نیت سے ایک بے ہودہ کتاب شائع کی جس میں نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شان اقدس پر ناروا حملے کئے گئے تھے۔۔۔۔ اس فتنہ انگیز کتاب کے شائع ہوتے ہی مسلمانوں میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی چنانچہ اس رسوائے زمانہ کتاب کے فتنہ انگیز ناشر راج پال پر فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے الزام میں مقدمہ چلا۔

ماتحت عدالت نے مقدمہ کی سماعت کے بعد ملزم کو دو سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی لیکن عدالت کے چیف جسٹس سر شادی لعل (جو مسلمانوں کے لئے اپنے روایتی ہندو تعصب میں بہت مشہور تھا) نے راج پال کو بری کر دیا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں میں پھر اشتعال پیدا ہوا

۲۷ ستمبر ۱۹۲۷ء کو ایک غیور مسلمان "غازی خدا بخش" نے راج پال پر حملہ کیا لیکن وہ بد بخت بچ گیا۔

---

(۲) دیکھئے: گلاب دین' شیخ (پلیڈر چیف کورٹ' پنجاب لاہور) "قائداعظم اور قانون وقف علی الاولاد" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۹۰ء)

(۳) ولی مظہر ایڈووکیٹ: "عظمتوں کے چراغ" ج ۲ (مطبوعہ ملتان ۱۹۹۰ء) ص ۱۳ ۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو دوبارہ ایک اور جری مسلمان نوجوان "غازی" "عبدالعزیز" نے اس پر حملہ کیا لیکن اس بار بھی وہ گستاخ موت کے منہ میں جانے سے بچ گیا۔

اس کے بعد لاہور کے ایک اور غیرت مند نوجوان غازی "علم الدین" نے راجپال پر حملہ کیا اور اسے واصل جہنم کر دیا اور یوں "غازی علم الدین" قرار پائے۔۔۔

غازی علم الدین کو گرفتار کر کے ان پر سیشن عدالت میں مقدمہ چلا جہاں انہیں سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔۔ سیشن عدالت کے اس فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی گئی جس کی پیروی کے لئے قائد اعظم محمد علی جناح کو بمبئی سے لاہور بلوایا گیا۔ یہاں یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ پنجاب کے مشہور سیاسی راہنما اور وکیل "سر محمد شفیع" نے اس مقدمہ کی پیروی کرنے سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ ہندو اسے برا سمجھیں گے"۔(۴)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے مقدمہ کے واقعات کو سامنے رکھ کر انتہائی قابلیت کے ساتھ غازی علم الدین کی بے گناہی ثابت کی۔۔۔ عینی گواہوں کے بیانات پر جرح کی۔

قائد اعظم نے ایک اہم بات یہ کہی کہ "سیشن جج نے مسلم اسیروں کی رائے کے سلسلے میں خواہ مخواہ ہندو مسلم سوال پیدا کیا" اس مقدمہ میں چار اسیر تھے۔۔۔ دو مسلمان اور دو غیر مسلم مسلمان اسیروں نے ملزم کو بے گناہ بتلایا۔۔۔ غیر مسلم اسیروں نے الزام کا اثبات کیا سیشن جج نے لکھا ہے کہ

---

(۴) مذکورہ رویہ نے اس زمانے میں بہت ترقی کر لی ہے۔۔۔ سر شفیع نے تو غازی علم الدین شہید کا کیس لڑنے سے انکار کیا تھا مگر موجودہ دور میں بعض لبرل وکلاء، توہین رسالت کے ملزموں کے کیس ڈنکے کی چوٹ پر لڑتے ہیں۔۔۔ سر شفیع کو خدشہ تھا کہ ہندو اکثریت ناراض ہو گی اور اس کا روزگار متاثر ہو گا مگر موجودہ دور کے لبرل وکلاء کو اسلامی جمہوری مملکت میں مسلم اکثریت کی ناراضی کا ذرا خیال نہیں بلکہ اپنے مغربی سرپرستوں کی ناراضی کا خوف رہتا ہے کہ ان کی "این جی اوز" (N.G.Os) ان کی امداد بند کر دے۔۔۔ گویا مسئلہ صرف "روٹی" کا ہے۔ (اویسی)

"مسلم اسیروں کے فیصلے پر یقین نہیں کیا جا سکتا اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان کے دل میں فرقہ وارانہ تعصب موجود ہو۔"

قائداعظم نے اس پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ

"مسلمان اسیروں کے متعلق یہ کیوں کہا گیا؟ دوسرے (غیر مسلم) اسیروں کے متعلق کیوں نہ کہا گیا؟ ہو سکتا ہے۔۔۔ کہ دونوں مسلمان اسیروں کے فیصلے بالکل ایمان دارانہ ہوں۔۔۔ کیا ان کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ وجہ بتلائیں کہ وہ فلاں فیصلے پر کیوں پہنچے ہیں۔۔۔؟ یہ امر افسوس ناک ہے کہ جج نے مسلمان اسیروں کے متعلق تعصب کا اظہار کیا۔۔۔ ملزم کے حق میں جو شہادت تھی سیشن نے اسے ناقابلِ قبول قرار دیا اور اس کے خلاف جو شہادت تھی اسے درست سمجھا۔"

اس پر جسٹس براڈوے نے کہا کہ:

"جج کو اختیار ہے کہ وہ جس شہادت کو چاہے قبول کرے جس کو چاہے مسترد کرے"

قائداعظم نے جواب دیا کہ:

"یہ صحیح ہے مگر قبول و عدم قبول کے لیے دلیل بھی ہونی چاہیے۔"

مقدمہ کے دوسرے پہلو پر نظر ڈالتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ:

"اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ملزم واقعی قاتل ہے تو بھی اسکی سزا پھانسی نہیں بلکہ عمر قید ہونی چاہیے"

اس کے لیے قائداعظم نے یہ دلائل دیئے۔

"ا۔ ملزم کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے۔

۲۔ راج پال نے ایسی کتاب چھاپی جسے عدالت عالیہ نے بھی نفاق انگیز اور شر انگیز قرار دیا۔ ملزم نے اسے پڑھا اور بھڑک اٹھا۔

۳۔ ملزم نے کسی لغو اور ذلیل خواہش سے یہ ارتکاب نہیں کیا بلکہ ایک (نفاق انگیز اور شر انگیز) کتاب سے غیرت کھا کر ایسا کیا۔"

آخر میں قائد اعظم نے فرمایا "ملزم نوجوان ہے راج پال نے بد نام کتاب شائع کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا تھا۔۔۔ اس لیے سزائے موت سخت سزا ہے۔۔۔ ملزم پر رحم کیا جائے"

لنچ کے بعد عدالت نے سرکاری وکیل کا جواب سنے بغیر' حاضرین کو باہر نکال دیا۔۔ اور فیصلہ محفوظ رکھا۔۔۔ سرکاری وکیل کی جوابی تقریر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اپیل خارج کر دی گئی۔ چارج عدالت نے فیصلہ سنایا اور اپیل نامنظور کر دی۔۔۔ (۵)

جب عدالت نے "غازی علم الدین" کیس میں سیشن کے فیصلے کو برقرار رکھا اور غازی علم الدین کی سزائے موت برقرار رکھی تو ہندو اخبارات نے قائد اعظم کے خلاف زبردست زہر اگلا۔ مشہور متعصب ہندو اخبار "پرتاپ" نے کئی نوٹ لکھے۔۔۔ "گپ شپ" اور "چلنت" کے نام سے دو کالم چھاپے گئے۔۔۔ اور قائد اعظم کو رگیدنے کی ناکام مگر بے ہودہ کوشش کی۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے جس قابلیت سے مقدمہ کی پیروی کی اس پر روزنامہ "الجمعیۃ" (دہلی) نے اپنی اشاعت ۲۰ جولائی ۱۹۲۹ء کو "مسٹر جناح کی باطل شکن تقریر" کے زیر عنوان انہیں مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا:

"لاہور ہائی کورٹ سے بھی میاں علم الدین کی اپیل کا فیصلہ صادر ہو گیا اور پھانسی کا جو حکم سیشن عدالت سے ہوا تھا وہی بحال رہا۔ قائد اعظم کی مدلل اور موثر تقریر کو پڑھنے کے بعد اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے

---

(۵) انگریز حکومت اور انگریز جج نے ایسا غلط اور گھناؤنا فیصلہ کر کے اپنا کردار بے نقاب کر دیا تھا اور بتا دیا کہ "کئی بار کورٹ میں انصاف نہیں ملتا" بلکہ انصاف کا خون کیا جاتا ہے۔۔۔ اس وقت کی انگریزی کورٹ کے مطابق علم الدین (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) کورٹ کا سزا یافتہ مجرم، خونی اور قاتل تھا مگر اہل ایمان و عرفان ایمان نے انہیں کل بھی "غازی علم الدین شہید" جانا مانا اور آج بھی ایسا ہی مانتے ہیں۔۔۔ اور تا قیامت ایسا ہی مانتے رہیں گے اور اس فیصلے کو انگریز کورٹ کے منہ کی لبدی کالک ہی سمجھا۔ اور سمجھتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز (ادارہ)

دلائل کس قدر وزنی تھے اور انہوں نے ماتحت عدالت کی شہادتوں میں جن نقائص کا ذکر کیا تھا ان سے مقدمہ کس درجہ کمزور ہو گیا تھا مگر ہائی کورٹ کے ججوں نے 'خدا معلوم' کن وجوہ کی بنا پر ان دلائل کو قابل اعتناء نہیں سمجھا۔۔۔ اس وقت ہائیکورٹ کا فیصلہ موجود نہیں ہے۔ اس لیے ہم اس پر مفصل تنقید نہیں کریں گے جب تک ہمارے سامنے اصل فیصلہ کے دلائل نہ آجائیں۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ قائداعظم کی تقریر کے بعد پھانسی کی سزا کسی طرح بحال رہ سکتی تھی۔" (۶)

قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ نے اپنے عظیم پیغمبر حضور انور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وَآلہٖ وَاصحابہٖ وَسلم کے ایک شیدائی و فدائی غازی علم الدین شہید کا مقدمہ جس جرأت و بہادری سے لڑا اس کی مثال ملنا محال ہے۔ انشاء اللہ العزیز کل قیامت میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہٖ وَاصحابہٖ وَسلم اپنے "غازی و شہید فدائی" کا مقدمہ لڑنے والے محمد علی جناح کو اپنے دامن کرم میں ضرور پناہ دیں گے۔

یوپی کی صوبائی حکومت نے ۱۹۰۸ء میں ڈھائی لاکھ روپیہ اس غرض سے دیا کہ "شہر کانپور کی سڑکوں کو چوڑا اور وسیع کیا جائے"۔ اس اسکیم میں مشہور اے بی روڈ کو چوڑا کرنے کی تجویز بھی شامل تھی جس کو حکومت نے ۱۷ اپریل ۱۹۰۹ء کو منظور کیا۔

---

(۶) دیکھئے، محمد حنیف شاہد، "اسلام اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء) ص ۱۳۲ تا ۱۳۶

نوٹ: یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ مصورِ پاکستان علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ کے سامنے جب ایک دفعہ غازی علم الدین شہید کا ذکر مبارک ہوا تو آپ علیہ الرحمتہ فرطِ عقیدت سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔۔۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمانے لگے:

"اسیں گلاں ای کردے رہے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا"

(ہم باتیں ہی کرتے رہ گئے اور ترکھانوں (بڑھیوں) کا لڑکا بازی لے گیا۔)

اس سادہ سے پنجابی جملے میں غازی علم الدین شہید کے سنہری کارنامہ پر رشک کی شدت آشکارا ہے اور اس لفظ "ترکھان" سے والہانہ محبت اور جوشِ عقیدت ہویدا ہے۔۔۔ (صابر)

اگر مجوزہ سڑک سیدھی بنائی جاتی تو مچھلی بازار میں مسجد کے مقابل جو مندر تھا اس کو گرانا پڑتا تھا۔۔۔ ہندوؤں نے مندر کے گرائے جانے کے منصوبہ کے خلاف احتجاج کیا جس کے نتیجہ میں مندر کو گرانے کی تجویز انگریز حکومت نے واپس لے لی اور سڑک کو کسی قدر موڑنے کی ضرورت پیش آئی وجہ یہ تھی کہ ہندوؤں کی اکثریت کو اس وقت دوبارہ ناراض کر کے فتنہ و فساد کی آگ کو ہوا دینا انگریزوں کی "جمہوریت پسند" موقع شناس حکومت نے مناسب نہ سمجھا اس کے برعکس مسلمانوں کی سیاسی حیثیت ہندوؤں سے مختلف تھی۔ چنانچہ کانپور کی مقامی حکومت نے ہندوؤں کے احتجاج کے بعد مندر کو گرائے جانے کی تجویز مسترد کی اور مسجد کے ایک حصے کو گرا کر سڑک کی توسیع کا منصوبہ مکمل کیا گیا۔

یکم جولائی ۱۹۱۳ء کو علی الصبح مسلح پولیس نے مسجد کو گھیرے میں لے کر اس کے مشرقی حصے کو گرا دیا۔۔۔ ہندوستان کے مسلمان اخباروں نے اس المیہ کو مشتہر کر کے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی توجہ کانپور کی اس مسجد کی جانب مبذول کروائی۔۔۔ مسلمانوں نے متعدد مرتبہ حکومت کے موقف کے خلاف احتجاجی جلسے کیے اور جلوس نکالے۔۔۔ ۳ اگست ۱۹۱۳ء کی صبح کو کانپور میں ایک بڑا جلسہ ہوا جس میں ہزارہا مسلمانوں نے شرکت کی۔۔۔ لوگ مقام جلسہ تک سوگواروں کی طرح برہنہ سر گئے۔۔۔ جلسہ کے بعد ایک جلوس سیاہ جھنڈے لے کر مسجد مچھلی بازار کی طرف گیا اور مسجد کے منہدمہ حصے پر پہنچ کر گری ہوئی اینٹیں اٹھا کر مسجد از سر نو تعمیر کرنی شروع کر دی جس کے نتیجہ میں مسلح پولیس کی مداخلت سے ہنگامہ ہو گیا۔۔۔ کئی مسلمان شہید ہوئے دو سو آدمی گرفتار ہوئے۔۔۔

۳۰ دسمبر ۱۹۱۳ء کو محمد علی جناح کی صدارت میں بمبئی میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔۔۔ قائد اعظم نے اپنی صدارتی تقریر میں مسجد کانپور کے حادثہ پر گہرے دکھ کا اظہار کیا اور مسلمانوں کو دونوں مخالفین (انگریز اور ہندو) کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جدوجہد جاری رکھنے کا عزم ظاہر کیا۔۔۔۔ ثابت ہوا بیسویں صدی کے ابتدائی دور میں بھی قائد اعظم کی نظر مسلمان مفادات ہندو طریق کار اور انگریز حکمت عملی پر گہری تھی۔(۷)

۱۹۳۵ء میں واقعہ مسجد شہید گنج لاہور نے مسلمانوں میں ایک زبردست ہیجان پیدا کر دیا تھا اس نازک موقع پر بھی قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے شہید گنج کی مسجد کا مسئلہ حل کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

۲۶ جنوری ۱۹۳۸ء کو ہائی کورٹ کے فل بنچ نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں مسلمانوں کی اپیل خارج کر دی اور فیصلہ دیا کہ :

"مسجد کو عام جائیداد منقولہ سے علیحدہ قرار نہیں دیا جا سکتا اس لیے مسلمانوں کا مسجد شہید گنج میں نماز پڑھنے کا حق مدت ہوئی ساقط ہو چکا ہے۔"

ہائی کورٹ کے اس فیصلے نے پورے پنجاب میں ایک مرتبہ پھر اضطرابی کیفیت پیدا کر دی چنانچہ قائد اعظم کی ہدایات کی روشنی میں ۳۰ جنوری ۱۹۳۸ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک اجلاس دہلی میں منعقد ہوا تاکہ لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس پر غور کیا جا سکے۔

---

(۷) تفصیل کے لیے دیکھیے : مجلہ "ثانوی تعلیم" (لاہور) قائد اعظم نمبر ۱۹۷۶ء (پروفیسر قمر مجاہد کا مضمون)

آل انڈیا مسلم لیگ نے اعلان کیا کہ مسجد شہید گنج کی بازیابی ہندوستان کے مسلمان کا متفق مطالبہ بن چکا ہے اس لیے آل انڈیا مسلم لیگ یکم فروری ۱۹۳۸ء کو ہندوستان بھر میں یوم شہید گنج منائے گی۔(۸)

۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء کی شام کو محمد علی پارک میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم فرماتے ہیں:

"ہندوستان کے سارے مسلمانوں کی نظر اس وقت شہید گنج مسجد کی طرف لگی ہے۔ اور ہر شخص کے دماغ میں یہی خیال موجزن ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان کے جذبات اور احساسات بالکل صحیح درست اور حقیقی ہیں کہ مسجد کو منہدم کر کے ان کے مذہبی جذبات میں بہت بڑی ٹھیس لگائی گئی ہے۔"(۹)

قائداعظم نے مسجد شہید گنج لاہور کے قضیے کو حل کرنے کے سلسلے میں جو کوششیں کیں وہ تاریخ میں ہمیشہ یاد رہیں گی۔(۱۰)

---

(۸) رضی حیدر، خواجہ: "قائداعظم کے ۷۲ سال" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۶ء) ص ۳۱۹

(۹) رضی حیدر، خواجہ: "قائداعظم کے ۷۲ سال" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۶ء) ص ۳۲۳

نوٹ:۔ سانحہ "مسجد شہید گنج لاہور کے بارے میں مزید تفصیل پڑھنی ہو تو درج ذیل ماخذ دیکھئے:

(ا) محمد حنیف شاہد: "اسلام اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء) ص ۱۳۴ تا ۱۳۸

(ب) احمد سعید، پروفیسر: "حیات قائداعظم چند نئے پہلو" (مطبوعہ اسلام آباد، ۱۹۷۸ء) ص ۴۱ تا ۵۱

(۱۰) نوٹ:۔ کیسی عجیب بات ہے کہ مسجد کانپور، مسجد شہید گنج لاہور اور بابری مسجد کی شہادتوں کے واقعات تو غیر مسلموں کے زیر اقتدار کافروں کی اکثریت کے علاقوں میں پیش آئے نیرنگی عالم کہ آج مملکت خداداد میں سڑکوں کو کشادہ کرنے اور شہروں کی دلکشی بڑھانے کے نام پر مسجدوں، مزاروں، قبروں اور دینی مدرسوں کو ڈھایا گرایا جا رہا ہے۔

فیا للعجب ! ۔۔ بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے (ادارہ)

مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں (گاندھوی امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری المعروف شاہ جی اور ان کی) مجلس احرار نے جو کارنامے سرانجام دیئے تھے، ان کی داد مولوی ظفر علی خان کے خامہ بہار آفریں نے یوں دی تھی:

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار　　اسلام اور ایمان اور احسان سے بیزار
ناموس پیمبر کے نگہبان سے بیزار　　کافر سے موالات، مسلمان سے بیزار
اس پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار　　احرار کہاں کے، یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار

کھاتا ہے مسلماں کوئی سینہ میں جو گولی　　گالی اسے دیتی ہے یہ احرار کی ٹولی
اسلامیوں کے خوں سے چلے کھیلنے ہولی　　احرار کو پھر کج سے کیوں لکھے نہ اشرار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار

سوجھی شہداء پر انہیں مردار کی پھبتی　　سکھوں کی یہ پھبتی ہے نہ سرکار کی پھبتی
توحید کے بیٹوں پہ ہے احرار کی پھبتی　　گمراہ ہیں خود اور ہمیں کہتے ہیں غلط کار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کو کوئی ڈھادے تو یہ خوش ہیں　　مسجد کا نشاں کوئی مٹادے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہادے تو یہ خوش ہیں　　لاہور میں آثار قیامت ہیں نمودار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار

مردانِ مجاہد سے جو اس طرح کٹے ہیں　　اللہ کے رستے سے جو اس طرح ہٹے ہیں
اسلام کی فوجوں کے مقابل جو ڈٹے ہیں　　پھر کیوں نہ یہ کم بخت ہوں رسوا سر بازار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار (۱۱)

---

(۱۱) رئیس احمد جعفری: "قائد اعظم اور ان کا عہد" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۶) ص ۳۸۵۔۳۸۶.

یہی مولوی ظفر علی خان اسی سلسلہ میں مزید کہتے ہیں:

خدا کے گھر کی تباہی میں حصہ دار ہوئے یہ ظلم انہوں نے کیا آپ اپنی جاں پر ہے
اشارہ پاکے "ادھر" سے شہید گنج کا شور کئی دنوں سے ان اشرار کی زباں پر ہے
سنا کیا جو کئی سال دیر کا ناقوس لگا ہوا وہی کان آج کل اذاں پر ہے (۱۲)

مولوی مظہر علی اظہر احراری نے محمد حسین ٹین ساز کو مخاطب کر کے دھمکی دی تھی:

ہم ہیں احرار، نہیں ہم سے الجھنا اچھا
تری اوقات ہی کیا ہے ابے او ٹین فروش

محمد حسین ٹین ساز نے مظہر علی اظہر احراری کا جواب یوں دیا تھا کہ۔

میں نے مسجد نہیں بیچی کبھی تیری مانند
ابے او چندے کے بھوکے، او دین فروش
(۱۳)

۱۹۳۶ء میں قائداعظم جب دوسری بار کشمیر گئے تو مسلمانوں نے ان کا شاندار خیر مقدم کیا۔۔۔ ان دنوں سری نگر میں ایک قومی کارکن مہر علی اور حنیفہ بیگم کے درمیان ایک زوردار مقدمہ چل رہا تھا۔ مرزا محمد افضل بیگ ایڈووکیٹ نے قائداعظم کو بطور سینئر وکیل پیش کیا اور انہوں نے نہایت کامیابی سے اس مقدمے کی وکالت کی۔

مہر علی پر الزام یہ تھا کہ اس نے حنیفہ بیگم سے عدت کے دوران نکاح کر لیا تھا۔ ماتحت عدالتوں نے اسے سزا کا مستوجب قرار دیا تھا۔ قائداعظم نے اپنی بحث میں عدالت کو بتایا کہ۔

---

(۱۲) ظفر علی خان، مولوی: "چمنستان" (مطبوعہ لاہور) ص ۱۰۲

(۱۳) ظفر علی خان، مولوی: "چمنستان" (مطبوعہ لاہور) ص ۹۲

"عدت کا حساب عیسوی کیلنڈر کے مطابق کیا گیا ہے حالانکہ مسلمان عدت کا شمار قمری حساب سے کرتے ہیں۔۔۔ اگر قمری حساب سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ مہر علی نے عدت کے دن پورے ہونے کے بعد نکاح کیا تھا۔۔۔"

چنانچہ ہائی کورٹ نے مہر علی کو باعزت بری کر دیا اس مقدمے میں قائداعظم نے کوئی فیس نہ لی۔ البتہ ایک اور دیوانی مقدمے میں جو سوپور کے عبدالعزیز پنڈت اور حکومت کے درمیان تھا۔ قائداعظم کو جو فیس ادا کی گئی وہ انھوں نے انجمن نصرت الاسلام، سری نگر کے ہائی سکول کو بطور چندہ عطا فرما دی۔ (۱۴)

یہ حقیقت بھی سب پر عیاں ہے کہ سن ہجری کی ابتدا خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خصوصاً خلیفہ چہارم' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ ہجرت کو بنیاد بنا کر "سن ہجری" کا آغاز فرمایا تھا۔۔۔ آج ہمیں بھی سن عیسوی کی بجائے سن ہجری ہی کو اہمیت دینی چاہیے اور مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سن ہجری کو بلا تاخیر عملاً نافذ کرنا چاہیے۔۔۔

---

(۱۴) مجلہ "صحیفہ" لاہور ("قائداعظم نمبر") ۱۹۷۶ء، ص ۲۳۸، ۲۳۹

تحریک پاکستان اور صوفیائے کرام
صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو!
مولانا الحاج سید غلام محی الدین
حضرت مولانا سید فضل شاہ
جاری کردہ شعبہ نشر و اشاعت
پنجاب مسلم لیگ

اتبعوا السواد الاعظم (الحدیث مشکوٰۃ المصابیح للخطیب التبریزی)

بڑی جماعت کی پیروی کرو

ید اللہ علی الجماعۃ (ترمذی شریف) اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے

سلکِ دہم

سوادِ اعظم کی نمائندہ جماعت

مسلم لیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

وحدت کا ترانہ شوق سے گا کثرت سے نہ ڈر، تیرا ہے خدا
تنظیم کا خط نقطے سے ملا مرکز سے سرک کر دور نہ جا
مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

بول اپنا جہاں میں بالا کر توحید کا نام اچھالا کر
مے نور کے شیشے میں ڈھالا کر گھر دین کا حق سے اجالا کر
مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

(شفق)

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام بزرگان دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذریعے پھیلا۔ یہی وجہ ہے کہ پاک و ہند کے دور دراز علاقوں میں بزرگان دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عالیشان مزارات عظمت کے مینار بنے ہوئے ہیں۔۔۔

پاک و ہند کے مسلمانوں کی کثریت ہمیشہ سواد اعظم سے منسلک رہی ہے۔۔۔ یہ مسلمان ہمیشہ اپنے جذبہ صادق کے تحت بے مثال فتوحات حاصل کرتے رہے لیکن بعض غداروں سے انھیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا اور انگریز اور ہندو انھیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے خواب دیکھنے لگے۔۔۔ ایک منظم سازش کے تحت جب آل انڈیا کانگریس کی بنیاد رکھی گئی تو بعد میں کئی مسلمان کہلانے والے لیڈر بھی ہندوؤں کے دام فریب میں آ گئے۔

ایک دیوبندی مورخ منشی عبدالرحمان خان کی زبانی سنیے:

"ہندو دھرم کے احیاء اور مسلمانوں کا صفحہ ہند سے نام و نشان مٹانے کے لیے ۱۸۸۷ء میں (آل انڈیا) کانگرس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ ۲۱-۱۹۲۰ء میں جب چند مسلمان کانگریس میں شامل ہو گئے تو انھیں پرکاہ جتنی بھی وقعت نہ دیتے

ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو کے والد پنڈت موتی لال نہرو نے کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ "کانگریس ہندو جماعت ہے چند مسلمانوں کے اس میں شرکت کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی مسلمانوں کو کسی گنتی میں شمار کرتے ہوئے برملا کہہ دیا کہ "ایک عام تحریک میں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔"

کانگریسی لیڈر لالہ لاجپت رائے نے حقیقت پر سے پردہ اٹھاتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ "کانگریس میں مسلمان اس لئے کرائے پر لائے گئے ہیں کہ ان کی شرکت سے ہندو کانگریس کو نیشنل کانگریس ظاہر کیا جائے اور اس کے ذریعہ ہندو راج کے قیام کی مہم جاری رکھی جائے۔"

اس حقیقت کے انکشاف کے بعد مولانا محمد علی جوہر اور مسٹر محمد علی جناح کانگریس سے علیحدہ ہو گئے۔۔ مگر کانگریسی علماء، ہندوؤں کی چیرہ دستیوں اور مسلم کشیوں کو مقامی مناقشات کا نام دے کر ہندوؤں کے انسانیت سوز مظالم کی اہمیت گھٹاتے اور اپنی اہمیت بڑھاتے رہے۔"(۱)

مرد حق آگاہ، قائد اہل سنت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا محدث بریلوی، حنفی، قادری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) نے اس موقع پر دو قومی نظریہ کی پاسبانی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، اس کی حفاظت کے لیے جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کا قیام عمل میں لایا۔ جس نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے مذموم عزائم سے آگاہ کیا اور ان سے دور رہنے کی مہم چلائی۔(۲)

۔ امام اہلسنّت، مجدّد دین وملّت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے اسے "گاندھوی فرقہ" قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو اس سے اپنا ایمان بچانے کی تاکید فرمائی۔(۳)

---

(۱) عبد الرحمٰن خان، منشی۔ "مضطرب صدائیں" (مطبوعہ ملتان ۱۹۸۸ء) ص ۳۲۲

(۲) دیکھیے، محمد شہاب الدین رضوی۔ "تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ" (مطبوعہ بمبئی ۱۹۹۵ء)

(۳) دیکھیے، حسنین رضا خان بریلوی، مولانا: "ایمان افروز وصایا شریف" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء) ص ۱۸

یہی نہیں بلکہ آپ علیہ الرحمۃ نے آل انڈیا کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت کو حرام قرار دیا تھا۔

محمد عبدالحکیم قاضی ایم اے لکھتے ہیں۔

"میرے والد بزرگوار قاضی محمد یٰسین (علیہ الرحمۃ) نے امام احمد رضا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے فتویٰ منگایا اور کئی ہزار کاپیاں چھپوا کر تقسیم کیا۔۔۔ اس فتویٰ میں درج تھا کہ مسلمانوں کے لئے کانگریس میں شامل ہونا حرام ہے۔۔۔ وطن کی آزادی کے لیے مسلمان ہندوؤں میں مدغم ہونے کی بجائے اپنی علیحدہ تنظیم کریں۔

"اس اشتہار کا عنوان تھا مسلمانو کانگریس سے بچو۔" (۴)

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمۃ کے معاصر سلطان العلماء، پیر سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی قسم کا فتویٰ دیا تھا کسی نے آپ علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ کیا مسلمان کو کانگریس میں شامل ہونا چاہیے یا نہ ؟" تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"میری رائے میں یہ شمولیت اسلام کے برخلاف اور ناجائز ہے۔" (۵)

---

(۴) محمد عبدالحکیم قاضی ایم اے۔ "تحریک پاکستان اور اس کے عوامل" (مطبوعہ لاہور) ص ۷۵

(۵) مہر علی شاہ گولڑوی، سید، پیر۔ مکتوبات طیبات المعروف بہ مہر چشتیہ (مطبوعہ لاہور) ص ۳۵۴

سلطان العلماء، پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی سنی حنفی چشتی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۵۶ھ) صوفیائے پنجاب میں ممتاز و نمایاں ہیں۔ آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

آپ علیہ الرحمۃ مرد کامل، عالم فاضل، فقیہ اور نعت گو ہیں آپ علیہ الرحمۃ نے اسلام

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ:۔
ملحدین کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کے خلاف قلمی اور علمی جہاد فرمایا ہے۔ مرزا غلام قادیانی نے جب "مجددیت" سے "نبوت" کا اپنا پر فریب جال پھیلایا تو آپ علیہ الرحمۃ ہی نے اس کے کافرانہ دعوے پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ آج تک مرزائیت کے قادیانی ایوانوں میں زلزلہ بپا ہے۔ تصوف کے نظریہ وحدت الوجود پر آپ علیہ الرحمۃ ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔۔۔ ترجمان حقیقت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کو آپ علیہ الرحمۃ پر کامل اعتماد تھا۔ انہوں نے آپ علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں ایک استفتاء بھی روانہ کیا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ کی تصانیف مشہور و معروف ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے

1) فیض احمد فیض، مولانا: "مہر منیر" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء)
2) نصیر الدین نصیر، صاحبزادہ: "نام و نسب" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۹ء)
3) شاہ حسین گردیزی، مولانا: "تجلیات مہر انور" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۶ء)
4) مشتاق احمد چشتی، مولانا: "فاتح قادیان" (مطبوعہ اوسلو، ناروے)
5) محمد صدیق ہزاروی، مولانا: "حضرت پیر مہر علی شاہ اور رد قادیانیت" (مطبوعہ لاہور)

ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست

تحریک پاکستان کا ایک ناقابل فراموش باب

حصہ اول

ترتیب: محمد جلال الدین قادری

مکتبہ رضویہ، لاہور

۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ کے مقام پر چند دردمند مسلمان لیڈروں نواب سلیم اللہ خان، نواب وقار الملک اور مولانا محمد علی نے مسلمانوں کے حقوق کی پاسداری کے لیے "آل انڈیا مسلم لیگ" کے نام سے ایک جماعت بنائی۔۔۔ع

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا ۱۹۱۳ء میں قائد اعظم محمد علی جناح کی شمولیت سے آل انڈیا مسلم لیگ کو چار چاند لگ گئے اور پھر رفتہ رفتہ یہ ملک گیر حیثیت اختیار کر گئی اور متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک پہچان بن گئی۔

دو نظریے باہم برسرِ پیکار تھے۔۔۔ آل انڈیا کانگریس اگر ہندو دھرم کی رکھشک اور برہمنیت کی پرچارک بنی ہوئی تھی ...... تو آل انڈیا مسلم لیگ' اسلام کی محافظ اور کلمہ طیبہ کی داعی بنی ہوئی تھی اگر کانگریس کا مطمع نظر سوراج اور رام راج تھا ...... تو قائد اعظم اور مسلمانوں کا نصب العین آزادی اور نفاذ نظام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم تھا ...... یہ گائے پوجنے والوں (گئو بھگتوں) اور گائے کھانے والوں (گائے خوروں) کی کشمکش تھی۔۔۔ اس عہد میں یہ نعرہ ایک روشن حقیقت تھا۔

"مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ"

ڈاکٹر ابو سلیمان شاہجہانپوری سواد اعظم کی نمائندہ جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتے ہیں:

"۱۹۴۴ء کے اجلاس لاہور میں مولانا عبد الحامد بدایونی مرحوم نے قادیانیوں کو ان کے اسلام سے خارج ہونے اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے اس (اخراج) سے اتفاق کی بناء پر مسلم لیگ سے نکالنے کا نوٹس دیا'۔۔۔ سبجیکٹ کمیٹی کے ایجنڈے میں ان کی قرارداد کو درج کرایا گیا لیکن قائد اعظم نے اسے پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔۔۔ اس پر مولانا ظفر علی خان مرحوم نے "زمیندار" میں کئی اداریئے لکھے' واویلا کیا لیکن ان کے احتجاج کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہ دی گئی" (۶)

---

(۶) ماہنامہ "الحق" (اکوڑہ خٹک) اگست ۱۹۹۷ء' ص ۴۸

نوٹ:۔ مخالفین پاکستان قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو موردِ الزام ٹھہراتے ہوئے پاکستان کی پہلی کابینہ پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی کیوں مقرر کیا گیا تھا؟ ———

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہوا : انگریزوں کے ساتھ ہر دور میں رواداری کا مظاہرہ کیا جاتا رہا ہے تاکہ وہ عدم تحفظ کا شکار نہ رہیں تقریباً تمام مغل بادشاہوں کے عہد میں ایسی بہت سی مثالیں مل جاتی ہیں کہ غیر مسلم اعلیٰ عہدوں پر فائز کیے گئے حتیٰ کہ اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے ہاں بھی ایسی مثالیں مل جاتی ہیں۔

ثانیاً : قائد اعظم کو حصول آزادی کی خاطر بعض ناگوار معاہدات اور سخت شرائط پر بھی مجبوراً دستخط کرنے پڑے آپ علیہ الرحمۃ کے پاس اپنی پیرانہ سالی اور شدید بیماری کے باعث وقت کم اور کام زیادہ تھا۔۔۔ انہوں علیہ الرحمۃ نے غلامی پر لولے لنگڑے مگر آزاد وطن کو ترجیح دی۔۔۔ ان کے نزدیک پروانہ خود مختاری مل جانا ہی محرومیوں کا مداوا تھا۔

آخری انگریز وائسرائے نے اس کی تقرری پر اصرار کیا کہ جب تک یہ اعلان نہیں کیا جاتا اختیارات کی منتقلی نہ ہو سکے گی۔ قائد اعظم نے بادل نخواستہ ظفر اللہ کو وزیر خارجہ بنایا۔ لیکن ایک موقع پر صاف فرمایا:

"قادیانی وزیر خارجہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں میں اس پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لیے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔"

ان روشن حقائق کے باوجود قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو مورد الزام ٹھہرانا کہاں کی شرافت ہے؟

(دیکھیے : رائے محمد کمال : "سازشوں کا دیباچہ" مطبوعہ لاہور)

اولاً: مولانا ظفر علی خان نے جو اداریے لکھے بطور نمونہ ایک حوالہ بھی نہیں دیا گیا۔

ثانیاً: ۱۹۳۶ء میں ہی آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے اسمبلی کے امیدواروں کے لیے ایک حلف نامہ تیار کر دیا تھا کہ:

"(آل انڈیا) مسلم لیگ کا امیدوار اسمبلی میں جاکر قادیانیوں (مرزائیوں) کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت منظور کرانے کی کوشش کرے گا"۔

قادیانی جماعت کے اخبار "پیغام صلح" لاہور جلد ۲۴ نمبر ۶۰ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ کے حوالے سے ان ہی کی زبانی سنیے:

"اب تو مسلم لیگ نے بھی جس کے ممبر آزاد خیال اور روادار سمجھے جاتے ہیں اور ہندوستان کی ذہنی روح تصور کیے جاتے ہیں ایک حلف نامہ تیار کیا ہے کہ جو ان کی طرف سے اسمبلی کے لیے امیدوار کھڑا ہو وہ یہ حلف اٹھائے کہ میں اسمبلی میں جاکر احمدیوں (یعنی قادیانیوں، مرزائیوں) کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت منظور کرانے کی کوشش کروں گا"(۷)

---

(۷) محمد الیاس برنی، پروفیسر: "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" (مطبوعہ ملتان ۱۹۹۵ء) ص ۴۷

نوٹ:۔ "احمد" حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کا وہ نام پاک ہے جس سے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے انجیل میں بشارت دی تھی۔۔۔ خود سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ، طیبہ طاہرہ، سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہی نام رکھا۔۔۔ جب کہ مرزا غلام قادیانی کا نام (اس کے تئیں) "غلام احمد" (احمد کا غلام) تھا حالانکہ وہ مرتد و ملحد قادیانی تو سرکار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کھلا باغی اور گستاخ تھا اس لحاظ سے قادیانیت (مرزائیت) کو "احمدیت" اور قادیانی (مرزائی) کو "احمدی" لکھنے، کہنے اور پکارنے سے سختی سے احتراز کرنا چاہیے۔۔۔ اور عامۃ المسلمین کو بھی سمجھانا چاہیے (ادارہ)

نوٹ: قادیانی کذاب اور قادنیت کی تردید میں مزید تفصیلات کے لیے درج ذیل تصانیف کا مطالعہ فرمائیں

حاشیہ

(۱) مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی: "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" (۱۳۲۰ھ) لاہور
(۲) مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی: "قہر الدیان علی مرتد بقادیان" (۱۳۲۳ھ) لاہور
(۳) مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی: "المبین ختم النبیین" (۱۳۲۶ھ) مطبوعہ لاہور
(۴) مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی: "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" (۱۳۴۰ھ) لاہور
(۵) مولانا احمد رضا خاں محشی: "المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" (۱۳۲۰ھ) عربی، مطبوعہ لاہور
(۶) مولانا احمد رضا خاں جامع و مرتب: "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" (۱۳۲۴ھ) عربی، لاہور
(۷) مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی: "مبین الھدیٰ فی نفی امکان المصطفےٰ" (۱۳۲۴ھ)
(۸) مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی: "رد مرزائیت" (مجموعہ رسائل) مطبوعہ لاہور
(۹) مولانا حامد رضا خاں حجۃ الاسلام: "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" (۱۳۱۵ھ) لاہور
(۱۰) محمد عبدالحکیم شرف قادری علامہ: "امام احمد رضا خاں بریلوی اور رد مرزائیت" (لاہور)
(۱۱) مہر علی شاہ گولڑوی پیر سید: "سیف چشتیائی" (مطبوعہ)
(۱۲) مہر علی شاہ گولڑوی پیر سید: "حیات المسیح (علیہ الصلوٰۃ والسلام)"
(۱۳) محمد الیاس برنی پروفیسر: "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" (مطبوعہ لاہور)
(۱۴) امجد علی اعظمی علامہ صدر الشریعۃ: "بہار شریعت (حصہ اول)" مطبوعہ لاہور
(۱۵) محمد عمر اچھروی مناظر اعظم: "مقیاس نبوت" (مطبوعہ لاہور)
(۱۶) ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی علامہ: "ختم نبوت" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(۱۷) سید احمد سعید کاظمی شاہ علامہ: "ختم نبوت" (مطبوعہ لاہور)
(۱۸) ارشد القادری علامہ: "نقش خاتم" (مطبوعہ کراچی)
(۱۹) سید محمود احمد رضوی علامہ: "مسئلہ ختم نبوت" (مطبوعہ لاہور)
(۲۰) محمد ضیاء اللہ قادری مولانا: "میرزا غلام قادیانی کی حقیقت" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(۲۱) محمد ضیاء اللہ قادری مولانا: "وہابیت اور مرزائیت" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(۲۲) محمد ضیاء اللہ قادری مولانا: "سجدے قادیان براستہ دیوبند" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(۲۳) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علامہ: "مشعل راہ" (مطبوعہ لاہور)
(۲۴) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علامہ: "قادیانی دھرم" (مطبوعہ لاہور)

حاشیہ

(۲۵) محمد اللہ دتہ، مولانا صوفی: "تازہ والفضیٰ" (مطبوعہ لاہور)

(۲۶) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "علامہ اقبال اور مرزا غلام قادیانی" (مطبوعہ)

(۲۷) محمد سلیم مست قادری: "فاتح مرزائیت الشاہ احمد نورانی" (مطبوعہ لاہور)

(۲۸) امرار الحسنین قادری فاضل، مولانا: "مرزائیت کفر ہے" (مطبوعہ لاہور)

(۲۹) مولانا حسنین رضا خاں، مترجم: "مبین احکام و تصدیقات اعلام" (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور

(۳۰) محمد سعید احمد صاحب: "قادیانی فتنہ اور علمائے حق" (مطبوعہ امریکہ)

(۳۱) غلام علی اشرفی اوکاڑوی، علامہ: "مجموعہ رسائل اشرفیہ" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۶ء

(۳۲) غلام علی اشرفی اوکاڑوی، علامہ: "مسیح موعود اور مسیح کذاب" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۶ء

(۳۳) محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "حق لاشریک ہے" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

(۳۴) صابر حسین شاہ بخاری، سید: "فاتح قادیان حضرت محمد الیاس بذلی" (زیر طبع)

(۳۵) محمد صدیق ہزاروی، مولانا: "حضرت پیر مہر علی شاہ اور رد قادیانیت" (مطبوعہ لاہور)

(۳۶) مشتاق احمد چشتی، مولانا: "فاتح قادیان" (مطبوعہ اوسلو، ناروے)

(۳۷) فیض احمد فیض، مولانا: "مہر منیر" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء

(۳۸) شاہ حسین گردیزی، مولانا: "تجلیات مہر انور" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۳ء

(۳۹) رائے محمد کمال: "سازشوں کا دیباچہ" (مطبوعہ لاہور)

(۴۰) سید مزمل حسین شاہ نقشبندی جماعتی: "امیر ملت اور ختم نبوت" (مطبوعہ برطانیہ)

(۴۱) "عالمی تاجدار ختم نبوت کانفرنس ۱۹۹۹ء" مرکزی جماعت اہل سنت، برطانیہ ۱۹۹۹ء، صفحات ۱۳۶

(۴۲) غلام رسول سعیدی، مولانا: "قادیانیوں کو دعوت اسلام" (مشمولہ "ضیائے حرم" لاہور، دسمبر ۱۹۷۵ء) نیز "مقالات سعیدی" (مطبوعہ لاہور)

(۴۳) فضل احمد قادری، خطیب ڈربی، علامہ: "عقیدہ ختم نبوت (احادیث کی روشنی میں)" مطبوعہ برطانیہ

(۴۴) قاضی عبدالعزیز چشتی، علامہ: "عقیدہ ختم نبوت کا حقیقت پسندانہ جائزہ" (مطبوعہ لاہور)

(۴۵) "ترجمان اہل سنت" (کراچی) ماہنامہ: "ختم نبوت نمبر" (اگست ۱۹۷۲ء)

(۴۶) "ضیائے حرم" (لاہور) ماہنامہ: "ختم نبوت نمبر"

یاسنا: ۱۹۳۶ء میں ہی قادیانیوں نے یہ اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ ان کے مقابل مسلمانوں میں جو بیداری پھیلی اور جنبش پیدا ہوئی ہے وہ رکنے والی نہیں ہے چنانچہ مملکت خداداد پاکستان میں ۷ ستمبر ۱۹۷۳ء کو سرکاری طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

اب تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھتے جائیں کہ جو لوگ قائد اعظم کی "قادیانیت نوازی" ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اس سلسلہ میں ان کے اکابر و اصاغر کا کردار کیا ہے۔۔؟ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی نے اپنی ایک کتاب "المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ" میں مرزا غلام قادیانی کی کتب "آریہ دھرم" "اسلامی اصول کی فلاسفی" "کشتی نوح" "نسیم دعوت" وغیرہ سے سرقہ کیا ہے۔۔۔ حیرت صد حیرت کہ پیراگراف اور صفحے در صفحے نقل کر ڈالے .... لیکن کتاب و مصنف کا حوالہ تک نہ دیا۔۔۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ مرزا غلام قادیانی کی کتاب "آریہ دھرم" ۱۸۹۵ء میں "اسلام کی فلاسفی" ۱۸۹۶ء میں "کشتی نوح" ۱۹۰۲ء میں اور "نسیم دعوت" ۱۹۰۵ء میں شائع ہو چکی تھیں جبکہ مولوی اشرفعلی تھانوی کی کتاب "المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ" ان کی اپنی تحریر کے مطابق یکم رجب ۱۳۳۴ھ بروز جمعرات کو ختم ہوئی جو ۱۹۱۶ء عیسوی تاریخ ہوتی ہے۔۔

اسی کتاب کو "احکامِ اسلام عقل کی نظر میں" کے نام سے محمد رضی عثمانی دیوبندی نے اپنے "دیباچہ" کے ساتھ دارالاشاعت کراچی سے شائع کیا۔ اگر مولوی اشرفعلی تھانوی مرزا غلام قادیانی کو کافر یا جھوٹا سمجھتے تو اسلام کی حقانیت کی دلیل کے طور پر ان کی تحریریں

اپنے نام سے شائع کرنے کی جرات ہرگز نہ کرتے۔(۸)

اب ابو سلیمان شاہجہانپوری کے ممدوح خاص ابو الکلام آزاد کا حال سنیے

"مولانا ابو الکلام آزاد، مرزا صاحب (غلام قادیانی) کے دعوائے مسیحیت موعود سے تو کوئی سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کے قدر دان ضرور تھے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا (آزاد) امرت سر کے اخبار "وکیل" کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب (غلام قادیانی) کا انتقال انہی دنوں ہوا تو مولانا نے مرزا صاحب (غلام قادیانی) کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرت سر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب (غلام قادیانی) کے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔"(۹)

---

(۸) تفصیل کے لیے درج ذیل مآخذ کو چشم عبرت سے دیکھیے:

۱۔ عبداللہ ایمن زئی: "مقالات اشرفیہ" (مطبوعہ لاہور)

۲۔ محمد افضل شاہد: "تھانوی، قادیانی و بلیز پر" (مشمولہ ماہنامہ "القول السدید لاہور مئی ۱۹۹۲، جنوری ۱۹۹۳ء فروری ۱۹۹۳ء

۳۔ شاہ حسین گردیزی، مولانا: "تجلیات مہر انور" (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء) ص ۵۵۶ تا ۵۶۷

(۹) عبدالمجید سالک: "یاران کہن" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۵۵ء) ص ۳۲

نوٹ:۔ آزاد کے مدّاح نے انگریز کے کاشتہ پودے، کافر و کذاب، مسیلمہ پنجاب آنجہانی مرزا غلام قادیانی کی جس "غیرت اسلامی اور حمیت دینی کے قدردان" ہونے کا ذکر کیا ہے، اگر اس کے دلائل و شواہد ہوں تو وہ بھی بیان کر دیں، ورنہ مرزا غلام قادیانی کی اسلام دشمنی، دریدہ دہنی، قومی بے غیرتی و بے حسی اور برطانوی آلہ کاری کی بے شمار مثالیں خود اس کی اور ابو سلیمان شاہجہانپوری کے اکابرین کی تصانیف سے پیش کر سکتے ہیں۔۔۔ بہر حال موصوف کے جواب کا انتظار رہے گا (ادارہ)

سہ روزہ "وکیل" (امرتسر) نے اس تعزیتی شذرہ کے اہم اقتباسات کو قادیانیوں نے ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کے سامنے اپنی صفائی میں پیش کردہ دستاویز میں فخریہ طور پر شامل کیا تھا۔۔۔ اس شذرہ کا صرف ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"وہ شخص، بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔۔۔ وہ شخص دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔۔۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔۔۔ جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔۔۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لیے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔۔۔ جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا، خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا" (۱۰)

دور کیوں جایئے، ۱۹۷۳ء میں جب مملکت خداداد پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزائیت (فتنہ انکار ختم نبوت) کے خلاف بل پیش ہوا تو مرزا ناصر قادیانی نے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" کو حجت کے طور پر پیش کیا تو اس وقت اسمبلی میں موجود دیوبندی عالم اور جمعیت علمائے اسلام کے صدر مولوی مفتی محمود دیوبندی خاموش ہو گئے لیکن قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد شاہ احمد نورانی نے ببانگ دہل فرمایا کہ:

"ہم اس کتاب کے مطابق عقیدہ رکھنے والوں کو بھی کافر سمجھتے ہیں اور اس کتاب پر حرمین شریفین کے علماء کرام بھی کفر کے فتوے لگا چکے ہیں"۔

---

(۱۰) جماعت احمدیہ: "محضر نامہ" (مطبوعہ انگلستان) ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۸۔

نوٹ: ابوالکلام کے شیدائیوں کا کہنا ہے کہ ابوالکلام آزاد نے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک جانے کے واقعہ سے ایک طویل مدت خاموش رہنے کے بعد انکار کر دیا تھا اور ماہنامہ "دعوت" لاہور میں نورالحسن بخاری کے اصرار پر تردید شائع کر دی تھی۔ لیکن انیس شاہ جیلانی کے نام عبدالمجید سالک کے خطوط سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ (دیکھئے: غلام رسول مہر: "خطوط" مطبوعہ لاہور (مرتبہ انیس شاہ جیلانی)

نوٹ: (ب) مذکورہ بالا شذرہ میں بیان کردہ صفات تو خود گاندھوی امام الہند ابوالکلام آزاد میں بھی تھیں۔۔۔ جیسے مرزا غلام قادیانی نے مسلم پنجاب، اسود عنسی ثانی، بن کر ملت اسلامیہ کے لیے طوفان اور زلزلے پا کیے تو نیچری، محمد و قومیت کے داعی دین الٰہی کے بانی اکبر کے جانشین، مجنوں گھلک، تنگ نظری کا جھنڈا، گاندھی کے لیے ابوالکلام آزاد نے ابوالفضل علامی بن کر امت محمدیہ کے لیے [illegible] کیے۔

(ادارہ)

جمعیت علمائے اسلام ہی کے دو اراکین مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی اور مولوی عبدالحکیم دیوبندی نے قادیانیت (مرزائیت) کے خلاف پیش کردہ قرارداد پر قومی اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود دستخط نہ کیے تھے۔(۱۱)

حیرت ہے کہ کسی نے ان واقعات پر واویلا نہ کیا؟۔۔۔ رسائل کے زور دار اداریے سامنے نہ آئے؟۔۔۔ انھیں پرکاہ جتنی حیثیت بھی نہ دی گئی؟۔۔۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
تم "قتل" بھی کرتے ہو تو چرچا نہیں ہوتا

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قراردادِ پاکستان کے بعد جب تحریکِ پاکستان قائداعظم کی قیادت میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم تلے تیزی سے مسلم عوام میں مقبول ہونے لگی تو مخالفوں نے یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کردیا کہ "مسلم لیگ تو جاگیرداروں اور نوابوں کی جماعت ہے۔۔۔" اس میں اس حد تک صداقت تو ضرور تھی کہ آل انڈیا مسلم لیگ میں یہ لوگ تھے نہ صرف یہ بلکہ (آل انڈیا) مسلم لیگ میں کلیدی عہدوں پر فائز تھے۔۔۔ اسمبلیوں کے رکن بھی تھے۔۔۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تک سیاست قوم کے اوپری طبقے تک محدود تھی۔ بہرحال جب تحریک شروع ہوئی اور لیگی کارکن خاص طور پر طلباء ملک کے دوردراز علاقوں میں جاکر آل انڈیا مسلم لیگ کا پیغام پہنچانے لگے تو یہ اعتراض بھی بار بار سامنے آیا۔ چنانچہ طلباء کے ایک گروپ نے قائداعظم سے پوچھا:

"سر! جب ہم مسلم لیگ کے لئے دورے پر نکلتے ہیں تو اکثر لوگ آل انڈیا مسلم لیگ پر اعتراض کرتے ہیں کہ لیگ تو نوابوں اور بڑے بڑے زمینداروں، جاگیرداروں کی جماعت ہے ہم اس کا کیا جواب دیں؟"

---

(۱۱) (۱) ماہنامہ "کنز الایمان" (لاہور) ستمبر ۱۹۹۷ء (ختم نبوت نمبر) ص ۲۱، ۲۲

(۲) عنایت علی چودھری، "آفتاب ملت اسلامیہ امام انقلاب" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء) ص ۱۱

نوٹ: ان لوگوں کی قادیانیت نوازی کی مزید مثالیں دیکھنے کے لیے یہ کتاب پڑھیے
محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی، مولانا: "۔۔۔ سے قادیان ۔۔۔ دیوبند" (مطبوعہ لاہور)

نوٹ: "تحذیر الناس" کے متعلق مزید معلومات کے لیے درج ذیل تحقیقی تصانیف مطالعہ فرمائیں

حاشیہ

۱۔ مولانا احمد رضا خاں، محدث بریلوی: "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" (۱۳۱۷ھ) مطبوعہ لاہور

۲۔ مولانا احمد رضا خاں، جامع و مرتب: "فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین" (۱۳۱۷ھ) مطبوعہ لاہور

۳۔ مولانا احمد رضا خاں، جامع و مرتب "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" (۱۳۲۴ھ) مطبوعہ لاہور

۴۔ مولانا احمد رضا خاں، محشی: "المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" (۱۳۲۳ھ) مطبوعہ لاہور

۵۔ مولانا مصطفےٰ رضا خاں، مفتی اعظم ہند: "الطاری الداری لہفوات عبد الباری" (۳ حصص)

۶۔ مولانا مصطفےٰ رضا خاں، جامع و مرتب: "الملفوظ" (حصہ اول) مطبوعہ لاہور

۷۔ محمد اجمل سنبھلی، مولانا مفتی: "ردِ سیف یمانی" (مطبوعہ لاہور)

۸۔ محمد اجمل سنبھلی، مولانا مفتی: "ردِ شہاب ثاقب" (مطبوعہ لاہور)

۹۔ مولانا حسنین رضا خاں، مترجم: "تبیین احکام و تصدیقات اعلام (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور

۱۰۔ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، علامہ: "مشعلِ راہ" (مطبوعہ لاہور) باب سوم

۱۱۔ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، علامہ: "کلمۂ حق" (مطبوعہ لاہور)

۱۲۔ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، مرتب: "رسائل رضویہ" جلد اول (مطبوعہ لاہور)

۱۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "مکتوبات امام احمد رضا" جلد دوم

۱۴۔ محمد منشا تابش قصوری، مولانا: "دعوتِ فکر" (مطبوعہ لاہور)

۱۵۔ ارشد القادری، علامہ: "تبلیغی جماعت" (مطبوعہ لاہور)

۱۶۔ غلام علی اوکاڑوی، علامہ مولانا: "مجموعہ رسائل اشرفیہ" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۶ء

۱۷۔ غلام علی اوکاڑوی، علامہ مولانا: "التصویر لدفع ظلام التقدیر" (مطبوعہ لاہور)

۱۸۔ غلام علی اوکاڑوی، علامہ مولانا: "نبوت کی ذاتی اور عرضی تقسیم باطل ہے" (مطبوعہ کراچی)

۱۹۔ محمد حسن علی رضوی، مولانا: "قہر خداوندی بر دو محاکمہ دیوبندی" (مطبوعہ لاہور)

۲۰۔ محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "تہہ سے قادیان براستہ دیوبند" (مطبوعہ سیالکوٹ)

۲۱۔ محمد بخش شیخ حنفی قادری: "مضامین قرآن" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

۲۲۔ محمد بخش شیخ حنفی قادری: "حق لاشریک ہے" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

۲۳۔ حمایت علی چودھری: "آشوبِ ملت اسلامیہ اور امام انقلاب" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۹ء

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا

"ان سے کہو کہ جب مسلمانوں کی اکثریت اس میں آجائے گی تو یہ لوگ آہستہ آہستہ اس میں سے نکل جائیں گے یا غیر موثر ہو جائیں گے۔۔۔ یہ جماعت عوام کی ہے۔۔۔ یہ جانتے ہیں کہ ان کی زمینداریاں متاثر ہوں گی اس لئے وہ آپ کے کاز کی حمایت کر رہے ہیں آپ لوگ یہ نہ دیکھیں کہ کون کیا ہے؟۔۔۔ بس یہ دیکھیں کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں؟" (۱۲)

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے جب مسلمانوں کے لئے ایک الگ خطہ پاک کا مطالبہ شروع کیا تو سنی علماء کرام و مشائخ عظام نے آل انڈیا مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔۔۔ ان تمام کا شمار مشکل ہے البتہ آل انڈیا مسلم لیگ اور قائد اعظم کی حمایت میں چند سنی علماء کرام و مشائخ عظام کے تاریخی بیانات ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ حضرت مقبول علیہ الرحمۃ خلیفہ بارگاہ عالیہ بلبل وحدت حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سرہند شریف:

"مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت (آل انڈیا) مسلم لیگ ہے۔۔۔ ہر مسلمان (آل انڈیا) مسلم لیگ میں شامل ہو کر اسلام کا بول بالا کرے"

۲۔ حضرت دیوان سید آل رسول علی خان علیہ الرحمۃ آستانہ عالیہ اجمیر شریف:

"(آل انڈیا) مسلم لیگ نے پاکستان کے لئے انتخابات لڑنے کا اعلان کر دیا ہے اس لئے ہر مسلمان دل و جان کے ساتھ (آل انڈیا) مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائے"۔

۳۔ حضرت پیر لاڈلے حسین شاہ علیہ الرحمۃ سجادہ نشین گلبرگہ شریف، دکن۔

"صرف (آل انڈیا) مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے"

---

(۱۲) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۱۲۵

۴۔ حضرت مولانا حافظ خواجہ غلام سدید الدین علیہ الرحمۃ سجادہ نشین تونسہ شریف:

"مریدان باصفا اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ (آل انڈیا) مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔"

۵۔ حضرت سجادہ نشین علیہ الرحمۃ دربار پاکپتن شریف:

"مسلمانوں کے ووٹ کے حق دار صرف مسلم لیگی نمائندے ہیں"

۶۔ حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین سیال شریف:

"ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگ پاکستان میں (آل انڈیا) مسلم لیگ کا ساتھ دیں"

۷۔ حضرت مولانا سید غلام محی الدین چشتی المعروف بابو جی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین گولڑہ شریف:

"مسلمانو! اس معرکہ حق و باطل میں (آل انڈیا) مسلم لیگ کا ساتھ دو"

۸۔ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ، علی پور شریف سیالکوٹ:

"محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور (آل انڈیا) مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے"

۹۔ حضرت امیر حزب اللہ پیر سید فضل شاہ علیہ الرحمۃ جلال پور شریف:

"مسلمانو! وحدت ملت کو قائم رکھو اور (آل انڈیا) مسلم لیگ کا ساتھ دو"

۱۰۔ حضرت مولانا حافظ قاری سید محمد شاہد نقوی علیہ الرحمۃ لکھنو:

"اگر مسلمان اس سیاسی جنگ میں (آل انڈیا) مسلم لیگ کا ساتھ نہ دیں گے تو مسلمانوں کی موت اور نیست و نابود ہونے کی نشانی ہے"

۱۱۔ حضرت پیر سلطان محمد حسن علیہ الرحمۃ اور حضرت پیر حبیب سلطان علیہ الرحمۃ سجادہ نشین دربار حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ جھنگ

مسلمانوں کو چاہیے کہ [illegible] مسلم لیگ اور مسلمانان ہند کے قائد اعظم محمد [illegible]

علی جناح کی پرزور تائید کریں اور الیکشن میں (آل انڈیا) مسلم لیگ کی پوری مدد کریں"

۱۱۔ حضرت عبدالرزاق شمس الکونینی علیہ الرحمۃ، کلانور رہتک:

"جنہیں اسلام عزیز ہے وہ (آل انڈیا) مسلم لیگ کے نمائندوں کو رائے دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں گے"

۱۲۔ حضرت سجادہ نشین خانقاہ میر فاضل شاہ علیہ الرحمۃ ٹوہانہ ضلع حصار:

"مسلمان اپنی تمام کوشش آل انڈیا مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے صرف کر دیں"

۱۴۔ حضرت پیر بدرالدین علیہ الرحمۃ سجادہ نشین درگاہ اپانہ شریف:

"الیکشن میں امیدواروں کی شخصیتوں کو بھول جائیں مسلم لیگ اور صرف مسلم لیگ کو یاد رکھیں۔"

۱۵۔ حضرت صاحبزادہ محمد ظہور الحق چشتی نقشبندی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین خانقاہ راجیہ گورداسپور:

"سب مسلمان انتخابی مہم میں (آل انڈیا) مسلم لیگ سے تعاون کریں"

۱۶۔ حضرت سید منظور احمد علیہ الرحمۃ سجادہ نشین مکان شریف:

"مسلمانان ہند کی زندگی اور وقار کا انحصار فقط پاکستان کے نصب العین پر ہے اور (آل انڈیا) مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی نمائندہ جماعت ہے"

۱۷۔ حضرت سید الطاف حسین نقشبندی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین موسیٰ خیل:

"سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ سارے اختلافات مٹا کر (آل انڈیا) مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔"

۱۸۔ حضرت میاں علی محمد خان چشتی نظامی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین ضلع ہوشیار پور:

"مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب بنا کر اپنی ملی یکجہتی کا ثبوت دیں"

۱۹۔ حضرت سجادہ نشین علیہ الرحمۃ دربار غوثیہ، سکھو چک ضلع گورداسپور:

"تمام مسلمانوں کو (آل انڈیا) مسلم لیگ میں شامل ہو جانا چاہیے اور پاکستان مسلمانوں کا آزاد ملک ہو گا، جہاں شریعت کے مطابق قانون نافذ ہوں گے۔"

۲۰۔ حضرت سجادہ نشین علیہ الرحمۃ دربار چورہ شریف ضلع اٹک:

"(آل انڈیا) مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان کا حصول ہر مسلمان کا سیاسی فرض ہے۔" (۱۳)

۲۱۔ حضرت علامہ خواجہ نواب الدین چشتی صابری، قادری علیہ الرحمۃ، رمداس ضلع امرتسر، نے مشہور صوفی بزرگ حضرت امام ناصر الدین علیہ الرحمۃ کے دربار پر انوار میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ "جس طرح نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ آپ پر فرض ہیں، اس طرح بتقاضائے وقت آپ پر (آل انڈیا) مسلم لیگ کا ساتھ دینا بھی فرض ہے۔"

یہ وہ موقع تھا جب شمس الحق جالندھری مرحوم نے مسلم لیگ کی رسم پرچم کشائی کے لیے آپ کی خدمت میں گزارش کی تھی، اور آپ (علیہ الرحمۃ) نے ناسازیٔ طبع کے باوجود اس کو شرفِ قبولیت بخشا تھا۔ (۱۳-ب)

---

(۱۳) تفصیل کے لیے دیکھیے: (۱) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطباتِ آل انڈیا سنی کانفرنس (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۸ء)

(۲) انعام الحق کوثر، پروفیسر "تحریکِ پاکستان اور صحافت" (مطبوعہ کوئٹہ، ۱۹۹۲ء)

نوٹ: مذکورہ بالا اقتباسات میں مسلمانانِ ہند اور آل انڈیا مسلم لیگ سے مراد قیامِ پاکستان سے پہلے کی مسلم لیگ (۱۹۰۶ء تا ۱۹۴۷ء) مراد ہے۔ جس دور میں انڈیا کہنے سے پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت وغیرہ کے علاقے مقصود تھے جو برٹش گورنمنٹ کے زیرِ تسلط تھے اور آل انڈیا مسلم لیگ کا تعلق اسی متحدہ ہندوستان سے تھا۔ (ادارہ)

(۱۳-ب) نواب الدین چشتی صابری: "پیغامِ حق" مطبوعہ فیصل آباد ("تحدیثِ نعمت" نامی [illegible]) ص ۹

تحریکِ آزادیِ ہند
اور
السّوادالاعظم

پروفیسر محمد مسعود احمد

ناشر:
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
گنج بخش روڈ
اردو بازار
لاہور

یہی نہیں بلکہ نامور سنی قائدین کی اکثریت براہ راست آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل تھی۔ چند اہم نام ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ پیرزادہ محمد حسین عارف صدیقی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء)
صدر مسلم لیگ دہلی، صدر مجلس استقبالیہ سالانہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ

۲۔ مخدوم سید محمد رضا شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء)
رکن آل انڈیا مسلم لیگ کونسل رکن صوبائی مسلم لیگ کونسل رکن مجلس عاملہ پنجاب لیگ

۳۔ مولانا حسرت موہانی علیہ الرحمۃ (وفات ۱۹۵۱ء)
سرگرم رکن پارلیمنٹری بورڈ مسلم لیگ یوپی

۴۔ مولانا سید غلام بھیک نیرنگ انبالوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۹۵۲ء)
ڈپٹی لیڈر مسلم لیگ پارٹی (مرکزی اسمبلی میں)

۵۔ سید زین العابدین گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء)
صدر آل انڈیا مسلم لیگ ڈسٹرکٹ ملتان

۶۔ مولانا فقیر اللہ نیازی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۹۶۲ء)
کمانڈر نیشنل گارڈ مسلم لیگ

۷۔ اللہ بخش یوسفی علیہ الرحمۃ (وفات ۱۹۶۸ء)
پروانشل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ صوبہ سرحد

۸۔ میاں عبدالباری علیہ الرحمۃ (۱۹۶۸ء)
صدر آل انڈیا مسلم لیگ لائل پور (موجودہ فیصل آباد)، جنرل سیکرٹری مسلم لیگ

۹۔ مولانا محمد ابراہیم علی چشتی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء)
سرگرم رکن آل انڈیا مسلم لیگ، لاہور

۱۰۔ نواب افتخار حسین ممدوٹ علیہ الرحمۃ (وفات ۱۹۶۹ء)
صدر آل انڈیا مسلم لیگ، پنجاب

۱۱۔ مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)
سرگرم رکن آل انڈیا مسلم لیگ

۱۲۔ مولانا حکیم شمس الاسلام صدیقی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۹۷۱ء)
سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ، رہتک

۱۳۔ مولانا ظہور الحسن صدیقی درس علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء)
رکن پروانشل ورکنگ کمیٹی، رکن آل انڈیا مسلم لیگ کونسل

۱۴۔ مولانا حافظ کرم الٰہی ملیح آبادی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۲ء)
رکن ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ، مسلم لیگ یوپی

۱۵۔ سید امیر الدین قدوائی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء)
رکن آل انڈیا مسلم لیگ کونسل

۱۶۔ سید مظہر گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۹۷۳ء)
سیکرٹری مسلم لیگ سٹی پشاور

۱۷۔ سید محمد عثمان کلکتوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۹۷۵ء)
جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کلکتہ، رکن ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ

۱۸۔ پیر محمد اسحاق جان سرہندی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء)
صدر آل انڈیا مسلم لیگ تھرپارکر سندھ

۱۹۔ مولانا قاری احمد پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)
صدر آل انڈیا مسلم لیگ پیلی بھیت

۲۰۔ مخدوم علمدار حسین گیلانی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۹۷۸ء)
رکن مسلم لیگ کونسل پنجاب، رکن آل انڈیا مسلم لیگ

۲۱۔ پیر عبداللطیف زکوڑی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء)
رکن سلیکشن بورڈ آل انڈیا مسلم لیگ صوبہ سرحد

۲۲۔ مولانا شاہ عارف اللہ قادری میرٹھی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء)
صدر مجلس استقبالیہ مسلم لیگ پولیٹیکل کانفرنس میرٹھ (منعقدہ ۱۹۳۶ء)

۲۳۔ شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۹۸۱ء)
صدر آل انڈیا مسلم لیگ سرگودھا

۲۴۔ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمۃ (خلیفہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ) (وصال ۱۴۰۵ھ)
نائب صدر صوبائی مسلم لیگ، صدر مسلم لیگ جبل پور

۲۵۔ غزالی زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء)
رکن مسلم لیگ

۲۶۔ پیر زادہ محمد انور عزیز چشتی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء)
صدر آل انڈیا مسلم لیگ پاک پتن شریف

۲۷۔ مخدوم پیر چراغ علی شاہ علیہ الرحمۃ
سیکرٹری جنرل آل انڈیا مسلم لیگ، جلال آباد

۲۸۔ مولانا نصیر احمد اکبر علیہ الرحمۃ
رکن مسلم لیگ کونسل صوبہ پنجاب، صدر آل انڈیا مسلم لیگ، تحصیل سیالکوٹ

۲۹۔ قاضی حبیب الحق پرموی علیہ الرحمۃ
سیکرٹری پرائمری مسلم لیگ پرموی، ناظم اعلیٰ تنظیمی کمیٹی مسلم لیگ تحصیل صوابی

۳۰۔ خواجہ اشرف احمد
رکن مسلم لیگ کونسل پنجاب، رکن آل انڈیا مسلم لیگ کونسل

۳۱۔ خواجہ عبدالکریم قاصف
جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ، ضلع ملتان

۳۲۔ مولانا عبدالصمد مقتدری
کنوینر ہائر کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ، صوبہ یوپی

۳۳۔ مولانا عبدالشکور شیوہ

صدر پرائمری مسلم لیگ شیوہ ضلع مردان

۳۴۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی (مدظلہ العالی)

رکن صوبائی کونسل سیکرٹری پنجاب صوبائی مسلم لیگ، صدر آل انڈیا مسلم لیگ

میانوالی (۱۴)

۳۵۔ حضرت حافظ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی علیہ الرحمۃ

بانی و نائب صدر مسلم لیگ پشاور سٹی (۱۴۔ب)

---

(۱۴) تفصیل کے لئے دیکھئے:

(i) محمد صادق قصوری، "اکابر تحریک پاکستان" (۲ جلدیں) مطبوعہ لاہور

(ii) محمد صادق قصوری، "تحریک پاکستان اور مشائخ عظام" (مطبوعہ لاہور)

(iii) محمد صادق قصوری، "تحریک پاکستان اور علمائے کرام" (زیر طبع)

(iv) محمد جلال الدین قادری مولانا، "خطبات آل انڈیا سُنّی کانفرنس" (مطبوعہ لاہور)

(v) محمد جلال الدین قادری مولانا، "تاریخ آل انڈیا سُنّی کانفرنس" (زیر طبع)

(۱۴۔ب) پندرہ روزہ "الحسن" (پشاور) ۱۶ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۸ء

علماء کرام و مشائخ کی تقلید میں جب سنی سیاستدانوں، صحافیوں اور عامیوں نے بھی آل انڈیا کانگریس کی بھرپور مخالفت کی اور آل انڈیا مسلم لیگ میں جوق در جوق شامل ہوئے تو صرف آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بن گئی اور برصغیر کی امت مسلمہ کا سیاسی نام "مسلم لیگ" ہو گیا۔

۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء کو جامع مسجد کلاں' میانہ پورہ' سیالکوٹ' میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے امیر ملت' پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے حقانیت اسلام کے موضوع پر اڑھائی گھنٹے کے ایمان افروز اور باطل سوز خطاب میں فرمایا:

"مسلمانو! آج ایک جھنڈا اسلامی ہے۔ دوسرا کفر کا'۔۔ تم کس جھنڈے کے سائے میں رہو گے؟" سب حاضرین نے متفقہ آواز میں کہا:

"اسلام کے جھنڈے کے سائے میں" پھر آپ نے کلمہ شہادت پڑھوا کر حاضرین سے وعدہ لیا اور سب حاضرین نے یک زبان ہو کر ہاتھ بلند کر کے وعدہ کیا کہ

"ہم کفر کے جھنڈے کے نیچے جا کر ان میں ہرگز شامل نہ ہوں گے بلکہ ان میں شامل ہونے والوں کے ساتھ کسی قسم کا برتاؤ نہ رکھیں گے۔۔۔۔ نہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔۔۔ اور نہ ان کو اپنے قبرستان میں مرنے کے بعد دفن کریں گے"۔ (۱۵)

---

(۱۵) محمد صادق قصوری: تحریک پاکستان اور مشائخ عظام" (مطبوعہ لاہور ص ۳۹)
(۱) سید جماعت علی شاہ پیر: "ملفوظات امیر ملت" (رحمۃ اللہ علیہ)
(۲) سید اختر حسین شاہ صاحبزادہ: "سیرت امیر ملت" (علیہ الرحمۃ) مطبوعہ کراچی
(۳) محمد صادق قصوری: امیر ملت اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)
(۴) محمد صادق قصوری: امیر ملت اور آل انڈیا سنی کانفرنس"
(۵) محمد صادق قصوری: امیر ملت اور ان کے خلفاء" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(۶) محمد صادق قصوری: "تحریک پاکستان اور مشائخ عظام" (مطبوعہ لاہور)

(بقیہ اگلے صفحے پر)

حاشیہ

امیر ملت ' پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۱ء) دنیائے روحانیت کے آفتاب ہیں۔ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کے نامور خلیفہ ہیں۔۔۔۔ دجّال کذّاب 'مسیلمہ پنجاب' مرزا قادیانی' جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مقابلے میں گیا تو ذلیل ور سوا ہو کر بھاگا۔ آپ علیہ الرحمۃ کی ساری زندگی باطل قوتوں کے خلاف جہاد میں گذری۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بد مذہب' بدعقیدہ سے ہمیشہ سخت بیزاری و نفرت کا اظہار کیا ہے لیکن قائداعظم محمد علی جناح کو آپ "ولی اللہ" قرار دیتے ہیں۔ قائداعظم آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بہت مداح اور قدر شناس تھے۔ اور آپ رحمتہ اللہ علیہ قائداعظم کے مداح اور قدر شناس' تحریک پاکستان کی راہ ہموار کرنے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی گراں قدر خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا حلقہ اثر بہت وسیع تھا۔

(۷) محمد صادق قصوری: "مسانیدہ امیر ملت (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۶
(۸) محمد صادق قصوری: "امیر ملت اور مسلم لیگ" (مطبوعہ لاہور)
(۹) محمد صادق قصوری: "امیر ملت اور تحریک خلافت" (مطبوعہ لاہور)
(۱۰) محمد صادق قصوری: "مقالات امیر ملت (علیہ الرحمۃ)
(۱۱) محمد صادق قصوری: "حضرت امیر ملت اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور)
(۱۲) راجا رشید محمود: "حضرت امیر ملت اور انسداد فتنہ ارتداد" (مطبوعہ لاہور)
(۱۳) علی اکبر الازہری' علامہ: "حضرت امیر ملت اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)
(۱۴) ریاض حسین چودھری: "حضرت امیر ملت اور عشق رسول" (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)
(۱۵) محمد طفیل' خواجہ: "تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(۱۶) محمد مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر: "حضرت امیر ملت کی شخصیت" (مطبوعہ لاہور)
(۱۷) عبداللطیف قادری' مفتی: "حضرت امیر ملت حیثیت مجدد" (مطبوعہ لاہور)
(۱۸) محمد فاضل کوہاٹی' مولوی: "ملفوظات امیر ملت (علیہ الرحمۃ) مطبوعہ لاہور۔

ایک دیوبندی مورخ پروفیسر محمد اسلم نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے:

"راقم نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب علماء نے مسلم لیگ کے مخالفین کے جنازے پڑھانے سے انکار کر دیا تھا... اور لوگوں نے غیر مسلم لیگیوں کے درمیان طے پانے والے رشتے منقطع کر لئے تھے... کئی مقامات پر مسلم لیگیوں اور غیر مسلم لیگیوں کے درمیان طے پانے والے رشتے اور منگنیاں ٹوٹ گئی تھیں۔"(۱۶)

میاں فقیر احمد (کالم نگار "نوائے وقت") کی زبانی سنیئے:

"مولانا نور الدین بہاری مرحوم ہمارے گاؤں کے رہنے والے تھے اور مستقلاً دہلی میں رہتے تھے۔ وہ دہلی کانگریس کمیٹی کے صدر تھے... ۱۹۴۶ء میں جب بہار میں مسلمانوں کا "ریاستی قتل عام" ہوا تو مولانا دہلی سے اپنے گاؤں عزیزوں

---

(۱۶) محمد صادق قصوری "تحریک پاکستان اور مشائخ عظام" (مطبوعہ لاہور) ص ۷ (گزارش احوال واقعی)

کے احوال جاننے کے لئے تشریف لائے مگر خود ان کے عزیزوں اور مسلمانوں نے انہیں گاؤں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔۔۔۔ انہیں کہا گیا کہ "آپ کا راستہ جدا ہے۔۔۔۔ بے شک آپ مسلمان ہیں، ہمارے گاؤں کے ہیں۔۔۔ ہمارے عزیز رشتہ دار ہیں مگر آپ کانگریس کے رکن ہیں جو ہندوؤں کی جماعت ہے۔۔۔ آپ مسلمانوں کے سواد اعظم سے الگ ہیں۔ بہار میں مسلمانوں کا جو قتل عام ہو رہا ہے۔ اس کے آپ بھی ذمہ دار ہیں" چنانچہ مولانا رات بھر ایک نیچ ہندو، جس کو بہار میں "ماندو" کہا جاتا ہے، کے یہاں قیام پذیر رہے اور دوسری صبح دہلی واپس چلے گئے۔"

مزید سنیئے:

"ایک بڑے زمیندار کی بیٹی کے رشتے کی بات ایک ایسے ہی گھر والے کے پڑھے لکھے لڑکے سے بالکل پختہ ہو گئی تھی۔۔۔ ان کے پہلے بھی باہمی تعلقات تھے مگر سیاسی طور پر لڑکے والے قوم پرست (کانگریسی) تھے۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخابات کے موقع پر لڑکے والوں نے یہ شرط لگا دی "کہ لڑکی والوں کو انتخابات میں ووٹ کانگریس کو دینے ہوں گے۔" واضح رہے کہ جس لڑکے سے لڑکی منسوب تھی وہ لڑکا بیرسٹر تھا۔ جب لڑکی والوں کو اس شرط کا علم ہوا تو انہوں نے لڑکے کے والدین سے کہہ دیا کہ "بیٹی کو لینے دینے کی جو بات پہلے طے ہو چکی تھی اس پر تو قائم ہیں اور قائم رہیں گے مگر یہ نئی شرط کسی طرح ہمارے لئے قابل قبول نہیں، چاہے ہمیں اپنی بیٹی کو ہمیشہ گھر پر بٹھا کے رکھنا پڑے، ہمارے خاندان اور اہل خانہ کے تمام افراد ووٹ مسلم لیگ کو دیں گے۔" اور یہی ہوا۔" (۱۷)

---

(۱۷) روزنامہ "نوائے وقت" (راولپنڈی/اسلام آباد) یکم مارچ ۱۹۹۹ء ص ۷

راقم کے کرم فرما حضرت پیر سید مقبول محی الدین گیلانی مدظلہ العالی (سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ ڈیرہ غازی خاں) فرماتے ہیں:

"شعور کی آنکھ ہی اس دور میں کھولی جب ہر بوڑھا جوان 'عورت اور بچہ اپنی اپنی بساط کے مطابق کوئی نہ کوئی قربانی دے رہا تھا۔۔۔یہ وہ دور تھا جب تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی۔۔۔جوش و خروش کا عجیب عالم تھا۔۔۔قوم کے جوش اور جذبہ کا اس وقت صحیح پیمانہ بچے ہی تھے 'اچھی طرح یاد ہے' کہ عید پر بچے اپنی عیدی خرچ نہیں کرتے تھے اور جمع کر کے مسلم لیگ کے فنڈ میں دیتے تھے اور اپنے سینوں پر پاکستان زندہ باد' قائد اعظم زندہ باد کے بیج لگاتے تھے اور گلیوں اور بازاروں میں بلا خوف و خطر پاکستان کے نعرے لگاتے تھے۔" (۱۸)

پروفیسر محمد منور مرزا اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"مجھے یاد ہے کہ میرا چھوٹا بھائی مظفر چمن میں کاغذ کا چھوٹا سا جھنڈا اٹھا لیتا تھا۔ وہ ٹھیک طرح بول نہیں سکتا تھا لیکن کہتا تھا:۔ "بلیا جندہ باد، بلیا جندہ باد 'یعنی قائد اعظم زندہ باد' قائد اعظم زندہ باد"۔ اس طرح تحریک پاکستان بچے بچے کے دل و دماغ میں راسخ ہو گئی تھی۔۔۔ مسلمان تانگے والا۔۔۔ مسلمان ریڑھی والا۔۔۔ مسلمان قلی۔۔۔ مسلمان کلرک۔۔۔ مسلمان استاد۔۔۔ اور مسلمان وکیل۔۔۔ سب اس تحریک کے سرگرم کارکن تھے۔ یہ کہہ دینا کہ "یہ تحریک نوابوں کی تحریک تھی" بالکل غلط ہے"۔ (۱۹)

---

(۱۸) آنسہ تجمیس چیمہ: "مرد خدا" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء) ص ۳۲

(۱۹) روزنامہ "نوائے وقت" (راولپنڈی/اسلام آباد) ۳ مئی ۱۹۹۹ء

یہ تھیں مسلمانوں کی آل انڈیا مسلم لیگ اور تحریک پاکستان سے محبت اور آل انڈیا کانگریس سے نفرت کی چند مثالیں۔

اب آل انڈیا مسلم لیگ کے روح رواں قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ سے محبت و عقیدت کے چند مناظر بھی دیکھتے جائیں۔ تحریک پاکستان کا پرچم اٹھائے قائداعظم علیہ الرحمۃ جہاں بھی گئے، مسلمانوں نے اپنی آنکھیں فرش راہ بچھائیں اور فقید المثال استقبال کئے۔

۱۷ مارچ ۱۹۳۹ء کو علی گڑھ سے واپسی پر مسلمانان بریلی کی دعوت پر آل انڈیا مسلم لیگ کے تنظیمی دورے پر جب قائداعظم بریلی شریف تشریف لائے تو بے شمار مسلمانوں نے اسٹیشن پر ان کا استقبال کیا۔۔۔ اللہ اکبر، اسلام زندہ باد اور مسلم لیگ زندہ باد کے نعروں سے پورا شہر گونج اٹھا۔۔۔ شاہ جہاں پور، مرادآباد، بدایوں اور قرب وجوار کے قصبوں سے ہزارہا مسلمان بریلی شریف پہنچ گئے۔

اسٹیشن سے باہر جلسہ گاہ میں جانے کے لئے جب محمد علی جناح کھلی گاڑی میں کھڑے ہوئے تو گلے میں ہاروں کی کثرت سانس بند کئے دے رہی تھی۔ قریب ہی کھڑے ہوئے ایک صاحب خلیل اللہ پیلی بھیتی نے بڑی عجلت سے آگے بڑھ کر گلے کے ہار ہلکے کر دیئے۔ جناح صاحب نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

مولانا حکیم قاری احمد (نبیرہ حضرت وصی احمد محدث سورتی) صدر سٹی مسلم لیگ پیلی بھیت صدہا کارکنوں کے ہمراہ پرجوش استقبال کے لئے بریلی شریف تشریف لائے۔ رات کے عظیم الشان جلسہ میں گورنمنٹ ہائی سکول بریلی شریف کے ہیڈ ماسٹر مولوی سے خاں رامپوری نے قائداعظم کی شان میں فارسی کی ایک نظم پڑھی جس کے چند اشعار یہ ہیں:۔

جناح آمد بریلی را بہار اندر بہار آمد — برائے پیشوائی صد ہزار اندر ہزار آمد

ہجوم عاشقان دیدار جو در کوچہ و برزن — بہ شہر تشنہ کامان محبت جوئے بار آمد

ہزاراں سال باشد تازہ و خرم بہار ما — بریلی را بہار بے خزاں یادگار آمد (۲۰)

۱۹۴۲ء کو جب دوبارہ قائداعظم بریلی شریف تشریف لائے تو شاندار طریقے سے آپ علیہ الرحمۃ کا استقبال ہوا، وہ یادگار اور تاریخی تھا۔ دور دور سے لوگ قائداعظم کے استقبال کے لئے بریلی امڈ آئے تھے۔۔۔۔ بریلی اسٹیشن سے آٹھ دس میل تک لوگ چاند تارہ کی ہری ہری جھنڈیاں ہاتھ میں لئے ریلوے لائن کے دونوں جانب کھڑے تھے۔۔۔۔ بریلی اسٹیشن پر اپنے قائد کو دیکھنے کے لئے لوگ دیوانہ وار ٹوٹ پڑے۔۔۔ ہجوم اتنا زیادہ تھا کہ غیر معمولی وزن کے باعث ریلوے کا آہنی پل ٹوٹ گیا اور ریلوے اسٹیشن کا سارا انظام بگڑ گیا۔۔۔ رات کو ایک لاکھ کے مجمع میں قائداعظم نے تقریر کرتے ہوئے اہل بریلی کا شکریہ ادا کیا۔ (۲۱)

---

(۲۰) دیکھئے: رضی حیدر خواجہ: "قائداعظم کے ۷۲ سال" (مطبوعہ کراچی '۱۹۷۶ء) ص ۳۳۶

(۲۱) محمد جلال الدین قادری 'مولانا: "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" (مطبوعہ لاہور '۱۹۷۸ء) ص ۵۲

نوٹ: اگر قائداعظم محمد علی جناح خدانخواستہ شیعہ ہوتے تو کم از کم بریلی شریف میں ان کا استقبال اور ایسا شاندار، پرتپاک استقبال نا ممکن تھا۔

سرزمین بریلی وہ مقام ہے جہاں سے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے تحریک فروغ عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی بنیاد رکھی تھی۔ انہوں علیہ الرحمۃ نے ساری زندگی پوری قوت کے ساتھ سواد اعظم اہل سنت کے عالمی مسلک کی حفاظت اور مدافعت فرمانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ یہی وجہ ہے کہ اہل بریلی نے کبھی بھی کسی بدمذہب کو پرکاہ جتنی حیثیت بھی نہ دی۔ اور ہر میدان میں انھیں شکست فاش دی۔

حاشیہ ۱۹۲۱ء میں جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کے زیر اہتمام بریلی میں ہندو مسلم اتحاد کے بارے میں ایک فیصلہ کن مناظرہ ہوا۔۔۔امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی طرف سے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اور مفتی محمد برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین شامل ہوئے۔ان کی قیادت مولانا سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمۃ نے کی۔

گاندھی کی طرف سے مولانا نثار احمد کانپوری، مفتی کفایت اللہ دہلوی اور مفتی احمد سعید دہلوی شریک ہوئے' ان کی قیادت ابو الکلام آزاد نے کی۔۔۔اہل سنت و جماعت کے اکابرین نے ابو الکلام آزاد سے ستر سوالوں کے جوابات طلب کیے اور ان کے اخباری بیانات' تقریروں اور بعض حرکات پر شدید اعتراضات کیے۔آزاد بوکھلا اٹھے اور کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔اس طرح گاندھوی علماء کو شکست فاش ہوئی۔

دیکھیے (۱) محمد جلال الدین قادری مولانا "ابو الکلام آزاد کی تاریخی شکست" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۰ء)

(۲) جلال الدین ڈاکٹر سید غلام یحییٰ انجم "ڈاکٹر "امام احمد رضا اور مولانا آزاد کے افکار" (مطبوعہ کراچی' ۱۹۹۱ء)

۲۷ جولائی ۱۹۹۵ء میں بھارت کے وزیر اعظم نرسیما راؤ نے بریلی میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار کی تزئین و آرائش اور جدید کمپلیکس کی تعمیر کے لیے ایک کروڑ روپے دینے کی پیش کش کی اور درگاہ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) پر حاضری و چادر پوشی کا اعلان کر دیا۔۔۔ادھر آل انڈیا مسلم ایکشن کمیٹی کے قومی صدر مولانا منان رضا خان صاحب نے درگاہ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) پر راؤ کی حاضری کی زور دار مخالفت کا اعلان کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ "وہ راؤ کے ناپاک قدم درگاہ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) پر نہیں آنے دیں گے"

حاشیہ

ان کے اعلان پر بریلی کے مسلمان متحرک ہو گئے کہ درگاہ شریف تک آنے والے راستوں کو بند کر دیا جائے گا۔۔۔ مسلمانوں کی اجتماعی صف بندی کے سبب بھارتی وزیر اعظم نرسیماراؤ نہ صرف یہ کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مقدس پر حاضری نہ دے سکے اور چادر پوشی نہ کر سکے بلکہ ان کے کسی نمائندے تک کو مزار شریف تک نہیں پہنچنے دیا گیا۔۔۔ مسلمانوں نے مزار اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) کو اندر وباہر چاروں طرف سے گھیر لیا اور مزار شریف تک پہنچنے والے راستوں پر مسلمان ایک آہنی چٹان کی طرح بیٹھ گئے اعلان کیا کہ:

"اب صرف ہماری لاشوں پر گزر کر ہی راؤ یا ان کا نمائندہ مزار شریف تک پہنچ سکتا ہے۔"

پانچ ہزار سے زائد مسلمانوں کے ہجوم نے بھارتی وزیر اعظم نرسیماراؤ کو ایک کروڑ روپے کے بریف کیس سمیت بھگا دیا۔ مسلمانوں کی زبردست مخالفت اور راؤ سے نفرت کی شدید آندھی بھارتی وزیر اعظم راؤ کے ہیلی کاپٹر کو بریلی سے اڑا لے گئی اور راؤ خود اور ان کی کابینہ کے رفقاء اور سیکریٹریز وغیرہ شرمندہ وافسردہ ہو کر بغلوں میں منہ چھپائے کونوں میں بیٹھ گئے (تفصیل کے لیے دیکھئے ماہنامہ "جہانِ رضا" لاہور' دسمبر ۱۹۹۵ء)

ب تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھئے:

دار العلوم دیوبند میں ہندو لیڈروں کو از خود دعوت دی جاتی اور پھر ان کا بے مثال استقبال بھی کیا جاتا تھا۔ یہاں صرف ایک دو مشہور واقعات ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۳ جولائی ۱۹۵۷ء کو دار العلوم دیوبند میں ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند کی حیثیت سے آیا۔ پروگرام کے مطابق صبح ۸ بجے جب صدر جمہوریہ راجندر پرشاد اپنے سیلون سے برآمد ہوئے تو مولوی حسین احمد مدنی اور قاری طیب آگے بڑھے۔۔۔ مولوی حفظ الرحمان نے ان حضرات کا تعارف کرایا۔۔۔ بھارتی صدر نے ان حضرات سے مصافحہ

حاشیہ: کیا مہتمم قاری محمد طیب نے بھارتی صدر راجندر پرشاد کو ہار پہنایا..... آٹھ بج کر دس منٹ پر بھارتی صدر راجندر پرشاد دار العلوم کے لیے روانہ ہوئے..... اسٹیشن سے لے کر دار العلوم دیوبند تک راستہ خیر مقدم کے لیے بنائے ہوئے خوش نما دروازوں اور رنگ برنگ جھنڈیوں سے آراستہ تھا۔ دیوبند اور قرب وجوار کے ہزاروں اشخاص سڑک پر بھارتی صدر راجندر پرشاد کے استقبال کے لیے کھڑے تھے..... دار العلوم دیوبند سے تقریباً تین چار فرلانگ کے فاصلے تک دیوبندی طلباء دار العلوم کی دو رویہ قطاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ ہند اور بیرون ہند کے طلباء کے علیحدہ علیحدہ گروپ بنا دیئے گئے..... جب ان قطاروں کے درمیان سے بھارتی صدر کی کارگزرنی شروع ہوئی تو دیوبند کی فضا استقبالیہ نعروں سے گونج اٹھی "اللہ اکبر، دار العلوم زندہ باد، صدر جمہوریہ ہند زندہ باد، جمہوری ہندوستان زندہ باد"

(تفصیل کے لیے دیکھیے عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری مولانا۔ "مشعل راہ" مطبوعہ لاہور ص ۸۴۸ تا ۸۶۱)

۲۲ مارچ ۱۹۸۰ء کو دار العلوم دیوبند کا جب "صد سالہ جشن دیوبند" منایا گیا تو اس میں بھی مسلمانوں کی دشمن مسز اندرا گاندھی (جواہر لال نہرو کی بیٹی اور راجیو گاندھی کی ماں) کو مہمان خصوصی کے طور پر بلوا کر "ہندو مسلم اتحاد" کی یاد تازہ کر دی گئی۔ مسز اندرا گاندھی اور علماء دیوبند کی تقاریر میں قدر مشترک اس "قابل فخر ماضی کا تذکرہ" تھی جس میں دار العلوم دیوبند کے اکابر کانگریس کے ہمنوا ہو کر مسلمانان ہند کے متفقہ مطالبہ قیام پاکستان کے خلاف سرگرم عمل رہے تھے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے: مختار جاوید "دار العلوم دیوبند کے 100 سال" مطبوعہ لاہور)

یہ وہ حقائق ہیں جن کی بنا پر اہل بریلی (نعوذ باللہ) "مشرک و بدعتی" اور اہل دیوبند "موحد و مومن" مشہور کیے جاتے ہیں..... کتنی عجیب روش ہے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہوئے گا پھر کبھی
دیکھو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

۱۹۴۶ء کے فیصلہ کن انتخابات جس میں آل انڈیا مسلم لیگ اور آل انڈیا کانگریس کا سخت مقابلہ تھا اور یہ فیصلہ ہونا تھا کہ پاکستان بنے یا نہیں۔۔۔ بریلی میں مسلم لیگ کے امیدوار مولوی عزیز احمد خان ایڈووکیٹ کے حق میں مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفےٰ رضا خان بریلوی (شہزادہ اعلیٰ حضرت) نے سب سے پہلا ووٹ ڈالا لیگی رضاکار انہیں جلوس کی شکل میں مفتی اعظم پاکستان کے نعرے لگاتے ہوئے واپس آستانہ رضویہ تک لائے۔۔۔ مسلم لیگی امیدوار بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ (۲۲)

۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو قائد اعظم علیہ الرحمۃ پشاور سے ایک عظیم الشان جلوس کی صورت میں مانکی شریف کے لیے روانہ ہوئے نوشہرہ سے مانکی شریف تک کا تمام راستہ دلہن کی طرح سجایا گیا۔۔۔ جگہ جگہ آرائشی دروازے بنائے گئے۔۔۔ سڑک کے دونوں طرف پیر سید محمد امین الحسنات (علیہ الرحمۃ) کے عقیدت مندوں، مسلم لیگ کے کارکن، مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے سبز پوش رضاکار، قطار اندر قطار کھڑے تھے۔۔۔ مسلم لیگ کی سبز ہلالی جھنڈیوں سے سڑک آراستہ تھی۔۔۔ قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) موٹروں کے جلوس میں مانکی شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ فضا قائد اعظم زندہ باد، اسلام زندہ باد، اور مسلم لیگ زندہ باد کے نعروں سے گونج رہی تھی۔۔۔ قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کی موٹر پھولوں سے لدی ہوئی تھی۔۔۔ پیر صاحب (علیہ الرحمۃ) کے ہزاروں عقیدت مند دور دراز مقامات سے مانکی شریف پہنچ گئے تھے۔۔۔ ان کے علاوہ ہندوستان بھر کے مشائخ عظام اور علمائے کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بھی پہنچے ہوئے تھے۔ پیر صاحب (علیہ الرحمۃ) کے عقیدت مند قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کے استقبال کے لئے جوش و خروش کے ساتھ نعرے لگا رہے تھے۔۔۔ ہزاروں کی تعداد میں گولے داغے جا رہے تھے۔۔۔ مانکی شریف

---

(۲۲) محمد عبدالحلیم شرف قادری مولانا: "اندھیرے سے اجالے تک" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء) ص ۲۷۱

اللہ اکبر کے نعروں سے گونج رہے تھے۔ جونہی قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) مانکی کے پہاڑ

شریف پہنچے تو پیر صاحب مانکی شریف (علیہ الرحمۃ) اور دور دراز سے آئے ہوئے مشائخ

عظام اور علماء کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔۔۔۔ پیر

صاحب (علیہ الرحمۃ) نے قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور

پھر دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔۔۔" ملخصاً (۲۳)

آل انڈیا مسلم لیگ کے مختلف اجتماعات میں جو ترانے پڑھے گئے ہیں وہ بھی اس

حقیقت کا مظہر ہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے راہنماؤں کی اکثریت سنی تھی۔ ایک ترانہ

ملاحظہ فرمایئے:

---

(۲۳) میر احمد خان صوفی، حاجی: "غازی پیر" (مطبوعہ پشاور، ۱۹۸۷ء) ص ۱۷۷

پیر سید محمد امین الحسنات مانکی شریف علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء) سرحد کے ممتاز مشائخ میں سے

ہیں۔ تحریک پاکستان میں ان علیہ الرحمۃ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ سرخپوش رہنما خان عبد الغفار خان،

جو "سرحدی گاندھی" کے لقب سے مشہور تھے، کا عوام پر زبردست اثر تھا۔ آل انڈیا مسلم لیگ اس علاقے میں

غیر موثر اور بے وزن تھی۔ اسے جلسہ عام کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔۔۔۔ ساتھ ساتھ علماء کا ایک گروہ جو دیوبند

سے اس زمانے میں فارغ التحصیل ہوا تھا۔ وہ بھی "سرحدی گاندھی" کے ساتھ تھا۔۔۔ ان حالات میں یہاں،

پاکستان کے لیے کام کرنا مشکل تھا۔ لیکن پیر صاحب علیہ الرحمۃ نے کافی جدوجہد کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ

کے لیے فضا ہموار کردی۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو پنڈت نہرو جب پشاور گیا تو سیاہ رنگ کے ہزاروں غبارے فضا میں چھوڑے گئے

جن پر "واپس جاؤ" کے سفید حروف نمایاں تھے۔ ہزاروں لوگ کالی جھنڈیاں لہرا لہرا کر "نہرو واپس جاؤ" کے

نعرے لگا رہے تھے۔ چنانچہ وہ ناکام واپس ہوا۔

تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

(۲) محمد صادق قصوری: "تحریک پاکستان اور مشائخ عظام" (مطبوعہ لاہور)

(۳) عبد الرشید، پروفیسر: "تصوف، اولیائے مانکی شریف اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۳ء)

مسلمانو ! چلو آؤ ، ہو فوج رسول اللہ
کرو اسلام کی خدمت، کھڑے ہو جاؤ بسم اللہ
پڑھو کلمہ، شہادت لاالٰہ الا اللہ
ہمارا اسم اعظم ہے " محمد یا رسول اللہ "
صحابہ نے کیا اسلام روشن جان دے دے کر
اسی صورت سے کھنچی ہوگی صورت فنا فی اللہ
جیے غازی، مرے درجہ شہادت دونوں ملتا ہے
لکھا ہے صاف لفظوں میں پڑھو دیکھو کلام اللہ
تمہاری امت عاصی کو صدمہ اس قدر پہنچا
ہے مشکل سانس تک لینا، خبر لو یا رسول اللہ
ہمیشہ سے عنایت کی نظر ہے اپنی امت پر
تباہی میں پڑا مسلم کا بیڑا، یا رسول اللہ
ترے اسلام کا یا رب ہمیشہ بول بالا ہو
جے ناقوس تو نکلے صدا شوق سبحان اللہ
نہیں تاب دل کو اب بہت بیتاب ہے انجم
بلا لو ہند سے سوئے مدینہ یا رسول اللہ (۲۴)

یہ حقیت بھی مسلم ہے کہ قائداعظم علیہ الرحمتہ کے جانشین ساتھی بھی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ رکھنے والے تھے۔۔۔ وہ سب اولیاء اللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام لیوا نور سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عقیدت ومحبت رکھنے والے تھے۔ شفا

---

(۲۴) انعام الحق کوثر، پروفیسر ڈاکٹر: "تحریک پاکستان اور صحافت" (مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۹۷ء) ص ۳۲۸

نوٹ۔ نواب سلیم اللہ خان (وفات ۱۹۱۶ء) جو آل انڈیا مسلم لیگ کے بانیوں میں سے ہیں وہ بھی ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ انہیں دینی اجتماعوں (محافل میلاد النبی ﷺ) میں شریک ہو کر نعت رسول مقبول ﷺ پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ دیکھئے: مجلہ "اوج" لاہور ۹۱۔۱۹۹۰ء (قرارداد پاکستان، گولڈن جوبلی نمبر) ص ۵۶۳

بہادر یار جنگ. مشہور ہی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جلسوں میں شرکت اور اس موضوع پر تقاریر کی وجہ سے تھے۔ قائداعظم کے ساتھ بہادر یار جنگ کی پہلی ملاقات بھی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ایک جلسے میں شاید ۱۹۳۴ء میں بمبئی میں ہوئی تھی۔

چوہدری خلیق الزماں بھی انہی خیالات کے بزرگ تھے۔ انہوں نے عید میلاد مبارک کی مقدس محفل میں خطاب کے لئے جون ۱۹۴۳ء میں بہادر یار جنگ کو دعوت خطاب دی تھی۔ (۲۵)

قائداعظم کے جاں نثار سپاہی سردار عبد الرب نشتر (وفات ۱۹۵۸ء) کو بھی حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات گرامی سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔۔۔ دشمنان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سخت نفرت تھی۔ قادیانیوں کو شروع سے ہی مسلمانوں میں شمار نہیں کرتے تھے۔۔۔ قرآن پاک کی بلاناغہ تلاوت ان کا معمول تھا وہ اپنی درویشانہ طبیعت اور قلندرانہ مزاج کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے۔ (۲۶)

شورش کاشمیری اپنی کتاب "چہرے" (مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۵ء) صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں:

"نشتر خُدا پرست ہی نہیں' پیر پرست بھی ہیں۔۔۔ ان کے رُوحانی مُرشد حضرت شاہ محمد غوث علیہ الرحمۃ کا مزار دہلی دروازے کے باہر دفتر احرار کے بالمقابل واقع ہے اور ان کے مزار پر تاریخ وصال کا جو سنگی قطعہ لگا ہوا ہے۔۔۔ وہ نشتر ہی کے فکر کا نتیجہ ہے" (۲۷)

---

(۲۵) رشید محمود راجا: "اقبال ۔ قائداعظم اور پاکستان" مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۷ء) ص ۱۳۶

(۲۶) محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء) ص ۱۷۰

(۲۷) رشید محمود راجا: "اقبال ۔ قائداعظم اور پاکستان" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء) ص ۱۳۶

قائد ملت نواب زادہ لیاقت علی خان کا خاندان بھی زینت سادات حضرت سید شاہ کمال کیتھلی (علیہ الرحمۃ) کے زمانہ سے حضرت سید علی احمد کیتھلی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) کی خانقاہ سے وابستہ تھا۔۔۔ لیاقت علی خان کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان سے گہری عقیدت تھی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے نواب زادہ لیاقت علی خان کے بیٹے نواب زادہ ولایت علی خان کے ذریعے حضرت قائداعظم کو اپنی مکمل تائید و حمایت کا یقین دلایا۔ حضرت سید علی احمد کیتھلی علیہ الرحمۃ کے نام لیاقت علی خان کا ایک خط ملاحظہ فرمایئے:

"مکرمی و معظمی مرشد گرامی!

السلام علیکم! آپ کی خصوصی توجہ کا شکریہ۔۔۔۔ آپ کے تعاون کے لئے ممنون ہوں۔ امید ہے کہ آئندہ بھی مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور آزادی کے حصول کی کوششوں میں آپ کی دعائیں اور ہمدردیاں ہمارے شامل حال رہیں گی۔

نیاز مند

لیاقت علی خان (۲۸)

---

(۲۸) دیکھئے

(۱) محمد صادق قصوری: "تحریک پاکستان اور مشائخ عظام" (مطبوعہ لاہور) ص ۱۵۲، ۱۵۳

(۲) آغا بلقیس چیمہ: "مرد خدا" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء) ص ۴۹

قائد ملت نواب زادہ لیاقت علی خان، بانی پاکستان کے دیرینہ ساتھی تھے۔ ۱۹۳۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے انتخابات کے موقع پر قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) نے انھیں سیکرٹری جنرل کے انتخاب میں حصہ لینے کے لیے آمادہ کیا۔ بعد ازاں پاکستان کے اولین وزیر اعظم منتخب ہوئے۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جمعۃ الوداع تھا۔ نواب زادہ نے وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھایا اور عطائے کردگار یعنی قیام پاکستان اور وزارت عظمیٰ کی تقرری پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سر نیاز کو سجدہ ریز

(بقیہ اگلے صفحے پر)

حاشیہ

کرنے کے لیے گاڑی کھاد ہ میمن مسجد کراچی گئے بعد ازاں مسجد کے متولی حاجی سیٹھ محمد ہاشم نے نے وزیر اعظم نواب زادہ سے تقریر کرنے کی گزارش کی۔ قائد ملت نے دو چار جملے کہے ہوں گے کہ ان کا دل مومن نئی اسلامی مملکت کے غیر متوقع قیام اور احسان خداوندی جل شانہ سے بھر آیا اور موم کی طرح پگھل کر آنکھوں کی راہ سے آنسوؤں کے سوتے کی طرح بہنے لگا۔ بڑی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ لیکن دریں اثنا تمام سامعین بہ آواز بلند درود شریف پڑھتے رہے۔ جب آپ کے جذبات پوری طرح قابو میں آگئے تو پھر تقریر شروع کی اور قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کی درازی عمر اور بقائے پاکستان کی دعا پر ختم کی۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرنے والے تھے صرف آپ (علیہ الرحمۃ) کے لب ہلے اور "برادران ملت" کی اخوت انگیز آواز کانوں سے ابھی اچھی طرح نہ ٹکرانے پائی تھی کہ کسی بدبخت نے آپ (علیہ الرحمۃ) پر اچانک قاتلانہ حملہ کر دیا۔ یکے بعد دیگرے دو گولیاں آپ (علیہ الرحمۃ) کو لگیں اور آپ (علیہ الرحمۃ) کا سر اپنے سیکرٹری نواب صدیق علی خان کے سینے سے آلگا۔

آپ (علیہ الرحمۃ) نے نہایت ہی اطمینان سے بلند آواز سے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم)

پڑھا۔۔۔ سیکرٹری نے سنبھالنے کی کوشش کی۔۔۔ آپ نے دوبارہ کلمہ طیبہ ادا کیا اور اپنی دوربین مردم شناس آنکھیں کھولیں۔ اپنے سیکرٹری کو محبت سے دیکھ کر فرمایا:

"مجھے گولی لگ گئی ہے پاکستان کی خدا حفاظت کرے"

بعد ازاں کچھ دیر بعد قائد ملت کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

(دیکھیے: صدیق علی خان، نواب: "بے تیغ سپاہی" مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء)

تحریک پاکستان کے مشہور راہنما سید محمد محدث کچھوچھوی، محدث اعظم پاک و ہند علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"مسلم لیگ میں پاکستان کا قیام کس سے پہنچا؟۔۔۔ اور کن لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اس کو بنایا؟۔۔۔ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے گا تو وہ صرف سنی ہیں۔ پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔۔۔ مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات (امین الحسنات) صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوالیا ہے۔۔۔
اگر ایک دم سارے سنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتادے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا؟۔۔۔ اس کا دفتر کہاں رہے گا؟۔۔۔ اور اس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اٹھائے گا؟۔۔۔ ان حقائق میں کیا اس دعویٰ کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان صرف سنیوں کو بنانا ہے" (۲۹)

---

(۲۹) سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا: "الخطبات الاشرفیہ" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۷ء) ص ۴۳
سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء) کا سلسلہ نسب حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وصال ۵۶۱ھ) سے جا ملتا ہے۔ صرف پانچ سال کی عمر میں قرآن شریف ناظرہ پڑھا۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد گرامی سید نذر اشرف علیہ الرحمۃ سے پڑھیں۔ مدرسہ نظامیہ فرنگی محل کے نامور اساتذہ سے کسب فیض حاصل کیا۔۔۔ علی گڑھ میں استاذ الاساتذہ مفتی لطف اللہ علیہ الرحمۃ سے درس لیا۔۔۔ پیلی بھیت میں مولانا شاہ مطیع رسول عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمۃ سے حدیث شریف پڑھ کر سند حدیث لی۔ دہلی میں مدرسۃ الحدیث میں درس حدیث دیا۔۔۔ اپنے جد امجد شیخ المشائخ شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمۃ کے ایماء سے اپنے ماموں عارف ربانی مولانا شاہ احمد اشرف علیہ الرحمۃ سے مرید ہو کر تکمیل سلوک کی اور درجہ کمال کو پہنچے۔۔۔ محقق اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے بھی آپ علیہ الرحمۃ کو اجازت و خلافت حاصل تھی۔ کئی غیر مسلم آپ علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ کئی تصانیف ہیں جن میں قرآن پاک کا ترجمہ "معارف القرآن" کو شہرت عام حاصل ہے۔۔۔ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے دیگر علمائے کرام و مشائخ عظام کے شانہ بشانہ قائدانہ حیثیت سے کام کیا۔۔۔ ملک گیر دورے کیے۔۔۔ عوام کو آل انڈیا مسلم لیگ کے منشور سے آگاہ کر کے نظریہ پاکستان کا ہمنوا بنایا۔۔۔
(دیکھئے: محمد اعظم نورانی: "محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور تحریک پاکستان" (ii) ماہنامہ "آستانہ" کراچی، محدث اعظم ہند کچھوچھوی نمبر [illegible])

دوسری طرف قائداعظم کی مخالفت میں بعض دیوبندی علماء کے ساتھ ساتھ کئی شیعہ لیڈر بھی پیش پیش تھے۔ مسٹر مظہر علی اظہر شیعہ نے تو قائداعظم کو " کافراعظم" تک کہہ دیا تھا۔ (۳۰)

---

(۳۰) مولوی مظہر علی اظہر نے کہا تھا۔

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے کہ کافرِ اعظم؟

اسی مولوی مظہر علی اظہر احراری کا مولوی ظفر علی خاں نے تعارف یوں کرایا ہے۔

دیکھ لے مظہر علی اظہر کو افضل حق کے ساتھ — ایک پدی ، دوسرا جھانکلی سیاسیات کا
مجلس احرار کے بننے کی رونق بن گیا — ایک پسو ، دوسرا کھٹمل سیاسیات کا

اسی پدی، اسی پسو کے متعلق ایک اور مقام پہ فرمایا کہ۔

مولوی مظہر علی اظہر کی رسوائی کا داغ — ان کی "مجلس" کے یہ خانے کی رونق ہو گیا
اس طرف مندر کا شور اور اس طرف مسجد کا زور — بیچ میں مظہر علی اظہر معلق ہو گیا
جا ملے کیا سوچ کر احرار سے ملائے غوث — سارسوں میں کس لیے شامل یہ لق لق ہو گیا
(دیکھئے "چمنستان" مطبوعہ لاہور، ص ۵۵-۵۶)

اسی مظہر علی اظہر شیعہ احراری سے مسجد شہید گنج کے حوالے سے محمد حسین نے کہا تھا کہ۔

میں نے مسجد نہیں بیچی کبھی تیری مانند
لے او چندے کے بھوکے، اے او دین فروش!

اس مذکورہ بالا وصف کی تائید مولوی ظفر علی خاں نے یوں کی تھی کہ۔

احرار کے مت خانے سے مظہر کو بلا لا
منظور بنانا ہو جو مسجد کو شوالا

قائداعظم کو "کافراعظم" کہنے والے مظہر علی اظہر شیعہ احراری نے غیر مقلد وہابی، مولوی داؤد غزنوی اہلحدیث اور دیگر دیوبندی احراری مولویوں کے ساتھ مل کر کس طرح تقریباً چھ لاکھ بیس ہزار کا "مسجد شہید گنج" شدہ "کانگریسی، یونینسٹی اور دیگر چندہ اڑایا۔۔۔ اس کی تفصیل "ہوئے گل رنگ، نالہ دل، دود چراغ محفل" میں ملاحظہ کریں، ایک احراری شورش کاشمیری کے قلم سے "جعفر لعین زماں" (مطبوعہ لاہور) ص ۳۰۶

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۲ — (ادارہ)

۱۹۳۶ء میں مرکزی اسمبلی کی ایک نشست کے لئے بمبئی سے جب قائداعظم نے الیکشن لڑنے کا ارادہ کیا تو اس حلقے میں آپ کے مخالف امیدوار حسین بھائی لال جی شیعہ ہی تھے۔ لیکن الیکشن کے روز اپنی ناکامی کے آثار دیکھ کر یہ دستبردار ہو گئے اور اس طرح قائداعظم بلامقابلہ اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے تھے۔ (۳۱)

آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے جب بار بار "سنی اسٹیٹ" کی صدائے بازگشت گونجی تو شیعہ لیڈر پریشان ہو گئے اور قائداعظم اور آل انڈیا مسلم لیگ سے نفرت کرنے لگے اور برملا کہنے لگے کہ:

"مسلم لیگ سنی مسلمانوں کی جماعت ہے۔ یہ ہمارے حقوق کی اہل نہیں"۔

ہفت روزہ "سعادت" لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کے ۸ جولائی ۱۹۴۵ء کے شمارے کے مطالعہ سے حسین بھائی لال جی اور نواب سجاد علی خان نائب صدر آل انڈیا شیعہ پولیٹیکل کانفرنس کے بیانات سے یہ حقیقت مترشح ہو جاتی ہے۔

حسین بھائی لال جی کہتے ہیں:-

"سنی مسلمان اور ان کے سیاسی ادارہ (آل انڈیا) مسلم لیگ کو خوش نما اصولوں کے بار بار اعادہ کرنے اور مسلم حقوق و مراعات کے بارے میں زور زور سے گفتگو کرنے میں کبھی بھی تھکن محسوس نہیں ہوتی لیکن ان حقوق و مراعات کے معنی صرف سنی حقوق و مراعات کے ہیں"

نواب سجاد علی خان نے کہا:

"مسلم لیگ جو بحثیت سنی مسلمانوں کی جماعت ہے۔ ہماری نمائندگی نہیں کرتی لہٰذا وہ ہمارے حقوق کی اہل نہیں"۔ (۳۲)

---

(۳۱) دیکھئے احمد سعید' پروفیسر: "حیات قائداعظم ...... چند نئے پہلو (مطبوعہ اسلام آباد' ۱۹۷۸ء)

نوٹ: ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ مولانا شوکت علی ان دنوں ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ انہوں نے اس موقع پر حسین بھائی لال جی کی حمایت کی تھی لیکن بعد ازاں وہ گاندھی کے چنگل سے آزاد ہو کر قائداعظم کے قریب آ گئے اور پھر آخر دم تک قائداعظم کی زیر قیادت ایک سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کیا جو ناقابل فراموش ہے۔

(۳۲) رشید محمود راجا' "اقبال۔ قائداعظم اور پاکستان" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۷ء) ص ۱۲۹

جو افترا پرداز لوگ کہتے ہیں کہ

"اگر حالات ساز گار ہوتے تو قائد اعظم اپنے (شیعہ اسماعیلی) عقیدے کے مطابق ضرور شیعہ اسماعیلی اسٹیٹ قائم کرتے۔" انھیں کم از کم ان شیعہ لیڈروں کے یہ بیانات ہی پڑھ کر ہوش میں آجانا چاہیے اور قائد اعظم کے بارے میں اس قسم کی بدگمانیاں پھیلانے سے باز آجانا چاہیے۔

اے اللہ تو ہی انھیں ہدایت عطا فرما آمین یا ارحم الراحمین

فضل حق خیر آبادی اور اسمٰعیل دہلوی کی علمی تکرار کا تقابلی جائزہ

امتیازِ حق

مع ضمیمہ

امتیاز حق ارباب تحقیق کی نظر میں

راجا غلام محمد

مکتبہ قادریہ لاہور

جلسہ

زیر صدارت حافظ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین ایم-اے-ایل ایل ڈی

(جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا خاطر خواہ انتظام ہوگا)

مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر اہتمام سٹی مسلم لیگ بروز ۱۵ مارچ بوقت ۸½ بجے شام

چوک متی میں منعقد ہوگا تمام مسلمانان لاہور سے پرزور درخواست ہے کہ بروقت تشریف لا کر جلسے کی رونق

دوبالا کریں اور خطیب لسان الہند حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کی تقریر سنیں

مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات بھی تقاریر فرمائیں گے

(۱) مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی اے
(۲) مولانا ابوالفیض قلندر علی سہروردی
(۳) چوہدری کلیم الدین وکیل
(۴) میاں فیروز الدین احمد
(۵) حکیم امیر نور الہٰی
(۶) شیخ نذیر احمد محمود ایڈووکیٹ

الداعی

عبدالکبیر قریشی پروپیگنڈا سیکرٹری سٹی مسلم لیگ لاہور

(حجازی پریس لاہور)

اشتہار جلسہ مسلم لیگ لاہور

۱۵ مارچ ۱۹۴۵ء

۱۶ مارچ ۱۹۴۵ء

اشتہار جلسہ مسلم لیگ لاہور

اشتہار جلسہ مسلم لیگ لاہور ۱۷ مارچ ۱۹۴۵ء

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (القرآن الفاتحہ آیت ۵)

ہم کو سیدھا راستہ چلا ۔

مسلکِ یازدہم

قائداعظم علیہ الرحمۃ کا بے غبار مسلک

اہلِ حق قیامت تک قائم رہیں گے

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا یَضُرُّهُمْ مَّنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَأْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ ۝

(مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: میری اُمّت میں سے ایک گروہ دینِ الٰہی پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے گا، اُس کی رُسوائی کرنے والے اور اُس کی مُخالفت کرنے والے اس کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ وہ قیامت قائم ہونے تک راہِ حق پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے گا۔

السواد الاعظم

از

حضرت راغب مرادآبادی

سنہ ۱۳۵۰ھ

فضائے عالم میں جب سے جلوہ دکھا رہا ہے سواد اعظم
نئی اداؤں سے ہر نظر کو لبھا رہا ہے سواد اعظم

دکھا کے اپنے کمال اس نے کیا ہے ایسا عروج حاصل
کہ اہل عالم کے دل میں مسکن بنا رہا ہے سواد اعظم

یہاں سے تا روم و شام و یورپ چہار جانب ہے گونج اسکی
جہاں میں نقارۂ صداقت بجا رہا ہے سواد اعظم

یہی وہ پرچہ ہے جس کو کہنا بجا ہے آئینۂ صداقت
رخ مضامینِ تازہ کیا کیا دکھا رہا ہے سواد اعظم

جو قلب ہے وہ ہے اسکا خواہاں، جو آنکھ ہے وہ ہے اس کی جویاں
نگاہوں میں گھر دلوں میں مسکن بنا رہا ہے سواد اعظم

یہ بحر وہ ہے کہ جس کی تہ میں عجب عجب ہیں دُرِ مضامیں
جواہرِ واقعاتِ عالم لٹا رہا ہے سواد اعظم

ادائے مضمون صادقہ سے لبھا لیا ہے دلوں کو راغب
ہر ایک اہل نظر کو مفتوں بنا رہا ہے سواد اعظم

(ماخوذ از ماہنامہ "السواد الاعظم" مرادآباد، شمارہ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۰ھ، ص ۱)

سرورق : ماہنامہ السواد الاعظم ۔ مرادآباد ۔ یو۔پی ۔ بھارت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو

نیک جو راہ ہو اس راہ پہ چلانا مجھ کو

(اقبال)

بے شک اسلام میں کئی فرقے پیدا ہوئے ہیں۔۔۔۔ احادیث مبارکہ میں ان کی فتنہ انگیزیوں اور خونریزیوں کی تفصیل دی گئی ہے مگر مخبر صادق' نبی اکرم حضرت محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے سچی راہ کی بھی نشاندہی فرمادی ہے۔۔۔۔ سنّت اور خلفاء راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی راہ سیدھی ہے۔۔۔۔ صدیقین' شہداء اور صالحین کی راہ ہی سیدھی راہ ہے۔۔۔۔ نئے پیدا ہونے والے فرقے بدعتی اور گمراہ ہیں۔۔۔۔ مسلمانوں کی بڑی جماعت (سواد اعظم) ہی حق پر ہے..... اور مسلمانوں کی بڑی جماعت اہل سنت و جماعت (بارک اللہ تعالیٰ فیہم) ہیں۔۔۔۔ یہی سواد اعظم ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ولیوں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کے پیروکاروں کا گروہ ہے (۱)

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے:
(i) نور بخش توکلی علامہ: "عقائد اہل سنت و جماعت" (مطبوعہ کراچی)
(ii) محمد ضیاء اللہ قادری: مولانا: "فرقہ ناجیہ" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(iii) محمد ضیاء اللہ قادری: مولانا: "اہل سنت و جماعت کون ہیں" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(iv) محمد امین ابو سعید مفتی: "جنتی گروہ" (مطبوعہ پشاور)
(v) محمد اشرف قادری مفتی: "حق کی پہچان" (مطبوعہ لاہور، ۱۴۱۸ھ)
(vi) ظاہر شاہ قادری، میاں مولانا: "باطل فرقوں کی پہچان" (مطبوعہ پشاور)
(vii) سید زین آل سمیط فضیلۃ الشیخ: اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات (ترجمہ) مطبوعہ لاہور
(viii) سید محمد علوی مالکی مکی حسنی فضیلۃ الشیخ: "اصلاح فکر و اعتقاد" (ترجمہ) مطبوعہ دہلی ۱۹۹۵ء
(ix) احمد رضا خاں محدث بریلوی: "دین عقیدے" (مطبوعہ لاہور)
(x) محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "حق لاشریک ہے" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

برصغیر پاک و ہند میں اسلام صوفیا کرام کے ذریعے پھیلا۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ہمیشہ صوفیا کرام کے محبین اہل سنت و جماعت کی اکثریت رہی ہے۔۔۔

برصغیر کی سرزمین مختلف تحریکوں کی آماجگاہ ثابت ہوئی۔۔۔ گمراہ کن تحریکوں نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی مہم چلائی۔ اہل بیت اطہار (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی شان رفیع میں نعوذباللہ دھبے لگانے چاہے۔۔۔ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی شان میں نعوذباللہ گستاخیاں کی گئیں۔۔۔ دوسری طرف انگریز اور ہندو، مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے خواب دیکھنے لگے۔۔۔ ان حالات میں قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ اہل سنت و جماعت کے علماء و صوفیاء کا دامن ہدایت مضبوطی سے تھامے دو قومی نظریہ کی پاسبانی کے لئے سامنے آئے اور نہایت خلوص و محبت سے "مملکت خداداد پاکستان" بنا کر راہی خلد بریں ہوئے۔

قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ اسلامی دنیا کی ایک نامور شخصیت تھے۔ ان کی سیرت ایک سچے مسلمان کی سیرت تھی۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے بڑے گروہ (سواد اعظم) کے ساتھ منسلک رہے۔

محترمہ فاطمہ جناح فرماتی ہیں:

"بچے کو بنیادی طور پر اپنے مذہب سے لگاؤ ہونا چاہیے۔ بچپن میں اس کے دل میں مذہب کی محبت اسے کبھی بھٹکنے نہ دے گی۔ اب قائداعظم کے مخالف ہمیشہ انہیں مغربی تہذیب کا دلدادہ سمجھتے تھے۔ ان کی خوش پوشی اور روانی سے انگریزی بولنے کی مہارت سے غلط اندازے لگاتے تھے، لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ قائداعظم صحیح العقیدہ مسلمان تھے اور انہیں اپنے مذہب سے والہانہ عقیدت تھی۔ اسی لئے ہندو انہیں خرید نہ سکا۔ اور نہ ہی انگریز کو یہ جرأت ہوئی کہ ان کے نظریات بدل سکے۔ اس کے باوجود انہوں نے کبھی ایک مذہبی پیشوا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا"۔ (۲)

---

(۲) ثریا خورشید: "فاطمہ جناح کے شب و روز" (مطبوعہ لاہور)

عقیل عباس جعفری کہتے ہیں

"زیادہ قرین قیاس یہی دوسری روایت نظر آتی ہے۔ خود بیرسٹر جناح کی ساری زندگی بھی اس کی شہادت دیتی ہے کہ وہ صرف مسلمان تھے اور کسی "محدود" مسلک سے اپنے آپ کو وابستہ کرنے پر آمادہ نہیں تھے" (۳)

قائد اعظم خود بھی اپنے مسلمان ہونے پر فخر محسوس کرتے تھے۔۔۔۔ شریف الدین پیرزادہ کہتے ہیں۔

"قائد اعظم اپنے مسلمان ہونے پر برملا فخر کیا کرتے تھے۔۔۔۔ اس کا اظہار نہ صرف نجی محفلوں میں بلکہ عام جلسوں میں بھی فرماتے تھے" (۴)

قائد اعظم علیہ الرحمتہ ہمیشہ اپنے آپ کو دین کا ایک ادنیٰ خادم تصور کرتے تھے خود فرماتے ہیں:

"میں کوئی فاضل مولانا یا مولوی نہیں ہوں۔ نہ ہی مجھے اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں دینی علوم کا ماہر ہوں لیکن میں اپنے دین کے بارے میں تھوڑا بہت ضرور جانتا ہوں اور دین کا ایک ادنیٰ پر افتخار خادم ہوں" (۵)

اسی طرح قیام پاکستان کے بعد گورنمنٹ ہاؤس پشاور میں قبائلی جرگہ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

(۳) عقیل عباس جعفری: "قائد اعظم کی ازدواجی زندگی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء)

(۴) سعید راشد پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۲۶۹

(۵) کرم حیدری پروفیسر: "ملت کا پاسبان" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۳ء) ص ۳۲۹

"میں نے اب تک جو کچھ بھی کیا ہے وہ اسلام کے ادنیٰ خادم کی حیثیت سے کیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کروں" (۶)

قائد اعظم محمد علی جناح اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔۔۔ ۲۲ جنوری ۱۹۴۵ء کو حبیب فیملی بچوں کے ایک یتیم خانہ کے امدادی جشن کے موقع پر فرماتے ہیں:

"اگر ہم مذہب اسلام کو ہر دل عزیز بنانا چاہتے ہیں تو ہمیشہ چاہیے کہ دیرینہ جھگڑے اور مناقشات ترک کر دیں اور بے جا جذبات کو پاس نہ بھٹکنے دیں۔ میمن خوجہ بوہرہ وغیرہ فرقہ وارانہ نام چھوڑ کر ایک قوم مسلمان بن جانا چاہیے" (۷)

قائد اعظم محمد علی جناح (علیہ الرحمۃ) کی اسی خوبی کے بارے میں وائسرائے کا مشیر ہڈسن بھی یوں رطب اللسان ہے:

"ایک عجیب بات جس کا اس نے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا، وہ یہ تھی کہ مسلمانوں میں بھی اس کے کسی خاص مسلک یا فرقہ 'سنی یا شیعہ' کسی علاقے' کسی گروہ مثلاً روساء پنجاب سے کوئی ترجیحی تعلقات نہ تھے۔ بایں ہمہ وہ بیک وقت سب کے درمیان، سب سے جدا اور سب کا محبوب رہنما بن گیا اور ساری قوم کو ایک لڑی میں پرونے میں کامیاب رہا"۔ (۸)

آل انڈیا مسلم لیگ کے کونسل کے ایک اجلاس میں قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دل ہلا دینے والی تقریر کا مندرجہ ذیل حصہ ہر مسلمان کے مطالعہ میں آنا چاہیے۔ فرمایا:

---

(۶) محمود احمد یکینڈ: "ارشادات قائد اعظم" (مطبوعہ کراچی ۱۹۸۸ء) ص ۶۹

(۷) رئیس احمد جعفری: "قائد اعظم اور ان کا عہد" (مطبوعہ لاہور) ص ۱۱۵

(۸) عبد الرحمن خان منشی: "قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۱۱۵

"مسلمانو! میں نے دُنیا کو بہت دیکھا..... دولت، شہرت اور آرام و راحت کے بہت لطف اٹھائے..... اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ میں مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں..... میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں میرا (ضمیر اور میرا خدا (جل شانہ) گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا فرض ادا کر دیا..... میں آپ سے اس کی زوردار شہادت کا طلبگار نہیں ہوں میں چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل، میرا اپنا ایمان، میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ "جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا۔ جناح! تم نے مسلمانوں کی تنظیم، اتحاد اور حمایت کا فرض بجالایا ہے" میرا خدا (جل شانہ) کہے کہ "بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبے میں عالم اسلام کو سربلند رکھتے ہوئے مسلمان مرے۔"

شاہدوں کا بیان ہے کہ قائداعظم رحمہ اللہ کے منہ سے یہ رقت آمیز الفاظ سن کر حاضرین زار و قطار رو رہے تھے۔

یہ تقریر "انقلاب" لاہور ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ (۹)

قائداعظم علیہ الرحمۃ نے جب تحریک پاکستان کا پرچم بلند کیا تو اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت بہت ابتر تھی..... آل انڈیا کانگریس کو انگریزوں اور ہندو سرمایہ داروں کے علاوہ مسلمان کہلانے والے چند لیڈروں کی بھی بھرپور حمایت حاصل تھی..... رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے پریس ہی ایک بہت بڑا ہتھیار تھا اور وہ ٹاٹا، برلا کے سکے کی جھنکاروں کی بدولت ہندوؤں کے پاس تھا..... ان کے مقابلے میں مسلمانوں کی حالت کمزور تھی۔ انگلستان کے معروف صحافی بورلے نکلسن کے ایک سوال کے جواب میں قائداعظم علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں:

---

(۹) ولی مظہر ایڈووکیٹ: "عظمتوں کے چراغ" جلد ششم مطبوعہ ملتان (۱۹۹۰ء) ص ۲۱۳

"مجھے اس کا احساس ہے ہندوؤں کی پریس کی طاقت بڑی ہے اور کانگریس اور ہندو مہا سبھا دونوں ہی کو ہندو سرمایہ دار کی امداد حاصل ہے اور ہم اس سے یکسر محروم ہیں۔" (۱۰)

انگریز، ہندو اور ان کے حامی گاندھوی کلمہ گو لیڈر جب سیاسی طور پر قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ سے شکست فاش کھا گئے تو اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ کی تابناک شخصیت کو داغدار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔۔۔ گاندھوی کلمہ گو لیڈروں نے ہندو پریس کے سہارے قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ پر رکیک حملے جاری رکھے۔ وہ کافروں کے ساتھ شیر و شکر ہو کر بھی قائداعظم محمد علی جناح (علیہ الرحمتہ) کو "کافر اعظم" کہنے سے نہ چوکے۔ وہ خود تو انگریزوں کے اشاروں پر چلتے رہے لیکن انہیں "برطانوی ایجنٹ" مشہور کرتے رہے۔ قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ ان مسلمان کہلانے والے لیڈروں کے جواب میں خود فرماتے ہیں:

"خوب یاد رکھو! دنیا کی تمام مشکلات کا حل اسلامی حکومت کے قیام میں ہے۔ اسی کے قیام کی خاطر میں لندن کی پرسکون زندگی کو ترک کر کے عظیم مفکر علامہ اقبال (رحمتہ اللہ علیہ) کے اصرار پر واپس آگیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کے نظام حکومت کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ ہی ہو گا اور اس پر ایک ایسی فلاحی اور مثالی سٹیٹ (ریاست) قائم ہو گی کہ دنیا اس کی تقلید پر مجبور ہو جائے گی۔ مطمئن رہو اور دل پر نقش کر لو کہ یونینسٹ اور کانگریسی جو مجھے "کافر اعظم" اور "برطانوی ایجنٹ" کہتے ہیں اور ماڈرن ازم کیپٹل ازم وغیرہ جیسے فتنے اگر پوری قوت سے بھی میرا گھیراؤ کر لیں تب بھی مجھے اس جادۂ حق سے نہیں ہٹا سکتے۔"

میں قانون دان یا سیاست دان ہی نہیں بلکہ مسلمان بھی ہوں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے ان فتنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کی راہ میں جان بھی قربان کرنی پڑی

---

(۱۰) علی کاظم "ہندوستان ہے کیا" (بیورلے نکلس کی کتاب "ورڈکٹ آن انڈیا" کا اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۴۰ء ص ۱۰۳

تو مجھے اس سے بھی گریز نہ ہوگا۔"(۱۱)

قائد اعظم محمد علی جناح (علیہ الرحمۃ) نے نہایت جرأت و استقامت سے انگریزوں، ہندوؤں اور غدار، زر پرست کلمہ گو لیڈروں کا مقابلہ کیا۔۔۔ کبھی بھی اُصولوں پر سودے بازی نہ کی۔۔۔ اُنھوں نے انگریزوں اور ہندوؤں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا موقف پیش کیا۔۔۔ وہ کسی موقع پر بھی دشمن کے سامنے نہ جھکے اور نہ بکے۔

انگریزوں نے مسلمان لیڈروں کو اپنے دامِ فریب میں پھانسنے کے لئے خطابات دیئے۔ یہ حربہ قائد اعظم پر بھی استعمال کیا گیا لیکن قائد اعظم محمد علی علیہ الرحمۃ کے پائے استقلال میں لغزش تک نہ آئی۔ وہ ان خطابات کو غلامی کا طوق تصوّر کرتے تھے۔

وائسرائے لارڈ ریڈنگ نے جب آپ کو "سر" (Sir) کا خطاب دینا چاہا تو آپ (علیہ الرحمۃ) نے انکار فرماتے ہوئے صاف کہہ دیا:

"میں یہ زیادہ پسند کروں گا کہ مجھے صرف مسٹر محمد علی جناح کہا جائے۔"(۱۲)

یہی نہیں بلکہ وہ یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ انگریزوں کے خطاب یافتہ مسلمانوں کا دامن مسلم لیگ سے وابستہ رہے۔ چنانچہ بمبئی میں جو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ۱۹۴۶ء کے وسط میں ہوا اس میں یہ طے پایا کہ بطور احتجاج "مسلم لیگی خطاب یافتگان" اپنے خطابات کو فوراً واپس کر دیں۔ مسلم لیگی لیڈروں نے قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کی آواز پر فوراً لبیک کہا اور جس جوش و جذبہ سے انگریزوں کے خطابات واپس کئے وہ بھی قابلِ دید تھا۔۔۔ نواب صدیق علی خان ناگپوری کی زبانی سنئے:

---

(۱۱) رحیم بخش شاہین، پروفیسر: "نقوشِ قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۷۶-۱۹۷۵ء) ص ۳۱۶ تا ۳۱۷

(۱۲) سعید راشد، پروفیسر: "افکار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء) ص ۳۱

"اس جلسہ کی کاروائی کے مناظر قابل دید تھے' جس نے دیکھا وہ تا عمر یاد رکھے گا۔ قائد اعظم صدارت فرما رہے تھے اور جب تک یہ کاروائی جاری رہی' وہ برابر زیر لب مسکراتے اور خوش ہوتے رہے۔۔ اس دن خطاب یافتگان ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ ایک دو ہی نے نہیں بلکہ سینکڑوں نے خندہ جبینی و خندہ لبی سے جوق در جوق آ کر خطابات کو چھوڑنے کا اعلان کیا۔ حالت یہ تھی کہ ایک لامتناہی تانتا بندھا ہوا تھا جیسا آپ نے سینما ہاؤس میں جب کوئی اچھی فلم دکھلائی جا رہی ہو یا نلکے پر جب پانی کا قحط ہو' رش دیکھا ہو گا۔

ہر شخص مکبر الصوت کے سامنے آ کر اپنا خطاب کچھ جھینپ کے ساتھ بتلاتا تھا لیکن فوراً ہی سر کو فخر کے ساتھ بلند کر کے بڑے جوش کے ساتھ اس خطاب کو چھوڑنے کا اعلان کرتا تھا۔ اعلان پر اراکین کونسل نعرۂ تحسین بلند کرتے اور بڑی دیر تک تالیاں بجایا کرتے تھے۔۔۔ ہمارے اکابرین میں سے خواجہ ناظم الدین صاحب اور ملک فیروز خان نون صاحب کو بہت زیادہ خطابات ملے تھے۔ غالباً ملک صاحب کا خواجہ صاحب سے ایک خطاب زیادہ تھا۔ ہر فرد بہت مسرور تھا اور خصوصاً سابق خطاب یافتگان جن کا نام اس دن سے حریت پسندوں کی فہرست میں درج کر لیا گیا۔ قائد اعظم نے اپنی قوم کو خودداری کا سبق خوب سکھایا اور برطانیہ اور دنیا کو یہ بتا دیا کہ ہر کلمہ گو اول مسلمان اور آخر مسلمان ہے۔" (۱۳)

کروں مدح اہل دول رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا' میرا دین پارۂ ناں نہیں

وہ لوگ جو قائد اعظم محمد علی جناح (علیہ الرحمۃ) کو انگریزوں کا ایجنٹ اور نہ جانے کیا کیا۔۔۔ کہتے ہیں۔ وہ پہلے اپنے اکابر کی خبر لیں جو انگریز نوازی میں ملوث تھے اور جنہوں نے انگریزوں کے خطابات کو بھی حرز جاں بنایا ہوا تھا۔ یہاں ان کے اکابر کے چند معروف نام اور خطاب دیئے جاتے ہیں

---

(۱۳) صدیق علی خان نواب "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۱ء) ص ۲۰۷

شمس العلماء، مولوی نذیر حسین : "شیخ الکل فی الکل"

۱۔ شمس العلماء، مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی

۲۔ شمس العلماء، مولوی ڈپٹی نذیر احمد دہلوی

۳۔ شمس العلماء، مولوی شبلی نعمانی

۴۔ شمس العلماء، مولوی محمد احمد مہتمم دار العلوم دیوبند

۵۔ شمس العلماء، مولوی محمد حفیظ اللہ، سابق مدرس دار العلوم ندوہ

۶۔ شمس العلماء، مولوی حاجی محمد عمر (مرید مولوی اشرفعلی تھانوی)

۷۔ شمس العلماء، مفتی محمد یوسف رنجور عظیم آبادی مخلص و صادق معتقد قائد تحریک بالا کوٹ

۸۔ شمس العلماء، مولوی احسان اللہ خان تاجور فاضل دار العلوم دیوبند (۱۴)

۹۔

---

(۱۴) ماہنامہ "کنز الایمان" (لاہور) اگست ۱۹۹۵ء (تحریک پاکستان نمبر) ص ۱۳۹
مخالفین کے ان اکابر کی انگریز نوازی کی مزید مثالیں دیکھنی ہوں تو درج ذیل ماخذ دیکھئے:

(i) مشتاق احمد نظامی علامہ : "خون کے آنسو" (مطبوعہ لاہور) ۲ حصے

(ii) عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری علامہ : "مشعل راہ" (لاہور)

(iii) محمد عبد الحکیم شرف قادری علامہ : "شیشے کے گھر" (مطبوعہ لاہور)

(iv) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر : "گناہ بے گناہی" (مطبوعہ لاہور)

(v) نوشاد عالم چشتی مولانا : "انسانات عبد الرزاق ملیح آبادی پر ایک نظر" (مطبوعہ لاہور)

(vi) محمد ضیاء اللہ قادری ابو الحامد مولانا : "مخالفین پاکستان" (مطبوعہ سیالکوٹ)

(vii) شاہ حسین گردیزی : "حقائق تحریک بالا کوٹ" (مطبوعہ لاہور)

(viii) وحید احمد مسعود : "سید احمد شہید کی اصلی تصویر" (مطبوعہ لاہور)

(ix) سید نور محمد قادری : "سید احمد کے فسانہ جہاد کی حقیقت" (مطبوعہ لاہور)

(x) راجا غلام محمد : "امتیاز حق" (مطبوعہ لاہور)

(xi) محمد عبد الحکیم شرف قادری علامہ : "البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" (مطبوعہ لاہور)

(xii) محمد احسان الحق، پروفیسر : "رائے بریلی سے بالا کوٹ تک" (مطبوعہ لاہور)

افسوس ایک راسخ العقیدہ مسلمان قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ پر جو الزام لگایا جاتا ہے وہ تو اس سے بالکل بری ہیں۔۔۔ پھر بھی "بے داغ" کو داغدار بنایا جاتا ہے۔۔۔۔ اور کھرے کو کھوٹا دکھایا جاتا ہے۔۔۔۔ بے گناہ پر "گناہ و عناہی" لگایا جاتا ہے۔۔۔۔ کاش معترض پہلے اپنے گھر کی خبر لیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پر، حماقت تو دیکھئے

قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ ایک حقیقت پسند اور با اصول مسلمان تھے۔۔۔ انہوں علیہ الرحمتہ نے کبھی منافقت 'فراڈ اور دھوکے سے کام نہ لیا بلکہ وہ ہمیشہ لگی لپٹی رکھے بغیر منہ پر سچ کہنے سے نہیں گھبراتے تھے۔۔۔ ان (علیہ الرحمتہ) کی راست بازی ایک ضرب المثل کی طرح مشہور ہے۔ اور نمود و نمائش سے تو وہ کوسوں دور تھے۔

قرارداد پاکستان کے عروج کے زمانہ کی بات ہے کہ حیدر آباد کے ایک مشہور صحافی سید بادشاہ حسین نے قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی ایک سوانح حیات "حیات جناح" کے نام سے مرتب کرنے کا ارادہ کیا اور کوشش کر کے تھوڑا بہت مواد بھی جمع کر لیا پھر قائد اعظم علیہ الرحمتہ سے انٹرویو لینے کے بارے میں سوچا بمبئی گئے۔ آپ (علیہ الرحمتہ) سے ملاقات کی۔ پھر گفت و شنید ہوئی۔

بادشاہ حسین کہنے لگے "اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو آپ بھی کچھ مواد عطا فرمائیں۔" قائد اعظم علیہ الرحمتہ نے فرمایا:

"کیا مطلب ہے؟ میں اپنی سوانح حیات کے لئے خود تم کو مواد دوں؟ مجھے یہ طریقہ کار پسند نہیں۔۔۔ تم سمجھتے ہو کہ تمہارے پاس سارا موزوں مواد جمع ہے تو لکھو اور اگر سمجھتے ہو کہ مواد ناکافی ہے تو نہ لکھو۔ اس کا فیصلہ تمہیں خود کرنا ہے۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ بھی ذہن میں رکھو کہ میں اپنی سوانح حیات کے سلسلہ میں تمہیں کوئی وقت نہیں دوں گا بلکہ بعض امور پر تبادلہ خیال کے ضمن میں تم مجھے مل سکو گے"۔

سید بادشاہ حسین لکھتے ہیں: "دو مہینہ کے بعد جب میں بمبئی گیا تو حسن اتفاق سے قائد اعظم علیہ الرحمتہ موجود تھے، وقت لیتے وقت کچھ دقت ضرور پیش آئی بہر حال کسی نہ کسی طرح ہو ہی گیا۔ ۴۰ منٹ ملاقات کے لئے ملے۔۔۔ میں نے بہت سی باتیں پوچھیں انہوں نے ہر سوال کا جواب کافی وضاحت کے ساتھ دیا اور ان کا انداز ہر وقت قائل معقول کرنے کا ہوتا تھا۔ اس گفتگو کے دوران انہوں نے مجھے بار بار یاد دلایا کہ:

"اس کا مجوزہ سوانح حیات سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اس کے لئے میں تمہیں تیار کر رہا ہوں۔ اس کو بعینہٖ نقل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا حوالہ بھی نہ دیا جائے"۔

سید بادشاہ مزید لکھتے ہیں:

"اس ملاقات کے بعد میں خوش خوش حیدر آباد واپس آگیا اور چند باب بڑی عجلت میں لکھے۔۔۔ ایک جگہ اردو زبان اور مسلمانوں کی ثقافت کا تذکرہ آتا تھا اس ضمن میں مجھے ایک عجیب سا خیال آیا۔۔۔ میں نے قائد اعظم علیہ الرحمتہ کو لکھا کہ

"اگر آپ اردو زبان کی حمایت میں دو جملے اردو رسم الخط میں لکھ کر بھیج دیں تو بڑا کرم ہو ان کا بلاک ہو کر میں کتاب کے شروع میں شامل کرنا چاہتا ہوں"

نہ صرف یہ بلکہ میں نے مزید اضافہ یہ کیا کہ یہ مجوزہ جملے میں نے خود لکھ کر انہیں بھیجے اور استدعا کی کہ "وہ انہیں کسی طرح نقل کر کے مجھے واپس کر دینے کی زحمت کریں" مجھے کیا خبر تھی کہ تجویز ان کو اس درجہ ناگوار گزرے گی۔ اس کے جواب میں قائد اعظم علیہ الرحمتہ کا جو عتاب نامہ آیا وہ یہ تھا:

"تم مجھے نقل کرنے کی ترغیب دیتے ہو؟..... ظاہر داری سکھاتے ہو؟..... جھوٹ بولنے اور غلط باور کرانے کا ڈھونگ رچاتے ہو؟..... مکر و فریب دلوانا چاہتے ہو؟..... میں ان چیزوں سے بہت دُور ہوں..... میں نے آپ کو دھوکہ نہیں دیا...... اپنے دوست واحباب کو دھوکہ نہیں دیا...... قوم کو دھوکہ نہیں دیا...... حتیٰ کہ اپنے کسی حریف (دشمن) کو بھی کبھی دھوکہ نہیں دیا..... تم نے مجھے سمجھنے میں سخت غلطی کی اور جب تم نے مجھے سمجھا ہی نہیں تو میری سوانح حیات لکھنے کا ارادہ کیوں کیا؟....

اس واقعہ کے آخر میں سید بادشاہ حسین لکھتے ہیں کہ "میں کیا کرتا۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا میں نے بار بار معذرت کی۔ معافی چاہی۔ اپنی بے انتہا ندامت کا اظہار کیا لیکن قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے پھر کوئی جواب نہیں دیا اور اس طرح "حیات جناح" مکمل نہ ہو سکی۔ اس واقعہ کا جب بھی خیال آتا ہے تو ان علیہ الرحمتہ کا یہ فقرہ ذہن میں گونج جاتا ہے:

"میں نے تو کبھی اپنے حریف (مخالف) کو بھی دھوکہ نہیں دیا" (۱۵)

۱۹۳۶ء کی بات ہے کہ شملے میں قائد اعظم علیہ الرحمتہ کا شاندار جلوس لوئر مال سے گزر رہا تھا۔ جلوس میں قائد اعظم علیہ الرحمتہ کے ساتھ فاطمہ جناح' لیاقت علی خاں' مولانا شوکت علی' خواجہ ناظم الدین' حسین شہید سہروردی' ظفر علیخاں' مولانا حسرت موہانی' سردار اورنگزیب' سید اللہ خان' عبدالمتین' چوہدری حاجی عبدالستار' سیٹھ ایم۔ اے۔ ایچ اصفہانی اور راجہ صاحب محمود آباد تھے۔ قائد اعظم علیہ الرحمتہ ایک کھلے رکشہ میں تھے اور انہوں نے اپنے ہیٹ اپنا گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر ایک لیگی نے کہا:

---

(۱۵) سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۱۷۶ تا ۱۸۰

"جناب والا! اگر آپ اپنا ہیٹ اٹھا کر اپنے پاؤں کے قریب رکھ لیں تو بہتر ہے
کیونکہ عام مسلمان ہیٹ پسند نہیں کرتے۔ اگر آپ ہیٹ نیچے رکھیں گے تو وہ
خوش ہوں گے۔"

یہ سن کر قائداعظم علیہ الرحمۃ یوں گویا ہوئے:

"میں کبھی بھی گاندھی کی طرح منافقت اختیار نہیں کروں گا"

اس واقعہ کے عینی شاہد انبالے کے مشہور مسلم لیگی سید کاظم علی لکھتے ہیں کہ:

"یہ کہہ کر قائداعظم رحمہ اللہ نے اپنا ہیٹ گھٹنوں سے اٹھا کر سر پر رکھ لیا۔" (۱۶)

۱۹۳۷ء میں جب قائداعظم (علیہ الرحمۃ) نے آل انڈیا مسلم لیگ کی از سر نو
تنظیم شروع کی اور اسے ایک ملک گیر تحریک کے طور پر ملک کے طول و عرض میں پھیلانا
شروع کیا تو شملہ کے ایک دردمند مسلمان پیرزادہ محمد ذکاء اللہ نے ایک مشہور سیاسی کارکن
جو بڑے اچھے مقرر بھی تھے کو مسلم لیگ کے لئے تھوڑے سے معاوضہ پر کام کرنے کے
لئے راضی کیا اور خیال ظاہر کیا گیا کہ:

"لیگ اس کے گزارے کے لئے صرف سو روپیہ ماہانہ کا انتظام کر دے گی ورنہ
ہم لوگ خود ہی اس رقم کا انتظام کر لیں گے۔ لیگ کے مرکزی فنڈ پر اس کا بار
نہ ڈالیں گے"۔۔۔

چنانچہ پیرزادہ صاحب' قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
اپنی تجویز سنائی تو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میں آپ کی نیک نیتی سے پیش کی ہوئی تجویز کو اس لئے قبول نہیں کر سکتا کہ یہ
کام مسلمانوں کا اپنا ہے اور اسے کرنے کے لئے کسی مسلمان کو رشوت دینا
میرے لئے قطعاً ناجائز ہے۔۔۔ اگر آپ کے دوست واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ

---

(۱۶) سعید راشد پروفیسر: "گفتار و کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۱۷۹ تا ۱۸۰

انہیں مسلم لیگ میں آ کر کام کرنا چاہیے تو اس کے لیے شرطیں ٹھہرانا کیا
معنی؟... دوسرے ہم ایک غریب قوم ہیں... آپ کے دوست ہم سے
صرف ایک سو روپیہ مانگتے ہیں..... اگر ہم ان کی شرط منظور بھی کر لیں تو اس کی
کیا ضمانت ہے کہ ہم سے زیادہ مالدار قوم ہم سے زیادہ دام دے کر انہیں ہم سے
دوبارہ چھین نہ لے گی؟... تم ان کے پاس جاؤ اور کہو اگر وہ آ کر ہم میں شامل ہو
جائیں تو ہم دل و جان سے ان کا استقبال کریں گے جو روکھی سوکھی ہمیں میسر
ہے اس میں وہ بھی ہمارے حصہ دار ہوں گے...... لیکن اگر وہ پیشگی کوئی شرط
منوانا چاہتے ہوں تو بہتر ہو گا کہ جہاں ہیں وہیں رہیں"

نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صاحب آل انڈیا مسلم لیگ کا کام کرنے پر تیار نہیں ہوئے لیکن
قائد اعظم علیہ الرحمتہ نے سیاسی رشوت دینے کی اجازت بھی نہیں
دی۔(۱۷)

۱۹۴۳ء میں اسلامی اور قومی کتابوں کے تاجر اور ناشر شیخ محمد اشرف نے قائد
اعظم علیہ الرحمتہ کی سوانح حیات مطلوب الحسن سید سے لکھوائی۔ کتاب انگریزی میں تھی
اور عنوان تھا:

"محمد علی جناح ایک سیاسی مطالعہ"

اس کا دیباچہ لکھوانے کے لئے انہوں نے ڈاکٹر ذاکر حسین کے توسل سے
گاندھی سے رابطہ کیا۔ گاندھی فوراً تیار ہو گئے۔ انہیں تو خدا ایسا کوئی موقعہ دے...
شیخ محمد اشرف قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی اجازت لینے ان کی قیام گاہ ۱۰ ماؤنٹ
پلیزنٹ روڈ گئے اور کہنے لگے۔ "دیباچے کے لئے گاندھی کو تیار کیا ہے۔ اب آپ کی اجازت
درکار ہے" قائد اعظم رحمتہ اللہ نے فرمایا "میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ کیا پورے
ہندوستان میں کوئی مسلمان نہیں رہا جو اس کتاب پر دیباچہ لکھ سکے؟..." شیخ محمد اشرف نے

۱۷۔ "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۱۷۶ تا ۱۸۰

پوچھا کہ: "سر آغا خان کے بارے میں کیا خیال ہے۔؟" فرمایا "کوئی اور نام تجویز کیجئے" بالآخر خواجہ ناظم الدین کا نام تجویز ہوا۔"

شیخ محمد اشرف لکھتے ہیں کہ

"میں نے گاندھی سے دیباچہ لکھوانے کی تجویز محض کاروباری نقطہ نظر سے پیش کی تھی لیکن قائد اعظم کی نظر کہیں اور تھی"۔ (۱۸)

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس دہلی میں تقریر کرتے ہوئے مختلف صوبوں میں ۱۹۳۷ء کی کانگریسی وزارتوں کے طرز عمل کا ذکر کیا۔ آپ نے خصوصیت سے "بندے ماترم" اور اردو زبان کا ذکر کیا۔ قائد اعظم نے اپنی تقریر میں بنگالی ترانے "بندے ماترم" کے متعلق فرمایا کہ:

"اس سے شرک کی بو آتی ہے اور یہ مسلمانوں کے خلاف ایک قسم کا نعرۂ جنگ ہے"۔

کانگریسی وزارتوں والے صوبوں میں ہندی (ہندوستانی) کے دیوناگری رسم الخط میں جبری نفاذ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"میرے خیال میں یہ چیز اسلامی تمدن اور اردو زبان کے لئے مرگ ہے۔ اور ہمارے بچوں کے لئے مہلک ثابت ہو گی"

حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ کو قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تقریر جب پڑھ کر سنائی گئی تو علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بڑی مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا:

---

(۱۸) سعید راشد پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۷۶ تا ۱۸۰

"دو باتوں سے جی خوش ہوا۔۔۔ ایک تو جناح کے اس کہنے پر کہ "بندے ماترم" سے شرک کی بو آتی ہے۔۔۔ دوسرے اس پر کہ ہندی ہندوستانی تحریک دراصل اردو پر حملہ ہے اور اردو کے پردے میں بالواسطہ اسلامی تہذیب پر" (۱۹)

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کانگریسی لیڈر موہن داس کرم چند گاندھی (قتیل ۱۹۴۷ء) کو اپنی تقریروں میں ہمیشہ "گاندھی" ہی کہہ کر مخاطب کیا۔

---

(۱۹) مجلہ "ثانوی تعلیم" لاہور (قائداعظم نمبر) دسمبر ۱۹۷۶ء ص ۲۴۲

نوٹ:۔ مشہور متعصب بنگالی ہندو ناول نگار بنکم چیٹر جی کے ایک ناول "آنند امٹھ" میں ایک مشرکانہ گیت "بندے ماترم" شامل ہے۔۔۔ اصل میں یہ ایک نعرہ ہے ناول کی کہانی کے مطابق بنگالی ہندوؤں نے ایک سیاسی نما تحریک کا آغاز ہندو راج قائم کرنے اور بدیشیوں (غیر ملکیوں) کی حکومت کو مٹانے کے لیے کیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ "جب تک وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوں گے دم نہیں لیں گے۔۔۔" یہ گیت گایا جاتا تھا کہ ہندو مشتعل ہو کر اکٹھا ہو جائیں اور بدیشیوں کی بستیوں کو لوٹیں، جلائیں اور پردیسیوں کو قتل کر کے ان کے خون سے اپنے تعصب کی آبیاری کریں۔۔۔ بدیشیوں (غیر ملکیوں) سے اشارتاً مراد انگریز اور مسلمان دونوں ہی تھے۔۔۔ ہندو مہا سبھا کا لیڈر بال گنگا دھر تلک (بی جی تلک) بڑے بدیشیوں سے اوقات (مفہوم) ملیچھ مسلمان لیتے تھے۔۔۔ اور "سنگھٹن تحریک" کے تحت انہیں بھارت ورش سے نکالنا چاہتے تھے جبکہ کانگریس کے "مہاتما" گاندھی جی بدیشیوں (پردیسیوں) کا مطلب فرنگی (انگریز) بتاتے اور "سوراج" کے تحت انہیں بھارت ماتا سے نکالنا چاہتے تھے۔ قائداعظم نے سمجھایا کہ "یہ بنگالی ترانہ "بندے ماترم" کسی بھی حال میں، بالخصوص اہل اسلام کے نزدیک، مذہبی یا قومی ترانہ نہیں ہو سکتا"۔۔۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ نے خود کو اور اپنی قوم کو اٹ پرستی سے بچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔
تفصیل کے لیے دیکھیے: "صدیق علی خان، نواب: "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ کراچی)

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۔ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ

ہندو مسلم اتحاد

پر

کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام

جس میں

ذبح و قربانی کے متعلق نہایت تحقیق کے ساتھ عقلی نقلی اور اقتصادی پہلو سے بحث کرکے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمان اس شرعی حق سے جو شعائر اللہ میں داخل ہے کسی ملکی مصلحت یا خیالی نفع کی توقع پر دست بردار نہیں ہو سکتے

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

بار دوم — ایک ہزار جلد

مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں چھپا

(دسمبر ۱۹۲۵ء)

سرورق

"ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام" ۱۹۲۰ء از محمد عبدالحمید اشاعت دوم ۱۹۲۵

دسمبر ۱۹۲۰ء کے آخری عشرہ میں ناگپور میں آل انڈیا مسلم لیگ اور آل انڈیا کانگریس کے بیک وقت اجلاس ہوئے' اس اجلاس میں تقریباً پچاس ہزار آدمی شریک ہوئے تھے۔ اس اجلاس میں گاندھی نے جو قرارداد پیش کی اس میں کہا گیا تھا کہ :

"انڈین نیشنل کانگریس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستانی عوام تمام جائز اور پُرامن طریقوں سے "سوراج" حاصل کریں"۔

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے اس بنیادی تبدیلی کی شدید مخالفت کی اور اپنے مخصوص انداز میں ہندوستان کی صورت حال اور مستقبل میں پیدا ہونے والی مشکلات پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔۔۔ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران گاندھی کو "مسٹر گاندھی" کہہ کر مخاطب کیا۔۔۔ جس پر عوام (گاندھی کے "شردھالو") احتجاج کرتے رہے۔۔۔ ان کا اصرار تھا کہ "مہاتما گاندھی" کہا جائے...... لیکن قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنا طرز تخاطب تبدیل نہیں کیا"۔ ملخصاً (۲۰)

وہ لوگ جو قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو دین سے بیگانہ قرار دینے پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں وہ اپنے اکابر کے کردار کو کیوں نہیں دیکھتے ؟۔

ان مسلمان کہلانے والے لیڈروں کی کیا مجبوری تھی کہ وہ ایک مشرک، بت پرست ہی کو قائد و امام و پیشرو بنا بیٹھے ؟۔۔۔ مشرکین کے مجمع میں گھس بیٹھے ؟۔۔۔ گنگا جمنا' پریاگ کو (نعوذ باللہ) مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے ملانے لگے ؟۔۔۔ بت پرستوں کی اطاعت کرنے لگے ؟۔۔۔ آخر تک گاندھی کے اسیر بنے رہے ؟۔۔۔ گاندھی کو "مہاتما گاندھی" کہتے رہے۔۔۔ وہ کانگریسی علماء اور ان کے متبعین و معتقدین، مشرکوں میں ایسے شیر و شکر

---

(۲۰) رضی حیدر، خواجہ: "قائد اعظم کے ۷۲ سال" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۶ء) ص ۱۶۵

ہوئے کہ ان بت پرستوں مشرکوں سے شرک کی بو تک نہ آئی (۲۱) لیکن وہ صحیح العقیدہ مسلمان جو گاندھی کی "آندھی" سے بچ گئے وہ انہیں "مشرکین" نظر آئے ... اور خود وہ اپنے آپ کو بزعم خویش "موحدین" کہلاتے ... عجیب روش ہے!

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے ہر مسلمان کو آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت کی دعوت دی لیکن وہ سیاسی جوڑ توڑ کے قائل نہیں تھے۔ وہ اگر چاہتے تو آل انڈیا کانگریس میں شامل زر پرست کلمہ گو لیڈروں (نام نہاد عالموں) کو رشوت دے کر آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل کر سکتے تھے، لیکن انہوں نے کبھی بھی اس قسم کی کوئی گھٹیا حرکت نہ کی جو ایک راسخ العقیدہ مسلمان کے شایانِ شان نہ ہو ... دوسری طرف مسلمانوں کو کانگریس میں شامل کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا گیا اور ایسی گھٹیا حرکتیں مسلمان کہلانے والے اور امام الہند اور شیخ الاسلام کہلوانے لیڈر ہی کرتے رہے۔

---

(۲۱) ایسے کانگریسی مولویوں کے متعلق اکبر الٰہ آبادی نے خوب کہا تھا۔

کانگریس کے مولوی کی کیا پوچھتے ہو' کیا ہے؟
گاندھی کی پالیسی کا عربی میں ترجمہ ہے!!

مولوی ظفر علیخان نے کانگریسی علماء کی گاندھی سے محبت پہ کہا:

رسول اللہ کے "گھر" میں یہ کیسا انقلاب آیا کہ گاندھی کی کٹیا' عالمانِ دیں کا ڈیرا ہے
خدا ہی جانتا ہے حشر اس ٹولی کا کیا ہو گا حرم سے جس کی بد بختی نے رخ پھیرا ہے

حرم سے رخ پھرنے کا سبب بھی انہی کی زبانی سنئے "بکتے ہیں"۔

پالیا کانگریس نے ہو جنہیں "دینار" کا شربت
پسند آتا انہیں کب لیگ کا شربت "بزوری" ہے

اس "شربت دینار" کی بدولت گاندھی کی "مہاتمائی" کا ایسا اثر ہوا کہ ظفر علیخان اس گاندھی نوازی پر تڑپ کر پکار اٹھے۔

کیا پوچھتے ہو ہند میں دینِ خدا کا حال؟ ویراں ہے خانقاہ تو مسجد ہے پائمال
خود عالمانِ دین بھی پھنسے اس کے جال میں جس کا کہیں ہے توڑ وہ ہے کانگریس کی چال
کافر بھی مومنوں کے اولوالامر بن گئے کل تک جو تھا حرام ہوا آج ہے حلال
چھوڑا جہاد کو اور اپنا لیا قبول جو شیر تھے پہنے لگے لومڑی کی کھال
اسلام کے چمن میں جو منہ ہر دوار کے پھرتے ہیں پات پات پھدکتے ہیں ڈال ڈال
قرآن کے "ترجمان" ہیں کیوں مہاتما کی طرح چپ حالانکہ ہے مدینہ کے ناموس کا سوال
کیا انقلاب ہے کہ اساطین شرع تو دم مارنے کی گاندھی کے آگے نہیں مجال
کچھ جانتے بھی ہو کہ ہیں کیوں آج ہم ذلیل ہم پر ہمارے ان علماء کا پڑا وبال

("چمنستان" ص ۱۳۱) (ادارہ)

نواب صدیق علی خان ناگپوری کی زبانی سنئے:

"طرفہ تماشہ یہ کہ خود کو الگ تھلگ رکھ کر ایک کانگریسی مسلم رہنما مولانا ابوالکلام آزاد کو مسلم لیگی ممبروں کو جماعت سے توڑنے اور خریدنے کی گھٹیا خدمت انجام دینے پر مامور کیا۔۔۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی کیونکہ انگریزوں اور ہندوؤں کی ہندوستانی تاریخ میں ایسے مکروہ واقعات سے پٹی پڑی ہے۔۔۔ مولانا (ابوالکلام آزاد) نے چودھری خلیق الزماں صاحب پر پرانی دوستی کا سہارا لے کر ڈورے ڈالے لیکن یہ بھول گئے کہ چوہدری صاحب ایک پرانے اور جہاں دیدہ ماہر سیاسی کھلاڑی ہیں اور کانگریسی گھر کے "پرانے بھیدی" ہونے کی وجہ سے "کانگریسی لنکا" کو بڑی آسانی سے ڈھا سکتے ہیں۔

مولانا نے وزارت کا لقمہ تر چوہدری صاحب کو یہ کہہ کر پیش کیا۔ "اس کو کھانے سے قبل تمہیں چند شرطیں پوری کرنی ہوں گی:

۱۔ مسلم لیگ پارٹی کو ختم کر کے اس کے تمام تر ممبروں کے ساتھ (آل انڈیا) کانگریس میں بغیر کسی شرط کے شریک ہو جاؤ۔

۲۔ صوبائی مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کو توڑ دو۔"

اخباروں میں جب یہ خبر شائع ہوئی تو مسٹر جناح نے للکارا کہ "مرکز کو نظر انداز کر کے صوبہ مسلم لیگ اور صوبہ پارلیمنٹری بورڈ کو گفت و شنید کرنے کا کوئی مجاز نہیں ہے"

بالآخر چوھدری صاحب نے مولانا (ابوالکلام آزاد) کی اس پیش کش کو ٹھکرا دیا۔۔۔ بھلا وہ کیونکر اپنی جماعت کے قصر کو ڈھا کر اپنی پارٹی کی قبر کھودتے۔۔۔ مولانا (ابوالکلام آزاد) کو جب جماعتی سطح پر شکست کا منہ دیکھنا پڑا تو انہوں نے اپنی کارگزاری دکھانے کے لئے انفرادی سطح پر کام شروع کر دیا۔۔۔

ایک دو مسلم ممبروں کے مل جانے سے مولانا (ابوالکلام آزاد) کا کام بن گیا لیکن سب سے زیادہ مسلمانانِ سی پی کو سخت صدمہ پہنچا جب انہوں نے سنا کہ مسٹر یوسف جیسے بلند پایہ مسلم لیگی رہنما (آل انڈیا) مسلم لیگ کو چھوڑ کر وزارت کی خاطر کانگریسی صفوں میں جا کھڑے ہوئے"۔ (۲۲)

---

(۲۲) صدیق علی خان نواب "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء) ص ۸۷

نوٹ:- ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۸ء) ہندوستان کے معروف عالم دین مولانا خیرالدین دہلوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) کے فرزند تھے۔ مولانا خیرالدین علیہ الرحمۃ کا شمار ممتاز ہستی علماء کرام میں ہوتا ہے۔۔۔ حرم پاک میں کچھ عرصہ آپ علیہ الرحمۃ وعظ کرتے رہے۔ بغداد شریف میں بھی حاضری سے مشرف ہوئے اور درجنوں کتابوں کے مصنف تھے۔ ان میں علامہ سید احمد دحلان مکی علیہ الرحمۃ کی خواہش پر رد وہابیہ میں دس جلدوں میں ایک ضخیم کتاب لکھی جو اپنی مثال آپ تھی۔ افسوس صد افسوس آپ علیہ الرحمۃ کے فرزند ابوالکلام آزاد اور راہِ منزل ہائے ہٹ گئے اور اس میخانہ کے ساقی نہ رہے۔ گاندھی اور نہرو کے کچھ ایسے اسیر ہوئے کہ آخر دم تک ان کے دامن سے وابستہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات پر مسلمانوں سے زیادہ ہندو غمزدہ ہوئے۔۔۔ روئے اور خوب روئے ان کی مسلم دشمنی اور ہندو نوازی ضرب المثل تھی۔۔۔ تفصیل دیکھنی ہو تو درج ذیل مآخذ کی طرف رجوع کیجئے:

(i) محمود احمد قادری مولانا: "تذکرہ علماء اہل سنت" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء)

(ii) محمد صادق قصوری: "جعفرانِ ایں زماں" (مطبوعہ لاہور ۱۴۰۸ھ)

(iii) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری مولانا: "مشعل راہ" (مطبوعہ لاہور)

(iv) شاہ مصباح الحسن سید مفتی: "کانگریسی مسلمان اور حقائق قرآن" (مطبوعہ لاہور)

(v) ضیاء الحامد نقشبندی مولانا: "پاکستان اور کانگریسی علماء کا کردار" (مطبوعہ لاہور)

(vi) محمد جلال الدین قادری، مولانا: "ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

(vii) جمال الدین ڈاکٹر، سید: "امام احمد رضا اور مولانا آزاد کے افکار" (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء)

(viii) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "تحقیقات و تعاقبات" (مطبوعہ لاہور)

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سوانح حیات" پر گاندھی سے "دیباچہ" لکھوانا گوارا نہ کیا لیکن ابوالکلام آزاد اپنی کتاب "آزادی ہند" کا انتساب جواہر لال نہرو کے نام ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"دوست اور ساتھی جواہر لال نہرو کے لئے۔" (۲۳)

---

(۲۳) دیکھئے ابوالکلام آزاد: "آزادی ہند" (مطبوعہ کراچی)

نوٹ ابوالکلام آزاد کے شجر ملت سے کٹنے پر خان اصغر حسین خان نظیر لدھیانوی نے کہا اور خوب کہا کہ۔

دیکھ کیا حالت ہے اب کشمیر میں آزاد کی
کٹ کے ملت کے شجر سے اس نے پایا کیا ثمر

قوم کے جوش غضب سے ڈر کے بے روپوش آج
جو بھی اس ملک میں تھا قوم کا نورِ نظر

شخصیت کی ملتِ بیضا کو بے پرواہ کہاں
ہے وہی آزاد لیکن اب ہمارا ہے کہاں؟

ابوالکلام آزاد کے سیاسی عزائم و ہندو دوستی کے پیش نظر ان سے ظفر علیخاں یوں گویا ہوئے تھے۔

ابوالکلام آزاد سے یہ پوچھتے ہیں دل جلے
"آج کل تم پیشوائے امت مرحوم ہو؟

کیا خطاء کوئی بھی سرزد تم سے ہو سکتی نہیں؟
تم بھی کیا پاپائے روم کی طرح معصوم ہو؟

نہرو، گاندھی کے دل کا حال تم جانو اگر
پھر ذرا تم کو بھی قدرِ عافیت معلوم ہو

کٹ کے اپنوں سے ملے ہو جا کے تم اغیار سے
پھر یہ کہتے ہو کہ ہم ظالم ہیں تم مظلوم ہو

ہم مسلماں ہیں جو ہیں اوجِ سعادت کے ہما
آئیں اس کے سایہ میں ہم کس طرح جو بوم ہو

تم یہ کہتے ہو کہ مسلم لیگ ہے رجعت پسند
تم کہاں کے بقراطِ وقت اے مرے مخدوم ہو؟

کیا تماشا ہے کہ ہم گاندھی کے آگے سر جھکائیں
کیا قیامت ہے کہ جو حاکم ہے وہ محکوم ہو؟

اے خدا! راہ ہدایت اس مسلماں کو دکھا
غیرتِ اسلام کی دولت سے جو محروم ہو

("چمنستان" مطبوعہ لاہور، ص ۹۲)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

ایک مسلمان سے نہ رہا گیا اور کہہ اٹھا

جو تھا "امام الہند" کل، آج "امام الہنود" ہے

کل تھا اک آزاد مسلمان، آج "غلام الہنود" ہے

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء)

سید انور علی کرمانی نے ایک نظم لکھی تھی جو روزنامہ "نوائے وقت" (لاہور) ۳ جولائی ۱۹۴۸ء کے شمارہ میں شائع ہوئی اسے "جعفران ایں زمان" ص ۲۷۔۲۸ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں...... گاندھی کے محبوب "الفضل" کے متعلق یہ عوام المسلمین کا عوامی رد عمل تھا...... (ادارہ)

یعنی رسالہ

حالات حاضرہ پر دو ضروری فتوے

المحجة المؤتمنة في آية الممتحنة

۱۳۳۹ھ

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے کبھی بھی کانگریسی لیڈر گاندھی کو "مہاتما" کہہ کر مخاطب نہیں کیا لیکن مسلمان کہلانے والے کئی کانگریسی علماء گاندھی کو "مہاتما" کہہ کر پکار رہے تھے۔ پھر ان کی تقلید میں بعض کم علم یا کم فہم بھی گاندھی کو "مہاتما" کہتے اور لکھتے ہیں حالانکہ شرعاً اس کی ممانعت ہے اس سلسلہ میں مفتی اعظم محمد مظہر اللہ دہلوی حنفی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) سے اس کا شرعی حکم دریافت کیا گیا تو آپ علیہ الرحمۃ نے ... ایمان افروز فتویٰ جاری فرمایا۔ صرف اس کی تمہید ملاحظہ ہو:

"گاندھی کو مہاتما ..... کہنا اور اس کی فتح کے نعرے لگانا ..... شرعاً ناجائز و حرام ہے کہ مہاتما کے معنیٰ ہے روح اعظم اور روح کا اطلاق "قرآن پاک" میں جان پر بھی آیا ہے ..... اور وحی پر بھی ..... اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو بھی یہ لقب عطا ہوا ہے ..... اور حضرت جبرئیل علیٰ نبینا و علیہ السلام کو بھی ..... پس ان معانی و القاب پر نظر کرتے ہوئے اس کے یہ معانی ہوں گے کہ تمام جانوں میں بڑی جان ..... یا حق تبارک و تعالیٰ کی وحیوں میں بڑی وحی ..... یا حضرت عیسیٰ و حضرت جبرئیل علیٰ نبینا و علیہما السلام سے بلند مرتبہ۔

اب مسلمان خود ہی غور کر لیں کہ جس لفظ کے یہ معانی ہوں گے اس کو ایسے (مشرک بت پرست) شخص کے لئے جس کو نصوص قطعیہ میں ذلیل سے ذلیل تر بتایا گیا ہو کیونکر استعمال کیا جا سکتا ہے؟ (۲۲)

---

(۲۲) محمد مسعود احمد، پروفیسر: "فتاویٰ مظہری" مطبوعہ کراچی ص ۳۶۸

نوٹ: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب کسی سوال پوچھا کہ: "مشرک کافر بت پرست کو مہاتما (مہان آتما) کہنا کیسا ہے؟" تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "مہاتما کے معنی ہیں روح اعظم جو خاص لقب سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ مشرک کو اس سے تعبیر کرنا صریح مخالفت خدا اور رسول ہے۔

حدیث (شریف) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: منافق کو "اے سردار" نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہے تو تم نے اپنے رب عزوجل کا غضب لیا" ..... اب او مرتد منافق و مشرک کافر کو مہاتما و روح اعظم کا مصداق کرنا انہیں نسبتوں سے اس پر اللہ عزوجل کا غضب اترے ..... والعیاذ باللہ رب العالمین اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے ..... مسلمان کرے ..... مسلمان رکھے ..... مسلمان مارے ..... مسلمان اٹھائے ..... "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" [illegible] ص ۳۰۹)

محترم ... آج تک کئی مسلمان کہلانے والوں نے آنکھیں نہ کھولیں ..... وہ بھی گاندھی کو "مہاتما" ... بھی ... مہاتما ہی کہتے اور لکھتے ہیں ..... اللہ تعالیٰ جل شانہٗ انہیں سمجھ عطا فرمائے۔ آمین (...)

اس سے ایک سنی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلم لیگی موقف اور تحریک پاکستان میں اسلامیان ہند کی راہنمائی بھی ظاہر ہوتی ہے۔

گاندھوی علماء نے نہ صرف گاندھی کو "مہاتما" کہا بلکہ اس سے مدرسہ کا افتتاح بھی کرایا۔

"مولانا ابوالکلام آزاد کی کوششوں سے مدرسہ اسلامیہ کلکتہ دسمبر ۱۹۲۰ء میں قائم ہوا۔ جس کے صدر مدرس مولوی حسین احمد مدنی مقرر ہوئے۔ عارضی طور پر جامع مسجد ناخدا کی بالائی منزل کے کمرے اور بڑے ہال میں اس کا آغاز کیا گیا رسم افتتاح مسٹر گاندھی نے ادا کی۔۔۔۔ اس موقع پر مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔۔۔۔ مسٹر گاندھی نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "اس وقت اسلام خطرے میں ہے"۔ (۲۵)

یہی نہیں بلکہ منبر رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم) پر ایک مشرک کو بٹھایا:

"گروہ علماء نے مسٹر گاندھی کو جامع مسجد شیخ خیر الدین امرتسر میں لا کر منبر رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم) پر بٹھایا اور خود اس کے قدموں میں بیٹھے اور یہ دعا کی گئی کہ: "اے اللہ! تو گاندھی کے ذریعہ اسلام کی مدد فرما"۔ (۲۶)

گاندھی نے تحریک کھدر کے ذریعہ مسلمان پارچہ بافوں کی کمر توڑی اور خود کھدر کی ٹوپی اوڑھی بس پھر کیا تھا کئی گاندھوی علماء بھی گاندھی کی اندھا دھند تقلید کرنے لگے۔

سید کشفی شاہ نظامی رحمہ اللہ نے مسلمانوں کو خبردار کرتے ہوئے کہا لکھا:

---

(۲۵) شاہ مصباح الحسن سید، مفتی: "تحریک مسلمان اور حقائق قرآن" (مطبوعہ لاہور) صفحہ ۵

(۲۶) عبدالنبی کوکب قاضی: "مقالات یوم رضا" (حصہ اول مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء) ص ۹۸، ۹۹

"میں نے گاندھی جی کی ٹوپی اور کھدر کی نسبت اپنے خیال کا اظہار کیا تھا کہ:

"مسلمانوں کو گاندھی جی کی ٹوپی استعمال نہ کرنی چاہیے۔ گاندھی جی کی ٹوپی کا استعمال ہماری قومی غیرت کے لئے ایک دھبہ ہے"۔ اس پر ہندو اخبارات نے بہت ناراضگی کا اظہار کیا۔ مگر اب بھی (میری) یہی رائے ہے کہ گاندھی کی ٹوپی مسلمان نہ پہنیں۔ اس کے عوض اپنی قومی ٹوپی ہی استعمال کریں۔"(۲۷)

---

(۲۷) بشیر احمد سعدی شکروری، سید "حیات کشفی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹) ص ۴۴۱، ۴۴۲

نوٹ: سید مولانا محمد اشرف کشفی شاہ نظامی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۹۷۶ء) پنجاب کے رہنے والے تھے۔۔۔ حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ہیں پرجوش اور باعمل مسلمان تھے۔۔۔ آپ نے شدھی اور سنگھٹن تحریکوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آپ علیہ الرحمۃ نے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بین الاقوامی سطح پر نہایت اہتمام سے منانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔۔۔ پاکستان کے نامور قانون دان ایس ایم ظفر آپ ہی کے فرزند ارجمند ہیں (دیکھئے حیات کشفی)

نوٹ: جہلم میں مسلم لیگ پارٹی اس دوران مولوی "مدنی" ٹانڈوی کے نام کانگریس کا ۷۰۰ سات سو روپے کا منی آرڈر ایک مسلم لیگی کلرک نے پکڑ لیا جس پر مولوی ظفر علی خاں نے لکھا۔

غداریٔ وطن کا صلہ سات سو فقط؟ ایماں ہی بیچنا ہے تو سستا نہ کیجئے
بھرنا ہی پیٹ ہے تو طریقے ہیں اور بھی دو روٹیوں پہ اسلام کو بیچا نہ کیجئے
شائستگی سے دیجئے گر بن سکے جواب ورنہ ابھی سے مشق تبرا نہ کیجئے
اسلام کو نہ مفت میں بدنام کیجئے
حجرے میں جا کے بیٹھئے، آرام کیجئے

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، ۳ نومبر ۱۹۴۵ء)

مدن موہن "مالوی" جیسے متعصب ہندو کو سینے لگانے والے کانگریسی "شیخ الاسلام" حسین احمد "مدنی" کا تعلق ٹانڈہ کے محلہ "مدن پورہ" سے تعلق تھا جس پر اسد ملتانی نے فرمایا:

بجا ہے مولویوں کو یہ کیا ہے مولا لگا رہے ہیں جو وہ "مالوی" کو سینے سے؟
یہ مولوی "مدنی" سے کوئی ذرا پوچھے "مدن" سے آپ کو نسبت ہے یا مدینے سے؟

گاندھی کے حکم کے مطابق تمام کانگریسی مولویوں نے کھدر پہنا جو ان کی خاص علامت تھی۔۔۔۔ اس وقت انھیں تشبہ بالکفار (تشبہ بالہنود) یاد نہ آیا۔۔۔۔ اس سلسلہ میں ان کانگریسی علماء بالخصوص حسین احمد مدنی ٹانڈوی نے نمایاں طور پر کردار ادا کیا۔ مولوی محمد زکریا فرماتے ہیں کہ:

"مولوی حسین احمد مدنی جس مولوی کو غیر کھدر کا کرتہ پہنے دیکھتے اسے گریبان سے پکڑ کر چاک کر دیتے" ("یاد ایام" ص ۲۹۵) (۲۸)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود لکھتے ہیں:

"سندھ کے فاضل جلیل مولانا محمد ہاشم جان مجددی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء) راقم سے فرماتے تھے۔ کہ مولوی حسین احمد مدنی سندھ آئے اور یہاں بھرے مجمعوں میں صافے اتروا کر کھدر کی ٹوپیاں پہنائیں۔ یہ سب مولانا محمد ہاشم مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا چشم دیدہ ہے۔ ویسے مولوی حسین احمد نے ہمیشہ کھدر پہنا۔ اس معاملے میں وہ آخر تک متشدد رہے۔۔۔۔ نیز ملاحظہ ہو "دس بڑے مسلمان" از پروفیسر رشید احمد ارشد ص ۳۹۳' (۲۹)

---

(۲۸) نواب الدین گولڑوی، حاجی: "تحریک پاکستان اور دیوبندیوں کا کردار" (مطبوعہ لاہور) ص ۱۳

(۲۹) محمد مسعود احمد پروفیسر: "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء) ص ۱۴۳

نوٹ: یہاں موقع محل کی مناسبت سے قائداعظم علیہ الرحمۃ کے مخالفین اور گاندھوی علماء کی ہندو نوازی اور بے راہ روی کی صرف چند مثالیں دی گئی ہیں اگر مزید جھلکیاں دیکھنی ہوں تو مندرجہ ذیل ماخذ کی طرف رجوع کیجئے:

(i) تاج الدین احمد تاج، منشی: "ہندوؤں سے ترک موالات" (مطبوعہ لاہور)

(ii) محمد جلال الدین قادری، مولانا: "ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست" (مطبوعہ لاہور)

(iii) محمد شریف نوری، مولانا: "افکار و سیاسیات علماء دیوبند" (مطبوعہ لاہور)

(iv) محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا: "تعارف علماء دیوبند" (مطبوعہ لاہور)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

(v) نفیس اشرف اعظمی، مولانا: "برصغیر پاک و ہند کی چند اسلامی تحریکیں اور علمائے حق" (مطبوعہ لاہور)

(vi) عبدالحلیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "مشعل راہ" (مطبوعہ لاہور)

(viii) محمد مسعود احمد، پروفیسر: "تنقیدات و تعاقبات" (مطبوعہ لاہور)

(ix) محمد صادق قصوری: "جعفران ایں زماں" (مطبوعہ لاہور)

(x) مختار جاوید: "دارالعلوم دیوبند کے سو سال" (مطبوعہ لاہور)

(xi) نواب الدین گولڑوی حاذق: "تحریک پاکستان اور دیوبندیوں کا کردار" (مطبوعہ لاہور)

(xii) محمد صفدر علی صابر: "اکابرین دیوبند کا گٹھ جوڑ" (مطبوعہ ملتان)

(xiii) محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "مخالفین پاکستان" (مطبوعہ سیالکوٹ)

(xiv) ابو داؤد محمد صادق، مولانا: "انگریز اور پاکستان کے حامی و مخالف علماء کا بیان" (مطبوعہ لاہور)

(xv) شاہ مصباح الحسن سید، مفتی: "کانگریسی مسلمان اور حقائق قرآن" (مطبوعہ لاہور)

(xiv) محمد جلال الدین قادری، مولانا: "کھلی چٹھی بنام جمعیۃ العلماء و مجلس احرار اسلام" (مطبوعہ لاہور)

(xvii) سید سلیمان اشرف بہاری، پروفیسر: "النور" (مطبوعہ لاہور)

(xviii) سید سلیمان اشرف بہاری، پروفیسر: "الرشاد" (مطبوعہ لاہور)

مولوی حسین احمد مدنی ٹانڈوی (م ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء) علمائے دیوبند میں ممتاز و نمایاں ہیں۔۔۔ کانگریس کی حمایت اور مسلم لیگ کی مخالفت میں ابوالکلام آزاد کے بعد ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ یہ ٹانڈہ کے محلہ مدن پورہ کے رہنے والے تھے اسی لئے "مدنی کہلائے"۔۔۔ بعض لوگ مدینہ منورہ کی نسبت سے انہیں مدنی سمجھ بیٹھے ہیں جو کہ غلط ہے۔

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) نے جب بعض دیوبندی علماء کی ان گستاخانہ عبارات پر گرفت کی جن سے تنقیص خدا و رسول ہوتی تھی تو ان گستاخ علماء کی وکالت کی "سعادت" بھی مولوی حسین احمد مدنی کے حصہ میں آئی۔۔۔ انھوں نے ایک کتاب "الشہاب الثاقب" لکھ کر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ذات اقدس پر خوب کیچڑ اچھالا اور چھ سو چالیس (۶۴۰) گالیاں دے کر گالیوں کا عالمی ریکارڈ قائم کیا جس پر علمائے دیوبند جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔۔۔ ان کے لغو اعتراضات اور بے جا الزامات کے جواب میں مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ نے "رد شہاب ثاقب بر وہابی خائب" لکھ کر اپنے مدلل اور تحقیقی

حاشیہ جوابات دیے کہ آج تک ان کے کسی عقیدت مند کو جواب دینے کی جرات نہ ہوئی۔

مولوی حسین احمد مدنی ٹانڈوی نے جب نعرہ لگایا کہ "اقوام اوطان سے بنتی ہیں، مذہب سے نہیں" تو مصور پاکستان علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے جواب میں درج ذیل بصیرت افروز قطعہ موزوں کیا جسے شہرت عام بقائے دوام حاصل ہوئی۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

یہ ایمان افروز قطعہ شائع ہونے پر مولوی حسین احمد مدنی اور ان کے حواریوں نے شاعر مشرق علامہ اقبال کو بھی سب وشتم کا نشانہ بنایا تھا۔ یہ لافانی قطعہ آج بھی "ارمغان حجاز" میں موجود ہے۔ تفصیل کے لیے درج ذیل ماخذ دیکھئے:

(۱) محمد اجمل شاہ سنبھلی، مفتی: "رد شہاب ثاقب بر وہابی خائب" (مطبوعہ لاہور)

(۲) رازی، مولانا: "متحدہ قومیت اور اسلام" (مطبوعہ لاہور)

(۳) نور محمد قادری، سید: "اقبال کا آخری معرکہ" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۷ء)

(۴) محمود احمد ساقی، ڈاکٹر: "اقبال، احمد رضا کے فکری زاویئے" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

(۵) محمد طاہر فاروقی، پروفیسر: "اقبال اور محبت رسول" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء)

(۶) نذیر نیازی، سید: "اقبال کے حضور" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۱ء)

(۷) محمد صادق قصوری: "جعفران ایں زماں" (مطبوعہ لاہور)

(۸) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "مشعل راہ" (مطبوعہ لاہور)

(۹) راجا رشید محمود: "اقبال، احمد رضا" (مطبوعہ لاہور)

(۱۰) محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: "دو قومی نظریہ، حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال"

(۱۱) محمد احمد خان: "اقبال کا سیاسی کارنامہ" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء)

مولوی ظفر علی خاں نے اپنی کھدر دھاری مدنی پوری مولوی صاحب کے کانگریسی جذبات کی یوں عکاسی کی تھی ؎

وطن جس کی رو سے ہے بنیادِ ملت
میں اس شرع کی کر رہا پیروی ہوں
اہنسا کا فوارہ اچھلا ہے جس سے
میں اس زندگانی کی شانِ نوی ہوں
سکھاتا ہے جو ناچنا اور گانا
میں اس مدرسہ کا بڑا مولوی ہوں
کوئی قادری ہے، کوئی سہروردی
مرا فخر یہ ہے کہ میں گاندھوی ہوں

("چمنستان" مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۳۴)

خان اصغر حسین خان نظیر لدھیانوی نے مولوی مدنی پوری تی تاندوی کے لیے کہا کہ:

مسجد نبوی میں جو کل تک رہا گرم سجود
واردھا کے آشرم میں جھک گیا آج اس کا سر
کل تک جس کی جلالت تھی حرم کی پاسباں
آج ہے وہ کانگریس ورکنگ کمیٹی کی بچ

(ادارہ)

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ

تضمین بر اشعارِ علامہ اقبال

(از خان صفدر حسین خلش نظیر لدھیانوی)

جو جانتا نہیں جینا وہ جانے کیا مرنا | حرم سے ٹوٹ کے دشوار ہے بسر کرنا
جہاں میں ہر کہیں رہنا عرب کا دم بھرنا | عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ

ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

حدودِ ہند و سمرقند و چین میں ہے پابست | ہے فکرِ جامِ شرابِ کنشت سے سرمست
حرم کو چھوڑ کے بتخانے سے ہے پیوست | سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است

چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است

روا نہیں ہے تمیزِ جمال و صورت و پوست | جہاں میں متحد اک لا الٰہ سے ہیں سب دوست
متاعِ فخر دہلی نہ اصفہان نہ خوست | بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

ہفتہ وار سعادت لائل پور (فیصل آباد)

۸ جولائی ۱۹۴۵ء، صفحہ ۵

غور کیجیے کہ جو کانگریسی لیڈر آخر تک بے راہ روی کا شکار رہے۔۔۔ "ہندے ماترم" سنتے سناتے رہے۔۔۔ گاندھی کو "مہاتما گاندھی" کہتے رہے۔۔۔ اپنے معتقدوں سے گاندھی کو "مہاتماجی" کہلواتے رہے۔۔۔ مسلمانوں کو رشوت دے کر کانگریس میں شامل کرتے رہے۔۔۔ اپنی کتاب کا انتساب "نہرو" کے نام کرتے رہے۔۔۔ مدرسہ کا افتتاح گاندھی سے کراتے رہے۔۔۔ گاندھی کو منبر رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم) پر بٹھاتے رہے۔ گاندھی کے اشارے پر مرمٹتے رہے۔۔۔۔ وہ تو پھر بھی پکے اور سچے مسلمان رہے۔ "امام الہند" اور "شیخ الہند" کہلواتے رہے۔۔۔۔ لیکن جو اس بے راہ روی کا شکار نہ ہوا وہ (نعوذباللہ) "کافر اعظم" ہے۔ العجب! ثم العجب!!

دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی شہتیر؟ اور اپنی آنکھ کا شہتیر تنکا بھی نہیں۔؟

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی نماز' عقائد' اعمال اہل سنت وجماعت کے طریق کے مطابق تھے لیکن اس وقت سیاسی حالات' انگریزوں کی سازشوں اور ہندوؤں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو مذہبی بحث سے دور رکھا۔ انگریز اور ہندو تو اس مرد مجاہد کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ لیکن مسلمان کہلانے والے کانگریسی لیڈروں نے انہیں متنازعہ بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک کے بارے میں بدگمانیاں پھیلائی گئیں۔۔۔ بدگمانیوں کے مصنوعی بادل پھیلتے گئے کبھی مشہور کیا گیا وہ "آغا خانی" ہیں۔۔۔ کبھی ان کی شادی کو غلط رنگ دے کر "کافر اعظم" کہا گیا۔۔۔ کبھی انہیں (اسماعیلی) شیعہ فرقہ سے منسلک کیا گیا۔ اور کبھی بیٹی کے حوالے سے انہیں پارسی ہونے کا طعنہ دیا گیا۔۔۔ یہ سلسلہ صرف قیام پاکستان تک نہ تھا بلکہ مخالفین پاکستان کی معنوی ذریت آج تک ان بدگمانیوں کو پھیلانے میں شب و روز مصروف عمل ہے۔۔۔ مملکت خداداد

پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقع پر کانگریسی علماء کے عقیدت مند گاندھوی امام الہند ابوالکلام آزاد کے ارادت مند ڈاکٹر ابو سلیمان شاہجہانپوری ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"بانی پاکستان (اسماعیلی) شیعہ تھے۔ وہ اپنے (اسماعیلی) عقیدے میں سچے و مخلص تھے۔ وہ اگرچہ اسلامی حکومت کے قیام کے دل سے خواہاں ہوں گے لیکن اپنے (اسماعیلی شیعہ) عقیدے کے مطابق' نہ کہ آپ کی آرزوؤں کے مطابق؟۔۔۔ اگرچہ حالات سازگار ہوتے تو وہ اپنے (اسماعیلی) عقیدے کے مطابق ضرور ایک (اسماعیلی) شیعہ اسٹیٹ قائم کرتے"۔ (۳۰)

مزید گلفشانی فرماتے ہیں:

"بانی پاکستان اپنے خاندان' پیدائش' شادی' وفات' تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ غرض یہ کہ اپنی زندگی اور تمام رسومات میں بالاعلان اور بالاعمال آغا خانی اسماعیلی تھے اور مسلمان خواہ ان کی اس حقیقت پر اور ان کے (اسماعیلی) عقیدے پر چیں بہ جبیں ہوں لیکن خود ان کے لئے یہ بات قابل فخر سمجھی گئی اور اسی کا اظہار کیا گیا ہے"۔ (۳۱)

بدوں سے نیک اور نیکوں سے بد پیدا ہوتے رہے ہیں۔۔۔ ایمان' نیکی اور بدی وراثت میں نہیں ملتے۔۔۔ اگر بالفرض ایک خاندان گمراہ ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اس میں پیدا ہونے والا ہر فرد ہی گمراہ ہو؟۔ جو خوش نصیب کسی وقت بھی راہ راست پر آجائے اس کو دل و جان سے قبول کر لینا چاہیئے نہ کہ اسے خاندان کے حوالے سے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔۔۔ ایسی کئی شخصیات ہیں جو اندھیرے سے اجالے کی طرف آئی ہیں تو کیا اب ان کے ماضی کو فراموش نہیں کیا جائے گا؟۔۔۔

---

(۳۰) ماہنامہ "الحق" (اکوڑہ خٹک) ۱۹۹۷ء' ص ۶۰

(۳۱) ماہنامہ "الحق" (اکوڑہ خٹک) ستمبر ۱۹۹۷ء' ص ۵۷

یہ درست ہے کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ پنجابی مسلم راجپوت ہیں۔ ان کے ایک جد امجد کاٹھیاوار چلے گئے تھے اور وہاں انہوں نے ایک خوجہ کی لڑکی سے شادی کر لی اور پھر ان ہی کے خاندان میں مل گئے اور اسی بناء پر قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو بھی آغا خانی اور اسماعیلی شیعہ کہا جاتا ہے (۳۲)

---

(۳۲) جس طرح دیوبندی وہابی حضرات' بانی پاکستان قائد اعظم کو اسماعیلی شیعہ اور آغا خانی اسماعیلی بتا کر ان کی تحقیر کرتے اور عامۃ المسلمین کو ان سے متنفر کرنے کی جسارت کرتے ہیں اسی طرح عام اثناء عشری شیعہ' قائد اعظم محمد علی جناح کو "صرف" شیعہ بتا کر اپنے لئے "مور پنکھ" بنانے کی سعی رائیگاں کرتے ہیں۔۔۔۔ یاد رہے کہ اسماعیلی شیعہ اور اثنا عشری شیعہ (امامیہ شیعہ) میں یوں تو کئی امتیازات ہیں مگر ان میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اثنا عشری شیعہ بارہ ائمہ کو مانتے ہیں جبکہ اسماعیلی شیعہ سات ائمہ کو مانتے ہیں۔ پہلے چھ ائمہ یعنی امام اول حضرت امیر (یعنی چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے امام ششم حضرت جعفر صادق (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تک دونوں فرقے متفق ہیں۔۔۔۔

اسماعیلی شیعہ فرقے کے مطابق "ساتویں امام معصوم" حضرت اسماعیل ہیں۔۔۔۔ ان کے نزدیک امام معصوم حضرت اسماعیل کا انکار کرنے اور چھ "غیر معصوم" اشخاص (آخری چھ ائمہ) کی امامت و عصمت کا اقرار کرنے کی وجہ سے اثنا عشری شیعہ اہل ایمان سے خارج ہیں۔۔۔۔ دوسری جانب اثنا عشری شیعہ فرقہ دیگر چھ ائمہ امام ہفتم حضرت موسےٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے بارھویں امام غائب تک کو مانتا ہے۔۔۔ ان کے نزدیک ایک "غیر معصوم" شخص اسماعیل کے امام معصوم ہونے کا اقرار کرنے اور چھ ائمہ معصومین کی امامت و عصمت کا انکار کرنے کی بدولت اسماعیلی شیعہ خارج از اسلام ہیں اس لحاظ سے محمد علی جناح کو اسماعیلی شیعہ یا آغا خانی ثابت کرنے سے عام شیعوں (اثنا عشریوں) کو کوئی فائدہ نہیں بلکہ ان کے بنیادی مسلک کے خلاف ہے۔۔۔

یاد رکھیے کہ روافض میں کسی بھی امام معصوم کی امامت و عصمت کا انکار یا ان کی تحقیر و تنقیص کرنا یا کسی غیر معصوم شخص کو امام معصوم ماننا ان کے بنیادی عقائد کے لحاظ سے کفر صریح کی حیثیت رکھتا ہے۔۔۔

حاشیہ

روافض کے متعلق مزید تفصیلات کے لیے درج کتب و رسائل ملاحظہ فرمائیں:

(۱) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "رد الرفضہ" (۱۳۲۰ھ) مطبوعہ لاہور

(۲) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ" (۱۳۰۶ھ) لاہور

(۳) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ" (۱۳۲۱ھ)

(۴) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "اسلام اور شیعیت" (مجموعہ رسائل) لاہور

(۵) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ" (۱۳۱۷ھ) لاہور

(۶) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "الجرح الوالج فی بطن الخوارج" (۱۳۰۵ھ) لاہور

(۷) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "الصمصام الحیدری علی حمق العیار المفتری" (۱۳۰۳ھ)

(۸) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "الرائحۃ العنبریۃ من المجمرۃ الحیدریۃ" (۱۳۰۰ھ)

(۹) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "لمعۃ الشمعۃ لہدی شیعۃ الشنعۃ" (۱۳۱۲ھ)

(۱۰) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "البشری العاجلۃ من تحف آجلۃ" (۱۳۰۰ھ)

(۱۱) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام" (۱۳۱۲ھ)

(۱۲) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "ذب الاھواء الواہیۃ فی باب الامیر معاویۃ" (۱۳۱۲ھ)

(۱۳) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "اعلام الصحابۃ الموافقین للامیر معاویۃ و ام المومنین" (۱۳۱۲ھ)

(۱۴) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "الاحادیث الراویۃ لمدح الامیر معاویۃ" (۱۳۱۳ھ)

(۱۵) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی و الصدیق" (۱۲۹۷ھ)

(۱۶) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "الزلال الانقیٰ من بحر سبقۃ الاتقیٰ" (۱۳۰۰ھ)

(۱۷) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" (۱۲۹۷ھ)

(۱۸) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "وجہ المشوق بجلوۃ اسماء الصدیق و الفاروق" (۱۲۹۷ھ)

(۱۹) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "الکلام البہی فی تشبیہ الصدیق بالنبی" (۱۲۹۷ھ)

(۲۰) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "معتبر الطالب فی شیون ابی طالب" (۱۲۹۴ھ) مطبوعہ بریلی

(۲۱) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "شرح المطالب فی مبحث ابی طالب" (۱۳۱۶ھ) لاہور

(۲۲) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "ایمان صدیق و علی" (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) لاہور

(۲۳) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "ابوبکر صدیق اکبر اہلبیت اطہار کی نظر میں" (زیر طبع)

حاشیہ

(۲۴) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "صدیق اکبر عتیق الاطہر" (منقبت مع شرح) زیر طبع

(۲۵) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "فضائل فاروق" (طویل قصیدہ مع شرح) پیلار

(۲۶) احمد رضا خاں محدث بریلوی، مولانا: "جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان" (۱۳۲۲ھ) لاہور

(۲۷) محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: "امام احمد رضا اور رد شیعہ" (مطبوعہ حیدرآباد)

(۲۸) محمد علی، مولانا: "عقائد جعفریہ" (۴ جلدیں) مطبوعہ لاہور

(۲۹) محمد علی، مولانا: "تحفہ جعفریہ" (۵ جلدیں) مطبوعہ لاہور

(۳۰) محمد علی، مولانا: "فقہ جعفریہ" (۴ جلدیں) مطبوعہ لاہور

(۳۱) محمد علی، مولانا: "دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ" (۲ جلدیں) مطبوعہ لاہور

(۳۲) محمد عمر اچھروی، مولانا علامہ: "مقیاس خلافت" (مطبوعہ لاہور)

(۳۳) صوفی محمد اللہ دتہ، مولانا علامہ: "ایمان ابی طالب؟" (مطبوعہ لاہور)

(۳۴) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، علامہ: "مشعل راہ" (مطبوعہ لاہور)

(۳۵) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، علامہ: "شیعہ دھرم" (زیر طبع)

(۳۶) بدر القادری، علامہ، (ہالینڈ): "اسلام اور خمینی مذہب" (مطبوعہ لاہور ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء)

(۳۷) ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی، مولانا: "شیعہ مذہب کی ابتداء" (مطبوعہ لاہور)

(۳۸) ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی، مولانا: "۴۰ مسائل شیعہ" (مطبوعہ لاہور)

(۳۹) ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی، مولانا: "ماتم کا شرعی حکم" (مطبوعہ لاہور)

(۴۰) ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی، مولانا: "دلائل المسائل" (مطبوعہ لاہور)

(۴۱) ابو الحسنات محمد اشرف سیالوی، علامہ: "تحفہ حسینیہ" (۳ جلدیں) مطبوعہ لاہور

(۴۲) پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف: "تصفیہ مابین سُنّی و شیعہ" (مطبوعہ)

(۴۳) محمد کرم شاہ الازہری، پ: "سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسئلہ فدک" (لاہور)

(۴۴) محمد کرم شاہ الازہری، پ: "سیدنا صدیق اکبر پر اعتراضات کا علمی جائزہ" (مطبوعہ لاہور)

(۴۵) بدر القادری، علامہ، (ہالینڈ): "مسئلہ خلافت اور شیعہ مذہب" (مطبوعہ لاہور)

(۴۶) بدر القادری، علامہ، (ہالینڈ) "صحابہ کرام: اسلامی موقف VS خمینی اور شیعیت" (لاہور)

حاشیہ

(۴۷) بدر القادری، علامہ، (ہالینڈ): "قرآن اور صحابہ: شیعی کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور)

(۴۸) بدر القادری، علامہ، (ہالینڈ): "تقیہ اور شیعیت" (مطبوعہ لاہور)

(۴۹) بدر القادری، علامہ، (ہالینڈ): "متعہ اور شیعیت" (مطبوعہ لاہور)

(۵۰) بدر القادری، علامہ، (ہالینڈ): "ماتم و نوحہ اور روایات شیعہ" (مطبوعہ لاہور)

(۵۱) الشاہ عبد العزیز محدث دہلوی: "تحفہ اثناء عشریہ" (اردو ترجمہ۔ مطبوعہ لاہور)

(۵۲) محمود احمد رضوی، سید، علامہ: "حدیث قرطاس" (مطبوعہ لاہور)

(۵۳) غلام دستگیر قصوری، مولانا: "ہدیہ التشیعین" (مطبوعہ لاہور)

(۵۴) نور بخش توکلی، علامہ: "تحفہ شیعہ" (۲ جلدیں) مطبوعہ لاہور

(۵۳) خواجہ قمر الدین سیالوی، شیخ الاسلام: "مذہب شیعہ" (مطبوعہ لاہور)

(۵۴) محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ: "آئینہ شیعہ نما" (مطبوعہ بہاولپور)

(۵۵) محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ: "آئینہ مذہب شیعہ" (مطبوعہ بہاولپور)

(۵۶) محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ: "اشد العذاب علی شاتم الاصحاب" (زیر طبع)

(۵۷) محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ: "الاعلام فی فرق اذان الرفض واہل الاسلام" (بہاولپور)

(۵۸) محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ: "سُبّ و شتم ...... یا ...... ظلم و ستم ؟؟" (مطبوعہ بہاولپور)

(۵۹) محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ: "شرح حدیث افک" (مطبوعہ لاہور)

(۶۰) محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ: "ضرب الجلیل علی الرفض الذلیل" (مطبوعہ لاہور)

(۶۱) محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ: "نکاح ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا" (مطبوعہ لاہور)

(۶۲) محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ: "شیعہ مذہب نہیں ہوتا" (مطبوعہ بہاولپور)

(۶۳) محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ: "رد الزندیق عن ابی بکر الصدیق" (مطبوعہ بہاولپور)

(۶۴) محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "حق لاشریک ہے" (مطبوعہ لاہور)

مشہور ادیب علی سفیان آفاقی ایک مضمون میں لکھتے ہیں :

"قائد اعظم (رحمتہ اللہ علیہ) کی پہلی بیگم ان کی عدم موجودگی میں ہی انتقال کر چکی تھیں۔ اور انہیں رخصت ہو کر شوہر کے گھر آنے کی مہلت ہی نہ مل سکی تھی۔۔ محمد علی جناح نے بمبئی میں اپنے پاؤں جمالئے تو خاندان اور جاننے والوں میں اس ہونہار نوجوان کے رشتے کے لئے باتیں شروع ہو گئیں۔ ان کے والد کو بھی اپنے قابل کماؤ بیٹے کا گھر بسانے کی آرزو تھی۔۔۔ انہوں نے اپنے سالے قاسم موسیٰ کی صاحبزادی فاطمہ کو اپنے بڑے بیٹے کے لئے منتخب کیا جو محمد علی جناح کی ماموں زاد بہن تھیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ ایک خوش شکل اور خوش مزاج دوشیزہ تھیں' گورا رنگ' لمبا قد' سنہرے بال' بھوری آنکھیں اور تعلیم سے آراستہ۔۔۔ محمد علی جناح کے ماموں قاسم موسیٰ نہ صرف آغا خانی فرقے سے تعلق رکھتے تھے بلکہ وہ آغا خاں کے بڑے وزیر بھی تھے۔ محمد علی جناح کے بارے میں یہ خیال عام تھا کہ وہ آغا خانی مسلک سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔۔۔"

جناح پونجا نے یہ خیال اپنے صاحبزادے کی رضامندی حاصل کرنے کے بعد بھیجا تھا مگر قاسم موسیٰ کے لئے یہ ایک مشکل مرحلہ تھا۔ وہ آغا خان کے بڑے وزیر تھے جبکہ ان کا ہونے والا داماد اس مسلک سے لا تعلق تھا۔۔۔ دوسری بات یہ بھی تھی کہ قاسم ایک دولت مند آدمی تھے۔ ان کی بیٹی نے ناز و نعم میں پرورش پائی تھی لیکن محمد علی جناح ایک نووارد بیرسٹر تھے۔ انہیں ڈر تھا کہ شاید وہ ان کی صاحب زادی کو اس قدر آسائش فراہم نہیں کر سکیں گے۔ غالباً ان ہی دو وجوہات کی بناء پر قاسم موسیٰ پس و پیش میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے اپنے بھانجے کا رشتہ قبول نہیں کیا۔

محمد علی جناح کو اس انکار نے بہت ٹھیس پہنچائی۔۔۔ بعد میں کافی عرصے تک انہوں نے شادی کے بارے میں سنجیدگی سے نہیں سوچا بلکہ اپنی تمام تر توجہ اور صلاحیتیں اپنی پریکٹس پر مبذول کر دیں۔۔۔

محمد علی جناح کے والد کا کاروبار اچھی حالت میں نہ تھا اس لئے خاندان کی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی ان کے کندھوں پر آن پڑا تھا۔۔۔ سب سے پہلے تو بہنوں کے ہاتھ پیلے کرنے کا مسئلہ تھا۔۔۔ ان کے والد جناح پونجا کی خواہش تھی کہ دونوں بڑی بیٹیوں رحمت بی اور مریم بی کی شادیوں کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔

اس زمانے میں بڑی بیٹی رحمت بی کے لئے کلکتہ کے ایک تاجر قاسم کا رشتہ آیا جو مناسب اور موزوں تو تھا۔۔۔ مگر مشکل یہ تھی کہ قاسم کا تعلق سنی خوجہ مسلک سے تھا جناح پونجا کے لیے یہ ایک مشکل مرحلہ تھا مگر صاحبزادے محمد علی (جناح) نے اس رشتے کی پُر زور تائید کی اور مشورہ دیا کہ "اسے قبول کر لیا جائے"۔۔۔ جناح پونجا کو یہ اندیشہ تھا کہ "سنی خوجہ برادری میں بیٹی کا رشتہ کرنے سے ان کے اہل خاندان خوش نہ ہوں گے"۔۔۔ مگر بیٹے محمد علی جناح کی اخلاقی مدد حاصل تھی۔ اس لئے انہوں نے یہ شادی کر دی۔ ان کا اندیشہ درست ثابت ہوا۔ اس لئے کہ ان کے سرالی رشتہ داروں نے اس کے بعد ان سے اور ان کے گھر والوں سے تعلقات منقطع کر لئے۔ کچھ عرصہ بعد انہیں آغا خانی حلقے سے بھی الگ کر دیا گیا۔ اس طرح محمد علی جناح محض ایک خالص مسلمان بن کر رہ گئے۔ جن کا کوئی مسلک تھا نہ کسی فرقے سے تعلق تھا۔۔۔ کچھ عرصہ بعد محمد علی جناح کی دوسری بہن مریم بی کی شادی بھی بمبئی کے ایک تاجر عابدین پیر بھائی سے ہو گئی: عابدین بھی سنی خوجہ تھے اور اس فیصلے میں بھی محمد

علی جناح کا بہت دخل تھا۔ قائداعظم کو اپنی بہنوں سے بہت محبت تھی۔
محترمہ فاطمہ جناح نے تو ساری زندگی شادی نہیں کی تھی۔ اور تمام عمر بھائی کے ساتھ ہی رہی تھیں"۔ ملخصاً (۳۳)

یہ واقعہ سابقہ صفحات میں گذر چکا ہے کہ شیخ اشرف نے مطلوب الحسن سید سے قائداعظم کی سوانح حیات پر ایک کتاب لکھوائی اور اس پر دیباچہ لکھوانے کے لئے جب گاندھی کے بعد آغاخان کا نام قائداعظم کے سامنے پیش کیا تو آپ نے یہ نام مسترد کردیا اور بعد ازاں خواجہ ناظم الدین کا نام تجویز ہوا تھا (۳۴)

مندرجہ بالا واقعات سے درج ذیل نتائج اخذ ہوئے ہیں:

۱۔ آغاخانی فرقہ سے قائداعظم علیہ الرحمۃ کی لاتعلقی کی وجہ سے ان کے ماموں قاسم موسیٰ نے انہیں اپنی صاحبزادی کا رشتہ دینے سے انکار کردیا تھا۔

۲۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دونوں بہنوں رحمت بی اور مریم بی کی شادیاں سنی خوجہ برادری میں کردی تھیں۔

۳۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے والد کے سسرالی رشتہ داروں نے ان سے اور ان کے گھر والوں سے تعلقات منقطع کرلئے تھے اور انہیں آغاخانی حلقے سے بالکل الگ کردیا گیا تھا۔

۴۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سوانح حیات پر دیباچہ کے لئے آغاخان کا نام بھی گوارا نہ کیا تھا۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ ۱۶ برس کی عمر میں انگلستان چلے گئے تھے اور انہوں علیہ الرحمۃ نے اپنی نوجوانی سے جوانی تک کا عرصہ جو انسانی عمر کا انتہائی خطرناک زمانہ ہوتا ہے، انگلستان کی فضاؤں میں گذارا، جہاں اس زمانے میں بھی جنسی آزادی بہت زیادہ تھی اور برصغیر سے جانے والے نوجوان بڑی آسانی سے جنسی بے راہروی کا شکار ہو جاتے تھے بلکہ بہت سے

---

(۳۳) ماہنامہ "سرگذشت" (کراچی جنوری ۱۹۹۷ء) ص ۲۳ تا ۲۵

(۳۴) سعید راشد پروفیسر "تحریک پاکستان اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۱۳۹ تا ۱۴۰

نوجوان انگریزی مقولہ: "کھاؤ' پیو' عیش کرو" پر صدق دل سے عمل کرتے ہوئے شراب' شباب اور کباب کی لذتوں میں ایسے کھو جاتے تھے کہ واپسی پر عملی ڈگری کی جگہ ایک عدد ولایتی بیوی اور اس کے ساتھ ہی تمام مغربی مکروہات اپنے ساتھ لے کر آتے تھے....' قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ زندگی کے عائلی رخ سے آشنا ہو چکے تھے اور انگلستان میں ان کے قیام کے دوران ان کی نوعمر بیوی کراچی میں اللہ تعالیٰ کو پیاری بھی ہو چکی تھی لیکن انہوں نے کسی قسم کی بے راہ روی کو اپنے قریب نہ آنے دیا۔ (۳۵)

اس سلسلہ میں صرف ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے:

"جب قائداعظم انگلستان میں زیر تعلیم تھے تو کرسمس کے موقع پر طلبا اور طالبات کے ساتھ ایک کھیل میں حصہ لے رہے تھے' کھیل کی ایک دلچسپ شرط یہ تھی کہ "جیتنے والے لڑکے یا لڑکی کو دوسرے ساتھیوں کی ایک ایک فرمائش پوری کرنی پڑتی تھی" اس کھیل میں جب قائداعظم بازی جیت گئے تو ان کے ساتھیوں نے یہ فرمائش ظاہر کی کہ "قائداعظم! وہ جو سرخ بالوں والی لڑکی ادھر بیٹھی ہے اس کے ہاتھ تھام کر اس کے ساتھ رقص کیجئے؟"

قائداعظم نے دو ٹوک جواب دیا:

معاف کیجئے میں آپ کی یہ فرمائش پوری نہیں کر سکتا' میں اپنی ہونے والی بیوی کے سوا کسی اور لڑکی کا ہاتھ نہ تھاموں گا........" (۳۶)

---

(۳۵) کرم حیدری' پروفیسر: "قائداعظم کا اسلامی کردار" (مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۳ء) ص ۸۹' ۹۰

(۳۶) سعید راشد' پروفیسر: "گفتار و کردار قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۳۵

۱۹۱۸ء سے کچھ عرصہ پہلے بمبئی کے مشہور پارسی مسٹر ڈنشا پیٹٹ کی اکلوتی صاحبزادی مس رتن بائی (۳۷) ان سے شادی کرنے پر مصر ہوئیں تو قائداعظم نے تحمل، ضبط اور قانون پسندی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور جب تک مس رتن بائی، قانونی طور پر مسلمان نہ ہو گئیں، جب تک ان کا اسلامی نام مریم نہ رکھا گیا، تب تک انہوں نے شادی کرنے کا اقدام نہ کیا...... انہوں نے "سول میرج" کی بجائے رتن بائی کے سامنے "اسلام" پیش کیا اور صاف کہہ دیا کہ:

"شادی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ہم دونوں کا جہاں دل ایک ہے مذہب بھی ایک ہو۔"

اللہ کی اس نیک بندی نے بے تامل اسلام قبول کر لیا اور پھر کہیں تقریب نکاح اختتام تک پہنچی۔ (۳۸)

---

(۳۷) لفظ بائی کا مفہوم جنوبی ہند میں بالخصوص مہاراشٹر اور گجرات وغیرہ صوبوں میں طبقہ امراء کی خواتین کے لیے (خواہ ان کا تعلق دین اسلام سے ہو کہ ہندومت سے یا پارسی دھرم سے، خواہ ان کا تعلق کسی بھی بڑی برادری سے ہو) کے لیے بولا جاتا ہے جیسے شیریں بائی، مٹھی بائی، فاطمہ بائی، رتن بائی، میرا بائی، جودھا بائی...... اور لفظ "بائی" کو خاتون، محترمہ، بیگم، بی بی کے ہم معنی خیال کیا جاتا ہے جیسے شیریں بیگم، مٹھی بیگم، فاطمہ بی بی اور سلطانہ خاتون وغیرہ۔

(ادارہ)

(۳۸) تفصیل کے لئے دیکھئے:

(i) عقیل عباس جعفری: "قائداعظم کی ازدواجی زندگی" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۵ء)

(ii) ولی مظہر ایڈووکیٹ: "عظیم قائد عظیم قیادت" (مطبوعہ ملتان)

(iii) محمد حنیف شاہد: "اسلام اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۶ء)

(iv) زاہد حسین انجم: "انسائیکلوپیڈیا قائداعظم" (مطبوعہ لاہور) ص ۳۶۷

۱۸ اپریل ۱۹۱۸ء کو اس بہادر اور نڈر لڑکی نے بمبئی میں مولانا خیر الدین سنی، حنفی (ابو الکلام آزاد کے والد) کی جامع مسجد میں مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی، سنی، حنفی کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرلیا۔ ان کا اسلامی نام "مریم" رکھا گیا تاہم وہ بعد میں بھی (مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد بھی) "بیگم مریم جناح" کی جگہ رتن بائی کے نام سے ہی معروف رہیں۔ (۳۹)

---

(۳۹) عقیل عباس جعفری: "قائد اعظم کی ازدواجی زندگی" مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء ص ۴۷

نوٹ: اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ پر چند تصاویر دی گئی ہیں اور نیچے لکھا ہوا ہے:

"قائد اعظم بمبئی مسلم لیگ کے اجلاس سے خطاب کررہے ہیں مولانا خجندی (صدیقی سنی حنفی) جنہوں نے آپ کا نکاح پڑھایا تھا دائیں جانب پگڑی پہنے بیٹھے ہیں"

مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی سنی حنفی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۷۸ء) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں مبلغ اسلام مولانا احمد مختار صدیقی اور مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی حنفی میرٹھی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء) کے برادر بزرگ ہیں۔۔۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی بعد میں مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ کے مدرس مولانا نور احمد سے تکمیل کی۔۔۔ تعلیم سے فراغت کے بعد صحافت کی راہ کو اپنایا، میرٹھ سے اخبار "تاجر" جاری کیا اور بمبئی سے غالب کا اجراء کیا۔۔۔ آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ بمبئی میں گذرا ابو الکلام آزاد کے والد مولانا خیر الدین سنی حنفی علیہ الرحمۃ کی تعمیر کی ہوئی "مسجد خیر الدین" کے امام، خطیب اور ناظم تھے۔۔۔ آزاد پارک میں عیدین کے امام بھی آپ ہی تھے۔ تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا۔۔۔ تحریک پاکستان میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اہم خدمات انجام دیں۔ قائد اعظم ان کے نیاز مندوں میں سے تھے آپ جادو بیان مقرر اور بیباک مناظر تھے۔۔۔ دیوبندیوں، وہابیوں اور آریوں سے آپ نے شاندار مناظرے کئے اور انہیں شکست دی۔ اشاعت اسلام کے لیے کافی کوششیں کیں اور تبلیغ اسلام کے لیے) برما وغیرہ کا سفر بھی کیا انتقال سے ڈیڑھ برس پہلے آپ علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ چلے گئے تھے اور نہایت ذوق و شوق سے مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نمازیں ادا کرتے تھے اور صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرتے تھے دیار حبیب ﷺ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں آسودہ خاک ہوئے۔

تفصیل کے لیے درج ذیل ماخذ دیکھئے:

(۱) محمود احمد قادری، مولانا: "تذکرۂ علماء اہلسنت" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء)

(۲) خلیل احمد رانا: "مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۳ء

(۳) ماہنامہ "کنزالایمان" (لاہور) اگست ۱۹۹۵ء (تحریک پاکستان نمبر)

رتن بائی یا رتن جناح یا رتی بائی کے حوالہ سے چرچے کرنے میں بھی سیاسی مخالفین کے مخصوص اغراض و مقاصد کار فرما تھے جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی رہے۔

صدر جمعیت علمائے پاکستان، فخر اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں:

"میرے حقیقی چچا مولانا نذیر احمد صدیقی میرٹھ سے ممبئی (جسے اس وقت بمبئی کہتے تھے) تشریف لے گئے۔ وہاں وہ بہت جلد مسلمانوں کو منظم کرنے میں کامیاب ہو گئے انہیں آزاد میدان ممبئی کی بڑی مسجد کا خطیب اور امام مقرر کیا گیا۔ اسی مسجد میں قائد اعظم محمد علی جناح بھی نماز کے لئے آتے تھے، وہ مولانا نذیر احمد صدیقی علیہ الرحمۃ کی تقاریر سے متاثر ہوئے اور پھر دونوں کے مابین نظریاتی ہم آہنگی اور جدوجہد کے سلسلے میں ہم خیالی نے دونوں بزرگوں کو بہت قریب کر دیا اور یہ قرب اتنا تھا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کی بیوی (رتن بائی) نے مولانا نذیر احمد صدیقی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا (ان کا اسلامی نام مریم رکھا گیا) اور مولانا نے ہی ان دونوں (محمد علی جناح اور مریم) کا نکاح پڑھایا اور رشتہ ازدواج میں منسلک کیا۔ اس ایک واقعہ سے ہی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کے تعلقات بانی پاکستان کے ساتھ کتنے قریبی تھے۔" (۴۰)

---

(۴۰) ماہنامہ "السعید" (ملتان، جون ۱۹۹۹ء) ص ۵۱، ۵۲

نوٹ: اگرچہ بعض کتابوں میں مولانا حسن نجفی کا نام بھی ملتا ہے کہ قائد اعظم کا نکاح انھوں نے پڑھایا۔ اس سلسلے میں بھی چند نکات عرض کئے دیتا ہوں۔

(۱) مولانا نذیر احمد صدیقی خجندی سنی حنفی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر رتن بائی کے اسلام قبول کرنے اور اسلامی نام مریم رکھنے اور ان ہی سے نکاح پڑھنے کی روایت "تواتر" سے موجود ہے۔

(بقیہ اگلے صفحے پر)

حاشیہ

(۴) عقیل عباس جعفری نے بھی اپنی کتاب "قائداعظم کی ازدواجی زندگی" (مطبوعہ لاہور) میں جہاں مولانا حسن نجفی کے نکاح پڑھانے کا ذکر کیا ہے وہاں مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی سنی حنفی علیہ الرحمۃ کی بھی تصویر دی ہے اور نیچے وضاحت کی ہے:

"مولانا خجندی (صدیقی حنفی) جنھوں نے آپ کا نکاح پڑھایا تھا دائیں جانب پگڑی پہنے بیٹھے ہیں۔"

۳۔ یہ بھی امکان ہے کہ نکاح پڑھانے والے اور صاحب ہوں اور نکاح رجسٹرار دوسرے صاحب ہوں۔

۴۔ نکاح خواں کا بندوبست عموماً لڑکی والے کرتے ہیں جب کہ اس واقعہ میں لڑکی (مریم خاتون) کے عزیز و اقارب لاتعلق تھے لہٰذا جناح کے عزیز و اقارب (جن میں شیعہ بھی تھے) نے ہی نکاح کا اہتمام کیا ہوگا۔

۵۔ قائداعظم کی زندگی کا یہ واحد واقعہ ہے اور پھر اس میں بھی تضاد ہے اس واقعہ کے علاوہ ان کی زندگی کا مسلسل عمل وفات تک اس کے برعکس ہے......... کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ قائداعظم نے کبھی شیعہ مجالس یا دیگر شیعہ معمولات میں شرکت کی ہو۔ حالانکہ راجہ محمود آباد جو شیعہ تھے اور قائداعظم کی قربت کے داعی تھے آج تک کوئی مورخ یہ ثابت نہیں کر سکا کہ قائداعظم کبھی ان کے ہمراہ عبادت کے لیے کسی امام باڑے گئے ہوں..... یا کسی تعزیہ میں شرکت کی ہو..... یا محرم الحرام میں سیاہ لباس کا اہتمام کرتے ہوں..... یا کبھی ماتم، زنجیر زنی کی ہو..... یا اپنے گھر یا دفتر میں "ذوالجناح" کی تصویر عقیدتاً آویزاں کی ہو یا پھر آغا خان کی تصویر ہی رکھی ہو..... یا کسی اسماعیلی جماعت خانے میں شرکت کرتے ہوں..... یا کبھی انہیں کسی مجمع میں یا تنہائی میں سنی حنفی طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ پر نماز پڑھتے دیکھا گیا ہو..... یا انھوں نے اپنی نماز جنازہ کسی اسماعیلی شیعہ یا اثنا عشری شیعہ کو پڑھانے کی وصیت کی ہو..... آخر کوئی تو ثبوت ہو......؟

اسی طرح آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن ابن الحسن جارچوی بھی پکا شیعہ تھے اور وہ علی الاعلان شیعہ معمولات میں حصہ لیتے رہے۔ لیکن قائداعظم کے بارے میں اس قسم کی مثال ملنا محال ہے۔

۶۔ طرفہ تماشا تو یہ ہے کہ اس نکاح سے قبل بھی ان کا کسی خاص فرقہ کی طرف جھکاؤ نہ تھا کیونکہ ان کی ایک بہن رحمت بی کا نکاح کلکتہ کے سنی تاجر قاسم سے اور دوسری بہن مریم بی کا نکاح بمبئی کے سنی تاجر عابدین پیر بھائی سے ہوا۔ اور ان دونوں بہنوں کے نکاح محمد علی جناح کی مرضی سے سنی گھرانوں میں ہوئے تھے۔

(صابر)

مس رتن بائی کے اسلام قبول کرنے، اسلامی نام مریم رکھنے اور رسم نکاح کی خبر کو اس وقت کے مشہور اخبارات روزنامہ "پیسہ" اخبار (لاہور) مشہور انگریزی اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" وغیرہ نے نمایاں طور پر شائع کیا تھا۔

ان واضح اعلانات کے باوجود وہ کانگریسی لیڈر جو سیاسی میدان میں تو قائداعظم علیہ الرحمتہ سے مات کھا گئے تھے۔ انہوں نے ذاتیات کا سہارا لیا اور مسلمانوں میں بدگمانیاں پھیلانے لگے کہ قائداعظم نے "ایک پارسی عورت" کے ساتھ شادی کی تھی۔

مشہور احراری شیعہ رہنما مسٹر مظہر علی اظہر نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ یہ شعر کہا ۔

اک "کافرہ" کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ "قائد اعظم" ہے ۔ "کافر اعظم"!

تحریک خاکسار کے بانی عنایت اللہ مشرقی اور دیوبند کے ممتاز فرد حسین احمد مدنی (ٹانڈہ کے محلہ مدن پورہ والے) نے بھی علی الاعلان اور بر سرعام قائداعظم پر الزام لگایا کہ :

"انہوں نے ایک "غیر مسلمہ" سے سول میرج کی تھی اور ان کا اسلام مشکوک ومشتبہ ہے"

حالانکہ اس "پارسی عورت، اس "غیر مسلمہ" یعنی قائداعظم کی بیوی (بیگم مریم جناح) نے علی الاعلان اسلام قبول کیا تھا اور ان کا اسلامی نام مریم رکھا گیا تھا۔ (۴۱)

---

(۴۱) مخالفین کے علماء سے سوال ہے کہ کیا فرماتے ہیں "ان" کے علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ اگر کوئی غیر مسلم مرد یا عورت مشرف بہ اسلام ہونے کا اعلان کرے...... پھر اس تبدیلی مذہب کی عوامی 'قومی' سیاسی سطح پر خوب شہرت بھی ہو...... اور پھر اس نو مسلم سے کوئی مسلمان عورت یا مرد علی الاعلان اسلامی طریقہ پر نکاح کرے۔ مگر بعض لوگ (خواہ کسے باشند) اسے خواہ مخواہ پرانے مذہب کے حوالے سے غیر مسلم کافر پارسی' یہودی یا ہندو' عیسائی وغیرہ کہتے رہیں تو ان پر شرعاً کیا حکم صادر ہو گا؟ ۔۔۔ کیا مسلمان کو خواہ مخواہ کافر پارسی وغیرہ کہنے سے یہ حکم خود انہیں پر نہ واپس لوٹے گا۔؟ (ادارہ)

(۴۲) تفصیل دیکھنی ہو تو درج ذیل ماخذ کی طرف رجوع کیجئے :۔

(۱) احمد سعید پروفیسر "حیات قائداعظم چند نئے پہلو" (مطبوعہ اسلام آباد ' ۱۹۷۸ء)

(۲) محمد حنیف شاہد : "اسلام اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ' ۱۹۷۶ء)

(۳) محمد صادق قصوری : "جعفر بن ابی زواں" (مطبوعہ لاہور)

(۴) محمد سلیم ساقی : "مقام و احترام قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء)

حیرت ہے دوسری طرف خود آل انڈیا کانگریس کے اندر جن زعماء نے "سول میرج"
کر کے غیر مسلم بیویوں کو زینت پہلو بنا رکھا تھا مثلاً ڈاکٹر خان مسٹر آصف علی اور مسٹر
ہمایوں کبیر وغیرہ.................. ان کے خلاف کسی نے شور نہ مچایا.......اور.......نہ ہی کسی
"شاعر" کی رگ شاعری پھڑکی.......اور.......نہ ہی مولوی حسین احمد مدنی ٹانڈوی"
اور ان کے "کانگریس نواز کسی ساتھی" کی رگ دینی پھڑکی.......بلکہ سب بالکل
خاموش رہے.......چپ سادھے دیکھتے رہے.......اور انتخابات میں انہیں کامیاب
بنانے کے لئے دوڑ دھوپ کرتے رہے.......العجب ثم العجب (۴۲)

---

(۴۲) تفصیلات کے لئے درج ذیل ماخذ کی طرف رجوع فرمائیے
(۱) احمد سعید پروفیسر "حیات قائد اعظم چند نئے پہلو (مطبوعہ اسلام آباد) ۱۹۷۸ء
(۲) محمد حنیف شاہد: "اسلام اور قائد اعظم علیہ الرحمۃ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء
(۳) محمد صادق قصوری: "جعفران ایں زمان" (مطبوعہ لاہور)
(۴) محمد سلیم ساقی: "مقام واحترام قائد اعظم علیہ الرحمۃ (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء

نوٹ: اس دور میں کانگریسی لیڈر ان مذکورہ شادیوں کے متعلق سادہ لوح عوام المسلمین اور ہندوؤں
کو "مہابلی" اکبر بادشاہ اور راجہ مان سنگھ کی بہن "راجکماری" جودھابائی کی شادی سے تشبیہ دے
کر خوش کرتے تھے۔

ایک اخباری سروے کے مطابق موجودہ بھارت میں جدید پروپیگنڈہ مشینری کے ذریعہ
بالخصوص بھارتی فلموں' ڈراموں' افسانوں کے توسط سے بھارتی عوام میں مختلف مذہبوں اور
دھرموں میں ایسی شادیوں کو خوب تشہیر دی جاتی ہے....... اور ہندو
مسلم سکھ مسلم ہندو، عیسائی ہندو، سکھ اور ہندو پارسی
بیاہوں کے رجحان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے.......اسی سروے کے مطابق سیاست صحافت اور
ادب میں اس کی کئی مثالیں بھارت میں موجود ہیں....... "مجھے جینے دو" "زہریلا" "میرا نام تیرا نام"

حاشیہ

"امر اکبر انتھونی" "غم سلسلہ" "پ... اپنا انسان" "آسمان" "کچے دھاگے" "گور شہید محبت ہو تو ایسی" جیسی کئی نئی پرانی بھارتی فلمیں اسی سلسلے کی گمراہ کن کڑیاں ہیں۔۔۔۔

اس اخباری سروے کے مطابق بھارت میں اداکارہ نرگس کی اداکار سنیل دت سے، اداکارہ انجم کی (مشہور صحافی سجاد ظہیر کی بیٹی) نادرہ ظہیر سے، اداکارہ فرح کی (اداکار دارا سنگھ کے بیٹے) وندو سنگھ سے اور ہدایتکار سبھاش گھئی کی فرزانہ (موجودہ مکتا) سے، یونہی اداکار عامر خان کی رینا سے اور اداکار شاہ رخ خان کی گوری سے "قانونی" شادیاں اس کی مشہور مثالیں ہیں۔۔۔۔ ان "شادیوں" کے علاوہ سکینڈلز اور میرجیز کی ایک طویل فہرست ہے۔۔۔۔ حتیٰ کہ بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے نیتا ایل کے ایڈوانی (لال کرشنا ایڈوانی) کی بھتیجی نے بھی اسلامی نام والے ایک نوجوان سلیم سے شادی کی۔۔۔۔ اداکارہ امرتا سنگھ کی ماں رخسانہ نے مشہور صحافی خشونت سنگھ کے پریوار میں شادی کی تھی۔۔۔۔ مشہور افسانہ نگار عصمت چغتائی کی ایک بیٹی نے بھی ہندو سے بیاہ کیا۔۔۔۔ سنا ہے کہ بی جے پی کے ایک لیڈر سکندر بخت کی "دھرم پتنی" بھی ہندو ہے، عوام میں یہی تاثر ہے کہ سکندر بخت در پردہ ہندو ہو چکا ہے۔۔۔۔ مذکورہ بالا "قانونی" شادیوں کی "شرعی" حیثیت کیا ہے؟۔۔۔۔ ان کے کیا مذہبی، معاشرتی، سیاسی اور نفسیاتی نقصانات ہیں؟۔۔۔۔ ان موضوعات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ان کا اوّلین مقصد صرف اور صرف ہندوؤں میں دیگر قوموں کو مدغم کر کے ختم کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔۔۔۔ یہ ہے امام الہند ابوالکلام آزاد اور شیخ الاسلام مولوی حسین احمد مدنی ٹانڈوی کی "متحدہ قومیت" کے "ثمرات"

ع آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا (ادارہ)

تمہاری زلف میں پہنچی تو حُسن کہلائی
وہ تیرگی جو "میرے" نامہ اعمال میں ہے

شورش کاشمیری دیوبندی "ابوالکلام آزاد کے بہت بڑے عقیدے مند تھے اور احراری بھی تھے مگر اس کے باوجود انہوں نے اپنی کتاب "بوئے گل، نالہ دل، دود چراغ، محفل" میں یہ اعتراف کیا ہے:

"رتن بائی مسلمان ہو گئیں تھیں اور مولانا احمد مختار صدیقی نے انہیں (یعنی مریم خاتون کو) مسلمان کرنے کے ساتھ قائد اعظم سے نکاح پڑھایا" (۴۳)

اسی طرح احرار پارٹی کے مشہور رہنما مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی نے بھی اپنے رفیق کار مولوی مظہر علی اظہر شیعہ کو ان الفاظ میں ڈانٹ پلائی تھی:

"مظہر علی اظہر! تم نے ایک عفیفہ عورت (بیگم مریم جناح) پر الزام لگا کر اچھا نہیں کیا، مظہر علی اظہر تم ہار گئے" (۴۴)

---

(۴۳) "ماہنامہ "کنزالایمان" (لاہور) اگست ۱۹۹۵ء (تحریک پاکستان نمبر) ص ۱۸۷
(ب) حمایت علی چودھری: "آفتاب ملت اسلامیہ، امام انقلاب" مطبوعہ لاہور طبع دوم ۱۹۹۰ء
(۴۴) محمد سلیم ساقی: "مقام واحترام قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء) ص ۱۰۰

مولانا احمد مختار صدیقی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۹۳۸ء) بھی مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ اور مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی علیہ الرحمۃ کے بھائی تھے۔ اور انہیں بھی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی حنفی قادری علیہ الرحمۃ سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ ابتدائی کتابیں والد ماجد علیہ الرحمۃ سے پڑھیں، ۱۶ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ مکہ معظمہ میں مولانا شاہ عبدالحق شیخ الدلائل الہ آبادی علیہ الرحمۃ سے حدیث شریف کی کتابوں کا درس لیا، مدینہ منورہ میں ایک سال رہ کر حضرت شیخ رضوان علیہ الرحمۃ وغیرہ سے تحصیل علم کی سندیں حاصل کیں۔۔۔۔۔۔ برما میں ایک درس گاہ کی بنیاد رکھی۔۔۔۔۔۔ ساؤتھ افریقہ میں عورتوں کی تعلیم کی طرف توجہ دی۔۔۔۔۔ افریقہ سے "الاسلام" نامی گجراتی زبان میں اخبار نکالا۔ مزارات مقدسہ کی پامالی پر سلطان سعود کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے کافی تعداد میں ہندوؤں اور عیسائیوں کو مسلمان کیا۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح آپ کے نیاز مندوں میں شامل تھے۔ وہ آپ کے پاس کبھی کبھی حاضری دیتے تھے۔ چونکہ آپ علیہ الرحمۃ کو عربی، انگریزی، اردو اور دوسری زبانوں پر دسترس حاصل تھی۔ اسی لیے قائد اعظم کے معیار پر آپ علیہ الرحمۃ پورے تھے۔ ان کے بارے میں مزید معلومات پڑھنی ہوں تو درج ذیل مواد دیکھیے

(۱) محمود احمد قادری: "تذکرہ علماء اہل سنت" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء)
(۲) خلیل احمد رانا: "مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۴ء)
(۳) ماہنامہ "کنزالایمان" (لاہور) اگست ۱۹۹۵ء (تحریک پاکستان نمبر)

۲۰ فروری ۱۹۲۹ء کو صرف ۳۰ سال کی عمر میں بیگم مریم جناح (جنہیں مخالفین رتن بائی) واصل حق ہوئیں۔ انہیں بمبئی کے مسلم قبرستان میں مکمل طور پر اسلامی طریقہ کے مطابق دفن کیا گیا۔ قبر پر مٹی ڈالتے ہوئے قائداعظم سسکیاں لے کر روتے رہے۔ اور تجہیز و تکفین میں بمبئی کے بہت سے معزز مسلمان شریک ہوئے۔ (۴۵)

اس بات کا واضح ثبوت یہ ہے کہ رتن بائی، مریم خاتون کی حیثیت سے آغوش اسلام میں آ گئی تھیں۔ ورنہ ان (مریم جناح) کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا اور پارسیوں کی رسومات کے مطابق ان (مریم جناح) کی بھی آخری رسومات ادا کی جاتیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ ان مسلمان کہلانے والوں کو راہ ہدایت پہ لائے جو آج تک ایک مرحومہ مسلمہ (بیگم مریم جناح) کو "کافرہ غیر مسلمہ" اور "پارسی عورت" کی گالیوں سے نواز رہے ہیں۔

ایک فرقہ قبرستان پر باقاعدگی سے حاضری اور فاتحہ خوانی کو بھی بدعت و شرک تصور کرتا ہے۔ حالانکہ مزارات مقدسہ پر حاضری، قبورِ مسلمین و مسلمات کی زیارت اور فاتحہ خوانی اہل سنت وجماعت کے معمولات میں داخل ہے۔ (۴۶)

---

(۴۵) دیکھیے

(۱) محمد حنیف شاہد: "اسلام اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء) ص ۱۹

(۲) محمد سلیم ساقی: "مقام و احترام قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء) ص ۱۰۲

(۳) عقیل عباس جعفری: "قائداعظم کی ازدواجی زندگی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء)

(۴۶) دیکھیے

(۱) محمد ابراہیم خان جیلانی، مولانا: "زیارت قبور" (مطبوعہ ملتان)

(۲) ارشد سعید کاظمی، سید مولانا: "زیارت قبور قرآن وحدیث کی روشنی میں" (مطبوعہ ملتان)

(۳) عبدالکریم قادری، مولانا: "سفر مرگ سے قبر تک" (حصہ دوم) مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

(۴) محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ : "حیاتِ جاودانی" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۸ء
(۵) احمد رضا خاں، محدث بریلوی : "روحوں کی دنیا" (مطبوعہ لاہور)
(۶) احمد رضا خاں، محدث بریلوی : "اتیان الارواح لدیارہم بعد الرواح" (مطبوعہ کراچی)
(۷) احمد رضا خاں، محدث بریلوی : "الحجۃ الفائحہ لطیب التعیین والفاتحہ" (مطبوعہ لاہور)
(۸) شریف الحق امجدی، علامہ : "اثباتِ ایصالِ ثواب" (مطبوعہ لاہور)
(۹) غلام نبی ہمدمی، ابوالحقیق : "ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی" (مطبوعہ سیالکوٹ)
(۱۰) محمد مردان شاہ، سید : "عذابِ قبر" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء
(۱۱) محمد صدیق ہزاروی، علامہ : "تجہیز و تکفین" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء
(۱۲) مرحوم والدین کے حقوق : ہفت روزہ "ہلال" (راولپنڈی) ۱۹۹۲ء
(۱۳) جلال الدین احمد امجدی، مفتی : "۸ مسائل کا محققانہ فیصلہ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء
(۱۴) محمد جلال الدین قادری، مولانا : "زیارتِ قبور اور ایصالِ ثواب" (مطبوعہ گجرات) ۱۹۹۹ء

دارالعلوم دیوبند کے جشنِ صد سالہ کے سلسلے میں

دارالعلوم دیوبند کے ۱۰۰ سال

ایک راسخ العقیدہ مسلمان اپنے مسلمان عزیز و اقارب کی قبور پر ضرور حاضری دیتا ہے اور فاتحہ پڑھتا ہے۔۔۔ قائد اعظم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ یہاں ایک دو حوالے ملاحظہ کرتے جائیں:

"قائد اعظم نے رتن بائی (بیگم مریم جناح) کی وفات (۲۰ فروری ۱۹۲۹ء) کے بعد تقریباً ۱۸ سال بمبئی میں گزارے ان کا معمول تھا کہ اگر وہ بمبئی میں ہوں تو ہر جمعرات کو رتن بائی (بیگم مریم جناح) کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے ضرور جاتے تھے" (۴۷)

۲۲ نومبر ۱۹۴۲ کو قائد اعظم محمد علی جناح میاں بشیر احمد اور دیگر مسلم لیگی رہنماؤں کے ہمراہ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور فاتحہ پڑھی۔ (۴۸)

---

(۴۷) عقیل عباس جعفری: "قائد اعظم کی ازدواجی زندگی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء) ص ۱۰۷

نوٹ:۔ قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی وفات کے بعد ان کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح بھی آپ علیہ الرحمتہ کے مزار پر حاضر ہوتیں اور فاتحہ پڑھتی تھیں۔ ثریا خورشید لکھتی ہیں:

"۲۸ اپریل ۱۹۵۶ء: صبح ہم قائد اعظم کے مزار پر بھی گئے اور فاتحہ پڑھی، محترمہ جب بھی قائد اعظم کے مزار پر جاتی ہیں، لیڈی ہدایت اللہ ضرور ساتھ ہوتی ہیں۔ وہاں جا کر اداس ہو جاتی ہیں۔" (ثریا خورشید: "فاطمہ جناح کے شب و روز" مطبوعہ لاہور ص ۱۵۳)

(۴۸) رضی حیدر، خواجہ: "قائد اعظم کے ۷۲ سال" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۶ء) ص ۳۷۵

نوٹ:۔ قائد اعظم علیہ الرحمتہ کو شاعر مشرق علامہ محمد اقبال سنی حنفی قادری (وصال ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء) سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔۔۔ اس سلسلہ میں کئی حقائق و شواہد موجود ہیں، علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ نے جو خطوط قائد اعظم کو لکھے وہ انہیں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بمبئی کے مکان میں بالکل تنہا تھے۔ کوئی ذاتی سٹاف بھی نہ تھا جو ان کے خطوط کی نقلیں رکھ سکتا۔ اس بے قاعدگی کے باوجود ان کے دراز میں خطوط کا ایک ایسا بنڈل تھا جس سے وہ تسکین حاصل کرتے تھے، یہ وہ خطوط تھے جو علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ نے انہیں لکھے تھے۔ یہ شہادت ایک غیر مسلم انگریز مسٹر ہیکٹر بولیتھو نے دی ہے۔
(دیکھئے: "محمد علی جناح" (مترجم: زبیر صدیقی) مطبوعہ لاہور

علامہ محمد اقبال کی وفات کے تقریباً تین سال بعد ۱۹۴۱ء کے یوم اقبال علیہ الرحمتہ کی تقریب

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

میں تقریر کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا تھا:

"میں اس تقریب میں شامل نہ ہوتا تو اپنی ذات کے ساتھ بڑی ناانصافی کرتا۔ میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ مجھے اس جلسے میں شریک ہو کر اقبال کو عقیدت کے پھول پیش کرنے کا موقع ملا ہے۔ اقبال کی ادبی شہرت عالمگیر ہے کہ وہ مشرق کے بہت بڑے بلند پایہ شاعر اور مفکر اعظم تھے۔۔۔۔ مرحوم دور حاضر میں اسلام کی تاریخ تھے۔ اس زمانے میں اقبال سے بجز اسلام کسی اور شخص نے نہیں سمجھا۔ مجھے اس کا فخر ہے کہ میں نے اقبال کی قیادت میں حیثیت ایک سپاہی کے کام کیا۔" ملخصاً

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پاکستان کی منظوری کے ایک دن بعد اپنے سیکرٹری سید مطلوب الحسن سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

"آج اقبال ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن اگر وہ زندہ ہوتے تو یہ جان کر بہت خوش ہوتے کہ ہم نے بالکل ایسے ہی کیا جس کی وہ ہم سے خواہش کرتے تھے۔"

۱۹۴۰ء میں ہی فرمایا:

"میرے پاس سلطنت نہیں ہے لیکن اگر سلطنت مل جائے اور اقبال اور سلطنت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی نوبت آئے تو میں اقبال کو منتخب کروں گا۔" ملخصاً

دانائے راز علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کی غالباً چھٹی برسی کے موقع پر ۱۹۴۴ء میں یوم اقبال کے موقع پر فرمایا:

"اگرچہ آج اقبال ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کا غیر فانی کلام ہمارے دلوں کو گرماتا رہے گا۔ ان کی شاعری جو کہ حسن بیان کے ساتھ حسن معانی کی بھی آئینہ دار ہے۔ اس عظیم شاعر کے دل و دماغ میں ان پنہاں جذبات، حسیات اور افکار کی عکاسی بھی کرتی ہے۔ جن کا سرچشمہ اسلام کی سرمدی تعلیم ہے۔ اقبال، پیغمبر اسلام ﷺ کے سچے اور مخلص پیروکار تھے وہ اول و آخر مسلمان تھے اور اسلام کے صحیح مفسر تھے۔"

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۶ء کو اورنگ زیب روڈ، نئی دہلی میں اپنی قیام پر ڈاکٹر سید بدرالدین احمد سے کہا تھا کہ

"میں تو اسلام کے کامل نظام زندگی، خدائی قوانین کی بادشاہت پر ایمان رکھتا ہوں۔۔۔۔ مجھے عظیم فلاسفر اور ڈاکٹر اقبال علیہ الرحمۃ سے نہ صرف پوری طرح اتفاق ہے بلکہ میں اس (اقبال) کا معتقد ہوں۔۔۔۔" ملخصاً (نقوش قائد اعظم ص ۳۱۵)

تفصیل کے لیے درج ذیل مآخذ دیکھیے:

(۱) انعام الحق کوثر، ڈاکٹر: "اقبالیات کے چند خوشے" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء)
(۲) انعام الحق کوثر، ڈاکٹر: "اقبال شناسی اور بلوچستان کے کالج میگزین" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء)
(۳) محمد جہانگیر عالم: "اقبال کے خطوط جناح کے نام" (مطبوعہ لاہور)
(۴) غلام احمد پرویز: "قیام پاکستان اور علامہ اقبال" (مطبوعہ لاہور)
(۵) رحیم بخش شاہین، پروفیسر: "نقوش قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء

۲۴ مارچ ۱۹۴۶ء لاہور صبح قائداعظم نے نواب ممدوٹ کے ساتھ محمد مالک شہید طالب علم اسلامیہ کالج کی قبر واقع قبرستان میانی صاحب (نزد مزار غازی علم الدین شہید) پر فاتحہ خوانی پڑھی اور پھول چڑھائے۔ (۳۹)

قائداعظم کی اکلوتی بیٹی دینا جناح جب گمراہ ہو گئی تو اس موقع پر بھی ان کے مخالفین ومعترضین وناقدین ومعاندین ونکتہ چین نے انہیں طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا اور بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔

یہ درست ہے کہ قائداعظم کی اکلوتی بیٹی نے ایک پارسی لڑکے سے شادی کرلی تھی۔۔۔۔ دراصل مریم جناح کی جدائی کے بعد بعض ناگزیر حالات میں اس کی پرورش اس کے ننھیال (پارسی خاندان) میں ہوئی .... انہوں نے رتن بائی کے مسلمان ہونے اور مریم جناح بننے کا بدلہ لینے کی خاطر اس بچی کو گمراہ کیا اور ایک سازش کے تحت دینا جناح کی شادی ایک پارسی لڑکے سے کرادی۔۔۔۔ اس دوران قائداعظم نے بحیثیت صحیح العقیدہ مسلمان اور شفیق باپ کے، پہلے تو بیٹی کو خود سمجھایا' روکا اور افہام وتفہیم سے کام لیا۔ پھر مولانا شوکت علی کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ لڑکی کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرائیں اور اسے اس ارادہ سے باز رکھیں۔

لیکن جب ساری تدبیریں ناکام ثابت ہوئیں تو آپ نے مریم جناح مرحومہ کی آخری نشانی اپنی اس "اکلوتی اولاد" سے ہمیشہ کے لیے تعلقات منقطع کرلیے اور کہلا بھیجا:

"کبھی میرے سامنے آنے کی جرات نہ کرنا۔ تیرا میرا رشتہ اسلام کے ناطے سے تھا وہ ختم ہو گیا اب مجھ سے تیرا کوئی رشتہ نہیں"۔

اس شدید صدمہ سے قائداعظم کافی پریشان ہوئے۔۔۔۔ متواتر پندرہ روز تک وہ کسی سے نہ ملے۔۔۔۔ سینکڑوں سگار پھونک ڈالے۔۔۔۔ اور اپنے کمرہ میں ادھر ادھر چکر لگاتے

---

(۳۹) خورشید احمد خان: "قائداعظم کے شب وروز" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۶) ص ۶۸

رہے.... اور مسلسل ذہنی و روحانی طور پر مضطرب رہے.... ان کی گردن میں فرطِ غم کے باعث غم پیدا ہو گیا تھا.... جب اولاد دین سے پھر جائے تو صحیح العقیدہ مسلمان باپ اتنا کچھ ہی کر سکتا ہے کہ اسے اپنے پاس نہ پھٹکنے دے.... اور یہی کچھ قائداعظم نے کیا. لیکن اس کے باوجود قائداعظم کو "پارسی" ہونے کا سرٹیفکیٹ دینا کہاں کی شرافت ہے؟....

اس کے برعکس سرخ پوش رہنما خان عبدالغفار خان (سرحدی گاندھی) کے برادر ڈاکٹر خان صاحب نے خود بھی ایک انگریز عورت سے سول میرج کی.... اور ان کی صاحبزادی نے "خالص اسلامی ماحول" میں تعلیم و تربیت پانے کے باوجود جب "ایک سکھ" سے "شادی" کر لی تو خان صاحب نے لڑکی سے قطع تعلق کرنے کے بجائے اسے دعائے خیر و برکت دی. پھر بھی خان صاحب "مجاہد" اور قائداعظم "فاسق و کافر"؟....

ع جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے (۵۰)

---

(۵۰) دیکھئے:

(۱) محمد حنیف شاہد: "اسلام اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء) ص ۳۰ تا ۳۱

(۲) محمد سلیم ساقی: "مقامِ احترامِ قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء) ص ۳۹۹

نوٹ:- مولانا شوکت علی علیہ الرحمۃ (وفات ۱۹۳۸ء) اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمۃ (وفات ۱۹۳۱ء) "علی برادران" کے لقب سے جانے پہچانے جاتے ہیں.... دونوں بھائی مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمۃ (وفات ۱۹۲۶ء) کے مرید تھے اور دونوں سنی حنفی تھے.

۱۹۲۴ء میں سعودی نجدی حکومت کے اقتدار پر قابض ہونے کے بعد جب صحابہ کرام، اہل بیت اطہار و دیگر بزرگان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مزاراتِ مقدسہ کو شہید کیا گیا تو تمام عالمِ اسلام نے احتجاج کیا تھا. اس سلسلے میں دیگر علماء کی طرح علی برادران کی خدمات بھی ناقابلِ فراموش ہیں....

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حاشیہ

سعودی نجدی حکومت نے عرب شریف میں مزارات مقدسہ کی بے حرمتی کا سلسلہ ہنوز جاری رکھا ہوا ہے۔ حال ہی میں رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء میں یہ المناک سانحہ رونما ہوا کہ ظالموں نے مقام بدر کے راستے میں ابواء شریف میں واقع ہمارے رسول مقبول حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی پیاری والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر اقدس کو نہ صرف شہید کر دیا بلکہ جسد اطہر بھی کسی نامعلوم جگہ منتقل کر دیا ہے۔ اگر اس طوفان بدتمیزی کو نہ روکا گیا تو وہ دن دور نہیں جب یہ امریکہ نواز دیگر اسلامی ملکوں میں بھی اسلام کی نشانیاں رفتہ رفتہ مٹانا شروع کر دیں گے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس بے حرمتی کے خلاف منظم طریقے سے جہاد کا آغاز کریں۔

تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) محمد اخلاق سید "حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی غیر شرعی اور خفیہ منتقلی" (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۹ء)

(۲) محمد اشرف آصف جلالی: "مزار مقدسہ پر نجدیوں کا ایک اور سیاہ کارنامہ" (مطبوعہ لاہور) مارچ ۱۹۹۹ء

(۳) محمد فاروق علوی (ایم اے) "سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مملکت سعودیہ کی ستم کاریاں" (مطبوعہ لاہور) ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء

علی برادران بھی وقتی طور پر دیگر کئی لیڈروں کی طرح گاندھی کی آندھی کی لپیٹ میں آ گئے تھے مگر بعد میں اس کی تلافی کر دی گئی تھی۔ یہ دونوں بھائی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ بعد ازاں دونوں نے محقق اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی صدائے حق پر لبیک کہی اور ان علیہ الرحمۃ کے خلیفہ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے دست حق پرست پہ گاندھی نوازی اور غلط اقوال سے توبہ کر کے اپنی آخرت سنوار لی۔

مولانا شوکت علی علیہ الرحمۃ دہلی میں درگاہ سرمد شہید علیہ الرحمۃ کے جوار میں محو خواب ہیں اور مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمۃ بیت المقدس میں محو استراحت ہیں۔

حاشیہ

مولانا شوکت علی علیہ الرحمۃ سے قائد اعظم کے دیرینہ مراسم تھے اور ہر معاملہ میں ان کی رائے کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ مولانا شوکت علی علیہ الرحمۃ کی وفات پر قائد اعظم علیہ الرحمۃ غم فرقت سے نڈھال ہو گئے۔ انہوں نے ان کی تجہیز و تکفین میں ہزاروں عقیدت مندوں اور ساتھیوں کے ہمراہ شرکت کی۔ کہتے ہیں کہ "قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو کسی کی موت پر اس شدت سے اشک بار نہیں دیکھا گیا لیکن مولانا شوکت علی علیہ الرحمۃ کے دفن کے وقت ان کی آنکھ سے پانی بہتے ہوئے تھے اور آنسو بہہ رہے تھے۔ بعد ازاں اخبار تعزیت کرتے ہوئے فرمایا:

"مولانا شوکت علی جلیل القدر انسان تھے اور اپنے نصب العین کے واسطے بڑی بڑی قربانی کے لیے تیار رہتے تھے۔۔۔۔ وہ میرے رفیق کار اور ذاتی دوست تھے جو راستہ مرحوم نے اختیار کیا تھا آخر تک اس پر گامزن رہے تھے اور نہایت سرگرمی اور جوش سے مسلم لیگ کے مقاصد کی حمایت کرتے رہے۔ مولانا کا انتقال میرا ذاتی نہیں بلکہ مسلم قوم کا نقصان ہے اور ہندوستان بھر میں ان کا غم ہو رہا ہے۔"

تفصیلات درج ذیل مآخذ میں دیکھی جا سکتی ہیں:

(۱) عبدالحامد بدایونی، مولانا: "وفد حجاز کی رپورٹ" (مطبوعہ لاہور)

(۲) غلام معین الدین نعیمی، مفتی: "حیات صدر الافاضل" (مطبوعہ لاہور)

(۳) عبدالقیوم ہزاروی، مفتی: "تاریخ نجد و حجاز" (مطبوعہ لاہور)

(۴) عشرت رحمانی: "حیات جوہر" (مطبوعہ لاہور)

(۵) محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

(۶) رضی حیدر، خواجہ: "قائد اعظم کے بہتر سال" (مطبوعہ لاہور)

(۷) مجلہ "علم و آگہی" کراچی (مولانا محمد علی۔ سوانح و خدمات، تحریک پاکستان۔ افکار و مسائل) ۷۹۔۱۹۷۸ء

علماء اہل سنت و جماعت علیہم الرحمۃ سے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے گہرے مراسم تھے۔ تحریک پاکستان کے دوران قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے قدم قدم پر ان سے راہنمائی حاصل کی، ان سے خط و کتابت جاری رکھی۔ علماء کرام و مشائخ عظام نے بھی قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کیا۔ گاندھوی علماء نے جب انہیں تنقید کا نشانہ بنایا تو علماء اہل سنت و جماعت نے اپنے اس محسن کا دفاع کرتے ہوئے ان اتہام طرازیوں کا جواب دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ (۵۱)

تحریک پاکستان کے دوران قائد اعظم کی آواز پر جب مسلمان جوق در جوق آل انڈیا مسلم لیگ میں آنے لگے اور آل انڈیا کانگریس کی بھرپور مخالفت کرنے لگے۔ مسلمانوں میں قائد اعظم کی یہ شان محبوبیت دیکھ کر ان کے سیاسی مخالفین نے انہیں سواد اعظم سے الگ کرنے کے لیے ان پر "اسماعیلی شیعہ" ہونے کا لیبل لگایا تاکہ عام مسلمان ان سے بد ظن ہو جائیں اور تحریک پاکستان کامیاب نہ ہو سکے لیکن قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے مخالفین و معترضین کے اس لغو الزام کا نہ صرف نجی محفلوں بلکہ عام جلسوں میں بھی برملا جواب دے کر مخالفین و نکتہ چین کی اس ناپاک جسارت کو بھی خاک میں ملا دیا تھا۔

شریف الدین پیرزادہ سابق اٹارنی جنرل و وزیر قانون پاکستان کی زبانی سنیے:

"غالباً کانپور میں کسی احراری نے قائد اعظم سے سوال کیا: "آپ شیعہ ہیں یا سنی؟" قائد اعظم نے اس شخص سے سوال کیا "تم بتا سکتے ہو کہ پیغمبر اسلام (ﷺ) کیا تھے؟

احراری کہنے لگا: "وہ مسلمان تھے" قائد اعظم نے کہا "پھر میں بھی مسلمان ہوں"۔

---

(۵۱) راقم الحروف اس موضوع پر ایک مقالہ "علماء اہل سنت اور قائد اعظم" مرتب کر رہا ہے۔ (صابر)

قائد اعظم نے ایک واقعہ سنایا کہ۔ ایک ہندو جب مشرف بہ اسلام ہوا تو کئی مسلمان اسے مبارک باد دینے گئے۔ کچھ دنوں بعد لوگوں نے اس سے پوچھا: "آپ شیعہ ہیں یا سنی؟" تو اس نے جواب دیا: "ذات پات ختم کرنے اور یکجہتی پیدا کرنے کے لیے تو میں مسلمان ہوا ہوں۔ آپ پھر مجھے ان جھمیلوں میں دھکیل رہے ہیں"۔ (۵۲)

عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) ملتان کے خصوصی معاون 'واحد حسین ملک لکھتے ہیں:

"بجنور کی سیٹ پر (آل انڈیا) مسلم لیگ نے حافظ ابراہیم کو چیلنج کیا۔ دوبارہ الیکشن ہوا جس میں (آل انڈیا) مسلم لیگ ہار گئی اور ابراہیم جیت گئے۔ اس موقع پر مسٹر جناح، مولانا شوکت علی، (مولانا) جمال میاں، (مولانا) حامد بدایوانی میرے ہاں نجیب آباد میں مہمان رہے۔

مولانا شوکت علی نے کھانے کی میز پر مسٹر جناح سے سوال کیا کہ "مسلمان آپ کو شیعہ کہتے ہیں؟"۔ تو مسٹر جناح نے جواب دیا کہ "اوّل تو میں کوئی علماء میں نہیں ہوں۔ میں مسلمانوں کا مقدمہ لڑ رہا ہوں جو پیرو وغیرہ نہیں لڑ سکتے۔۔۔ دوسرے شیعہ کب سے نکلے ہیں؟ پیغمبر اسلام (ﷺ) حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں سے کسی نے شیعہ مذہب نہیں بنایا۔ نہ ظاہر کیا۔ لہٰذا میں مسلمان ہوں' یہ شیعہ فرقہ بعد کی پیداوار ہے"۔ "ملخصاً" (۵۳)

---

(۵۲) دیکھیے: (۱) سعید راشد' پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۶ء) ص ۲۷۳

(۲) محمد سلیم ساقی: "مقام و احترام قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۹۵ء) ص ۵۱

(۳) محمد منور' پروفیسر: "پاکستان حصار اسلام" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء) ص ۳۶۱

(۵۳) عبدالرحمٰن خان' منشی: "قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۶ء) ص ۱۱۶

نوٹ۔ [illegible] ۔۔۔ و "ملک" لکھے گئے تھے (ادارہ)

قائداعظم علیہ الرحمتہ کے قیام کوئٹہ کے دوران ایک شیعہ وفد آپ سے ملنے گیا اور حضرت غازی صاحب علیہ الرحمتہ کی موجودگی میں جب اس وفد کے امیر نے یہ پوچھا کہ

"آپ ہمارے فرقہ میں سے ہیں؟" تو آپ نے فی الفور اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

"NO, I AM MUSLIM"

"نہیں، میں ایک مسلمان ہوں"۔

اگر قائداعظم شیعہ ہوتے تو آپ کو (بقول معترضین) یوں کہنا چاہئے تھا:

"YES, I AM MOMIN"

"ہاں میں ایک "مومن" ہوں۔"

قائداعظم ہمیشہ اپنے آپ کو مُسلمان ہی کہتے تھے اور "مُسلمان و مومن" ایک ہی سمجھتے تھے۔۔۔۔ نہ کہ ایک فرقہ کی طرح جو کہ یوں تو خُود کو "مومنین" کہتے ہیں مگر اُمّہات المومنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنھُن کی عظمت و جلالت کے منکرین ہوتے ہیں۔

اللہ جسے توفیق نہ دے' انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ محبت عام تو ہے عرفانِ محبت عام نہیں

ثریا کے۔ایچ خورشید لکھتی ہیں:

"ایک بار (آل انڈیا) مسلم لیگ کے جلسے میں کسی نے قائداعظم سے پوچھا کہ: "آپ شیعہ ہیں یا سنی؟" تو قائداعظم نے جواب دیا: "میں مسلمان ہوں اور جو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مذہب تھا وہی میرا مذہب ہے۔" (۵۵)

مزید لکھتی ہیں:

"ایک بار کانپور یا علی گڑھ میں ان سے پوچھا گیا کہ "آپ شیعہ ہیں یا سُنّی؟" انہوں نے جواب دیا: "میں مُسلمان ہوں، اللہ' قرآن اور رسول (ﷺ) پر میرا ایمان ہے"۔ (۵۶)

---

(۵۵) روزنامہ "نوائے وقت" (راولپنڈی/اسلام آباد) ۲۳ جنوری ۱۹۹۹ء

(۵۶) روزنامہ "نوائے وقت" (راولپنڈی/اسلام آباد) ۲۳ جنوری ۱۹۹۹ء

یہی نہیں شیعہ حضرات کے پر زور اصرار کے باوجود ان کی مجالس عزا اور شیعہ کانفرنس میں قائد اعظم نے شمولیت نہ فرمائی بلکہ صاف فرمادیا کہ:

"میں اثناء عشریہ (شیعہ) بھی نہیں ہوں۔ فرقہ وارانہ مجالس مجھے پسند نہیں ہیں۔"

اس ضمن میں صرف دو واقعات ملاحظہ فرمایئے:

۱۹۳۶ء میں قائد اعظم محمد علی جناح پشاور تشریف لائے۔ ان کے قیام کے دوران پشاور میں "شیعہ کانفرنس" ہو رہی تھی۔ پشاور شہر کے محلہ خداداد کے رہنے والے ایک صاحب غلام حسین نے "(شیعہ) کانفرنس" کے زعماء کے لیے ٹی پارٹی کا اہتمام کیا جس کے لیے انہوں نے دعوتی رقعے بھی چھپوائے۔ وہ مہمان نوازی کے طور پر قائد اعظم کے پاس منڈی بیری میں ان کی قیام گاہ پر آئے اور ایک دعوتی رقعہ انہیں دیا۔ قائد اعظم نے اپنے منتظم مہمان دار محمد یونس سے پوچھا: "کیا یہ دعوت نامہ آپ میں سے کسی رضاکار کو بھی دیا گیا ہے؟" رضاکاروں نے جواب دیا "نہیں"۔

قائد اعظم کچھ دیر خاموش رہے اور "بڑے غور سے" کارڈ کے مندرجات کو پڑھا اور پھر پیر بخش خاں ملک شاہ محمد اور محمد یونس کو کہا کہ

"غلام حسین سے کہو کہ میں ایسی پارٹی میں شرکت سے معذرت چاہتا ہوں جس سے فرقہ پرستی کی بو آرہی ہو۔ اسلام نے فرقہ پرستی کی شدید مخالفت کی ہے اور مسلمانوں کو ایک دائرے میں شامل ہو کر متحدہ قوت بننے کا سبق دیا ہے۔ اس لیے جب دعوت (شیعہ) اثناء عشریہ فرقے کی طرف سے ہے تو پھر میرا اس میں شرکت کرنا میرے اصولوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ میں اثناء عشریہ (شیعوں) سے نہیں ہوں۔ میں تو سیدھا سادھا مسلمان ہوں جو رنگ، نسل، زبان اور ذات پات پر قطعاً یقین نہیں رکھتا۔" (۵۷)

---

(۵۷) محمد سلیم ساقی: "مقام و احترام قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۵ء) ص ۳۹

منشی عبد الرحمن خان کے نام ایک خط میں حضرت غازی علیہ الرحمۃ یہ انکشاف فرماتے ہیں

"کوئٹہ میں "یوم حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ" پر شیعہ حضرات قائد اعظم کو لینے آئے تھے آپ (علیہ الرحمۃ) نے انکار کیا اور فرمایا کہ:

"مسلمانوں میں ایسی مجالس ہونی چاہئیں جہاں تفرقہ نہ ہو اور آپ کے ہاں ایسی مجالس ہوتی ہیں جن کو میں پسند نہیں کرتا۔۔۔ پرانی قربانیوں کا ذکر اچھا ہے لیکن اب فائدہ؟۔۔۔ قوم کو اب جو مشکلات درپیش ہیں ان کا حل سوچنا چاہئے...... اور یہ بات مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں ہے"۔ (۵۸)

شیعہ عقیدہ میں کتمان (اپنے مذہب کو چھپانا اور دوسروں پر ظاہر نہ کرنا) اور تقیہ (جھوٹ بول کر اصل حقیقت کو چھپانا اور دوسروں کو دھوکہ دینا) کو مباح قرار دیا گیا ہے (۵۹)...... لیکن قائد اعظم ان دونوں (کتمان و تقیہ) سے کوسوں دور رہے۔۔۔ زندگی بھر منافقت (کتمان و تقیہ) کے خلاف سرگرم عمل رہے۔۔۔ اعلائے کلمۃ الحق کو اپنی زندگی کی اساس سمجھا۔۔۔ ہمیشہ حق و صداقت کے علمبردار رہے۔۔۔ اور ایک راسخ العقیدہ مسلمان کی طرح اپنی زندگی گزار کر راہی خلد بریں ہوئے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

---

(۵۸) عبد الرحمن خان، منشی: "قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء) ص ۳۹

(۵۹) دیکھئے: (۱) محمد علی، مولانا: "عقائد جعفریہ" (ج ۳) (مطبوعہ لاہور)

(۲) عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، علامہ: "مشعل راہ" (مطبوعہ لاہور)

(۳) محمد شفیع حنفی قادری: "حق لاشریک ہے" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

(۴) بدر القادری، علامہ (ہالینڈ): "اسلام اور خمینی مذہب" (مطبوعہ لاہور)

(۵) محمد قمر الدین سیالوی، علامہ: "مذہب شیعہ" (مطبوعہ لاہور)

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری "ترکش کا آخری تیر" استعمال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا انیس الحسنین شیعہ عالم جنہوں نے گورنر جنرل ہاؤس میں شیعہ طریقے کے مطابق آخری رسوم انجام دی تھیں اور نماز جنازہ پڑھائی تھی"۔ (۲۰)

بھلا اس میں قائد اعظم کا کیا قصور ہے؟.... ممکن ہے شیعہ عالم نے بھی ابو سلمان شاہجہانپوری کی طرح قائد اعظم کو شیعہ سمجھتے ہوئے اپنے طور پر علیحدگی میں ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھادی ہو۔

اصل صورت حال آپ کے شریک جنازہ عبداللطیف سیٹھی کی زبانی سنیے:

"شیعہ حضرات نے لیاقت علی خاں سے استدعا کی کہ "انہیں اہل تشیع (شیعہ) کے طریق کے مطابق قائد اعظم کی تکفین و تدفین کرنے کا موقع دیا جائے.... "لیاقت علی بھی بہت پریشان تھے کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہو گا.... آخر انہوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ "محترمہ فاطمہ جناح سے مشورہ کیا جائے" شیعہ حضرات مادر ملت کے پاس گئے اور استدعا دہرائی۔ محترمہ نے قائد اعظم کی وصیت کے کاغذات میں ایک فائل تلاش کرلی جس میں صراحت کے ساتھ لکھا ہوا تھا:

"وفات کے بعد ان کا جنازہ عام مسلمانوں کی طرح ہو اور مولانا شبیر احمد عثمانی (حنفی) پڑھائیں"۔

اس وصیت نے یہ مسئلہ بخیر و خوبی حل کر دیا اور ساتھ ہی قائد اعظم کی دُور اندیشی کی داد بھی سب کو دینا پڑی۔ چنانچہ حسب وصیت مولانا شبیر احمد عثمانی (حنفی) نے آپ کی نماز جنازہ مسنون طریق پر پڑھائی اور ان کی ہمشیرہ محترمہ کی موجودگی میں ان کی تجہیز و تکفین مسنون طریق یعنی سُنّی حنفی طریقہ پر ہوئی اور اس طرح آپ آخیر تک صحیح لفظوں میں مُسلمان رہے۔ کسی فرقے سے منسلک نہ ہوئے۔" (ملخصاً) (۲۱)

---

(۲۰) ماہنامہ "الحق" (اکوڑہ خٹک) اگست ۱۹۹۷ء، ص ۲۰

(۲۱) عبدالرحمن خشی: "قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء) ص ۱۱۸

شبیر احمد عثمانی (حنفی) اگرچہ حلقہ دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں لیکن تحریک پاکستان میں اپنے مرکز دارالعلوم دیوبند سے بغاوت کر کے قائداعظم کی حمایت میں سرگرم عمل رہے اور اپنے آپ کو "عثمانی سُنّی حنفی" ظاہر کرتے رہے۔...... بلکہ لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک جلسہ میں انہوں نے برملا کہہ دیا تھا کہ:

"میں تو نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر اور مُرتد سمجھتا ہوں یہی میرا عقیدہ ہے' میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کر سکتا ہوں"۔ (۶۲)

والله اعلم ورسولہ

غالباً ان ہی وجوہات کی بناء پر بانیٔ پاکستان نے انہیں نامزد کیا تھا۔ قائداعظم خدانخواستہ اسماعیلی شیعہ ہوتے تو خود کو "عثمانی سُنّی حنفی" ظاہر کرنے والے شخص کو کیوں نامزد کرتے؟...... ظلم کی انتہاء ہے کہ معترض نے وہ نماز جنازہ جو ایک مخصوص فرقہ کے چند لوگوں نے اجازت نہ ملنے پر 'تنہائی میں' 'غائبانہ' 'اپنی مرضی سے پڑھی' اُسے تو دلیل کے طور پر پیش کر رہا ہے لیکن جو نماز جنازہ قائداعظم کی اپنی وصیت کے مطابق 'عام مسلمانوں کی طرح لاکھوں مسلمانوں نے میّت کے سامنے' سُنّی حنفی طریقہ پر سر عام پڑھی' اُسے بالکل نظرانداز کر رہا ہے۔ العجب ثم العجب!

جادو ہے یا طلسم تمہاری زبان میں
تم جھوٹ کہہ رہے ہو' مجھے اعتبار ہے

---

(۶۲) دیکھئے: اختر حسین شاہ سید پیر "سیرت امیر ملت" (مطبوعہ لاہور) ص ۳۴۱

اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ پورے مکتبہ دیوبند میں مولوی اشرفعلی تھانوی' مولوی شبیر احمد عثمانی' مفتی محمد شفیع' دیوبندی کے محدود حلقے کے سوا دیگر تمام علماء دیوبند نے اجتماعی طور پر پاکستان کی پرزور مخالفت کی تھی۔ خود شبیر احمد عثمانی جب آل انڈیا مسلم لیگ کے حامی ہو گئے تو مرکز دارالعلوم دیوبند کا ردعمل کیا ہوا' ان ہی کی زبانی سنئے:

"دارالعلوم دیوبند کے (دیوبندی) طلباء نے میرے قتل تک کے حلف اٹھائے اور وہ نحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری بہوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

۱۹۷۱ء میں قائد اعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کے بھانجے نے ان کی جائیداد کا حکم وصتی چلانے کے لیے عدالت عالیہ ہائی کورٹ کراچی میں درخواست گذاری۔ اس کی سماعت کے دوران عدالت عالیہ نے اٹارنی جنرل سید شریف الدین پیرزادہ، مفتی محمد شفیع کراچوی، مولوی احتشام الحق تھانوی، مولوی محمد حسین، ایم۔ این کوتوال مرزا اختر حسین، ایم۔ آر پیر بھائی اور محمد حنیف وغیرہ کے بیانات قلمبند کئے۔

شریف الدین پیرزادہ نے اپنی شہادت میں کہا کہ:

"قائد اعظم نہ شیعہ نہ سنی بلکہ وہ ایک مسلمان تھے"۔ پیرزادہ نے اپنی شہادت میں قائد اعظم کے خطوط اور سائیکلو اسٹائل کاغذوں کا حوالہ بھی دیا جو مسلم لیگ کے اسسٹنٹ سیکرٹری شمس الحسن کے حوالے کی گئی تھیں۔ سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس عبدالحق قریشی اور مسٹر جسٹس عبدالرزاق تھہیم پر مشتمل ایک ڈویژن بنچ نے قرار دیا کہ:

"قائد اعظم سچے مسلمان تھے۔ فرقہ ورایت کے احساسات، جذبات اور عقیدہ سے ماورا تھے۔۔ ان کا آئیڈیل رسول اکرم ﷺ اور قرآن پاک ہے جسے وہ مکمل ضابطہ حیات سمجھتے تھے۔ قائد اعظم کے فرقہ وارانہ عقیدہ کا حوالہ مہمل اور غیر متعلقہ ہے کیونکہ جسٹس عبدالقادر شیخ پہلے ہی فیصلہ دے چکے ہیں کہ قائد اعظم سچے مسلمان تھے۔ ان کا کوئی فرقہ وارانہ عقیدہ نہیں تھا۔ وہ قرآن اور رسول پاک ﷺ کے پیروکار تھے۔" ملخصاً (۶۳)

ان ناقابل تردید حقائق کے باوجود بھی جو لوگ قائد اعظم کو "اسماعیلی شیعہ" کہیں انہیں کیا کہا جائے؟۔

کیا جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا
تقیہ ہم نے کیا تھا، ہمیں ثواب ملا

---

(۶۳) عبدالرحمن منتقی: "قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ"، (مطبوعہ لاہور) ص ۱۱۹ تا ۱۲۱

پھر طرفہ تماشا یہ ہے کہ جو لوگ قائداعظم علیہ الرحمۃ کو "آغا خانی شیعہ" ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ اپنے لیڈروں کو دیکھیں اور ان کے رخ کردار سے پردہ اٹھائیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ وہ روافض نوازی میں آپ اپنی مثال تھے۔ صرف دو مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

مشہور شیعہ عالم اور وکیل مولوی مظہر علی اظہر کی نماز جنازہ دیال سنگھ گراؤنڈ میں ۳ نومبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار ادا کی گئی۔ نماز جنازہ مولوی عبید اللہ انور (جانشین مولوی احمد علی لاہوری) نے پڑھائی۔ (دیکھئے: "خدام الدین" لاہور ۸ نومبر ۱۹۷۴ء ص ۳)

شیعہ لیڈر مظفر علی شمسی کی نماز جنازہ کے فرائض ملک مہدی حسن علوی (شیعہ) نے ادا کیے۔۔۔ نمازِ جنازہ میں مولوی عبد القادر آزاد (دیوبندی) میاں طفیل محمد (امیر جماعت اسلامی) مولوی تاج محمود (دیوبندی) مولوی ضیاء القاسمی (دیوبندی) ڈاکٹر مناظر (دیوبندی) چوہدری غلام جیلانی (جماعت اسلامی) کے علاوہ ہزاروں (شیعہ، مودودی، وہابی، اور دیوبندی وہابی) مداحوں نے شرکت کی۔

(دیکھئے: روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۱ جون ۱۹۷۶ء) (۶۴)

کاش یہ لوگ اپنے لیڈروں کے شیعہ نواز کردار کو مد نظر رکھتے تو کبھی بھی قائد اعظم کے کردار پر حملہ آور ہونے کی جسارت نہ کرتے۔

دوسروں کے عیب بے شک ڈھونڈتا رہ رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

---

(۶۴) تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) محمد حسن علی رضوی، مولانا: "غلط فہمی کا ازالہ" (مطبوعہ لاہور)

(۲) محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "حق لاشریک ہے" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۴ء

(۳) ادارہ: "وفائے جھنگ" (سپاہ مصطفےٰ کمالیہ) مطبوعہ جھنگ

(۴) ابو محمد عبد الرشید، مولانا: "۲۲ رجب المرجب کا ختم شریف" (مطبوعہ لاہور) مع محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف" (مطبوعہ لاہور)

(۵) سید بادشاہ تبسم بخاری: "سرپرست ASS کے نام کھلا خط"

Office of the
District Muslim League
Multan.

Most Revered Qaid-i-Azam,

On the occasion of Miraj-i-Sharif Multan District Muslim League is staging a most impressive programme for political awakening of the Muslims of the Division who are about 80 % of the entire population. Many prominent leaders have promised to come. It is universally desired that it may be possible to have you here on the occasion. Ruler of Bahawalpur State has conditioned his attendance on your arrival. I pray you to come and carry all before you. Multan has been the chief gateway of Muslim culture and civilization, and deserves your visit- an Urdu petition from Muslim League is attached

Yours sincerely.

For Sayyed Zain-ul-AbdinShah
President,
District Muslim League,
Multan.

Multan.
Dated:- 15/7/1942.

"Quaid-i-Azam Papers" F-827, File No: 827.

از دفتر مسلم لیگ ضلع ملتان (اردو ترجمہ)

گرامی مرتبت جناب قائداعظم!

معراج شریف کے موقع پر (آل انڈیا) مسلم لیگ ضلع ملتان نے ایک شاندار پروگرام ترتیب دیا ہے تاکہ ملتان ڈویژن کے مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کی جائے جو یہاں کی کل آبادی کا 80% ہیں۔ کئی بلند پایہ اور اہم رہنماؤں نے اس پروگرام میں شرکت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہماری یہ دلی تمنا ہے کہ آپ بھی ہر ممکن طور پر اس موقع پر تشریف لائیں۔ نواب صاحب بہاول پور نے اپنی شرکت کو آپ کی آمد سے مشروط کیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس موقع پر تشریف لا کر تمام کارروائی بچشم خود ملاحظہ فرمائیں۔

ملتان مسلم تہذیب و ثقافت کا ایک نمایاں مرکز رہا ہے اور یہ آپ کی آمد کا استحقاق رکھتا ہے۔ (آل انڈیا) مسلم لیگ کی طرف سے ایک اردو عرضداشت منسلک ہے۔

آپ کا مخلص

سید زین العابدین ملتان

صدر ضلع مسلم لیگ ملتان 15 جون 1942ء

(دیکھیے: قائداعظم پیپرز فائل نمبر 827)

75

[illegible]

Dated ...

Mr. M. A. Jinnah

Mallabar Hill

Bombay.

(Bombay)

INDIA POSTAGE

POST 16 OCT 30 A.M. ... ADDRESS ONLY

File no "Spers" F. 828

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اختتامیہ

بانیِ پاکستان　　　　اکابرینِ تحریکِ پاکستان

قائدِ اعظم اور علماء و مشائخ اہلِ سنت

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ　　رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کے

حب فی اللہ کے مظہرِ اعلیٰ، خصوصی تعلقات

اور

متنازعہ تصنیف: "تجانبِ اہل السنۃ" کا مختصر جائزہ

مسلمانو تمھارے پیارے نبی علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی پیاری آواز

صحیح مسلم شریف میں حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم
من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم
آخر زمانے میں کچھ لوگ حق میں باطل کے ملانے والے سخت جھوٹے تمھارے پاس وہ باتیں لائیں گے
جو تم نے سُنی ہوں گی نہ تمھارے باپ دادا نے تو اُن سے دور بھاگو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ
نہ کر دیں کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ مسلمانو یہ تمھارے پیارے نبی علیہ افضل الصلاۃ والسلام کا ارشاد
ہے مجھو نہاتے ہیں خالص تمھاری خیرخواہی کے لیے فرماتے ہیں۔ اب یہ دیکھلو کہ تیرہ سو برس سے کبھی
تمھارے باپ دادا نے یہ سنا تھا کہ مسلمان کہلانے والے مشرکوں سے خلوص اخلاص اتحاد منائیں۔ قرآن
فرمائے کہ وہ تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے۔ یہ انھیں خیرخواہ بتائیں۔ مشرکوں کے حلیف بنیں۔
امر دینی میں انکی مدد مانگیں انکا دامن تھامیں انھیں پر اعتماد کریں۔ انکے پاس عزت[۱] ڈھونڈیں۔ انکے
میل سے غلبہ تلاش کریں۔ انسے دوستانہ اتفاق کا معاہدہ کریں۔ معاملہ دینی میں انکو اپنا رہنما بنائیں
خود انکے پس رو بنیں انکی اطاعت کریں۔ جو وہ کہیں وہی مانیں۔ قرآن و حدیث کی تمام عمر بہشت پرچہ
پھاڑ دیں شرک کی غلط مورت خوشنودی کیلیے شعار اسلام بند کریں۔ اپنے مذہبی شعار پر مسلمانوں کے اصرار کو
انگریزوں کی خوشی کے لیے ٹھہرائیں۔ انکی قربانی حرام۔ اور اسکا گوشت مردار اور اس قولوں پر قائم
رہنے والوں کو کافر ٹھہرائیں۔ مشرکوں کو مسجد میں لیجا کر مسلمانوں کا واعظ بنائیں۔ مسلمانوں سے
اونچا ٹھہرا کے مسند نبوی پر بٹھائیں۔ مشرکوں کیلیے عزت مانیں۔ انکی منقبت کریں۔ شرک کی مدح میں کمال
زور لگائیں۔ ایسے مسلمانوں کو قرآن کا سبق پڑھانے والا مدبر بتائیں۔ نہ کر مبعوث من اللہ
کہیں کہ اللہ نے انکو تمھارے لیے مذکر بنا کر بھیجا ہے پھر ان کھلے ضلالوں حراموں کے حلال کرنے کو آیتوں
حدیثوں میں تحریفیں کریں قرآن و حدیث کے ارشاد کا پلٹ کر دیں۔ مشرکوں کی رضامندی کو خدا کی رضا میں
ایسا سمانہ بہب کان سمجھیں کہ مسلم و کافر کا امتیاز ہو ٹھادے سنگم دیر پیگ (معاہد مشرکین) کو مقدس

---

(۱) اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔ المنٰفقون (۸/۶۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

حقیقت آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہے کہ تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے من حیث الجماعت "قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی سیاسی قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے "دو قومی نظریہ" کی پاسداری کی اور نہایت کامیابی سے تحریک پاکستان کو ہمکنار کیا۔ لیکن کچھ لوگ اس حقیقت کو جھٹلاتے ہیں۔۔۔ دن کو "رات" بتاتے ہیں۔۔۔ باقاعدہ کتابوں کے حوالے سناتے ہیں۔۔۔ ان متنازعہ کتابوں کی تعداد تین چار ہی ہے۔۔۔۔۔۔۔ پھر ان کے لکھنے والے بھی غیر معروف شخصیات ہیں۔۔۔۔۔۔ علماء اہل سنت و جماعت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کسی بھی معتبر شخصیت نے ان متنازعہ کتابوں کی تصدیق و تائید نہیں کی۔۔۔ یہ ان کے غیر معروف مصنفین کا سراسر ذاتی موقف تھا۔۔۔ ان چند افراد کی شخصی رائے کو پوری جماعت کا متفقہ فیصلہ کہنا یقیناً الزام و افتراء و بہتان ہے۔

اگرچہ تحریک پاکستان میں دوسرے مکاتیب فکر کے گنتی کے بعض علماء نے بھی انفرادی طور پر حصہ لیا تھا لیکن ان کے اکابرین کی اکثریت آل انڈیا کانگریس کے زیر سایہ "متحدہ قومیت" (نظریہ وطنیت) کی حامی تھی' یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

یہ ممکن ہے کہ کسی سُنی عالم نے آل انڈیا مسلم لیگ یا قائداعظم علیہ الرحمتہ کی حمایت نہ کی ہو لیکن ایسا کوئی سُنی عالم ان شاء اللہ العزیز ڈھونڈے سے نہ ملے گا جو آل انڈیا کانگریس کے زیر سایہ "متحدہ قومیت" کا کانگریسی ترجمان رہا ہو۔۔۔۔۔۔ ان چند متنازعہ 'غیر معتبر کتب کے غیر معروف مصنفین نے اگر آل انڈیا مسلم لیگ یا قائداعظم علیہ الرحمتہ کی حمایت نہیں کی۔۔۔۔۔۔ تو دوسری طرف آل انڈیا کانگریس اور گاندھی

کی بھی شاید مخالفت کی تھی۔ بہر کیف ان کی ذاتی آراء کو پوری جماعت کا متفقہ فیصلہ کہنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ یہ متنازعہ کتب چند اوراق پر مشتمل ہیں سوائے "تجانب اہل السنۃ" نامی کتاب کے جو قدرے ضخیم ہے۔۔۔ مخالفین اہل سُنّت اپنی سیاسی و گروہی برتری کے لیے اسی غیر معتبر کتاب کے عکس لے کر اور شائع کر کے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ:

"علماء اہل سُنّت و جماعت (علیہم الرحمۃ) نے بھی قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کی مخالفت کر کے تحریک پاکستان کی راہ میں روڑے اٹکائے تھے۔"

غیر مقلد مولوی احسان الٰہی ظہیر آنجہانی نے "البریلویہ" میں۔۔۔۔۔ غلام نبی امرتسری احراری نے اپنی یادداشتوں "تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک" میں۔۔۔۔۔ اور پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے بھی اپنی کتاب "سیرت قائد اعظم" میں ایک دو مقامات پر اسی "تجانب اہل السنۃ" کے حوالے دے کر یہ غلط تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ:

دارالعلوم دیوبند، مجلس احرار، خاکسار پارٹی، خدائی خدمت گاروں اور جماعت اسلامی کی طرح علماء اہل سُنّت و جماعت کی جانب سے بھی قائد اعظم علیہ الرحمۃ پر (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) کفر کے فتوے لگائے گئے تھے۔ (۱)

---

(۱) دیکھئے: رفیع اللہ شہاب، پروفیسر: "سیرت قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۳ء) ص ۱۸، ۳۱۷
چودھری غلام نبی احراری: "تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک" (طبع چہارم، ۱۹۹۸ء)
جامع و مرتب: ابو اسامہ کاظمی احراری، ص ۲۳۴
نوٹ: ابھی پروفیسر رفیع اللہ شہاب کا ایک مضمون: درود شریف کی عبارت۔۔۔ علماء وضاحت فرمائیں" کے عنوان سے روزنامہ "نوائے وقت" (لاہور)۔ ۱۸ مارچ ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا جس

ب تعصب کی عینک اتار دیجئے، پڑھئے اور انصاف کیجئے:

اولاً:

"تجانب اہل السنہ" نہ تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے...... نہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادگان، خلفاء و تلامذہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی نے اس کی تائید فرمائی...... نہ یہ مرکز اہل سنت بریلی شریف سے شائع ہوئی...... نہ پوری دنیائے اہل سنت و اکابر اہل سنت و جماعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس سے متفق ہیں۔

ثانیاً: "تجانب اہل السنہ" کے مصنف مولانا محمد طیب داناپوری نے نظریۂ پاکستان (دو قومی نظریہ) اور تحریک پاکستان کی مخالفت بالکل نہیں کی...... البتہ آل انڈیا مسلم لیگ یا اس کے بعض لیڈروں سے اختلاف کیا ہے اور یہ ان کا سراسر ذاتی موقف تھا...... علمائے دیوبند کی طرح گاندھی یا آل انڈیا کانگریس کی حمایت بھی نہیں کی...... مثلاً آپ لکھتے ہیں:

میں مروج درود پاک کی مشہور و معروف عبارت پر اعتراض کیا گیا اور "وآلہٖ" کو غلط اضافہ بتایا گیا اور اس طرح آل رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے قلبی عداوت کا اظہار کیا گیا...... اس کا جواب، اسی صفحہ پر اخبار مذکور نے دیا...... بعد ازیں مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب نے "درود شریف کی عبارت: تحقیقی جائزہ" کے عنوان سے تحقیقی جواب دیا جو روزنامہ "نوائے وقت" (لاہور) ۲۸ مارچ ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا...... صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی صاحب، ملتان کی معلومات افزاء تحریر: "درود شریف پر اعتراض کا جواب" روزنامہ "نوائے وقت" (لاہور) یکم اپریل ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔ ساجد علی سبحانی، ایم اے، مدرس جامعہ المصطفیٰ لاہور کا بصیرت افروز مضمون: "درود شریف کی وضاحت" روزنامہ "نوائے وقت" (لاہور) ۱۹ اپریل ۱۹۸۷ء میں چھپا...... یہ چاروں تحریریں یکجا کر کے ماہنامہ "عرفات" لاہور جلد ۲۹ شمارہ ماہ جون ۱۹۸۷ء (ص ۹ ـ ۲۳) پر شائع کی گئی تھیں۔ (ادارہ)

"آہ! کیسا غضب ہے دہریت کو اسلام بتا کر اس کی اشاعت کی جا رہی ہے ...... حیف! کیسا ظلم ہے کہ انکار قرآن کو قرآنی تعلیم بتایا جا رہا ہے ...... کیسا ستم ہے کہ بے دینی کا نام الدین القیم رکھا جاتا ہے ...... انا للہ وانا الیہ راجعون یہ ہے گاندھی کی غلامی ...... یہ ہے احرار گاندھویہ کی امامی ...... یہ ہے مسٹر کی مولا کاری۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"۔ (۲)

جب کہ اس کے برعکس پورے مکتبہ دیوبند میں مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع کراچوی کے محدود حلقے کے سوا تقریباً سارے علماء دیوبند گاندھی کے "مہاتمائی" چرنوں میں جا بیٹھے تھے اور آج تک اپنے کانگریسی موقف پر شدت سے ڈٹے ہوئے ہیں۔

ثالثاً:

جن سیاسی لیڈروں پر اس کتاب "تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ" میں فتاویٰ ہیں ان پر مختلف ادوار گزرے ہیں...... بعض پر حسب حال فتاویٰ ہیں...... بعض پر ان کے سابقہ عقائد و نظریات کی بنا پر ہیں...... اور ان لیڈروں کی فہرست میں متعدد ایسے افراد ہیں جن پر خود اکابر دیوبند کے فتاویٰ ہیں...... اور کئی حضرات اس فہرست میں ایسے ہیں جن کے خود آپس میں ایک دوسرے پر فتاویٰ ہیں...... (۳)

رابعاً اہل سنت و جماعت کے جید علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس متنازعہ کتاب سے بارہا نفرت اپنی براءت کا اظہار فرما چکے ہیں مثلاً غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

---

(۲) محمد طیب داناپوری، مولانا: "تجانب اہل السنۃ" (مطبوعہ لاہور) ص ۱۶۴
(۳) دیکھئے: محمد حسن علی رضوی، مولانا: "برہان صداقت بر نجدی بطالت" (مطبوعہ ...)

"تجانب اہل السنہ" کسی غیر معروف شخص کی غیر معتبر تصنیف ہے جو ہمارے نزدیک قطعاً قابل اعتماد نہیں ہے۔ لہٰذا اہل سنت کے مسلمات میں اس کتاب کو شامل کرنا قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے اور اس کا کوئی حوالہ ہم پر حجت نہیں ہے۔ سالہا سال سے یہ وضاحت اہل سنت کی طرف سے ہو چکی ہے کہ ہم اس کے کسی حوالہ کے ذمہ دار نہیں۔" (۴)

علامہ سید محمود احمد رضوی صدر دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور، رقم طراز ہیں:

"اتنی بات درست ہے کہ اس کتاب کے مولف مولوی محمد طیب داناپوری حزب الاحناف ہند کے فارغ التحصیل ہیں مگر انہوں نے اس کتاب میں جو لکھا ہے، بریلوی مکتبہ فکر کے علماء نہ اس کے موید ہیں اور نہ اس کے تمام مندرجات کو صحیح و درست مانتے ہیں مگر اس کے باوجود "تجانب" کے حوالہ سے علماء بریلی کو بدنام کرنے کی سعی مذموم کی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل ذکر ہے اس کتاب پر حضرت والد قبلہ (علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ قادری علیہ الرحمۃ) کی نہ تو تقریظ ہے اور نہ آپ نے کبھی اس کے مندرجات کی تائید و توثیق فرمائی ہے۔" (۵)

مولانا غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"تجانب اہل السنہ" میں جو کچھ انہوں نے لکھا وہ ان کے ذاتی خیالات تھے، اہل سنت کے پانچ ہزار علماء و مشائخ نے بنارس کانفرنس میں قرارداد قیام پاکستان منظور کر کے "تجانب اہل السنۃ" کے مندرجات کو عملاً رد کر دیا تھا۔ لہٰذا سیاسی نظریات میں ایک غیر معروف امام (مولانا طیب) اور غیر

---

(۴) محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: "امام احمد رضا بریلوی اپنوں اور غیروں کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۵ء) ص ۳۱

(۵) سید محمود احمد رضوی، مولانا: "سیدی ابو البرکات" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۴ء) ص ۳۵۰

مستند شخص کے سیاسی نظریات کو سوادِ اعظم اہلِ سنّت پر لاگو نہیں کیا جا سکتا، نہ یہ شخص ہمارے لیے حجت ہے اور نہ اس کے سیاسی افکار" ملخصاً (۶)

غیر مقلد مولوی احسان الٰہی ظہیر آنجہانی نے دعوٰے کیا کہ:

"ہم نے بریلویوں (اہلِ سنّت و جماعت) کا جو عقیدہ بھی ذکر کیا ہے، وہ ان (اہلِ سنّت و جماعت) کی معتبر اور معتمد کتابوں سے صفحہ اور جلد کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔" (۷)

اس کے جواب میں علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ:

"اور حال یہ ہے کہ "تجانب اہلِ سنّت" "نغمۃ الروح" "باغِ فردوس" اور "مدائحِ اعلیٰ حضرت" وغیرہ قسم کی کتابوں کے جا بجا حوالے دیے ہیں، یہ کہاں کی مستند اور معتبر کتابیں ہیں؟"۔ (۸)

جس طرح علماء اہلِ سنت نے "تجانب اہل السنۃ" اور اس کے مصنف مولانا محمد طیب دانا پوری کے سیاسی افکار و نظریات سے اپنی برأت کا کھل کر دو ٹوک اظہار کیا ہے، کیا علماء دیوبند اور دیگر کانگریس نواز پارٹیوں نے بھی اسی طرح اپنے کانگریس نواز اور گاندھوی علماء سے اپنی برأت کا اظہار کیا ہے؟

---

(۶) غلام رسول سعیدی، مولانا: "مقالاتِ سعیدی" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء) ص ۵۵۱

(۷) غیر مقلد، مولوی: "البریلویہ" ص ۱۱۳

(۸) محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: "اندھیرے سے اجالے تک" (مطبوعہ لاہور) ص ۲۹

(ب) محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: "البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ" ص ۵۱

دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان میں علمائے اہل سنت کے اجتماعی کردار کی تاریخی دستاویز۔

خطبات

آل انڈیا سنی کانفرنس

۱۹۲۵ء ـــ تا ـــ ۱۹۴۷ء

پاکستان
بنانے والے
علماء و مشائخ

مولانا محمد جلال الدین قادری

مکتبہ قادریہ

○ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

خامساً:

آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس منعقدہ ۱۹۴۶ء میں علماء اہل سنت و جماعت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اکثریت نے قائداعظم علیہ الرحمتہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تحریک پاکستان کی پرزور حمایت کر دی تھی۔ برصغیر کی تاریخ میں کسی تحریک کے حق میں اتنا بڑا اجتماع دیکھنے میں نہیں آیا۔ "تجانب اہل السنۃ" یا کسی دوسری متنازعہ کتاب کی اگر اجتماعی سطح پر کوئی اہمیت ہوتی تو اکثریت قائداعظم علیہ الرحمتہ اور آل انڈیا مسلم لیگ کی سیاسی حمایت ہی نہ کرتی۔

یہ کانفرنس چند متنازعہ کتابوں کے غیر معروف مصنفین کے مخالفانہ موقف کی قومی سطح پر کھلی تردید ہے۔ اس کے باوجود عظیم الشان اکثریت کے اجتماعی فیصلہ کو نظر انداز کرنا اور ایک دو افراد کی ذاتی رائے کو پورے سواد اعظم پر لاگو کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟..... کہاں ہزاروں علماء کرام 'پاکستان' مسلم لیگ اور قائداعظم کے ہموا..... اور کہاں تین چار مخالف علماء۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کی تاریخی اہمیت اور افادیت کے بارے میں ایک دیوبندی مورخ پروفیسر محمد اسلم لکھتے ہیں:

"جس زمانے میں کابینہ وفد برعظیم کے سیاسی رہنماؤں سے مل کر سیاسی مسائل کا حل تلاش کر رہا تھا۔ اسی زمانے میں بنارس میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (علیہ الرحمتہ) کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں (۵۰۰) پانچ صد کے لگ بھگ مشائخ کرام، (۷۰۰۰) سات ہزار علماء کرام (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور دو لاکھ (۲۰۰۰۰۰) کے قریب سنیوں نے شرکت کی۔ ناظمین جلسہ نے

کابینہ وفد کے ارکان کو بھی بطور مبصر اس اجلاس میں شرکت کی دعوت دی تاکہ وہ مسلمانوں کے اس اجلاس کی شان و شوکت دیکھ لیں لیکن وفد نے اپنی مصروفیات کی بناء پر معذرت کر لی۔

اس اجلاس میں قائد اعظم (علیہ الرحمتہ) کی مکمل حمایت کا اعلان کیا گیا اور ان کے مطالبہ پاکستان کی پر زور تائید کی گئی۔ کابینہ وفد نے یہ کہا کہ:

"مشرقی اور مغربی پاکستان کے مابین صدہا میلوں فاصلہ ہوگا اور دونوں حصوں کے درمیان رابطہ ہندوستان کی مرضی پر منحصر ہوگا"۔

ان کے اس عذر کا جواب ناظمین جلسہ نے یہ دیا کہ:

"ان دونوں حصوں کو ملانے کے لیے کوریڈور دیا جائے"۔

اس اجلاس کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ اجلاس کے شرکاء نے یہ اعلان کیا کہ "اب اگر قائد اعظم بھی مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو جائیں تو بھی سُنّی کانفرنس اس معاملے میں ان کی موافقت نہیں کرے گی اور سُنّی کانفرنس مطالبہ پاکستان کو لے کر آگے بڑھے گی۔ قیام پاکستان مسلمانوں کا حق ہے اور یہ حق انہیں ہر صورت ملنا چاہیے"

دیوبندی حلقوں کی جانب سے اس کانفرنس کی کاروائی پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کانفرنس میں شرکاء کا سیاسی وزن کتنا تھا اور ان کی ملکی سیاست میں کیا حیثیت تھی۔ راقم آثم دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہے اس کے باوجود یہ عرض کرتا ہوں کہ ان مشائخ اور علماء (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا عوام پر بہوا اثر تھا خود لاہور میں تحریک پاکستان کے لیے بریلوی مکتب فکر کے علماء (اہل سنت) میں سے مولانا محمد بخش مسلم اور مولانا

غلام الدین اشرفی (علیہ الرحمۃ) نے جو کام کیا وہ محتاج تعارف نہیں ہے
مولوی محمد اللہ کی تقریریں راقم آثم نے سنی ہیں۔ جس انداز سے وہ گاندھی
اور نہرو کو للکارتے تھے اور جس بری طرح سے گاندھی اور نہرو کا
جو تھا بیٹھا کھانے والے کانگریسی مولویوں کے لتے لیتے تھے ...... یہ
ان ہی کا حصہ تھا۔

اسی طرح سرحد کے ریفرنڈم میں پیر صاحب مانکی شریف امین الحسنات (علیہ الرحمۃ) اور پیر صاحب زکوڑی شریف عبداللطیف (علیہ الرحمۃ) نے جس طرح سے حصہ لیا اور سرحد میں کانگریس میں حکومت ہونے کے باوجود عوام کو پاکستان میں شمولیت کے حق میں تیار کیا اس سے چشم پوشی ممکن نہیں ہے"۔ (۹)

مملکت خداداد پاکستان عطیۂ خداوندی اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو باقاعدہ تفویض ذمہ داری سونپی گئی فتح کا جھنڈا عطا کیا گیا پاکستان کی فائل ہاتھ میں تھمائی گئی ...... اور عالم روحانیت میں تقسیم ہند کا مسئلہ طے کیا گیا ...... (۱۰)

پاکستان کے قیام سے چار پانچ سال پہلے اللہ کے ایک دوست نے بانی پاکستان اور پاکستان کے بارے میں اپنے مریدان باصفا کے سامنے کچھ کہا۔ یہ مرید کون تھے؟

---

(۹) محمد اسلم پرویز "تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۵ء) ص ۲۳۵، ۲۳۶
(۱۰) ان تمام تفصیلات کے لیے دیکھئے سید حسین شاہ بخاری "بارگاہ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

انگلستان کے دو امیر زادے، سگے بھائی جو داتا صاحب (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی کتاب "کشف المحجوب" شریف کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر اسلام سے متاثر ہوئے اور کسی مرد کامل کی تلاش میں ۱۹۳۰ء کی دہائی میں اس وقت ہندوستان آئے۔ ایک بھائی جس کا انتقال قیام پاکستان سے پہلے ہوا، داتا صاحب (سید علی بن عثمان ہجویری حنفی المعروف حضور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مزار شریف (واقع لاہور) کے احاطے میں خوابیدہ ہے۔

دوسرا بھائی جس کا نام شہید اللہ فریدی تھا کراچی میں شمالی ناظم آباد میں ابدی نیند سو رہا ہے۔ ان دونوں انگریز بھائیوں کے مرشد اللہ کے دوست سید محمد ذوقی تھے جو ۱۱ ستمبر ۱۹۵۱ء کو میدان عرفات میں رب کعبہ سے جا ملے اور جبل رحمت سے ڈیڑھ سو گز دور مکے کی خاک میں آرام کر رہے ہیں۔ "ملفوظات شہید اللہ فریدی" سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے

"ستر و شعبان ۱۳۶۱ھ، ۱۹۴۲ء:

ارشاد فرمایا کہ۔ "یہ جو (آل انڈیا) مسلم لیگ کو کامیابی ہو رہی ہے صرف جناح (علیہ الرحمتہ) کا کام نہیں بلکہ اللہ (جل شانہ) کا کام ہے۔ اسے غیب سے مدد مل رہی ہے۔ قابلیت کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور قابلیت کی وجہ سے جناح (علیہ الرحمتہ) کو پسند کیا گیا۔ تم کو یاد ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی نے عالم معاملہ میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم فرما رہے ہیں "محمد علی جناح سے ہمیں بڑا کام لینا ہے۔"

مزید فرمایا کہ:

"حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ: "مسلمانوں کو ایسا امام بنانا چاہیے جو ضروریات وقت کے لیے مناسب ہو، اگر کسی وقت فوجی قابلیت کی ضرورت ہو تو ایسا امام ہونا چاہیے جو فوجی معاملات میں ماہر ہو خواہ وہ فقہ اور دوسرے علوم میں کمزور ہی کیوں نہ ہو۔ اگر سیاسی قابلیت کی ضرورت ہے تو ایسا امام ہونا چاہیے جو سیاست میں خاص قابلیت رکھتا ہو۔" چنانچہ موجودہ دور میں جناح (رحمۃ اللہ علیہ الرحمۃ) اپنی سیاسی قابلیت کی وجہ سے نہایت موزوں آدمی ہے"۔ (۱۱)

اسی وجہ سے اہل بصیرت نے تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لیے قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کی سیاسی قیادت کو قبول کر لیا تھا۔ علماء کرام و مشائخ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نہ صرف آل انڈیا مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی بھرپور سیاسی حمایت کی بلکہ براہ راست بھی آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہوئے...... آل انڈیا مسلم لیگ نے تحریک پاکستان کی حمایت کرنے والے علماء کرام و مشائخ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اشتہارات چھپوائے...... اور عوام کو تحریک پاکستان کی طرف مائل کیا۔ ایسا ہی ایک اشتہار آل انڈیا مسلم لیگ ڈیرہ اسماعیل خان نے شائع کیا جس میں ۳۵ علماء و مشائخ اور روحانی آستانوں نے قائد اعظم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ اس میں ۳۰ علماء کرام و مشائخ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تعلق اہل سنت و جماعت بارک اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہے جب کہ صرف دو اہل حدیث (غیر مقلدین) اور تین دیوبندی علماء کا نام شائع کیا گیا ہے۔

---

(۱۱) دیکھئے فیروز الدین احمد فریدی: "پاکستان قائم رہے گا" ان شاء اللہ العزیز (مشمولہ روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی / اسلام آباد، ۲۹ جون ۱۹۹۹ء

ایک اور اشتہار جو پنجاب مسلم لیگ "شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع ہوا اس میں چھ مشائخ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام ہیں جو اہل سنت و جماعت (اعزھم اللہ تعالیٰ فی الدارین) میں سے ہیں۔

اسی طرح آل انڈیا سنی کانفرنس کے پچاس سے زائد سنی علماء کرام کا ایک فتویٰ بھی اخبار "دبدبہ سکندری" میں شائع ہوا۔ اس کا عنوان یہ تھا۔

"آل انڈیا سنی کانفرنس کے مشاہیر علماء و مشائخین کا متفقہ فیصلہ"

فتویٰ دینے والے چند مشہور و معروف علماء کرام کے نام ملاحظہ فرمایئے:

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان قادری، مولانا ابوالمحامد سید محمد محدث کچھوچھوی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، صدر الشریعۃ مفتی امجد علی اعظمی، مولانا عبدالحامد بدایونی، شاہ عارف اللہ قادری، مفتی تقدس علی خاں، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا غلام معین الدین نعیمی، مولانا سردار احمد فیصل آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۱۲)

---

(۱۲) دیکھئے: محمد جلال الدین قادری، مولانا: "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۸ء)

نوٹ: "قائد اعظم کا مسلک؟" سلف ہشتم میں تحریک پاکستان میں شاندار خدمات ادا کرنے والے سادات کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ۴۰ اسماء مبارکہ۔ سلف ہشتم میں حضرت مجدد الف ثانی سرہندی کی اولاد امجاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ۱۰ اسماء طیبہ دیگر سنی حنفی نقشبندی مشائخ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ۱۱۴ اسماء متبرکہ اور سلف دہم میں ۲۱ سنی علماء کرام و مشائخ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تاریخی بیانات و پیغامات اور اس کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ میں براہ راست شامل نامور سنی قائدین کے ۱۳۵ اسماء کرام درج ہیں ان ۱۳۰ ابواب کے علاوہ متعدد مقامات پر اسی حوالے سے کئی عبارات و اقتباسات ذیلی طور پر شامل ہیں یہ ایک "مختصر مطالعاتی خاکہ" ہے۔ ورنہ تمام نقشبندی مشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ تمام قادری، چشتی اور سہروردی مشائخ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسماء کرام بھی درج ہوتے تو یہ فہرست بہت طویل ہوتی۔ (ادارہ)

بمنہ تعالیٰ وکرمہ ۶۷

وہ حقائق افروز باطل سوز خزینہ ہدایت صحیفہ بلاغت

مشہور رپورٹ

خطبۂ صدارت

جمہوریۂ اسلامیہ

جو

حضرت حامیِ سنت ناصرِ شریعت سحبانِ ہند راس المحدثین رئیس المتکلمین
مولانا الحاج السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی
صدر جماعت استقبالیہ جمہوریت اسلامیہ دامت برکاتہم نے

آل انڈیا سُنی کانفرنس

کے بے نظیر عدیم المثال تاریخی اجلاس منعقدہ ۲۴ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء دو ہزار مشائخ و علماء اور ساٹھ ہزار سے زائد عام حاضرین کے عظیم الشان مجمع میں پڑھ کر سنایا اور مجمع لفظ لفظ اور فقرے فقرے پر جھوم جھوم گیا تحسین و مرحبا و نعرۂ تکبیر سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اور بہت سے جملوں کے بار بار اعادہ اور تکرار کی استدعائیں کی گئیں۔ اکابر علماء نے اس خطبہ کو آل انڈیا سُنی کانفرنس کا شاہکار قرار دیا

باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ظفر الدین احمد صاحب اہل سنت برقی پریس مراد آباد میں طبع ہوا

سرورق: خطبہ صدارت، جمہوریہ اسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء

علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اعلانات و بیانات، خطبات و پیغامات سے تحریک پاکستان کو متحدہ ہند میں ملی سطح پر بھرپور قومی تقویت اور اجتماعی حمایت ملی اور قائداعظم علیہ الرحمۃ کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ عوام اہل سنت و جماعت جوق در جوق آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔

سید محمود شاہ بخاری فرماتے ہیں:

"اس طرح اسلامیان ہند نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کی موثر (سیاسی) جماعت قائم ہو گئی ہے تو وہ بکھرے ہوئے امام السندوں اور شیخ الحدیثوں کو رد کر کے سواد اعظم کے پرچم تلے جمع ہونا شروع ہو گئے۔ مشائخ عظام اور سجادہ نشینوں نے بھی جب مسٹر جناح کی سیاسی قیادت قبول کر لی تو پھر مسلمانوں کے جلسے جلوسوں کا تزک احتشام دیکھنے کی چیز تھی جوں جوں (آل انڈیا) مسلم لیگ کی قوت میں اضافہ ہوتا گیا مسٹر جناح کا ایقان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا۔" (۱۳)

علماء اہل سنت و جماعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے قائداعظم علیہ الرحمۃ کا بھرپور ساتھ دیا۔ تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لیے برصغیر پاک و ہند میں ملک گیر سیاسی دورے کیے اور قائداعظم علیہ الرحمۃ کو بھی سیاسی دوروں کی دعوت دی گئی ...... ہر جگہ ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ان سے تقریریں کرائی گئیں اور ان کی تعریف و توصیف میں نظمیں پڑھی گئیں۔

۷ امارچ ۱۹۳۹ء کو مسلمانان بریلی کو دعوت پر آل انڈیا مسلم لیگ کے تنظیمی

---

(۱۳) محمود شاہ بخاری، سید: "برصغیر میں تحریک آزادی اور قیام پاکستان" (مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۸۵ء) ص ۷۹

دورے پر بریلی تشریف لائے، رات کے عظیم الشان جلسہ میں مولوی سے خاں رام پوری علیہ الرحمۃ نے قائداعظم علیہ الرحمۃ کی شان میں فارسی کی ایک نظم پڑھی جس کے چند اشعار یہ تھے

جناح آمد بریلی را بہار اندر بہار آمد
برائے پیشوائی صد ہزار اندر ہزار آمد
ہجوم عاشقان دیدار جو در کوچہ و برزن
بہ شہر تشنہ کامان محبت جوئے بار آمد
ہزاراں سال باشد تازہ و خرم بہار ما
بریلی را بہار بے خزاں یادگار آمد

۱۹۴۴ء کو دوبارہ قائداعظم علیہ الرحمۃ بریلی تشریف لائے، دور دور سے لوگ آپ (علیہ الرحمۃ) کے استقبال کے لیے بریلی امڈ آئے تھے۔ بریلی اسٹیشن سے آٹھ دس میل تک لوگ چاند تارہ کی ہری ہری جھنڈیاں ہاتھوں میں لیے ریلوے لائن کے دونوں جانب کھڑے تھے..... بریلی اسٹیشن پر اپنے سیاسی قائد کو دیکھنے کے لیے لوگ دیوانہ وار ٹوٹ پڑے..... ہجوم اتنا زیادہ تھا کہ غیر معمولی وزن کے باعث ریلوے لائن کا آہنی پل ٹوٹ گیا اور ریلوے اسٹیشن کا سارا انتظام بگڑ گیا..... رات کو ایک لاکھ کے مجمع میں قائداعظم علیہ الرحمۃ نے تقریر کرتے ہوئے اہل بریلی کا شکریہ ادا کیا۔" (۱۴)

۱۹۴۴ء میں قائداعظم علیہ الرحمۃ جب وزیرآباد تشریف لائے تو آپ علیہ الرحمۃ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اس یادگار جلسہ میں علامہ پیر محمد عبدالصبور بیگ

---

(۱۴) دیکھیے "محمد جلال الدین قادری" مولانا: "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء) ص ۵۱، ۵۲

بانقدروی مدظلہ (خلیفہ حجۃ الاسلام، فخر اہلسنت علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ) نے قائداعظم (علیہ الرحمۃ) کی شان میں ایک یادگار نظم پڑھی جس کے چند اشعار یہ تھے:

اے سید ابرار (ﷺ) کے دلدار سپاہی (علیہ الرحمۃ)

توحید و رسالت کے پرستار سپاہی (علیہ الرحمۃ)

اسلام کی عظمت کے علمدار سپاہی (علیہ الرحمۃ)

آزادی کامل کے طلب گار سپاہی (علیہ الرحمۃ)

اٹھ: قوم کی بگڑی ہوئی تقدیر بنا دے

ہر چپہ مسلم کو جہانگیر بنا دے (۱۵)

اسی طرح ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو قائداعظم علیہ الرحمۃ جب مانکی شریف روانہ ہوئے۔ تمام راستہ دلہن کی طرح سجایا گیا۔۔۔ سبز ہلالی جھنڈیوں سے سڑک آراستہ تھی۔۔۔ فضا "قائداعظم زندہ باد۔۔۔ اسلام زندہ باد۔۔۔ اور مسلم لیگ زندہ باد" سے گونج رہی تھی۔۔۔ جونہی قائداعظم (علیہ الرحمۃ) مانکی شریف پہنچے، دور دراز سے آئے ہوئے مشائخ عظام اور علمائے کرام (علیہم الرحمۃ) نے ان (علیہ الرحمۃ) کا پرجوش استقبال کیا۔۔۔ پیر سید محمد امین الحسنات علیہ الرحمۃ نے قائداعظم علیہ الرحمۃ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور پھر دونوں (علیہما الرحمۃ) ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ (۱۶)

---

(۱۵) پیرزادہ محمد بشیر احمد نعمانی (آستانہ عالیہ سانگا بادشریف حسن ابدال) کی راقم سے زبانی گفتگو

(۱۶) دیکھئے: میر احمد خان صوفی، سابق "غازی جی" (مطبوعہ پشاور ۱۹۸۷ء) ص ۷۷

یہی نہیں تحریک پاکستان کے مخالف اور گاندھی کے ہم نوا علماء اور کانگریسی مولویوں نے جب قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو اپنی بے جا تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے انہیں (علیہ الرحمۃ) دین سے بیگانہ قرار دیا تو علماء اہل سنت و جماعت (بارک اللہ تعالیٰ علیہم) نے اس محسن (علیہ الرحمۃ) کا دفاع کرتے ہوئے ان دشنام طرازیوں اور اتہام تراشیوں کا جواب دینے میں بھی کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔

علامہ خلیل اشرف اعظمی قادری لکھتے ہیں:

"مجھے اچھی طرح یاد ہے" کہ تحریک قیام پاکستان کے دوران یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ:

"محمد علی جناح کوٹ پتلون پہنتے ہیں۔ انگریزی بولتے ہیں۔ انگریزوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں" لہٰذا ان کا ساتھ نہیں دینا چاہیے"۔

جمعۃ المبارک کا دن تھا اور حضرت مولانا غلام یزدانی علیہ الرحمۃ جو حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمۃ (مُصنّف "بہارِ شریعت" خلیفۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ) کے شاگرد تھے' تقریر فرمارہے تھے اور ان (علیہ الرحمۃ) کا بیان یہ تھا کہ

"ہمیں بہر صورت قیام پاکستان کی حمایت کرنی چاہیے لوگ محمد علی جناح پر بے جا اعتراضات کرتے ہیں اگر وہ بالفرض صحیح بھی ہوں تو کچھ فرق نہیں پڑتا، محمد علی جناح مسلمانان ہند کے وکیل ہیں۔ امیر المومنین نہیں ہیں انہوں نے ایک اچھے کام کا اقدام کیا ہے ، دنیا میں ایک اسلامی سلطنت کے قیام کی جدوجہد کر رہے ہیں جہاں (کلمہ طیبہ) لا الٰہ الا اللہ کا پیغام گونجے گا۔"

کسی نے دوران تقریر ہی میں پوچھ لیا کہ: "حضرت! ہمیں اس سے کیا فائدہ ہوگا؟"۔

آپ (علیہ الرحمۃ) نے برجستہ فرمایا کہ:

"اسلام کا فائدہ ہمارا فائدہ ہے، چاہے وہ کہیں بھی کسی خطہ میں کیوں نہ ہو۔ کیا یہ کم فائدہ ہے کہ ہمارے کئی کروڑ مسلمان بھائی آزاد حکومت میں اسلام کے پرچم کے نیچے آرام و سکون کا سانس لے سکیں گے؟ اگر ہماری قربانیوں سے ہمارے مسلمان بھائیوں کو فائدہ پہنچے تو اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے؟ ہمیں بہر صورت ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔"

پھر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ:

"یہ لوگ محمد علی جناح کا ساتھ دینے پر اس لیے معترض ہیں کہ محمد علی جناح پکے باشرع مسلمان نہیں۔۔۔۔ میں کہتا ہوں پھر گاندھی، نہرو، ولبھ بھائی پٹیل کا ساتھ کیوں دیا جا رہا ہے؟۔۔۔ کیا یہ پکے خدا پرست مسلمان ہیں؟۔۔۔ کیا انہوں نے بت پرستی سے توبہ کر لی ہے؟۔۔۔ کیا انہوں نے دھوتی چوٹی کو خیر باد کہہ دیا ہے؟۔۔۔ کیا انہوں نے وید (پران) گیتا (رامائن اور شاستروں) کو چھوڑ کر قرآن خوانی شروع کر دی ہے؟۔۔۔ اور کیا شیخ الہند اور شیخ الحدیث کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے ہیں؟۔۔۔ قرآن کریم کے ارشاد (عظیم) کے مطابق مشرک بت پرست بہر صورت مسلمانوں کے دشمن ہیں۔" (۱۷)

---

(۱۷) خلیل اشرف اعظمی، مولانا: "پاک و ہند کی چند اسلامی تحریکیں اور علمائے حق" (مطبوعہ لاہور) ص ۱۳۲

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جامع مسجد ممبئی کے خطیب (مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی حنفی کے چچا) معروف عالم دین مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی سنی حنفی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر مس رتن بائی نے اسلام قبول کیا تھا اور ان کا اسلامی نام مریم رکھا گیا اور پھر قائد اعظم محمد علی جناح سے شادی ہوئی تھی۔

حیرت ہے جس وقت محمد علی جناح اور مریم خاتون کی یہ شادی ہوئی تو کسی بھی مسلمان نے اس شادی پر اعتراض نہیں کیا بلکہ غیر مسلموں کی جانب سے کی جانے والی احتجاجی کارروائیوں اور متعصبانہ اعتراضات کا مفصل جواب مسلم اخبارات نے بڑی شد و مد سے دیا تھا۔

اس شادی کے تقریباً ۲۸ سال بعد جب قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ حصول پاکستان کے لیے سرگرم عمل تھے عین اس موقع پر مجلس احرار خاکسار پارٹی اور جمعیت علماء ہند کے بعض کانگریس نواز لیڈروں نے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی بلند و بالا حیثیت کو بزعم خویش گھٹانے اور آل انڈیا مسلم لیگ کو بدنام کرنے کے لیے اس شادی کو "غیر اسلامی" قرار دے دیا۔۔۔۔ مجلس احرار کے مظہر علی اظہر رافضی احراری۔۔۔۔۔ تحریک خاکسار کے قائد و بانی عنایت اللہ مشرقی۔۔۔۔۔ اور جمعیت علماء ہند کے حسین احمد مدنی ٹانڈوی نے۔۔۔۔۔۔۔ اس شادی کو "غیر اسلامی" قرار دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مولوی حسین احمد مدنی ٹانڈوی نے تو "سول میرج اور لیگ" (مطبوعہ دہلی' ۱۹۴۶ء) کے عنوان سے ایک کتابچہ بھی لکھ دیا۔

اس افتراء و بہتان طرازی کے پر فتن دور میں مولانا نذیر احمد خجندی سنی صدیقی حنفی علیہ الرحمۃ بھی حیات تھے۔ چنانچہ آپ علیہ الرحمۃ نے ایک اخباری بیان کے ذریعے اس امر کی واضح تصدیق کی کہ:

رتی پیٹ نے ان (علیہ الرحمتہ) کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور ان کا اسلامی نام مریم رکھا گیا اور مسٹر محمد علی جناح کی شادی شرعی طریقے پر ہوئی تھی۔

ان (علیہ الرحمتہ) کا یہ وضاحتی بیان روزنامہ "ہمدرد" دہلی میں ۱۸ فروری ۱۹۴۶ء کو شائع ہوا تھا۔

مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی سنی حنفی علیہ الرحمتہ نے جمعیت علماء ہند کی جانب سے تحریک پاکستان کی مخالفت کا شدید نوٹس لیتے ہوئے متعدد بار جمعیت علماء ہند کے کانگریس نواز رہنماؤں کو مناظرے کا کھلا چیلنج بھی کیا تھا۔

آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قائداعظم علیہ الرحمتہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کو قائداعظم علیہ الرحمتہ کی (۷۰) سترویں سالگرہ کے موقع پر ایک تہنیتی نظم پڑھی جس کے چند اشعار یہ تھے:

نمایاں کر کے آزادی کی رفعت قائداعظم (علیہ الرحمتہ)
مٹا دیں گے غلامی کی یہ ذلت قائداعظم (علیہ الرحمتہ)

یہ (علیہ الرحمتہ) وہ خادم ہیں جو مخدوم کہلانے کے قابل ہیں
ہمیشہ قوم کی کرتے ہیں خدمت قائداعظم (علیہ الرحمتہ)

ہر ایک مخلص کے دل سے یہ صدا اٹھتی ہے ہر لحظہ
سراپا ہیں محبت ہی محبت قائداعظم (علیہ الرحمتہ) (۱۸)

---

(۱۸) دیکھئے: رضی حیدر، خواجہ "رتی جناح" (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء) ص ۸۰، ۹۲، ۹۹

تحریک پاکستان کے دوران علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے قائداعظم (علیہ الرحمۃ) کو سیاسی و اخلاقی طور پر کبھی تنہا نہ چھوڑا۔ اس ضمن میں کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں مثلاً خطیب اہل سنت و جماعت مولانا عبدالحامد بدایونی (علیہ الرحمۃ) نے اپنے زور خطابت سے سرحد کے مسلمانوں کو آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت پر کمربستہ کیا۔ اس جرم میں حکومت نے انہیں (علیہ الرحمۃ) ناپسندیدہ عناصر کی فہرست میں شامل کر لیا لیکن وہ (علیہ الرحمۃ) ان تمام خطروں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پاکستان کے لیے کام کرتے رہے۔ قائداعظم (علیہ الرحمۃ) نے آپ (علیہ الرحمۃ) کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے آپ (علیہ الرحمۃ) کو "فاتح سرحد" کا خطاب عطا فرمایا۔ اسی طرح آپ علیہ الرحمۃ نے قائداعظم علیہ الرحمۃ کے ساتھ تنظیمی دورہ فرما کر سیالکوٹ میں کانگریس کے آلۂ کار احراریوں کا سیاسی زور توڑا اور ہندوؤں کے ایجنٹ احراریوں کی لچھے دار تقریریں آپ علیہ الرحمۃ کی شعلہ نوائی کے سامنے بے کار ثابت ہوئیں۔ (۱۹)

۲۱ اپریل ۱۹۴۷ء کو ریاست میسور کی مسلم کانفرنس کا پانچواں اجلاس شملہ میں منعقد ہوا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ نے جو مشرق وسطیٰ کا دورہ کرنے والے مسلم لیگی وفد کے رئیس تھے۔ اپنی تقریر میں قائداعظم علیہ الرحمۃ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے اپنے دورے کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> "انہوں نے پاکستان کے نظریہ کی بہت تائید فرمائی اور مسٹر جناح کی سیاسی دور اندیشی کا اعتراف کرتے رہے ...... اور دیگر بلاد اسلامیہ کے اکابر کا نظریہ بھی یہی ہے کہ وہ سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ:
>
> "مسٹر جناح اسلام کے قائداعظم ہوں گے۔" (۲۰)

---

(۱۹) دیکھئے "محمد صادق قصوری" کی "تحریک پاکستان" حصہ اول (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء) ص ۱۰۸

(۲۰) محمد حنیف شاہد "اسلام اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء) ص ۱۶۳

۱۹۳۶ء میں قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کی انگلستان سے واپسی اور ہندوستان کی سیاست میں دوبارہ عملی شرکت کے بعد جن علماء کو ان سے خصوصی قربت حاصل رہی ان میں (مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی سُنّی حنفی کے والد) مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی (سُنّی حنفی) میرٹھی علیہ الرحمۃ بھی شامل تھے۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد لاہور کی منظوری سے قبل ہی ایسے بعد میں قرارداد پاکستان کہا گیا۔ مولانا عبد العلیم صدیقی (سُنّی حنفی) علیہ الرحمۃ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ:

وہ آل انڈیا مسلم لیگ اور مسٹر جناح سے سیاسیات کا کام لیں کیونکہ فی زمانہ علماء کرام یورپین سیاسیات اور ہندوستان کے غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کی ڈپلومیٹک دسیسہ کاریوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ موجودہ زمانے میں ہندوستان کے اندر آئینی جنگ ہو رہی ہے اس (سیاسی) جنگ میں وہی مسلمان کامیاب ہو سکتا ہے جو انگریزوں اور کانگریسیوں دونوں کے ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف ہو۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان اخبار "خلافت" بمبئی میں ۲۲ فروری ۱۹۴۰ء کو شائع ہوا تھا۔

تحریک پاکستان میں جب آل انڈیا کانگریس اور اس کی ہمنوا جمعیتیں حشرات الارض کی طرح بیرونی ممالک میں پھیل گئیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انگلینڈ اور مصر میں کانگریسیوں اور کانگریسی ایجنٹوں کو ناکوں چنے چبوائے۔۔۔۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے باقاعدہ طور پر مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہاں عالم اسلام کے مسلمانوں اور علماء کو تحریک پاکستان سے روشناس کرایا۔ پاکستان بننے کے بعد قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کے حکم پر اسلامی ممالک کی نمائندگی کی اور قائد اعظم

علیہ الرحمۃ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو "سفیر اسلام" کا خطاب دیا۔ (۲۱)

مولانا محمد عبد الحق مسلم علیہ الرحمۃ تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن تھے۔ قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی ہدایت پر آپ تین سال ۱۹۴۳ء، ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء ایک ایک ماہ کے لیے دراجی (کاٹھیاواڑ) گئے اور وہاں کے مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل کیا۔

قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے بارے میں آپ علیہ الرحمۃ کے ذاتی تاثرات یہ تھے:

"وہ (علیہ الرحمۃ) انتہائی دیانت دار اور با اصول انسان تھے۔ یہ ان (علیہ الرحمۃ) کا ہی کمال تھا کہ انہوں (علیہ الرحمۃ) نے مختلف گروہوں میں بٹی ہوئی قوم کو اکٹھا کر کے ایک ایسی زبردست سیاسی طاقت بنا دیا کہ انگریز اور ہندو جو بلاشبہ اس وقت کی دو طاقتور پارٹیاں تھیں وہ مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئیں۔۔۔۔ قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کی دیانتداری کے تو دوست اور دشمن دونوں ہی قائل تھے۔ ذاتی پسند یا ناپسند ان (علیہ الرحمۃ) کی اصول پسندی کو متاثر نہیں کر سکتی تھی"۔ (۲۲)

مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی مد ظلہ نے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی تائید و حمایت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔۔۔ آپ نے تحریک پاکستان، قائد اعظم اور آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت میں صوبہ پنجاب میں جلسوں اور کانفرنسوں کی بھرمار کر دی۔۔۔ دن کو تانگے میں بیٹھ کر جلسے کی منادی کرتے اور رات کے جلسہ میں صدارت بھی کرتے۔۔۔ لاہور کے دو اخبارات روزنامہ "انقلاب" اور "شہباز" (لاہور) نے سر سکندر حیات کی حمایت میں اور قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کے خلاف جب پروپیگنڈہ

---

(۲۱) مجلہ "مینار نور" (کراچی) نومبر ۱۹۸۰ء ص ۲۷، ۳۳، ۳۴

(۲۲) ماہنامہ "قومی ڈائجسٹ" (لاہور) اگست ۱۹۸۳ء ص ۲۱

شروع کیا تو آل پاکستان رورل پروپیگنڈہ کمیٹی (کل پنجاب دیہی شعبہ نشر و اشاعت) کے نوجوان، مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں ان اخبارات کے خلاف سراپا احتجاج بن گئے...... لاہور کے ہر قابل ذکر چوک میں کھڑے ہو کر ان اخبارات کو نذر آتش کیا جاتا...... "پاکستان زندہ باد" اور "قائداعظم زندہ باد" کے فلک شگاف نعرے لگائے جاتے...... ڈاکٹر محمد الیاس مسعود قریشی (وفات ۱۹۸۵ء) ترنم کے ساتھ ترانہ ملی پڑھتے...... دو چار سو راہ گیر اور دکاندار جمع ہو جاتے پھر مولانا عبدالستار خاں نیازی اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرماتے تھے۔ (۲۳)

جب بعض کانگریسی ذہن کے مولوی قائداعظم علیہ الرحمۃ جیسے جا تنقید کرتے تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (سنی حنفی چشتی) کے مرید "فرید العصر" مولانا فرید الدین چشتی علیہ الرحمۃ (وصال ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء) بھی اپنے سیاسی قائد کا دفاع کرتے اور فرماتے:

"اس وقت کفر اور اسلام کا مقابلہ ہے...... قائداعظم ایک مسلمان ہے اور اسلام کا نمائندہ ہے...... جبکہ گاندھی کافر ہے اور کفر کا نمائندہ ہے...... اس لیے اس موقع پر قائداعظم کا ساتھ دینا ہے...... اور گاندھی کا ساتھ دینا دانستہ یا نادانستہ طور پر کفر کا ساتھ دینا ہے"۔۔ (۲۴)

مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے مولانا جمال میاں فرنگی محلی ابتداء ہی سے آل انڈیا مسلم لیگ کے سرگرم کارکن تھے جب بھی آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں قائداعظم علیہ الرحمۃ پر اعتماد کی قرارداد پیش ہوتی تو مولانا جمال میاں فرنگی محلی حمایت کرنے والوں میں سر فہرست ہوتے تھے۔ (۲۵)

---

(۲۳) ہفت روزہ "الہام" بہاولپور، ۲۶ مئی ۱۹۸۷ء (مجاہد ملت ایڈیشن) ص ۵۸-۵۹

(۲۴) محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: "تذکرہ اکابر اہل سنت" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء) ص ۳۰۸

(۲۵) ماہنامہ "کنزالایمان" (لاہور) اگست ۱۹۹۵ء (تحریک پاکستان نمبر) ص ۱۸۳

ابو البرکات سید محمد فضل شاہ جلال پوری علیہ الرحمۃ نے قائداعظم علیہ الرحمۃ پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا اور بار بار اپنے خطبات اور تقاریر میں فرمایا کہ:

"پاکستان کے مسئلہ میں ہم غیر مشروط طور پر ان (قائداعظم) کا ساتھ دیں گے۔"

آپ علیہ الرحمۃ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ:

"حزب اللہ کی جماعت نہ صرف پاکستان کے مطالبہ کی زبردست حمایت کرے گی بلکہ اس کے حصول کی خاطر جو قربانی دینی پڑے گی اس سے دریغ نہیں ہو گا۔" (۲۶)

۱۹۴۳ء میں ہزاروں علماء حق کی طرح مولانا محمد یوسف سیالکوٹی اور مولانا ابو النور محمد بشیر سیالکوٹی نے بھی قائداعظم علیہ الرحمۃ کی سیاسی حمایت میں فرمایا:

"قائداعظم (علیہ الرحمۃ) مسلمانوں کے لیے خدائی عطیہ ہیں، ان (علیہ الرحمۃ) کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ہندو کانگریس کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ انشاء اللہ کامیابی (آل انڈیا) مسلم لیگ کی ہو گی اور پاکستان بن کر رہے گا۔" (۲۷)

علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت (بارک اللہ تعالیٰ علیہم) کے اسلامی قلوب و اذہان میں قائداعظم علیہ الرحمۃ کی جو سیاسی قدر و منزلت تھی وہ بھی کچھ کم نہ تھی۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ بہ نفس نفیس جب مانکی شریف تشریف لے گئے اس موقع پر پیر صاحب حضرت پیر سید محمد امین الحسنات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نیاز مندوں نے آپ (علیہ الرحمۃ) کا جو شاندار استقبال کیا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ مانکی شریف میں

---

(۲۶) محمد عبدالغنی [illegible] "[illegible] حزب اللہ" (مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء) ص ۳۰۲

(۲۷) ماہنامہ "[illegible]" (لاہور) اگست ۱۹۹۵ء (تحریک پاکستان نمبر) ص ۱۹۳

حضرت پیر سید محمد امین الحسنات علیہ الرحمۃ کی اقامت پر جب ناشتہ شروع ہوا تو ایسے پھل بھی دیکھے گئے جو اس وقت (اس موسم میں) ہندوستان میں کہیں پیدا نہیں ہوتے تھے..... اس پر قائداعظم (علیہ الرحمۃ) نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"پیر صاحب! کہیں آپ نے خوراک اور پھلوں کی سپلائی کا ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا"

اس پر پیر صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے جواب دیا:

"قائداعظم صاحب! فقیر کی کٹیا میں آپ کو سب کچھ مل سکتا ہے۔"

ناشتہ کے بعد قائداعظم (علیہ الرحمۃ) نے مسکراتے ہوئے جب اپنا سگار سلگانا چاہا تو ایک خادم نے آگے بڑھ کر ان (علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں ادب سے عرض کی کہ: "مانکی شریف کی حدود میں کوئی شخص تمباکو پی نہیں سکتا۔" یہ سن کر قائداعظم (علیہ الرحمۃ) اپنا سگار جیب میں ڈالنے والے ہی تھے کہ پیر صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خود آگے بڑھ کر قائداعظم (علیہ الرحمۃ) سے کہا کہ:

"آپ کی سگار نوشی پر کوئی پابندی نہیں"

لیکن قائداعظم (علیہ الرحمۃ) نے اس کے باوجود مانکی شریف کے ایک ڈیڑھ گھنٹہ قیام کے دوران سگریٹ نہیں پیا۔ (۲۸)

اسی طرح سری نگر میں ۱۹۴۴ء میں امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قائداعظم علیہ الرحمۃ کے اعزاز میں دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔ یہ دعوت فرشی تھی۔ سبزہ زار پر قالین بچھائے گئے اور گاؤ تکیے لگائے گئے۔ قائداعظم (علیہ الرحمۃ) نے بھی سب کے ساتھ فرش پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔ دعوت کے خاتمہ پر حضرت پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ کے ایک

---

(۲۸) میر احمد خان صوفی، معانی "غازی پیر" (مطبوعہ پشاور ۱۹۸۷ء) ص ۲۹۸

A source reported that about 10,000 Muslims in Peshawar city had filled up the "two annas" Primary Muslim Leage membership form (27)

قائدِ اعظم کا دوسرا دورۂ سرحد

قائدِ اعظم نے دوسری مرتبہ نومبر ۱۹۴۵ء میں صوبہ سرحد کا دورہ کیا ۱۹ نومبر ۱۹۴۵ء کو شام چار بجے پشاور ایئرپورٹ پر اترے تو صوبہ بھر کے مسلم لیگی رہنما، کارکن، مسلم نیشنل گارڈ اور قائدِ اعظم نیشنل گارڈ کے رضاکار سبز یونیفارم پہنے اُن کے استقبال کے لئے ہوائی اڈے پر موجود تھے جونہی قائدِ اعظم جہاز سے باہر تشریف لائے تو ایئرپورٹ کی فضا پاکستان زندہ باد اور قائدِ اعظم زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی، قائدِ اعظم کو جلوس کی شکل میں پشاور شہر لایا گیا اور اس بار آپ کی رہائش کا انتظام نشتر آباد جی ٹی روڈ پشاور پر واقع خان بہادر محمد حسن خان کے مکان پر کیا گیا[۲۸]

قائدِ اعظم کا شاہانہ جلوس

۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء کو اہالیانِ پشاور نے قائدِ اعظم کا ایک تاریخی جلوس نکالا، جلوس کی تمام گزرگاہ کو نہایت شاندار طریقے سے سجایا گیا تھا، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ پشاور شہر میں مسلمانانِ سرحد کا ایک سیلاب اُمڈ آیا ہے اس موقع پر آغا چمن شاہ حیدری قلندری بلند آواز میں جلوس میں یہ ولولہ انگیز اشعار پڑھ رہے تھے۔

مسلمانوں جہاں میں عزت و حرمت اگر چاہو
تو تم ہو جاؤ سب یک جان پاکستان کی خاطر
لگا کر نعرۂ تکبیر لے کر ہاتھ میں خنجر
نکل آؤ سر میدان پاکستان کی خاطر

جلوس کے شرکا بھی جھوم جھوم کر ان کے ساتھ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے اور وقفے وقفے سے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، نعرۂ رسالت یا رسول اللہ، نعرۂ حیدری یا علی، نعرۂ غوثیہ یا غوث اعظم، پاکستان زندہ باد اور قائد اعظم زندہ باد کے نعرے بھی لگائے جا رہے تھے۔ اس دن اہالیان پشاور کا جوش و خروش قابل دید تھا ہر شخص پر خوشی و انبساط کی ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔[۲۹]

اس عظیم الشان جلوس پر تبصرہ کرتے ہوئے فارغ بخاری صاحب لکھتے ہیں:

"یہاں (پشاور) تاریخی اعتبار سے تین جلوس ایسے خیال کئے جاتے ہیں جن کا جواب نہیں ملتا، پہلا ۱۹۲۷ء میں مولانا محمد علی جوہر مرحوم کا جلوس، دوسرا جلوس ۱۹۳۱ء میں باچا خان کا جلوس اور تیسرا ۱۹۴۵ء میں قائد اعظم کا جلوس"۔[۳۰]

اس موقع پر شاہی باغ پشاور میں مسلم لیگ کا ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں ایک لاکھ افراد قائد اعظم کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے۔ قائد اعظم نے اپنے خطاب میں فرمایا:

"میں ۱۹۳۶ء کے سرحدی مسلمانوں اور آج کے سرحدی

۲۹۔ حیات حافظ سید محمد زماں شاہ قادری گیلانی" (مطبوعہ پشاور) ۱۹۹۷ء

مسلمانوں میں ایک نمایاں فرق دیکھ رہا ہوں، مجھے اس بات کی انتہائی خوشی ہے کہ یہاں کے مسلمان اپنے حقوق کی خاطر پوری طرح بیدار ہو چکے ہیں پچھلی مرتبہ ۱۹۳۶ء میں مجھے یہاں آنے اور دس (سات) روز تک، قیام کا موقع ملا تو صوبہ سرحد کے مسلمان، ہندو کانگریس کے دام میں پھنسے ہوئے تھے لیکن آج ہر مسلمان مرد، عورت، بچہ، بوڑھا بلکہ ہندو بھی یہ بات اچھی طرح جان چکا ہے کہ مسلم لیگ ہی مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔"[۳۱]

گویا قائداعظم محمد علی جناح نے سرحد مسلم لیگ کے اکابرین کی انتھک جدوجہد کو خراج تحسین پیش کیا اور اس نمایاں تبدیلی پر خوشی کا اظہار کیا کیونکہ ۱۹۳۶ء میں قائداعظم محمد علی جناح بہت مایوس کن حالات سے گزرے تھے لیکن اب نو سال کے بعد حالات بالکل بدل چکے تھے اور مسلمانانِ سرحد مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع ہو چکے تھے۔

اس دورے کے دوران قائداعظم محمد علی جناح مانکی شریف بھی گئے اور وہاں پر علماء و مشائخ کے ایک اجتماع سے خطاب کیا نیز مردان بھی تشریف لے گئے۔ ایڈورڈز کالج اور اسلامیہ کالج کے طلباء سے بھی خطاب کیا اور ایک دن آپ نے خیبر ایجنسی میں گزارا۔[۳۲]

مریدنے ایک ڈبہ حضرت (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں پیش کیا۔ جسے انہوں (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے کھولا اور اس میں سے ایک سگار نکال کر قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ کو پیش کیا۔ جسے انہوں (علیہ الرحمتہ) نے لیا اور سلگا لیا۔ بعد میں حضرت پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمتہ سے کسی نے سوال کیا کہ:

"آپ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسے ممتاز اور عظیم عالم دین نے سگار کیوں پینے کے لیے دیا؟"۔

آپ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا:

"آپ لوگ اس انسان کی قدر و قیمت سے ناواقف ہیں۔ یہ کھانے کے بعد سگار پیتے ہیں اور میرے مہمان ہیں...... میری نظروں میں اس کا درجہ ولی سے کم نہیں ہے۔"

یہ جواب سن کر سوال کرنے والا خاموش ہو گیا اور اس موقع پر حضرت پیر صاحب (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے لوگوں کو تحریک پاکستان میں شمولیت کی دعوت بھی دی اور تلقین بھی کی"۔ (۴۹)

۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا بنارس (انڈیا) میں فقید المثال اجلاس شروع ہوا تو کانگریسی علماء نے اپنے ایجنٹ بھیج کر اجلاس کو درہم برہم کرنے کی گھناؤنی سازش کی...... ایک بے ہودہ قرارداد مرتب کی جس میں قائداعظم (علیہ الرحمتہ) کو (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) کافر، ملعون اور مرتد قرار دیا گیا اور بار بار مطالبہ کیا گیا کہ:

---

(۴۹) محمد صادق قصوری: "امیر ملت اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۴ء) ص ۴۳
- یاد رہے اس وقت سنوسیِ ہند، امیر ملت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک قریباً ۱۰۵ برس تھی۔ (ادارہ)

"حضرت امیر ملت (پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے بارے میں جو تعریفی کلمات فرمائے ہیں وہ واپس لیں ورنہ صدارت سے مستعفی ہو جائیں"

جب آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے معتمد خاص صدر الافاضل، حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وصال ۱۹۴۸ء) مرکزی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس کے ساتھ سٹیج پر تشریف لا رہے تھے تو کسی نے راستے میں اس سازش کی خبر دے دی۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جلسہ گاہ پہنچے تو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو کرسی پر اٹھا کر اسٹیج پر لایا گیا۔ (۳۰)

آپ علیہ الرحمۃ کی صدارت کے اعلان کے بعد جلسہ کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد آپ یک لخت پورے جوش کے ساتھ جلسہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

---

(۳۰) امیر ملت، محسن اہلسنت، فخر سادات، سالار نقشبندیت، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء۔ وصال ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) کی عمر مبارک بنارس کانفرنس ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء کے وقت ہجری کیلنڈر کے حساب سے تقریباً ۱۰۹ برس تھی۔ اس پیرانہ سالی، ضعیف العمری، جسمانی کمزوری اور نقاہت کے باوجود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود اور تحریک پاکستان کی کامیابی و کامرانی اور آل انڈیا مسلم لیگ کی تائید و نصرت کے لیے علی پور سیداں شریف (سیالکوٹ) سے بنارس تشریف لے گئے......اور یاد رہے کہ آپ قدس سرہ العزیز کے یہ کلمات مقدسہ (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) کسی جذباتی نوجوان یا شعلہ بیان مقرر یا بے علم شخص کے الفاظ نہ تھے بلکہ یہ تو ۱۰۹ برس کے بزرگ، محقق وقت، امیر ملت، سنوسی ہند، ولی کامل، محدث علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے الفاظ ہیں۔ اہل سنت و جماعت میں اس روایت کو نہایت اہمیت و عظمت حاصل ہے۔ (ادارہ)

"جناح کو کوئی کافر کہتا ہے..... کوئی مرتد بتاتا ہے..... کوئی ملعون ٹھہراتا ہے..... لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ولی اللہ ہے..... آپ لوگ اپنی رائے سے کہتے ہیں میں قرآن و حدیث کی رو سے کہتا ہوں..... سنو اور غور سے سنو! اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے، اللہ تعالیٰ (جل شانہ) لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔

(پ ۱۶، سورہ مریم۔ ۹۶)

اس کے بعد آپ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے لاکھوں کے اجتماع سے سوال کیا کہ:

تم بتلاؤ، ہے کوئی مائی کا لال مسلمان جس کے ساتھ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان قائداعظم ایسی والہانہ محبت رکھتے ہوں.....؟ یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے..... اب رہی میری عقیدت (شفقت) تم اس کو کافر کہو..... میں اس کو ولی اللہ کہتا ہوں.....

اب رہا میری صدارت کا مسئلہ، بحمد اللہ میں صحیح النسب سید ہوں اور سید ماں کے پیٹ سے صدر ہوتا ہے۔ تمام اُمّت آل رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) پر درود بھیجتی ہے۔ اس لیے مجھے صدارت سے شرف نہیں، صدارت کو مجھ سے شرف حاصل ہے۔"

آپ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ان دندان شکن دلائل کے سامنے کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہو سکی اور مخالفین اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ (۳۱)

(۳۱) محمد صادق قصوری: "امیر ملت اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۴ء) ص ۱۴، ۲۶

آل انڈیا سُنّی کانفرنس

منجانب

انجمن اہل سنت وجماعت مراد آباد

الجمعیۃ العالیۃ المرکزیۃ

سُنّی تبلیغی کانفرنس کے شاندار اجلاس

تمام ہندوستان کے مشہور افاضل نامور علماء اکابر مشائخ ممتاز سجادہ نشین۔۔ معززین رؤساء منتخب اہل زبان اور تبلیغی وفود کا مبارک اجتماع مسلمانوں کے اہم ترین مقاصد تبلیغ تعلیم معاشرت ادائے قرض باہمی تعلقات اور دوسرے امور میں مسلمانوں کی رہنمائی اور ضروری اصلاحات و تنظیم اہلسنت کے لئے بتاریخ ۲۰ تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کیا جائیگا۔

امید کہ حامیانِ اسلام اس اہم اور ضروری کانفرنس کی شرکت مسلمانوں کے روز افزوں تنزل و انحطاط کو دور کرنیکے لئے ضروری خیال فرمائیں گے۔

الداعیان (قاضی مولوی) محمد امداد حسین (رئیس اعظم و صدر انجمن اہلسنت وجماعت مراد آباد)

النجدی و ہابی (؟) ابن سعود کے وظیفہ خوار یا مدح خواں اخبارات نے کچھ دنوں سے اپنے مربی یا ممدوح کو غازی لکھنا ترک کر دیا ہے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ شروع سے ہم لکھ رہے ہیں اور اب معزز اخبارات وکیل اور زمیندار وغیرہ میں غیر مسلم حکومت سے ابن سعود کے خفیہ معاہدہ کا راز طشت از بام ہونے پر مسلم پبلک سے وہ شرما گئے ہیں۔ ابھی جناب شریف حسین تو غدار تھا ہی کہو جناب غازی ممدوح کا کیا نام رکھو گے جس نے خفیہ معاہدہ کے ذریعہ خیالی ڈریا (؟) سلطنت کو بھی غیروں کے ہاتھ رہن کر دیا۔

بقیہ

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمۃ (خلیفہ امام اہل سنت، مفتی احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) نے اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ جنوری ۱۹۴۰ء بمقام جبل پور اپنے صدارتی خطبہ میں قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو ان القاب و دعائیہ کلمات سے یاد فرمایا تھا:

"آخر میں 'میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صدر اعظم 'قائد المسلمین' سلطان زعما السند مسٹر محمد علی جناح کی عمر میں 'ہمت میں 'عزم و استقلال میں' صلاح و ہدایت کے ساتھ برکت و قوت عطا فرمائے اور ہمیں ان کی آواز پر لبیک کہتا ہوا ان (علیہ الرحمۃ) کے لائحہ عمل کو جامہ عمل پہنانے کی توفیق بخشے"۔ (۳۲)

علامہ علاؤ الدین صدیقی علیہ الرحمۃ نے جنوری ۱۹۴۶ء کو ڈسٹرکٹ مسلم لیگ ہوشیار پور کے زیر اہتمام ضلع ہوشیار پور کے تینوں شہری اور دیہاتی انتخابی حلقوں کا سیاسی دورہ فرمایا، "یوم فتح" کی تقریب میں جو ضلع مسلم لیگ کے زیر اہتمام منائی گئی شرکت فرمائی اور دو گھنٹے مسلمانوں کے عظیم اجتماع کو اپنی بصیرت افروز تقریر سے مسحور کیے رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ:

"یہ فتح اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کی رضا ہمارے ساتھ ہے"۔

ازاں بعد قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی درازی عمر اور آل انڈیا مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔ (۳۳)

- شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ اپنے ایک خط میں قائد اعظم علیہ الرحمۃ کو ان الفاظ میں یاد فرماتے ہیں:

---

(۳۲) محمد برہان الحق جبل پوری، مفتی: تحریک پاکستان کی ایک اہم دستاویز (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۲ء) ص ۱۵

(۳۳) انعام الحق کوثر، پروفیسر ڈاکٹر: "تحریک پاکستان اور صحافت" (مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۹۷ء) ص ۱۹۹

"حضور محسن ملت مسلمہ حضرت محمد علی جناح صاحب جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ!

بعد از ہدیہ تبریک معروض آنکہ اللہ تعالیٰ (جل شانہ) نے امت مرحومہ پر احسان فرمایا کہ متفرق، منتشر افراد کو ایک نقطہ اور ایک مرکز پر لانے کے لیے آپ جیسی ہستی کے دل میں اس مقدس ملت کی ہمدردی اور محبت بھر دی جس کی بدولت دنیا بھر کی ترغیب اور ترہیب، قوم مسلم کی علوم منزلت اور شیرازہ بندی اور آزادی جیسے عالی مقصد حاصل کرنے سے اس عالی ہمت کو نہ روک سکی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ (جل شانہ) اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے آج ہم اپنے آپ کو آزاد دیکھ رہے ہیں اور یہودیت ونصرانیت کی لعنت ہی سے نہیں بلکہ مجوسیت سے بھی پیچھا چھڑا چکے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔" (۳۴)

تحریک پاکستان کے دوران سنی صحافت نے بھی قائداعظم علیہ الرحمۃ کو بڑا سہارا دیا تھا۔ اس ضمن میں بھی کئی زندہ مثالیں موجود ہیں۔

مولانا مرتضیٰ احمد میکش علیہ الرحمۃ (وفات ۱۹۵۹ء) ایک دین دار اور صوفی منش بزرگ تھے۔ مشہور عالم دین مولانا ابو الحسنات احمد قادری علیہ الرحمۃ 'آپ کے رفیق خاص تھے۔ مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش 'ایک نامور صحافی، قادر الکلام شاعر اور بلند پایہ ادیب تھے۔ آپ روزنامہ "احسان" لاہور کے رئیس التحریر تھے، فنی لحاظ سے یہ ایک اعلیٰ معیاری اخبار تھا۔ اس اخبار نے برصغیر کے گوشے گوشے میں قائداعظم علیہ الرحمۃ اور آل انڈیا مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ اس میں قائداعظم علیہ الرحمۃ

---

(۳۴) محمد صادق قصوری: "تحریک پاکستان اور مشائخ عظام" (مطبوعہ لاہور) ص ۲۱۹

اور آل انڈیا مسلم لیگ پر خاص طور پر زور دار اداریے لکھے جاتے تھے۔ روزنامہ "احسان" لاہور میں پاکستان کی حمایت میں نہایت جرأت اور بیباکی سے مضامین چھپتے تھے۔ اس اخبار نے آل انڈیا کانگریس کا سیاسی طلسم توڑ کر رکھ دیا اور ملت اسلامیہ کو نئی سوچ دی۔ (۳۵)

الحاج امام حشش ناز سیفی علیہ الرحمۃ اپنے خطہ کے امام صحافت تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے کماپے سے اخبار "سعادت" جاری کیا جو کچھ عرصہ ہفتہ وار شائع ہوتا رہا۔ بعد ازاں قائد اعظم علیہ الرحمۃ کی حوصلہ افزائی اور دیگر اکابرین آل انڈیا مسلم لیگ کے مشورہ سے اسے روزنامہ کیا گیا۔

"سعادت" نے آل انڈیا مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے اتحاد اور پیغام کو پاک و ہند کے گوشہ گوشہ میں پہنچایا۔ ۱۹۴۲ء میں اس کا "مسلم لیگ نمبر" سامنے آیا۔ ۱۹۴۵ء میں "مسلم نیشنل گارڈ پنجاب نمبر" چھاپ کر قومی صحافت میں ایک نمایاں نام پیدا کیا۔ اس تاریخی موقع پر قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے مئی ۱۹۴۵ء کو ایک پیغام بھی ارسال فرمایا تھا۔ اس پیغام کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"مجھے یقین ہے کہ مسلمان نوجوان اور خصوصاً پنجاب کے نوجوان جو پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہیں، مسلم نیشنل گارڈ کی تنظیم کے جھنڈے کے گرد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں گے۔ میری تمنا ہے کہ "سعادت" کا یہ نمبر اور صوبائی نیشنل گارڈ کی کوشش بارآور ہو اور مجھے امید ہے کہ ہم اپنے پاکیزہ نصب العین کی طرف گامزن رہیں گے اور اسے بہت جلد حاصل کر کے اس کی تعمیر کریں گے"۔ (۳۶)

---

(۳۵) دیکھئے: "فوزیہ اسحاق "روزنامہ احسان" تاریخی اور تنقیدی جائزہ (قلمی) ایم اے صحافت (پنجاب یونیورسٹی لاہور)

(۳۶) انعام الحق کوثر، پروفیسر، ڈاکٹر: "تحریک پاکستان اور صحافت" (مطبوعہ کوئٹہ، ۱۹۹۷ء) ص ۱۵۱، ۱۵۳

سنی علماء کرام و مشائخ عظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور قائد اعظم علیہ الرحمتہ کے درمیان تحریک پاکستان کے دوران جو تاریخی خط و کتابت ہوئی تھی وہ ابھی تک تقریباً غیر مطبوعہ ہے۔ ضرورت ہے کہ تاریخی اہمیت کے حامل ان سیاسی خطوط کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ جدید انداز میں یکجا کر کے کتابی صورت میں شائع کیا جائے تاکہ ناواقف حضرات کو علم ہو سکے کہ تحریک پاکستان کے دوران علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت بارک اللہ تعالیٰ فیہم بانی پاکستان علیہ الرحمتہ کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔ پھر بابائے قوم ان علماء کرام و مشائخ عظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی گراں قدر سیاسی/دینی خدمات کو کس طرح بنظر تحسین دیکھتے تھے۔ (۳۷)

ان روشن حقائق کے باوجود بھی اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی تحریک پاکستان کے دوران قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی مخالفت کی تھی تو اس کا ذہنی توازن درست نہیں ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنا دماغی معائنہ کرائے تاکہ ہوش میں آئے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب پاک شاہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ و اصحابہ وسلم کے طفیل سچ اور حقائق کہنے سننے، لکھنے پڑھنے اور پھیلانے کی توفیق کاملہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ یارب العالمین، یا احکم الحاکمین

"اللہ .... پاکستان"

---

(۳۷) اسلامی نظریہ قومیت (نظریہ پاکستان)، تحریک پاکستان، بانی پاکستان قائد اعظم اور آل انڈیا مسلم لیگ کے حوالہ سے سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے علماء کرام و مشائخ عظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظیم الشان خدمات اسلامیہ کے تحقیقی مطالعہ کے لیے درج ذیل تصانیف کا مطالعہ فرمائیں۔

(بقیہ اگلے صفحے پر)

حاشیہ

(۱) محمد صادق قصوری: "اکابر تحریک پاکستان" (۲ جلدیں) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء
(۲) محمد صادق قصوری: "مشائخ عظام اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)
(۳) محمد صادق قصوری: "علمائے کرام اور تحریک پاکستان" (زیر طبع)
(۴) محمد صادق قصوری: "امیر ملت علیہ الرحمتہ اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)
(۵) محمد صادق قصوری: "امیر ملت علیہ الرحمتہ اور مسلم لیگ" (مطبوعہ لاہور)
(۶) محمد صادق قصوری: "امیر ملت علیہ الرحمتہ اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور)
(۷) محمد صادق قصوری: "امیر ملت علیہ الرحمتہ اور آل انڈیا سنی کانفرنس" (مطبوعہ لاہور)
(۸) محمد صادق قصوری: "امیر ملت علیہ الرحمتہ اور تحریک خلافت" (مطبوعہ لاہور)
(۹) علی اکبر الازہری، علامہ: "حضرت امیر ملت اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)
(۱۰) جمال الدین، سید، ڈاکٹر: "امام احمد رضا اور مولانا آزاد کے افکار" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۱ء
(۱۱) صابر حسین شاہ بخاری، سید: "امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)
(۱۲) صابر حسین شاہ بخاری، سید: "خلفائے امام احمد رضا اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)
(۱۳) صابر حسین شاہ بخاری، سید: "علماء اہل سنت اور قائداعظم" (زیر طبع)
(۱۴) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "فاضل بریلوی اور ترک موالات" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء
(۱۵) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" (مطبوعہ لاہور)
(۱۶) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "تنقیدات و تعاقبات" (مطبوعہ لاہور)
(۱۷) محمد جلال الدین قادری، مولانا: "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۸ء
(۱۸) محمد جلال الدین قادری، مولانا: "تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس" (زیر طبع)
(۱۹) محمد جلال الدین قادری، مولانا: "ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست" (مطبوعہ لاہور)
(۲۰) محمد برہان الحق جبل پوری، مفتی: "تحریک پاکستان کی ایک اہم دستاویز" (مطبوعہ لاہور)
(۲۱) عبدالرشید پروفیسر: "تصوف اولیائے مانکی شریف اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ کراچی)
(۲۲) محمد اعظم نورانی: "محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)
(۲۳) سید محمد محدث کچھوچھوی، علامہ: "الخطبات الاشرفیہ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء

(بقیہ اگلے صفحے پر)

حاشیہ

(۲۴) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، علامہ: "مشعلِ راہ" آخری باب (مطبوعہ لاہور)

(۲۵) شاہ مصباح الحسن، سید، مفتی: "کانگریسی مسلمان اور حقائقِ قرآن" (مطبوعہ لاہور)

(۲۶) سید سلیمان اشرف بہاری، پروفیسر: "النور" (مطبوعہ لاہور)

(۲۷) سید سلیمان اشرف بہاری، پروفیسر: "الرشاد" (مطبوعہ لاہور)

(۲۸) ابوداؤد محمد صادق، مولانا: "انگریز اور پاکستان کے حامی و مخالف علماء کا بیان" (مطبوعہ گوجرانوالہ)

(۲۹) محمد یوسف صابر، پروفیسر: "تحریک پاکستان اور علماء و مشائخ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۸ء

(۳۰) عبدالمصطفیٰ قادری، انجینئر: "تحریک پاکستان اور علمائے حق" (مطبوعہ کراچی)

(۳۱) ولی مظہر ایڈووکیٹ: "عظمتوں کے چراغ" (مکمل) مطبوعہ ملتان ۱۹۹۰ء

(۳۲) بزم امجدی رضوی، کراچی: "وفا کے پیکر" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۷ء

(۳۳) جلال الدین، صوبیدار: "غزالی زماں (سید احمد سعید کاظمی) اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ)

(۳۴) خلیل اشرف اعظمی، مولانا: "پاک و ہند کی چند اسلامی تحریکیں اور علمائے حق" (لاہور)

(۳۵) محمود شاہ بخاری، سید: "برصغیر میں تحریک آزادی اور قیام پاکستان" (مطبوعہ کوئٹہ) ۱۹۸۵ء

(۳۶) ماہنامہ "کنز الایمان" (لاہور) اگست ۱۹۹۵ء (تحریک پاکستان نمبر)

(۳۷) صابر حسین شاہ بخاری، سید: "قائداعظم بارگاہِ رسالت مآب (ﷺ) میں" (مطبوعہ لاہور)

(۳۸) صابر حسین شاہ بخاری، سید: "قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے؟" (مطبوعہ لاہور)

(۳۹) صابر حسین شاہ بخاری، سید: "قائداعظم علیہ الرحمۃ کا مسلک؟" (مطبوعہ لاہور)

(۴۰) صابر حسین شاہ بخاری، سید: "قائداعظم علیہ الرحمۃ کا مشرب؟" (تکمیل) زیر طبع

مصنف کی دوسری کتابیں

(مطبوعہ)

"عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام احمد رضا" (علیہ الرحمۃ) (مطبوعہ پشاور ۱۹۸۸ء)

"تذکرہ باب علوم رئیس العلماء علامہ محمود ہزاروی" (علیہ الرحمۃ) (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء)

"حضرت علامہ سید محمد ریاست علی قادری کی خدمات پر ایک نظر" (مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۹۳ء)

"اٹک کے نعت گو شعراء" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء)

"امام احمد رضا محدث بریلوی (علیہ الرحمۃ) اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء)

"امام احمد رضا بریلوی کی بارگاہ میں طارق سلطانپوری کا خراج عقیدت" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء)

"سلام رضا پر طارق رضا کی تضمین ثانی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء)

"امام احمد رضا محدث بریلوی (علیہ الرحمۃ) اور احترام سادات" (مطبوعہ لاہور بمبئی ۱۹۹۶ء)

"امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ) علمائے دیوبند کی نظر میں" (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء)

"امام احمد رضا محدث بریلوی اور فخر سادات سید محمد محدث کچھوچھوی" (علیہما الرحمۃ) (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

"امام الوقت رضا بہ زبان طارق" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

"رضویات میں علامہ شمس بریلوی کے انقلاب آفرین کارنامے" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

"خلفائے امام احمد رضا (علیہم الرحمۃ) اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

"امام احمد رضا محدث بریلوی (علیہ الرحمۃ) کاملین (علیہم الرحمۃ) کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

"اقلیم نعت کا بادشاہ" (رحمۃ اللہ علیہ) (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

"جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند" (صلی اللہ علیہ وسلم) (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

"حضرت محدث سورتی اور امام احمد رضا علیہما الرحمۃ" (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ء)

"امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ) اور انجمن نعمانیہ" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

"قائداعظم نمبر" (ماہنامہ "کنزالایمان" لاہور ستمبر ۱۹۹۸ء) (مطبوعہ لاہور' ۱۹۹۸ء)

"قائداعظم بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۹۹ء)

"رضا اکیڈمی لاہور تعارف وکارکردگی" (مطبوعہ لاہور' ۱۹۹۹ء)

(غیر مطبوعہ)

"حدائق عشق' خزینہ اسرار نعت"

"امام احمد رضا اور ملک العلماء" (علیہما الرحمۃ)

"حشمت سلطان باھو" (علیہ الرحمۃ)

"اقبال (علیہ الرحمۃ) صوفیائے کرام (علیہم الرحمۃ) کی نظر میں"

"قائداعظم (علیہ الرحمۃ) کیسا پاکستان چاہتے تھے؟"

"تقاریظ امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ)"

(زیر تدوین)

"سلطان باھو' امام احمد رضا اور اقبال" (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم)

"پردہ اٹھ گیا!"

"افکار جمال رضا" (علیہ الرحمۃ)

"پنجاب میں آفتاب بریلی کی ضیاباریاں"

"امام احمد رضا بریلوی (علیہ الرحمۃ) فتنوں کے تعاقب میں"

"جذبۂ جہاد"

"شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور امام احمد رضا محدث بریلوی" (علیہما الرحمۃ)

"سراج الامۃ امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور احمد رضا محدث بریلوی" (علیہ الرحمۃ)

"امام احمد رضا بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں"

"امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ) بارگاہ غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں"

"حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا اور ان کے خلفاء (علیہم الرحمۃ)"

"فاتح قادیان حضرت محمد الیاس برنی (علیہ الرحمۃ)"

"قیام پاکستان کا روحانی پس منظر"

"قائد اعظم (علیہ الرحمۃ) کا مشرب؟"

فَاتَّبِعُونِی اَهْدِکُمْ سَبِیلَ

الرَّشَاد

نوشتہ

فقیر محمد سلیمان اشرف

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج میں طبع ہوا ۱۹۲۰ء

(آدم جی پیر بھائی سنٹرل کالج سے شائع ہوا)

تحریکِ خلافت

و

ترکِ موالات

کے تاریخی ایام کے اوراقِ بازیافتہ

الارشاد

○

پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ

(شعبۂ علومِ اسلامیہ، علیگڑھ)

○

سنہ ۱۹۲۰-۲۱ء

کے ہیجانی دور کی یادگار تالیف،

جب علماء کے ایک گروہ نے

خوشنودیِ ہنود

کی خاطر شعائرِ اسلام کو

پس پشت ڈال دیا

○

مکتبہ رضویہ ○ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مآخذ و مراجع

خلفائے امام احمد رضا
اور
تحریکِ پاکستان

سید صابر حسین شاہ بخاری

ناشر
مکتبۃ الاحباب۔ دار العلوم محمدیہ غوثیہ داتا نگر
بادامی باغ لاہور فون ۷۶۰۳۵۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ماخذ و مراجع

وہ کتب و رسائل جن سے راقم نے بالواسطہ یا بلاواسطہ استفادہ کیا یا جن کا ضمناً ذکر کیا گیا ہے۔

آزاد سبحانی، مولانا : "میلاد ربانی" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۸ء)

آفتاب احمد نقوی ڈاکٹر "قرآن کریم میں نعت حضور (ﷺ) ۱۹۹۸ء

ابن حجر کی، علامہ : "مولد النبی ﷺ (مطبوعہ لاہور)

ابن حجر کی، علامہ : "خیرات الحسان فی مناقب النعمان" (ترجمہ۔ مطبوعہ لاہور)

ابو حنیفہ، امام اعظم : مسند امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ترجمہ، مطبوعہ لاہور)

ابو حنیفہ، امام اعظم قصیدۃ النعمان، رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ سیالکوٹ)

ابو الحسن زید فاروقی نقشبندی : "امام اعظم کے حیرت انگیز فیصلے" (مطبوعہ لاہور)

ابو الحسن زید فاروقی نقشبندی : "سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ" (مطبوعہ لاہور)

ابو المؤید الموفق بن احمد مکی : مناقب الامام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ترجمہ مطبوعہ لاہور)

ابو الکلام آزاد، مولوی۔ "آزادیٔ ہند" (مطبوعہ کراچی)

ابو داؤد محمد صادق، مولانا : "انگریز اور پاکستان کے حامی و مخالف علماء کا بیان" (مطبوعہ لاہور)

ابو داؤد محمد صادق، مولانا : "نورانی حقائق" (مطبوعہ لاہور)

ابو داؤد محمد صادق، مولانا : "جشن میلاد النبی ﷺ جائز کیوں؟" (مطبوعہ لاہور)

ابو سعید محمد امین، مفتی "جنتی زیور" (مطبوعہ پشاور)

ابو محمد محمد عبد الرشید، مولانا "۲۲ رجب الرجب کا ختم شریف" (مطبوعہ لاہور)

ابو نصیر حکیم محمد یعقوب حنفی قادری : "توضیح المرام فی اثبات المولد والقیام" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامہ" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ" (مطبوعہ راولپنڈی)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "حدائق بخشش" (مطبوعہ لاہور) کامل، دو حصے

احمد رضا بریلوی، مولانا: "غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "العطایا النبویہ فی الفتاوٰے الرضویہ" ج ۱۴ (جدید) لاہور

احمد رضا بریلوی، مولانا: "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "دس عقیدے" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "تمہید ایمان بآیات القرآن" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان" رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "السیوف الحنیفۃ علی عائب ابی حنیفہ" (قلمی مملوکہ)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "حسن ثناء الائمۃ علی علم سراج الامۃ" (قلمی مملوکہ)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "ماہ رمضان اور اسوہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" (افادات۔ مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ" ج ۳ (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "حج زیارت کے مسائل" (شرح و حواشی) مطبوعہ بمبئی

احمد رضا بریلوی، مولانا: "تمہید ۔۔۔ تب سعادت" (۱۲ ربیع اول) مطبوعہ فیصل آباد

احمد رضا بریلوی، مولانا: "الکلام البہی فی تشبیہ الصدیق بالنبی" (۱۲۹۷ھ) قلمی مملوکہ۔

احمد رضا بریلوی، مولانا: "وجہ المشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق" (۱۲۹۷ھ) قلمی مملوکہ۔

احمد رضا بریلوی، مولانا: "حضرت صدیق اکبر اہلبیت اطہار کی نظر میں" (زیر طبع)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "صدیق اکبر، عتیق الاطہر" (منقبت مع شرح) زیر طبع

احمد رضا بریلوی، مولانا: "مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین" (۱۲۹۷ھ) قلمی مملوکہ

احمد رضا بریلوی، مولانا: "فضائل فاروق" (طویل قصیدہ مع شرح) (مطبوعہ پٹیالہ)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "ایمان صدیق و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "اعلام الصحابة الموافقین للامیر معاویہ و ام المومنین" (۱۳۱۲ھ) قلمی

احمد رضا بریلوی، مولانا: "عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام" (۱۳۱۲ھ)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "ذب الاھواء الواہیة فی باب الامیر معاویہ" (۱۳۱۲ھ)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "الاحادیث الراویة لمدح الامیر معاویہ" (۱۳۱۳ھ)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "افضلیت سیدنا غوث اعظم" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "انہار الانوار" (نماز غوثیہ کا ثبوت) مطبوعہ لاہور

احمد رضا بریلوی، مولانا: "ایمان الارواح لدیارہم بعد الرواح" (مطبوعہ کراچی)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "الحجة الفائحة لطیب التعین والفاتحہ" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "روحوں کی دنیا" (مطبوعہ لاہور)

احمد رضا بریلوی، مولانا: "رد الرفضہ" (مشمولہ "اسلام اور شیعت") مطبوعہ لاہور

احمد سعید، پروفیسر: "حیات قائد اعظم: چند نئے پہلو" (مطبوعہ اسلام آباد)

احمد سعید کاظمی، سید مولانا: "میلاد النبی ﷺ" (مطبوعہ کراچی)

احمد سعید کاظمی، سید مولانا: "فلسفہ نماز" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۶ء

احمد سعید کاظمی، سید مولانا: "شرح حدیث قسطنطنیہ" (مطبوعہ خانیوال) ۱۹۹۵ء

احمد سعید مجددی، دہلوی، شیخ: "سعید البیان فی مولد سید الانس والجان" (مطبوعہ لاہور)

احمد سعید مجددی دہلوی، مولانا: "اثبات المولد والقیام" (مطبوعہ لاہور)

احمد شاہ قادری، سید ابو البرکات، مفتی: "...ارشادات امام ربانی" (مطبوعہ لاہور) ۱۴۱۰ھ

احمد یار خان نعیمی، مفتی: "شان حبیب الرحمان من آیات القرآن" (مطبوعہ لاہور)

احمد یار خان نعیمی، مفتی: "جاء الحق شریف" (حصہ دوم) (مطبوعہ لاہور)

احمد یار خان نعیمی، مفتی: "امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

اختر حسین شاہ سید، صاحبزادہ: "سیرت امیر ملت" علیہ الرحمۃ (مطبوعہ کراچی)

اختر راہی، پروفیسر "الفقہ الاکبر" (ترجمہ۔ مطبوعہ لاہور)

اختر علی خاں بلوچ: "بلوچستان کی نامور شخصیات" جلد سوم مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۶ء

ادارۃ الافتاء والغوث دہلی: "کیا ہم محفل منعقد کریں؟" (مطبوعہ کراچی)

اسرار الحسنین قادری فاضلی: "عید میلاد النبی منانے کا شرعی جواز" (مطبوعہ لاہور

ارشاد احمد عظیمی، مرزا: "[illegible] علیم رضا (مطبوعہ [illegible])

رشید القادری، [illegible]: "[illegible] ریں؟" (مطبوعہ [illegible])

[illegible]: "[illegible] دور الحلہ" (مطبوعہ [illegible])

رشید [illegible] سید [illegible]: "زیارت قبور (قرآن وحدیث کی روشنی میں) مطبوعہ لاہور

اشرف علی تھانوی، مولوی: "الاضافات الیومیہ من الافادات القومیہ (مطبوعہ ملتان) ج ۱۲ ۱۹۸۴ء

اشرف علی تھانوی، مولوی: "المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ" (۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء) یعنی

محمد رضی عثمانی، بدیباچہ نویس: "احکام اسلام، عقل کی نظر میں" (دار الاشاعت کراچی)

افتخار الحسن شاہ، سید: "مقامات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مطبوعہ لاہور)

افتخار الحسن شاہ، سید: "تنظیم یزید" (مطبوعہ لاہور)

افضل حق احراری، چودھری: "خطبات احرار"

اقبال علامہ، ڈاکٹر: "کلیات اقبال" اردو (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء

اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ: "صحابہ کرام مکتوبات مجدد کی روشنی میں" (مطبوعہ لاہور)

اکبر الہ آبادی، مولوی: "کلیات اکبر" (کامل، سہ حصص) مطبوعہ لاہور

الطاف حسین سعیدی، ڈاکٹر: "افضلیت غوث اعظم۔ دلائل وشواہد" (مطبوعہ لاہور)

امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا: "فیصلہ ہفت مسئلہ" (مطبوعہ لاہور)

امین الدین احمد، سید، حکیم: "تذکرہ حضرت علی ہجویری" علیہ الرحمۃ (مطبوعہ لاہور)

انعام الحق کوثر، پروفیسر ڈاکٹر: "اقبال شناسی اور بلوچستان کے کالج میگزین" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۶ء
انعام الحق کوثر، پروفیسر ڈاکٹر: "اقبالیات کے چند خوشے" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۶ء)
انعام الحق کوثر، پروفیسر ڈاکٹر: "تحریک پاکستان اور بلوچستان" (توضیحی کتابیات) مطبوعہ کوئٹہ، ۱۹۹۷ء
انعام الحق کوثر، پروفیسر ڈاکٹر: "تحریک پاکستان اور صحافت" (مطبوعہ کوئٹہ، ۱۹۹۷ء)
انور سلطانہ ملک، مسز: "زیارت حرمین شریفین" (مطبوعہ راولپنڈی)
انیس احمد نوری، مولانا: "سنی حنفی نماز" (مطبوعہ سکھر)
بدر القادری، علامہ (ہالینڈ): "اسلام اور خمینی مذہب" (مطبوعہ لاہور)
بزم امجدی رضوی کراچی: "وفا کے پیکر" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۷ء
بشیر احمد سعدی، سید: "حضرت داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور)
بشیر احمد سعدی سنگروری، سید: "حیات کشفی" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۹ء
بشیر احمد صدیقی، ڈاکٹر پروفیسر: "سیدنا صدیق اکبر اور عشق رسول ﷺ" (مطبوعہ لاہور)
بشیر احمد صدیقی، ڈاکٹر پروفیسر: "فقہ حنفی کا اجمالی تعارف" (مطبوعہ لاہور)
بشیر حسین ناظم: "خلفائے راشدین اور حضرت سیدنا داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور)
بشیر حسین ناظم (ایم اے): "حضرت سیدنا امام اعظم کے عقائد" (مطبوعہ لاہور)
بلقیس چیمہ، آنسہ: "مرد خدا" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۰ء
تاج الدین احمد تاج، منشی: "ہندوؤں سے ترک موالات" (مطبوعہ لاہور)
ثریا خورشید: "فاطمہ جناح کے شب و روز" (مطبوعہ لاہور)
جاوید اقبال مظہری: "خلق مظہری" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۶ء
جاوید اقبال مظہری: "آفتاب ہدایت" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۳ء
جلال الدین احمد امجدی، مفتی: "۸ مسائل کا محققانہ فیصلہ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۵ء
جلال الدین احمد امجدی، مفتی: "حج و زیارات" (مطبوعہ لاہور)
جلال الدین احمد امجدی، مفتی: "سیدنا ابوبکر صدیق" (مطبوعہ لاہور)

جلال الدین احمد امجدی، مفتی: "معارف القرآن" (مطبوعہ لاہور)

جلال الدین سیوطی، علامہ: "حسن المقصد فی عمل المولد" (مطبوعہ لاہور)

جلال الدین سیوطی، علامہ: "تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ" (ترجمہ، مطبوعہ لاہور)

جماعت احمدیہ: "محضر نامہ" (مطبوعہ انگلستان) ۱۹۹۰ء

جمال الدین سید، ڈاکٹر: "امام احمد رضا اور مولانا آزاد کے افکار" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۱ء

غلام یحییٰ انجم، ڈاکٹر

جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ: "تذکرہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ" (کراچی) بار سوم، ۱۹۸۶ء

جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ: "ارشادات مجدد" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء

حافظ ابن کثیر: "مولد رسول اللہ ﷺ" (مطبوعہ لاہور)

حامد حسین: "استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام" (مطبوعہ لکھنؤ)

حبیب الرحمن شروانی، مولانا: "ابو حنیفہ اور ان کے ناقدین" (مطبوعہ کراچی)

حبیب احمد، چوہدری: "تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۶۶ء

حبیب اللہ چشتی، پروفیسر: "شبیر و یزید" (مطبوعہ لاہور)

حسن برزنجی مدنی الطریقہ، الشیخ: "مولود برزنجی" (مطبوعہ لاہور)

حسن جان، الحاج: "رہنمائے عمرہ و حج" (مطبوعہ راولپنڈی)

حسن رضا خان بریلوی، مولانا: "حق چار یار" (چار منقبتیں مع شرحیں) زیر طبع

حسنین رضا خان بریلوی، مولانا: "ایمان افروز وصایا شریف" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۴ء

حمایت علی، چوہدری: "آفتاب ملت اسلامیہ، امام انقلاب" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۹ء

خالد مسعود: "ثمرات رمضان" (مطبوعہ لاہور)

خضر حسین چشتی، پیر سید: "خلفائے رسول (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)" (مطبوعہ لاہور)

خلیل احمد رانا: "حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے حضرت داتا گنج بخش تک عقیدت" (مطبوعہ لاہور)

خلیل احمد رانا: "حضرت داتا گنج بخش اور درود شریف" (مطبوعہ لاہور)

خلیل احمد رانا "مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۳ء

خلیل احمد رانا "حیّ علی الصلوٰۃ" (مطبوعہ لاہور)

خلیل احمد رانا: "تذکرہ اسباب شہادت امام اعظم" (مطبوعہ لاہور)

خلیل اشرف اعظمی، مولانا: "پاک و ہند کی چند اسلامی تحریکیں اور علمائے حق" (مطبوعہ لاہور)

خلیل الرحمن نعمانی، مولانا: "رہنمائے حج" (مطبوعہ کراچی)

خلیل خاں برکاتی، محمد، مفتی: "ہماری نماز" (مطبوعہ لاہور)

خلیل خاں برکاتی، محمد، مفتی: "الصلوٰۃ" (مطبوعہ لاہور)

خورشید احمد خان: "قائداعظم کے شب و روز" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۶ء

دیدار علی شاہ الوری، مولانا: "رسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولد والقیام" (لاہور)

رازی، مولانا: "متحدہ قومیت اور اسلام" (مطبوعہ لاہور)

رائے محمد کمال: "سازشوں کا دیباچہ" (مطبوعہ لاہور)

رحیم بخش شاہین، پروفیسر: "نقوش قائداعظم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء

رشید محمود، راجا: "اقبال، قائداعظم اور پاکستان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۷ء

رشید محمود، راجا: "حضرت امیر ملت اور انسداد فتنہ ارتداد" (مطبوعہ لاہور)

رشید محمود، راجا: "قائداعظم افکار و کردار" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۵ء

رضی حیدر، خواجہ: "قائداعظم خطوط کے آئینے میں" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۸۵ء

رضی حیدر، خواجہ: "قائداعظم کے ۷۲ سال" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۷۶ء

ریاض حسین چوہدری: حضرت امیر ملت اور عشق رسول ﷺ (مطبوعہ لاہور)

رئیس احمد جعفری: "قائداعظم اور ان کا عہد" (مطبوعہ لاہور)

زاہد حسین انجم: "انسائیکلوپیڈیا قائداعظم" (مطبوعہ لاہور)

زینال سمیط، سید فضیلۃ الشیخ: "اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات" (مطبوعہ لاہور)

سجاد مصطفیٰ (مرتبہ): "وفائے حجاز تک" (مطبوعہ لاہور)

غلام نبی ہمدمی، مولانا: "جلوس میلاد النبی کا جواز" (مطبوعہ سیالکوٹ)

غلام نبی جانباز، مولانا: "نماز کی اہمیت" (مطبوعہ لاہور)

غلام نبی جانباز، مولانا: "فضائل رمضان وروزہ" (مطبوعہ لاہور)

غلام نبی جانباز، مولانا: "صدیق پاک مظہر شاہ لولاک" (مطبوعہ لاہور)

غلام نبی جانباز، مولانا: "مقام صدیق اکبر مظہر اہل سنت" (مطبوعہ لاہور)

غلام نبی جانباز، مولانا: "حضرت علی شیر خدا کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر" (مطبوعہ لاہور)

فیض احمد فیض، مولانا: "مہر منیر" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء

فیاض خان کاوش، پروفیسر: "پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۰ء

فیاض خان کاوش، پروفیسر: "ننگ دین ننگ وطن" (مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء)

فیاض خان کاوش، پروفیسر: "امام اعظم ابو حنیفہ کا قبول منصب سے انکار" (مطبوعہ لاہور)

فقیر محمد جہلمی: "السیف الصارم لمعر شان الامام اعظم" (مطبوعہ جہلم) ۱۹۱۰ء

فضل احمد عارف، علامہ: "برکات رمضان" (مطبوعہ لاہور)

قاسم نانوتوی، مولوی: "تحذیر الناس" (مطبوعہ لاہور)

قمر الدین سیالوی، علامہ: "مذہب شیعہ" (مطبوعہ لاہور)

قمر تسکین: "قائداعظم مہد سے لحد تک" (مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۹ء)

قمر یزدانی، مولانا: "غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

کرم حیدری، پروفیسر: "قائداعظم کا اسلامی کردار" (مطبوعہ اسلام آباد) ۱۹۸۳ء

کرم حیدری، پروفیسر: "قائداعظم محمد علی جناح: شخصیت و کردار" (مطبوعہ اسلام آباد)

کرم حیدری، پروفیسر: "ملت کا پاسبان" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۸۳ء

کوکب نورانی اوکاڑوی، مولانا: "اسلام کی پہلی عید" (مطبوعہ لاہور)۔

گلاب دین، شیخ: "قائداعظم اور قانون وقف علی الاولاد" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۰ء

گلزار احمد، بریگیڈیئر: "سادات قائداعظم" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۸۸ء

محمد احسان الحق، پروفیسر: "زائے بریلی سے بالاکوٹ تک" (مطبوعہ لاہور)

محدث ابن جوزی، علامہ: "بیان المیلاد النبوی" (صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ لاہور

محدث ابن جوزی، علامہ: "موعد العروس" (مطبوعہ لاہور)

محمد ابراہیم رضاخان جیلانی، مولانا: "زیارت قبور" (مطبوعہ لاہور)

محمد اجمل شاہ سنبھلی، مفتی: "رد شہاب ثاقب بر وہابی خایب" (مطبوعہ لاہور)

محمد اخلاق، سید: "حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیر شرعی اور خفیہ منتقلی اور مزار اقدس کی بیدردی سے پامالی" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۹ء

محمد اسماعیل نقشبندی، مولانا: "عظمت خلفائے راشدین" (۲ حصے) مطبوعہ لاہور

محمد اسماعیل نقشبندی، مولانا: "قہر رحمان بر منکر قرآن" (مطبوعہ گوجرانوالہ)

محمد اشرف القادری، مفتی: "حق کی پہچان" (مطبوعہ لاہور) ۱۴۱۸ھ

محمد اشرف آصف جلالی: "حجاز مقدس پر مسلط نجدیوں کا ایک اور سیاہ کارنامہ" (مطبوعہ لاہور، مارچ ۱۹۹۹ء)

محمد اعظم نورانی، مولانا: "محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

محمد اکرم رضوی، صوفی: "صحابہ کرام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم" (مطبوعہ کراچی)

محمد اکمل اویسی، صوفی: "سوانح حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

محمد اکمل عطا قادری: "عاشقوں کی عید" (مطبوعہ لاہور)

محمد الیاس برنی، پروفیسر: "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" (مطبوعہ ملتان) ۱۹۹۵ء

محمد الیاس رضوی اشرفی، مولانا: "بہار میلاد" (مطبوعہ کراچی)

محمد الیاس عطار قادری، مولانا: "فیض الحرمین" (مطبوعہ کراچی)

محمد امجد علی اعظمی، مولانا: "بہار شریعت" (حصہ اول) مطبوعہ لاہور

محمد برہان الحق جبل پوری، مفتی: "تحریک پاکستان کی ایک اہم دستاویز" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۶ء

محمد بن یوسف دمشقی شافعی، حافظ: "عقود الجمان فی مناقب النعمان رضی اللہ عنہ" (۹۳۹ھ)

محمد بشیر احمد نقشبندی: "لا ثانی انوار الصلوٰۃ" (مطبوعہ علی پور سیداں)

محمد جلال الدین قادری، مولانا "ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست" (مطبوعہ لاہور)

محمد جلال الدین قادری، مولانا: "تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس" (زیر طبع)

محمد جلال الدین قادری، مولانا "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۸ء

محمد جلال الدین قادری، مولانا: "کھلی چٹھی بنام جمعیۃ العلماء ہند و مجلس احرار اسلام (مطبوعہ لاہور)

محمد جلال الدین قادری، مولانا: "زیارت قبور اور ایصال ثواب" (مطبوعہ لاہور)

محمد جہانگیر عالم: "اقبال کے خطوط جناح کے نام" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۶ء

محمد حسن علی رضوی، مولانا: "غلط فہمی کا ازالہ" (مطبوعہ لاہور)

محمد حسین الہجری، شیخ علامہ: "فضائل خلفاء راشدین و اہل بیت رضی اللہ عنہم" (مطبوعہ لاہور)

محمد حنیف شاہد "اسلام اور قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء

محمد خان قادری، مفتی: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کیسے گزارتے؟" (مطبوعہ لاہور)

محمد خان قادری، مفتی: "صحابہ کرام اور تصور رسول" (صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ لاہور

محمد خان قادری، مفتی: "صحابہ کرام اور علم نبوی" (صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ لاہور

محمد خان قادری، مفتی: "صحابہ کرام اور بوسہ جسم نبوی" (صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ لاہور

محمد خان قادری، مفتی: "صحابہ کرام کی وصیتیں" (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) مطبوعہ لاہور

محمد خان قادری، مفتی: "محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ" (مطبوعہ لاہور)

محمد داؤد فاروقی، مولانا: "سیرت غوث اعظم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۳ء

محمد دین فوق، منشی: "سوانح حیات حضور علی بن عثمان ہجویری" (مطبوعہ لاہور)

محمد دین کلیم: "تذکرہ داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور)

محمد دین کلیم "سیدنا امام اعظم کی اولاد امجاد برصغیر پاک و ہند میں" (مطبوعہ لاہور)

محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "حق لاشریک ہے" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۴ء

محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "مضامین قرآن" (مطبوعہ لاہور)

محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "قرآنی فیصلے" (مطبوعہ لاہور) مارچ ۱۹۹۵ء

محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک" (مطبوعہ لاہور)

محمد رفیق شیخ حنفی قادری: "خلفائے راشدین سے حضرت داتا گنج بخش کی عقیدت" (زیر طبع)

محمد رکن الدین الوری، مولانا: "مولود محمود" (مطبوعہ سیالکوٹ)

محمد سراج احمد سعیدی القادری: "القول السدید فی حکم یزید" (مطبوعہ لاہور)

محمد سعید احمد نقشبندی، مولانا: "ترجمہ اردو مکتوبات امام ربانی" (مطبوعہ کراچی)

محمد سلیمان اشرف بہاری، مولانا: "الحج" (مطبوعہ لاہور)

محمد سلیمان اشرف بہاری، مولانا: "النور" (مطبوعہ لاہور)

محمد سلیمان اشرف بہاری، مولانا: "الرشاد" (مطبوعہ لاہور)

محمد سلیم الٰہی، طالب النوری: "بارہ ربیع الاول" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

محمد سلیم جلالی حنفی قادری: "۱۰۰۰ قبل از نبوی، عید میلاد النبی" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء

محمد سلیم ساقی: "مقام و احترام قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور)

محمد سلیم مست قادری: "مبلغ اسلام اور روحانی پیشوا" (مطبوعہ فیصل آباد) ۱۹۸۹ء

محمد شریف نوری، مولانا: "افکار و سیاسیات علماء دیوبند" (مطبوعہ لاہور)

محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا: "امام پاکؓ اور یزید پلید" (مطبوعہ لاہور)

محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا: "تعارف علماء دیوبند" (مطبوعہ لاہور)

محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا: "میلاد شفیع" (مطبوعہ لاہور)

محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا: "برکات میلاد" (مطبوعہ لاہور)

محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: "تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ" (مطبوعہ بمبئی) ۱۹۹۵ء

محمد صدیق تنہا: "زیارات مقامات مقدسہ" (مطبوعہ لاہور)

محمد صدیق ہزاروی، مولانا: "تعلیمات شاہ جیلاں" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۲ء

محمد صدیق ہزاروی، مولانا: "حضرت پیر مہر علی شاہ اور رد قادیانیت" (مطبوعہ لاہور)

محمد صدیق ہزاروی، مولانا: تجہیز و تکفین، (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء

محمد صفدر علی صابر: "اکابرین دیوبند کا گٹھ جوڑ" (مطبوعہ ملتان)

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "اہل سنت و جماعت کون ؟" (مطبوعہ کراچی)

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "سیرت غوث الثقلین" (مطبوعہ سیالکوٹ)

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "فرقہ ناجیہ" (مطبوعہ سیالکوٹ)

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "محافظین پاکستان" (مطبوعہ سیالکوٹ)

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "جہ ہے قادیان براستہ دیوبند" (مطبوعہ لاہور)

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "میلاد مصطفےٰ" (صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ سیالکوٹ

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "فضائل صحابہ کبار" (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مطبوعہ سیالکوٹ

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "عظمت صحابہ کرام بزبان اہل بیت عظام" (مطبوعہ سیالکوٹ)

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "سیرت خلفاء راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) مطبوعہ سیالکوٹ

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "خلفاء ثلاثہ اور اہل بیت کے تعلقات اور رشتہ داریاں" مطبوعہ سیالکوٹ

محمد ضیاء اللہ قادری، مولانا: "الوہابیت" (مطبوعہ سیالکوٹ)

محمد طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر: "جشن عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت" (مطبوعہ لاہور)

محمد طفیل، خواجہ: "تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار" (مطبوعہ سیالکوٹ)

محمد طیب دیوبندی، قاری: "شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید" (مطبوعہ لاہور)

محمد طیب نقشبندی، علامہ: "مناقب صحابہ پاک اور مسئلہ امامت" (مطبوعہ لاہور)

محمد ظفر الدین بہاری، مولانا: "میلاد رضوی (مطبوعہ لاہور)

محمد عبد الحکیم، قاضی: "تحریک پاکستان اور اس کے عوامل" (مطبوعہ لاہور)

محمد عبد اللہ یافعی، امام: "خلاصۃ المفاخر" (ترجمہ: مطبوعہ لاہور)

محمد علوی مالکی مکی حسنی سید فضیلۃ الشیخ: "اصلاح فکر و اعتقاد" (مطبوعہ دہلی) ۱۹۹۵ء

محمد علوی مالکی مکی حسنی سید فضیلۃ الشیخ: "حول الاحتفال بذکر المولد النبوی الشریف" (کراچی)

محمد علی، مولانا: "تحفہ جعفریہ" (مطبوعہ لاہور) جلد اول

محمد علی، مولانا: "عقائد جعفریہ" (مطبوعہ لاہور) جلد سوم

محمد علی، مولانا: "دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ" (۲ جلدیں) مطبوعہ لاہور

محمد غلام ربانی، مولانا: "جامع الکلام فی بیان المیلاد والقیام" (مطبوعہ دہلی)

محمد فاروق القادری، سید (ایم اے): "سیدنا امام اعظم کا عہدہ قضاء سے انکار اور شہادت" (مطبوعہ لاہور)

محمد فاروق علوی (ایم اے): "سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا" اور مملکت سعودیہ کی ستم کاریاں (مطبوعہ لاہور)

محمد فاضل کوہاٹی، مولوی: "ملفوظات امیر ملت (علیہ الرحمۃ) مطبوعہ لاہور

محمد فیض احمد اویسی، علامہ تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبد القادر (مطبوعہ) ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء

محمد کرم شاہ الازہری، پیر: "امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پلید" (مطبوعہ لاہور)

محمد کرم شاہ الازہری، پیر: "امام اعظم ابو حنیفہ اور اہل بیت اطہار (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

محمد محب اللہ نوری، مولانا: "ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء)

محمد محبوب الٰہی رضوی، ابو الاحسن: "سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان" (مطبوعہ لاہور)

محمد محمود الوری، مفتی: "رکن دین" حصہ چوتھا (کتاب الحج) مطبوعہ لاہور

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" (مطبوعہ لاہور)

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "تذکرہ مظہر مسعود" (مطبوعہ کراچی)

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "مراد رسول" (مطبوعہ لاہور)

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "حضرت امیر ملت کی شخصیت" (مطبوعہ لاہور)

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "مجدد ہزار دوم" (رحمۃ اللہ علیہ)

سینٹے والپرٹ: "جناح آف پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

سردار محمد خان: "حیات قائد اعظم علیہ الرحمۃ" (مطبوعہ لاہور)

سردار محمد خان، مولانا: "تحقیق مزید فی حقیقت یزید" (مطبوعہ لاہور)

سرفراز خان: "شاہ جیلاں" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۶ء

سعادت علی قادری، سید: "تیس راتیں" (مطبوعہ لاہور)

سعد بنارسی، غیر مقلد مولوی: "الجرح علے ابو حنیفہ" (تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سعید احمد، مولانا: "مسلک امام ربانی" (مطبوعہ لاہور)

سعید احمد نقشبندی، مولانا: "منقبت واقوال زریں حضرت داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور)

سعید راشد، پروفیسر: "گفتار و کردار قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۶ء

سمیع اللہ قریشی: "قائد اعظم کی شگفتہ مزاجی" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۶ء

سید بادشاہ تبسم بخاری: "سرپرست ASS کے نام کھلا خط" (مطبوعہ لاہور)

شاہ حسین گردیزی سید، مولانا: "تجلیات مہر انور" (مطبوعہ کراچی)

شاہ حسین گردیزی سید، مولانا: "حقائق تحریک بالاکوٹ" (مطبوعہ لاہور)

شاہ محمد چشتی سیالوی، مولانا: "امام اعظم ابو حنیفہ کی ذہانت و فراست" (مطبوعہ لاہور)

شاہ مصباح الحسن سید، مفتی: "کانگریسی مسلمان اور حقائق قرآن" (مطبوعہ لاہور)

شبیر حسین شاہ نقشبندی سید، مولانا: "خلیفہ بلافصل کون؟" (مطبوعہ لاہور)

شرافت نوشاہی صاحب، سید: "امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعی" (مطبوعہ لاہور)

شریف احمد شرافت نوشاہی سید: "شریف التواریخ (مطبوعہ لاہور) جلد اول، ۱۹۷۹ء

شریف الحق امجدی، مفتی: "اثبات ایصال ثواب" (مطبوعہ لاہور)

شریف الحق امجدی، مفتی: "حکومت یزید پلید" (مطبوعہ لاہور)

شورش کاشمیری: "چہرے" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۵ء)

شورش کاشمیری: "بوئے گل، نالۂ دل، دود چراغ محفل" (مطبوعہ لاہور)

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی : "تائید اہل سنت" (مطبوعہ استنبول ۱۳۹۸ھ)

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی : رسالہ "تہلیلیہ" (مطبوعہ لاہور)

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک : "میلاد منانا جائز ہے" (مطبوعہ کراچی)

صابر حسین شاہ بخاری، سید : "جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند" (مطبوعہ برہان اٹک) ۱۹۹۷ء

صابر حسین شاہ بخاری، سید : "امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۶ء

صابر حسین شاہ بخاری، سید : "خلفائے امام احمد رضا اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۷ء

صابر حسین شاہ بخاری، سید : "قائد اعظم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۹ء

صادق قصوری، محمد : "امام اعظم، مکتوبات مجدد الف ثانی کی روشنی میں" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۵ء

صادق قصوری، محمد : "تذکرہ نقشبندیہ خیریہ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۸ء

صادق قصوری، محمد : "اساتذہ امیر ملت" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۶ء

صادق قصوری، محمد : "امیر ملت اور ان کے خلفاء" (مطبوعہ سیالکوٹ)

صادق قصوری، محمد : "امیر ملت اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

صادق قصوری، محمد : "امیر ملت اور مسلم لیگ" (مطبوعہ لاہور)

صادق قصوری، محمد : "امیر ملت اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

صادق قصوری، محمد : حضرت امیر ملت اور قائد اعظم" (مطبوعہ لاہور)

صادق قصوری، محمد : "امیر ملت اور آل انڈیا سنی کانفرنس" (مطبوعہ لاہور)

صادق قصوری، محمد : "تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت" (مطبوعہ کراچی)

صادق قصوری، محمد : "جعفران ایں زماں" (مطبوعہ لاہور) ۱۳۰۸ھ

صادق قصوری، محمد : "اکابر تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

صادق قصوری، محمد : "علمائے کرام اور تحریک پاکستان" (زیر طبع)

صادق قصوری، محمد : "مشائخ عظام اور تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور)

صائم چشتی : "شہید ابن شہید" (مطبوعہ فیصل آباد)

صدیق علی خان، نواب: "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۱ء)

صوفی محمد اللہ دتہ، مولانا: "علماء اہل سنت کی نظر میں یزید" (مطبوعہ لاہور)

ضیاء القادری نقشبندی، مولانا: "پاکستان اور کانگریسی علماء کا کردار" (مطبوعہ لاہور)

ضیاء شاہد: "ولی خان جواب دیں" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۸ء

طارق مجاہد جہلمی: "سید الاولیاء (غوث اعظم)" (مطبوعہ لاہور)

طالب ہاشمی: "تذکرہ سیدنا غوث اعظم" (مطبوعہ لاہور)

طاہر احمد قاسمی: "مکالمۃ الصدرین" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۸ء

طاہر علاؤالدین قادری گیلانی سید: "تذکرہ قادریہ" (مطبوعہ لاہور)

طاہر فاروقی، پروفیسر: "اقبال اور محبت رسول" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۷ء

ظاہر شاہ قادری، میاں مولانا: "باطل فرقوں کی پہچان" (مطبوعہ پشاور)

ظفر علیخان، مولوی: "چمنستان" (مطبوعہ لاہور)

ظہور احمد اختر، ایم اے: "فقہ حنفی پر مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ"

عابد حسین رضوی، مولانا: "پیاری نماز" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۸ء

عالم فقری، علامہ: "حالات وواقعات حضرت داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور)

عبد الباری صدیقی، پروفیسر: "مکتوبات امام ربانی بحیثیت ماخذ ایمانیات" (مطبوعہ کراچی)

عبد الحامد بدایونی، مولانا: "وفد حجازی کی رپورٹ" (مطبوعہ)

عبد الحق محدث دہلوی، شیخ المحدثین: "اخبار الاخیار" (مطبوعہ کراچی)

عبد الحق محدث دہلوی، شیخ المحدثین: "تکمیل الایمان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۰ء

عبد الحق محدث دہلوی، شیخ المحدثین: "زبدۃ الآثار" (ترجمہ مطبوعہ لاہور)

عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "حقانیت اسلام" (مطبوعہ لاہور)

عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "امام اعظم: مجدد الف ثانی کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور)

عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "تجلیات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ" (مطبوعہ لاہور)

عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا "فیضان امام ربانی" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۹ء
عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "مجددی عقائد و نظریات" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۰ء
عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، مولانا: "مشعل راہ" (مطبوعہ لاہور)
محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: "اندھیرے سے اجالے تک" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۵ء
عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: "حیات جاودانی" (مطبوعہ لاہور)
محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: "اصول ترجمہ قرآن کریم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء
عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: "برکات آل رسول" (ترجمہ، مطبوعہ لاہور)
محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: "دو قومی نظریہ حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۷ء
محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: "امام اعظم اور ائمہ مجتہدین" (مطبوعہ لاہور)
عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: "محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ" (تقدیم الفتح الربانی) مطبوعہ لاہور
محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: "شیشے کے گھر" (مطبوعہ لاہور)
عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: "البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" (مطبوعہ لاہور)
عبد الرحیم خان قادری، مولانا: "سیرت غوث اعظم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۰ء
عبد الرزاق قادری، مولانا: "مختصر تذکرہ امام ربانی" (مطبوعہ حیدر آباد)
عبد الرحمن بخاری، سید "عظمت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)
عبد الرحمن خان، منشی: "قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۲ء
عبد الرحمن خان، منشی. "مضطرب صدائیں" (مطبوعہ ملتان) ۱۹۸۸ء
عبد السمیع رامپوری، مولانا: "انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ" (مطبوعہ لاہور)
عبد الرشید، پروفیسر، ڈاکٹر "تصوف، اولیائے مانکی شریف اور تحریک پاکستان" (کراچی) ۱۹۹۳ء
عبد العزیز حنفی، مفتی: "جشن عید میلاد النبی پر اعتراضات کا رد" (مطبوعہ کراچی)

عبدالعلیم صدیقی میرٹھی: "احکام رمضان المبارک" (مطبوعہ لاہور)

عبدالقیوم قادری، مفتی: "تاریخ نجد و حجاز" (مطبوعہ لاہور)

عبدالکریم قادری، مولانا: "سفر موت سے قبر تک" (حصہ دوم) مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۷ء

عبدالقادر اربلی بغدادی، شیخ: "تفریح الخاطر" (ترجمہ مطبوعہ فیصل آباد)

عبداللطیف قادری، مفتی: "حضرت امیر ملت بحیثیت مجدد" (مطبوعہ لاہور)

عبدالمجید سالک: "یاران کہن" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۵۵ء

عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ: "عجائب القرآن" (مطبوعہ لاہور)

عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ: "غرائب القرآن" (مطبوعہ لاہور)

عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ: "مسائل القرآن" (مطبوعہ لاہور)

عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ: "کرامات صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) مطبوعہ لاہور

عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ: "فضیلت نماز" (مشمولہ: نورانی تقریریں) مطبوعہ لاہور

عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ: "عید میلاد النبی" (مشمولہ: عرفانی تقریریں) مطبوعہ لاہور

عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ: "عظمت میلاد النبی" (مشمولہ: نورانی تقریریں) مطبوعہ لاہور

عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ: "جنگ تبوک اور تین صحابہ" (مشمولہ: عرفانی تقریریں) مطبوعہ لاہور

عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ: "غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مشمولہ: حقانی تقریریں) مطبوعہ لاہور

عبدالمصطفیٰ قادری، انجینئر: "تحریک پاکستان اور علمائے حق" (مطبوعہ کراچی)

عبداللہ ایمن زئی: "کمالات اشرفیہ" (مطبوعہ لاہور)

عبدالنبی کوکب، قاضی: "مقالات یوم رضا" ج اول (مطبوعہ لاہور) ۱۹۶۸ء

عبدالنبی کوکب، علامہ: "شاہ جیلان" رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

عبدالولی خان، مصنف ا "حقائق حقائق ہیں" (پشتو متن)

حکیم نسیم ولی خان، مترجم (اردو ترجمہ)

عشرت رحمانی: "حیات جوہر" (مطبوعہ لاہور)

عقیل عباس جعفری: "قائد اعظم کی ازدواجی زندگی" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء

علی اکبر الازہری، علامہ: حضرت امیر ملت اور تحریک پاکستان (مطبوعہ لاہور)

علی بن یوسف نجمی شلنوفی، علامہ: "بہجۃ الاسرار" (ترجمہ، مطبوعہ دہلی)

علی محتشم: "ہندوستان ہے کیا؟" (ترجمہ ہور ڈسکورڈ ان انڈیا) مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۰ء

غلام احمد قادیانی: "اسلام کی فلاسفی" (طبع ۱۸۹۶ء)

غلام احمد قادیانی: "کشتی نوح" (طبع ۱۹۰۲ء)

غلام احمد قادیانی: "ضمیمہ دعوت" (طبع ۱۹۰۵ء)

غلام احمد قادیانی: "آریہ دھرم" (طبع ۱۸۹۵ء)

غلام احمد پرویز: "قیام پاکستان اور علامہ اقبال" (مطبوعہ لاہور)

غلام دستگیر ہاشمی، پیر: "تذکرہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

غلام دستگیر ہاشمی قصوری، مولانا: "عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "مقالات سعیدی" (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "تذکرۃ المحدثین" (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "صدیق اکبر بحیثیت محب رسول ﷺ" (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "مقام ابو بکر، صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)" (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "محدث خیر امم (فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)" (لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحریم متعہ" (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: ذوالنورین عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "حضرت علی حیدر کرار" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "کاتب وحی، امیر معاویہ" رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین" (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "امام اعظم ابو حنیفہ (نعمان بن ثابت تابعی)" (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "علم حدیث میں امام اعظم کی خدمات" (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "روزے کے اسرار و رموز" (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول سعیدی، مولانا: "رمضان اور حقائق شب قدر" (مطبوعہ لاہور)

غلام رسول مہر: "مخطوط" (مرتبہ انیس شاہ جیلانی) (مطبوعہ لاہور)

غلام سرور رانا، پروفیسر: "احوال و آثار حضرت غوث اعظم (مطبوعہ لاہور)

غلام سرور قادری، مفتی: "افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

غلام سرور نقشبندی، صوفی: "رہنمائے حج وزیارت" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

غلام قادر بھیروی، مولانا: "نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی" (مطبوعہ لاہور)

غلام محمد، راجا: "امتیاز حق" (مطبوعہ لاہور)

غلام محمود ہزاروی قاضی: "نماز پڑھنے کے فائدے اور نماز نہ پڑھنے کے نقصانات" (طبع لاہور)

غلام محمود ہزاروی قاضی: "سیرت حیدر کرار" رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

غلام محمود ہزاروی قاضی: "فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مطبوعہ لاہور)

غلام محمود ہزاروی، قاضی: "فقہ حنفی پر مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات" (مطبوعہ لاہور)

غلام محمود ہزاروی، قاضی: "کرامات غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ" (مطبوعہ لاہور)

غلام محمود ہزاروی، قاضی: "افضلیت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

غلام مصطفےٰ بخاری عقیل، سید: "شاہ جیلاں بے مثال مبلغ اسلام" (مطبوعہ لاہور)

غلام مصطفےٰ مصطفوی: "امام اعظم ابو حنیفہ اور عشق رسول اللہ ﷺ" (مطبوعہ لاہور)

غلام مصطفےٰ مجددی، مولانا: "قرآن حکیم کا تصور نبوت" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

غلام مصطفےٰ مجددی، مولانا: "مقام امام اعظم رضی اللہ عنہ" (مطبوعہ لاہور)

غلام مصطفےٰ مجددی، مولانا: "مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا بریلوی" (مطبوعہ لاہور)

غلام مصطفےٰ نقشبندی، مولانا: "مضامین میلاد" (مطبوعہ لاہور)

غلام نبی مجددی، مولانا: "ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی" (مطبوعہ سیالکوٹ)

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "حضرت مجدد الف ثانی (حالات، افکار، خدمات) مطبوعہ لاہور
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "تقییدات و تعاقبات" (مطبوعہ لاہور)
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "جشن بہاراں" (مطبوعہ کراچی)
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال" (مطبوعہ سیالکوٹ)
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "حیات مظہری" (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء)
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "سیرت مجدد الف ثانی (مطبوعہ کراچی) ۱۹۷۶ء
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "عیدوں کی عید" (مطبوعہ لاہور)
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "فتاویٰ مظہری" (مطبوعہ کراچی)
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "گناہ بے گناہی" (مطبوعہ لاہور)
محمد مظہر الحق، بندیالوی، مولانا: "الضرب الحدید علی منکر میلاد الحبیب" (مطبوعہ فیصل آباد)
محمد مظہر اللہ دہلوی، مفتی: "تحدیث نعمت" (مطبوعہ لاہور)
محمد معصوم شاہ سید پیر: "شفاء القلوب" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء
محمد معین الدین احمد: "مسائل و معلومات حج و عمرہ" (مطبوعہ کراچی)
محمد منشا تابش قصوری، مولانا: "محمد نور" (صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ لاہور
محمد منشا تابش قصوری، مولانا: "انوار الصیام" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۱ء
محمد منشا تابش قصوری، مولانا: "امام اعظم ابو حنیفہ کے تلامذہ" (مطبوعہ لاہور)
محمد منظور احمد اویسی: "نظریات صحابہ" (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۶ء
محمد منور، پروفیسر: "پاکستان، حصار اسلام" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۸ء
محمد نصیب: "کشف و کرامات حضرت داتا گنج بخش" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۳ء
محمد نقی علی خان بریلوی، مولانا: "جواہر البیان" (مطبوعہ بریلی)
محمد یاسین، مولانا: "نماز سعیدی" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۸ء
محمد یحییٰ تادفی، علامہ: "قلائد الجواہر" (ترجمہ، مطبوعہ کراچی)

محمد یوسف (بی اے) "۲۰۰ ارشادات امام ربانی" (مطبوعہ حیدرآباد)

محمد یوسف صابر "تحریک پاکستان اور علماء و مشائخ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۸ء

محمود احمد رضوی، سید، مولانا: "شان صحابہ" رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (مطبوعہ لاہور)

محمود احمد رضوی، سید، مولانا: "باغ فدک" (مطبوعہ لاہور)

محمود احمد رضوی، سید، مولانا: "حدیث قرطاس" (مطبوعہ لاہور)

محمود احمد ساقی، ڈاکٹر "اقبال، احمد رضا کے فکری زاویے" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۷ء

محمود احمد قادری، مولانا: "تذکرہ علماء اہل سنت" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۲ء

مختار جاوید "دارالعلوم دیوبند کے (100) سو سال" (مطبوعہ لاہور)

مشتاق احمد نظامی، علامہ "خون کے آنسو" (مطبوعہ لاہور) ۲ حصے

مشتاق احمد چشتی، مولانا: "فاتح قادیان" (مطبوعہ اوسلو ناروے)

مقبول احمد سرور، مولانا: "شجاعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (مطبوعہ لاہور)

ملا علی قاری، علامہ "المورد الروی فی المولد النبوی" صلی اللہ علیہ وسلم (مطبوعہ کراچی)

ملا علی قاری، علامہ "نزہۃ الخاطر الفاتر" (ترجمہ: فیصل آباد)

منصور علی خان، مولانا: "فضائل رمضان" (مطبوعہ بمبئی)

منصور علی خان، مولانا: کرامات صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مطبوعہ بمبئی

مہر علی شاہ گولڑوی، سید، پیر: "مکتوبات طیبات المعروف مہر چشتیہ" (مطبوعہ لاہور)

میر احمد خان، صوفی: "غازی پیر" (مطبوعہ پشاور) ۱۹۸۷ء

نذیر الحق، سید مولوی: نماز کی سب سے بڑی کتاب" (مطبوعہ لاہور)

نذیر نیازی، سید: "اقبال کے حضور" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۷۱ء

نصیر الدین نصیر گیلانی، سید: "نام و نسب" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۹ء

نعیم اختر نقشبندی، محمد، مفتی: "عید میلاد النبی" (صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ کاموکی

نور الدین گولڑوی: "تحریک پاکستان اور دیوبندیوں کا کردار" (مطبوعہ کراچی)

نور بخش توکلی، مولانا: "الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ" (مطبوعہ لاہور)

نور بخش توکلی، مولانا: "سیرت غوث اعظم" (مطبوعہ کراچی)

نور بخش توکلی، مولانا: "عقائد اہل سنت وجماعت" (مطبوعہ کراچی)

نور محمد قادری، سید: "اقبال کا آخری معرکہ" (مطبوعہ لاہور)

نور محمد قادری، سید: "میلاد شریف اور علامہ اقبال" (مطبوعہ کراچی)

نور محمد قادری، سید: "سید احمد کے فسانہ جہاد کی حقیقت" (مطبوعہ لاہور)

نوشاد عالم چشتی، مولانا: "اتہامات عبد الرزاق ملیح آبادی پر ایک نظر" (مطبوعہ لاہور)

وحید احمد مسعود: "سید احمد شہید کی اصلی تصویر" (مطبوعہ لاہور)

ولی مظہر ایڈووکیٹ: "عظمتوں کے چراغ" جلد ۲ (مطبوعہ ملتان) ۱۹۹۰ء

ولی مظہر ایڈووکیٹ: "عظیم قائد عظیم تحریک" ج ۲ (مطبوعہ ملتان)

ہیکٹر بولائتھو: مترجم: زبیر صدیقی: "محمد علی جناح" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۳ء

یونس ادیب: حضرت داتا علی ہجویری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) (مطبوعہ لاہور)

جرائد واخبارات

"آستانہ" (کراچی) ماہنامہ نومبر ۱۹۹۷ء

"آستانہ" (کراچی) ماہنامہ "محدث اعظم ہند کچھوچھوی نمبر" ۵ ے

"آؤ ڈے میگزین" "روزنامہ پاکستان" ۹ نومبر ۱۹۹۷ء

"الحسن" (پشاور) پندرہ روزہ ۱۶ جون تا ۳ جولائی ۱۹۹۸ء (عید میلاد نمبر)

"الحق" (اکوڑہ خٹک) ماہنامہ اگست ۱۹۹۷ء

"الحق" (اکوڑہ خٹک) ماہنامہ ستمبر ۱۹۹۷ء

"السعید" (ملتان) ماہنامہ جنوری ۱۹۹۹ء (امام اہل سنت نمبر)

"السعید" (ملتان) ماہنامہ مارچ ۱۹۹۹ء

"السعید" (ملتان) ماہنامہ جون ۱۹۹۹ء

"القول السدید" (لاہور) ماہنامہ مئی ۱۹۹۲ء

"القول السدید" (لاہور) ماہنامہ جنوری ۱۹۹۳ء

"القول السدید" (لاہور) ماہنامہ فروری ۱۹۹۳ء

"القول السدید" (لاہور) ماہنامہ مارچ ۱۹۹۸ء

"انقلاب" (لاہور) روزنامہ ۳ مارچ ۱۹۳۱ء

"کوج" (لاہور) مجلہ، قرار داد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ۹۱۔۱۹۹۰

"پیغام صلح" (لاہور) اخبار جلد ۲۴، نمبر ۶۰ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ء

"ثانوی تعلیم" (لاہور) مجلہ ۷۶۔۱۹۷۷ء (قائد اعظم نمبر)

"جرنل آف ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان لاہور" سہ ماہی اپریل ۱۹۹۱ء

"جہانِ رضا" (لاہور) ماہنامہ دسمبر ۱۹۹۵ء

"جہانِ رضا" (لاہور) ماہنامہ جون ۱۹۹۹ء

"رضوان" (لاہور) ہفت روزہ ۱۹۵۱ء "امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نمبر"

"سرگذشت" (کراچی) ماہنامہ جنوری ۱۹۹۷ء

"صحیفہ" (لاہور) مجلہ ستمبر دسمبر ۱۹۷۶ء (قائد اعظم نمبر)

"ضیائے حرم" (لاہور) ماہنامہ: "صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نمبر"

"ضیائے حرم" (لاہور) ماہنامہ: "فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) نمبر"

"عزم نو" (شکر گڑھ) مجلہ ۹۶۔۱۹۹۵ء (قرآن پاک نمبر)

"علم و آگہی" (کراچی) مجلہ ۷۹۔۱۹۷۸ء (مولانا محمد علی سوانح و خدمات، تحریک پاکستان، افکار و مسائل)

"قومی ڈائجسٹ" (لاہور) ماہنامہ اگست ۱۹۸۳ء

"قومی ڈائجسٹ" (لاہور) ماہنامہ، ستمبر ۱۹۹۱ء

"کنز الایمان" (لاہور) ماہنامہ اگست ۱۹۹۵ء (تحریک پاکستان نمبر)

"کنزالایمان" (لاہور) ماہنامہ ستمبر ۱۹۹۷ء (ختم نبوت نمبر)

"کنزالایمان" (لاہور) ماہنامہ ستمبر ۱۹۹۸ء (قائداعظم نمبر)

"مینارۂ نور" (کراچی) مجلہ نومبر ۱۹۸۰ء (عبدالعلیم صدیقی نمبر)

"ندائے حق" (لاہور) ہفت روزہ ۱۰ تا ۱۲ دسمبر ۱۹۹۸ء

"نعت" (لاہور) ماہنامہ نومبر ۱۹۸۸ء (میلادالنبی نمبر دوم)

"نوائے وقت" (لاہور) روزنامہ، ۳ نومبر ۱۹۳۵ء

"نوائے وقت" (لاہور) روزنامہ، ۳ جولائی ۱۹۳۶ء

"نوائے وقت" (لاہور) روزنامہ، ۱۱ دسمبر ۱۹۳۸ء

"نوائے وقت" (لاہور) روزنامہ، ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء

"نوائے وقت" (راولپنڈی) روزنامہ، ۲۷ اگست ۱۹۹۳ء

"نوائے وقت" (راولپنڈی) روزنامہ، ۲۵ دسمبر ۱۹۹۷ء

"نوائے وقت" (راولپنڈی/اسلام آباد) روزنامہ، ۲۲ جنوری ۱۹۹۹ء

"نوائے وقت" (راولپنڈی/اسلام آباد) روزنامہ، ۲۳ جنوری ۱۹۹۹ء

"نوائے وقت" (راولپنڈی/اسلام آباد) روزنامہ، یکم مارچ ۱۹۹۹ء

"نوائے وقت" (راولپنڈی/اسلام آباد) روزنامہ، ۳ مئی ۱۹۹۹ء

"ہلال" (راولپنڈی/اسلام آباد) ہفت روزہ، ۱۹۹۳ء

مکتوبات

مکتوب گرامی پیر سید مقبول محی الدین گیلانی بنام راقم الحروف محررہ ۵ مئی ۱۹۹۹ء

مکتوب گرامی محمد سلیم جلالی حنفی قادری بنام راقم الحروف محررہ ۲۶ اپریل ۱۹۹۹ء

مکتوب گرامی محمد رفیق شیخ حنفی قادری بنام راقم الحروف محررہ ۱۱ دسمبر ۱۹۹۸ء

بقیہ مآخذ و مراجع

طباعت کے لئے کتاب تیار تھی کہ فاضل محقق نے اس تحقیقی کتاب کا معلومات افزا "اختتامیہ" تحریر فرمایا ہے جس کے ذیل کو یہ اضافے سے چند اور کتب و رسائل اور جرائد و اخبارات کے اسماء کا اضافہ ہوا جو بلا اعادہ پیش خدمت ہیں۔ (ادارہ)

احسان الٰہی ظہیر، غیر مقلد مولوی: "البریلویہ" (مطبوعہ لاہور)

چوہدری غلام نبی احراری: "تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک" (طبع چہارم، ۱۹۹۸ء)

حسین احمد مدنی ٹانڈوی، مولوی: "سول میرج اور لیگ" (مطبوعہ دہلی) ۱۹۳۶ء

خلیل اشرف اعظمی، مولانا: پاک و ہند کی چند اسلامی تحریکیں اور علمائے حق (مطبوعہ لاہور)

رضی حیدر، خواجہ: "رتی جناح" (مطبوعہ کراچی) ۱۹۹۵ء

رفیع اللہ شہاب، پروفیسر: "سیرت قائداعظم" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۳ء

فوزیہ اسحاق: "روزنامہ "احسان" تاریخی اور تنقیدی جائزہ" (قلمی) ایم اے صحافت، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

محمد اسلم، پروفیسر: "تحریک پاکستان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۹۵ء

محمد برہان الحق جبل پوری، مفتی: "تحریک پاکستان کی ایک اہم دستاویز" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۶ء

محمد حسن علی رضوی، مولانا: "برہان صداقت بر جہدی بطالت" (مطبوعہ لاہور)

محمد طیب دانا پوری، مولانا: "تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ" (مطبوعہ لاہور)

محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: "تذکرہ اکابر اہل سنت" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۶ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: "امام احمد رضا، اپنوں اور غیروں کی نظر میں" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۵ء

محمد عبدالغنی، ڈاکٹر: "امیر حزب اللہ" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۶۵ء

محمود احمد رضوی، سید، مولانا: "سیدی ابوالبرکات" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۷۹ء

محمود شاہ بخاری، سید: "برصغیر میں تحریک آزادی اور قیام پاکستان" (مطبوعہ لاہور) ۱۹۸۵ء

اخبارات وجرائد

"الہام"	(بہاولپور)	ہفت روزہ	۲۸ مئی ۱۹۸۷ء
"خلافت"	(ممبئی)	اخبار	۲۳ فروری ۱۹۳۵ء
"عرفات"	(لاہور)	ماہنامہ	مئی ۱۹۸۷ء
"مینارۂ نور"	(کراچی)	مجلہ	نومبر ۱۹۸۰ء
"نوائے وقت"	(لاہور)	روزنامہ	۱۸ مارچ ۱۹۸۷ء
"نوائے وقت"	(لاہور)	روزنامہ	۲۸ مارچ ۱۹۸۷ء
"نوائے وقت"	(لاہور)	روزنامہ	یکم اپریل ۱۹۸۷ء
"نوائے وقت"	(لاہور)	روزنامہ	۱۹ اپریل ۱۹۸۷ء
"نوائے وقت"	(راولپنڈی/اسلام آباد)	روزنامہ	۲۹ جون ۱۹۹۹ء
"ہمدرد"	(دہلی)	روزنامہ	۱۸ فروری ۱۹۳۶ء

قارئین کرام

اس کتاب کے لئے خاصی عرق ریزی اور جانفشانی سے کام کیا گیا ہے لیکن اگر آپ اس میں خدانخواستہ کوئی لفظی یا معنوی غلطی دیکھیں تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کر دی جائے۔ شکریہ (ادارہ)

"قائداعظم کا مسلک"

اربابِ علم ودانش کی نظر میں

حصہ دوم

ترتیب وتدوین

محمد سہیل احمد سیالوی

جامعہ رضویہ احسن القرآن دینہ (جہلم)

0322-5850951

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین

والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

''قائداعظم کا مسلک''

اربابِ علم و دانش کی نظر میں

﴿۱﴾ تقاریظ

﴿۲﴾ تاثرات

﴿۳﴾ تبصرے/ اخبارات

﴿۴﴾ تبصرے/ رسائل

﴿۵﴾ روزنامہ ''اوصاف'' کا مصنف سے ایک انٹرویو

﴿۶﴾ منظومات

﴿۷﴾ علمائے دیوبند کی بابائے قوم کی شان میں تازہ ہرزہ سرائی

ترتیب و تدوین: محمد سہیل احمد سیالوی

جامعہ رضویہ احسن القرآن جینہ (جہلم)

تقاریظ

صاحبزادہ علامہ مفتی محمد محب اللہ نوری	(بصیر پور)
علامہ پیر محمد چشتی	(پشاور)
علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ	(راولپنڈی)
پیر ثانی محمد بشیر احمد نعمانی باغدروی	(حسن ابدال)
طاہر مسعود قاضی ایڈووکیٹ	(اٹک)
شہباز احمد چشتی ایڈووکیٹ	(گجرات)
اسلم حیات ملک	(راولپنڈی)

(۱) تقریظ

حضرت علامہ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مشن جتنا پاکیزہ اور تحریک جتنی عظیم ہوتی ہے، اسے مخالفتوں اور مزاحمتوں کا سامنا بھی اسی قدر شدید کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان ایسے اسلامی نظریاتی ملک کا دنیا کے نقشے پر ابھرنا اور معرض وجود میں آنا تاریخ عالم، بالخصوص برصغیر کی سیاست کا بہت بڑا، نہایت اہم، عدیم النظیر اور تاریخ ساز واقعہ ہے۔

قیام پاکستان کی منزل جوں جوں قریب آتی گئی اور تحریک کی کامیابی کے آثار نمایاں دکھائی دینے لگے توں توں مخالفین کی سازشیں بھی نقطۂ عروج پہ پہنچتی چلی گئیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمام تر اخلاقی و دینی تقاضوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے بڑے منظم انداز میں جھوٹ اور جھوٹے پروپیگنڈے کا سہارا لیا اور تحریک پاکستان اور بانی تحریک، قائداعظم محمد علی جناح کی مذہبی زندگی کے حوالے سے وہ کچھ کہا کہ الامان والحفیظ ---- ایسا مسموم پروپیگنڈا اگر لادینی عناصر کی طرف سے کیا جاتا تو زیادہ باعث تعجب نہ ہوتا۔ مگر المیہ یہ ہے کہ دین اور دینی اقدار کے دعویدار افراد اس میں پیش پیش تھے اور اپنی چابک دستی سے اس قسم کا تاثر دینے میں کسی قدر کامیاب بھی دکھائی دینے لگے کہ قائداعظم دین اور دینی شعائر سے دور، اور قرآن مجید، نماز، روزہ وغیرہ سے نابلد تھے۔ حد یہ کہ ان کا تعلق ایک اقلیتی فرقے سے تھا۔ اللہ رب العزت جل جلالہ نامور محقق اور اہل قلم سید صابر حسین شاہ کو جزائے خیر سے نوازے کہ انہوں نے نہایت کاوش، محنت اور ہمت سے اس باطل پروپیگنڈے کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیے اور اپنی تحقیق انیق سے حقائق کے رخ زیبا کو مُجلّی کر دیا۔ شاہ صاحب نے تاریخی حقائق اور ناقابل تردید حوالہ جات

کی روشنی میں قائد اعظم کی مذہبی زندگی کو اجاگر کیا ہے۔ قائد اعظم کی ذات رسالت مآب ﷺ سے محبت، حضرات خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور سادات عظام سے عقیدت، نماز روزہ کے ذوق، تہجد اور آہ سحر گاہی سے آشنائی، قرآن کا مطالعہ اور اس سے رہنمائی، عید میلاد النبی ﷺ کے پروگراموں میں شرکت ایسے کتنے ہی گوشوں پر سیر حاصل گفتگو کر کے ثابت کیا ہے کہ قائد اعظم ایک سچے، پکے اور کھرے مسلمان تھے۔ ان کا تعلق کسی اقلیتی فرقہ سے نہیں بلکہ ملک کے اکثریت مسلک اہلسنت وجماعت سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک پاکستان میں من حیث الجماعت، جماعت اہل سنت کے مشائخ وعلماء نے کھلے دل ودماغ سے قائد اعظم کی بھرپور حمایت کی اور تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ الحمد للہ اب یہ بات بڑے فخر اور وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ قیام پاکستان کا مقصد مشن اہل سنت جماعت نے سرانجام دیا۔

یہ بھی کیسا حسین اتفاق ہے کہ تحریک پاکستان کو عوامی سطح پر مؤثر اور مقبول بنانے اور ہزاروں علماء ومشائخ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کا سہرا سادات کرام کے فرقہ ناز پر بجتا ہے اس سلسلے میں حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت سید ابو المحامد محدث کچھوچھوی، حضرت سید جماعت علی شاہ علی پوری اور حضرت علامہ سید ابو الحسنات قادری کے نام نمایاں ہیں۔ جب کہ بانی پاکستان کے خلاف لگائے گئے الزامات کے دبیز پردوں کو چاک کر کے قائد اعظم کے مذہبی واعتقادی رجحانات سے آشنا کرانے کا سہرہ بھی گلشن سادات کے ایک گل سرسبد، محترم سید صابر حسین کے سر ہے۔

سید صاحب پہلے بھی کئی مفید اور تحقیقی کتابچے لکھ کر علمی حلقوں میں اپنے قلم کا لوہا منوا چکے ہیں مگر زیر نظر کتاب "قائد اعظم کا مسلک" تحریر کر کے انہوں نے تحقیق کے ساتھ ساتھ مسلکی خدمت اور حب الوطنی کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اس تاریخی کتاب کی تالیف پر سید صابر حسین شاہ لائق صد تبریک ہیں۔ حقیقت یہ ہے

کہ جو کام انہوں نے تنہا انجام دیا ہے، وہ ایک ادارہ کا کام تھا۔ شاہ صاحب نے تو یہ کام محض رضائے الٰہی کے لئے کیا ہے، لیکن حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس عظیم تحقیقی کام کی قدر کرتے ہوئے ان کی کماحقہ حوصلہ افزائی کرے اور اندرون و بیرون ملک اس کتاب کی اشاعت کو عام کر کے قائداعظم اور پاکستان سے محبت کا ثبوت دے۔

اس خوب صورت کتاب کی اشاعت پر بزم رضویہ کے ناظم اعلیٰ محمد سلیم جلالی اور دیگر اراکین بھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف، پبلشر اور جملہ معاونین کو جزائے خیر سے نوازے اور فاضل مصنف کو مزید علمی و تحقیقی کام سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ و اصحابہ اجمعین۔

والسلام

(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری

مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ

۲۷ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

تقریظ (۲)

از قلم: استاذ العلماء، شیخ الحدیث حضرت علامہ پیر محمد چشتی

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀
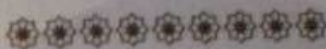
کسی ٹھوس ثبوت کے بغیر کسی بھی ظاہری طور پر مسلمان کو کافر کہنا یا اس کے مقابلے میں کسی بھی غیر مسلم کو اس پر کسی بھی لحاظ سے ترجیح یا فوقیت دینا شریعت مطہرہ کی روشنی میں گناہ کبیرہ اور سنگین جرم قرار پاتا ہے۔ بد قسمتی سے قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل جب تحریک اپنے شباب پر تھی چند ہندو نواز گاندھی پرست مولوی حضرات نے جو عوامی زبان میں کانگرسی علماء کہلاتے ہیں در پردہ دشمن کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے جعفر و صادق کے کردار کو نبھاتے ہوئے رہبر تحریک حصول پاکستان اور کروڑوں مسلمانان ہند کے دلوں کی دھڑکن محمد علی جناح کی ذات کو متنازعہ اور عوام الناس میں غیر مقبول بنانے کی غرض سے۔ جس کا منطقی نتیجہ تحریک کی ناکامی کی صورت میں نکلتا۔ محراب و منبر سے ایک طوفان بد تمیزی برپا کر دیا۔ کبھی ان کی انگریزی دانی اور کبھی کوٹ پتلون کے استعمال کو بنیاد بنا کر ان کو کرسچین کہا۔ کبھی ان کا تعلق اسماعیلیہ فرقہ سے جوڑنے کی مذموم کوشش کی۔ اس پر ہی بس نہیں کیا گیا بلکہ قائداعظم کو کافر اعظم کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا لیکن سید عالم، حضور اکرم ﷺ کی نگاہ کرم کے صدقے سے مخالفین پاکستان کو منہ کی کھانی پڑی اور مملکت خداداد دنیا کے نقشے پر اللہ کے انعام کی صورت ابھر کر ہی رہا۔

لیکن کانگریسی علماء نے اپنی روش ترک نہ کی بلکہ اور زیادہ شدومد سے قائد کی ذات کو ان کے مسلک کے حوالہ سے عوام میں مشکوک بنانے کے لیے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں، آزمائش کی اس کٹھن گھڑی میں حقائق کو اجاگر کرنے کی سعادت برہان شریف ضلع اٹک سے تعلق رکھنے والے نامور محقق اور اہل قلم سید صابر حسین شاہ بخاری کے حصہ میں آئی۔ اس نابغۂ روزگار شخصیت

نے جب باطل کے منفی پروپیگنڈے کا راستہ روکنے کا عزم کیا تو کا تحریری علماء کی مانند ہوا میں تیر چلانے اور خالی خولی مفروضوں پر بات کرنے کی بجائے مستند تاریخی حوالوں اور ٹھوس دلائل کے ہتھیار بے بدل کو کام میں لا کر قائد اعظم کی ذات کے حوالے سے منفی پروپیگنڈے کا موثر توڑ کر لیا۔ سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی گرانقدر تحقیق اور کاوش جو "قائد اعظم کا مسلک" کی صورت میں ہمارے سامنے ہے بلاشبہ قابل قدر ہے۔

مزید میں سمجھتا ہوں کہ سید صاحب نے اپنی اس کاوش سے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر جو حق ہوتا ہے وہ ادا کر دیا ہے اللہ انہیں مزید ہمت عطا فرمائے تاکہ وہ ملت اسلامیہ کے تحفظ کیلئے اسی طرح کام کرتے رہیں۔

پیر محمد چشتی

صدر پاسبان اہلسنت والجماعت

سرپرست اعلیٰ ماہنامہ آوازِ حق

مہتمم دار العلوم جامعہ غوثیہ پشاور شہر

۲۰۰۰-۰۵-۲۷/ ربیع الاول ۱۴۲۱ ہجری۔

(۳) تقریظ

از قلم...... علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پاکستان، اسلام اور قائداعظم تین ایسے نام ہیں جن سے دلوں کی دھڑکنیں حرارت پاتی ہیں۔ انسان کی فکری تاریخ میں وطن، مذہب اور قیادت بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے پایاں نعمتوں سے نوازا، اسلام دیا، مذہب کی عظمت بخشی۔ حضور انور ﷺ کا عشق لازوال عطا کیا اور "پاکستان" ایسا "تحفۂ بے عدیل" مقدر ٹھہرایا۔ اس میں کیا شک ہے کہ ہماری آزادی اور حریت کی تحریک کو منظم کرنے میں قائداعظم محمد علی جناح نے اساسی کردار ادا کیا۔ قائداعظم محمد علی جناح کی ذات میں علم وعرفان، فکر وعمل اور قدام وتحریک ایسی بہت سی خوبیوں کا جمع ہونا حسن اتفاق نہیں بلکہ والدین کی ابتدائی تعلیم، ذہین اساتذہ کی مسلسل کوشش اور ان کی روح اور ذہن میں موجود اعتقادی استحکام اور مذہبی صلابت کی وجہ سے تھا۔

پچھلے کچھ عرصے سے "قیادت اور کردار" کے حوالے سے دو قسم کی سوچیں سامنے آرہی ہیں کہیں آپ دیکھیں گے کہ مذہبی خیالات سے دوری اور مجبوری کو عظمت قیادت کی بنیاد ٹھہرایا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے نزدیک قائد قسم کے لوگ مسجدوں میں نظر نہیں آتے۔ قرآن حکیم کی تلاوت نہیں کرتے۔ مذہبی اظہارات ان کے ہاں نہیں ہوتے۔ وہ جنازوں اور عیدوں میں شرکت نہیں کرتے۔ مروجہ مذہبی اقدار کو وہ قریب نہیں لگنے دیتے۔ اور دوسری سوچ کے مطابق "قائدین" مسجدوں ہی میں رہتے ہیں۔ عمرانی زندگی کے تقاضوں سے وہ دور رہنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ تسبیح وسجادہ اور ریاضتوں عبادتوں ہی سے وہ ان میں انقلاب پھونکتے ہیں۔ سوچوں کا تضادات عظمت دیکھنے کے پیمانوں کو موزوں کرنے میں کامیاب یا ناکام ہوتا رہتا ہے

قائداعظم محمد علی جناح پر جتنے لوگوں نے لکھا ہے اور تحقیق کی ہے لگتا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مغربی اداروں ہی میں پلتے بڑھتے رہے۔ وکالت کی پیشہ وارریاضت سے ہی ہمیشہ گھائل ہوتے رہے آناً فاناً قوم نے ضرورت محسوس کی اور انہیں قائد بنالیا اور انسانوں کے ہجوم میں وہ قدرے کامیاب انسان ثابت ہوئے اور حالات نے ان کے ہاتھوں سے برصغیر کے مسلمانوں کو آزادی کا تحفہ بخش دیا۔ الغرض کسی نے گل دیکھا اور خوشبو نہ سونگھی اور کسی نے خوشبو سونگھی اور گل نہ دیکھا کسی نے چراغ پایا لیکن روشنی سے محروم رہا اور کسی نے روشنی کی کرنیں دیکھیں لیکن چراغوں کا مشاہدہ نہ کیا، ضرورت اس امر کی تھی کہ قائداعظم کی اصل قوت کا سراغ لگایا جاتا ان کی شخصیت کو بغیر شعوری منافقت کے لوگوں کے سامنے لایا جاتا۔ سیکولرزم کے گند میں پلنے والے محققین نے قائداعظم کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ ان کی خوبیوں اور ان کی حق آگاہی اور صدق عملی اور نتیجہ خیز تحریک کا اصل محرک بیان کرنے میں اہل قلم ناکام رہے۔

سونے اور چاندی کے قلم سے لکھنے والے "بگ رائیٹرز" یعنی بڑے قلم کار منزل متعین نہ کرسکے اور نرد آفریدہ اور چوب تراشیدہ قلم سے لکھنے والا قلم کار پیر سید صابر حسین شاہ، قائد کی اصل قوت کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئے اگر آپ چاہیں کہ تفصیل کے ساتھ اس حقیقت کو پڑھیں تو سید صابر حسین بخاری کی کتاب "قائداعظم اور ان کا مسلک" پڑھیں۔ اس کتاب میں آپ محسوس کریں گے کہ یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے قائداعظم کے ہاتھوں میں قرآن حکیم بھی دکھائی دے گا۔ وکالت کرنے والا قائد مسجد میں نماز پڑھتا ہوا نظر آئے گا۔ وائسراؤں اور میکالوں کی دنیا میں بھی فکرِ صحیح کے چراغ روشن کرنے والا قائداعظم پیر جماعت علی شاہ کے زاویہ اور پیر مانکی کے قدموں میں بھی بیٹھا ہوا پایا جائے گا اور زبان سے اسلام کی عظمت اور قرآن کے لازوال ہونے اور حضور ﷺ کے بے مثل ہونے کے خطبے بھی صادر ہوتے سنائی دیں گے۔

میرے خیال میں "قائداعظم اور ان کا مسلک" نہ پڑھنے والا شخص قائد کی حقیقی شخصیت

دیکھنے سے محروم رہتا ہے۔ باقی رہا پیر سید صابر حسین شاہ صاحب کا معاملہ انہیں پڑھنے کے لئے دیکھنے کے لئے اور سمجھنے کے لئے حق بین نظر درکار ہے۔ بصورت دیگر سے معاشرے میں تو یہ حقیقت سرایت کیے ہوئے ہے۔

کچھ محبت کی آگ ہوتی ہے کچھ رقابت کے خار ہوتے ہیں
دوستوں کی مزاج پرسی کے زاویے بے شمار ہوتے ہیں

سید صابر حسین شاہ صاحب صحرائے تحقیق و جستجو میں مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں اللہ کرے وہ کامیاب ہوں اور ہر ساعت اپنے رشحات قلم سے قوم اور ملت کو نوازتے رہیں۔ اگر سرراہ ہم فقیروں سے ملاقات ہوگئی ہے تو بقول عدم ہمارا مشاہدہ اور انتظار یہی ہے۔

خزاں کے دل دوز حادثے پر خلوص سے غور کر رہا ہے
کہیں کہیں صحن گلستاں میں لٹا لٹا کوئی آشیانہ
ادھر سے آ ہی گئے ہو صاحب! تو ہم فقیروں سے بخل کیسا
یہاں بھی امشب قیام کر لو دعائیں دے گا غریب خانہ

دعاؤں کا طالب

سید ریاض حسین شاہ

مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان

(۴) تقریظ

از قلم: پیر لاثانی محمد شبیر احمد نعمانی باغدروی

دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ رحیمہ سالک آباد شریف

❀❀❀❀❀❀❀

عزیز محترم جناب سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب ایک ایسی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں جہاں اس سے قبل کوئی ادیب اور بہترین محرر پیدا نہیں ہوا۔ آپ ضلع اٹک کے ایک پسماندہ علاقے سے ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں صرف اخلاص ہی ہے۔ محترم شاہ صاحب مختلف خصوصیات کے مالک ہیں۔ انداز بیان اگرچہ شوخ نہیں۔ پر طبیعت میں شائستگی، سنجیدگی پائی جاتی ہے۔ وہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں محسن پاکستان حضرت قائد اعظم علیہ رحمہ کا مسلک کیا تھا؟ یہ ایسا حساس موضوع تھا نے فاضل مصنف نے واقعات وشواہد کی روشنی میں ثابت کیا کہ ''قائد اعظم کا مسلک سنی حنفی تھا'' یہ ایک گراں مایہ تصنیف مختلف احباب بصیرت کی قلمی نگارشوں سے بھی مزین ہے۔ جن کی نگارشات علم وادب کے ہر طبقے میں مقبول ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو قبول کر کے انہیں ایسے موضوعات پر تحریر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ کتاب ''قائد اعظم کا مسلک'' کی ترتیب نہایت خوبصورت ہے۔ کتاب کی تزئین واشاعت پر بزم رضویہ لاہور کی یہ کاوش قابل تعریف وستائش ہے۔ بزم رضویہ کا ادارہ اس لحاظ سے منفرد ہے۔ جو مسلک اہل سنت کا صحیح ترجمان ہے۔

والسلام مع الاکرام دعا گو فقیر پیر لاثانی محمد شبیر احمد نعمانی ۱۱/ ستمبر ۲۰۰۱

مرکز فیضان مصطفیٰ دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ سالک آباد شریف

(۵) زاویۂ نظر

از قلم...... طاہر مسعود قاضی ایڈووکیٹ (اٹک)

❀❀❀❀❀❀❀❀

قائداعظم محمد علی جناح کی زندگی کے مذہبی اور روحانی گوشوں کو اجاگر کرتی کتاب ''قائداعظم کا مسلک'' اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ یہ موضوع اپنی جہت کے اعتبار سے اس لیے بھی اہم ہے کہ مسلمانان برصغیر نے قائداعظم کی قیادت میں ایک الگ وطن کا مطالبہ خالص مذہبی بنیادوں پر کیا تھا اور پورے جوش ایمانی سے یوں نعرہ زن ہوئے تھے: ﴿پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ﴾

ظاہر ہے اس پس منظر میں قیادت کا اہل بھی وہی شخص ہوگا جو اس جذبہ ایمانی سے پوری طرح سرشار ہوگا اور تاریخ شاہد ہے کہ قائداعظم کی شخصیت اس بنیادی اصول پر پوری اتری ہے۔

مگر بعض مذہبی لبادہ اوڑھنے والے لوگوں نے جب قائداعظم کے سامنے جذبۂ ایمانی کو سرد پایا تو خجالت میں قائداعظم کو کافراعظم کہنے لگے لیکن قیادت پر یقین کا مظاہرہ بھی اس وقت مسلمان نے ایسا کیا کہ بعد کے ادوار میں اس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔ یعنی لوگوں نے قائداعظم کی مخالفت کرنے والے ان مذہبی اجارہ داروں کی پست آوازوں پر کان نہ دھرے اور قائداعظم کا ساتھ جوش، جذبہ اور اخلاص سے دیتے رہے۔ مگر خیر کے ساتھ شر کی یہ قوت بھی اپنا کام کرتی رہی اور مخالفت کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے بالآخر یہاں تک کہہ ڈالا کہ ہم پاکستان کی ''پ'' تک بھی نہ بننے دیں گے۔ تاہم ان تمام مخالفت کے باوجود تاریخ کی زندۂ جاوید حقیقت ''پاکستان'' قائداعظم کی ولولہ انگیز قیادت میں معرض وجود میں آ گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان

کے حصول میں مذہبی جذبہ کارفرما تھا۔ اور قائداعظم کی شخصیت قیادت میں اس جذبۂ ایمانی کے اظہار کا مظاہرہ ''قائداعظم کا مسلک'' جیسی اہم کتاب میں بآسانی مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

حیات قائداعظم گو کہ ایک کھلی کتاب ہے، تاہم قائداعظم کی مذہبی و مسلکی زندگی پر گرد ڈالنے کی جو مذموم کوششیں کی گئی ہیں اسے ہٹا کر اصل حقائق سامنے لاتے ہوئے سید صابر حسین شاہ بخاری نے اس کتاب ''قائداعظم کا مسلک'' میں یہ ثابت کرنے کی قابل قدر سعی کی ہے کہ قائداعظم ایک پکے، سچے اور سچے مسلمان تھے۔ موضوعاتی تناظر میں مذہبی حوالے سے حیات قائداعظم کا مطالعہ اس لیے بھی اہم ہے تاکہ یہ بات سامنے آسکے کہ قائداعظم کی قیادت کا پاکستان کے ساتھ نظریاتی رابطہ کس قدر مضبوط اور مستحکم تھا۔ فاضل مصنف نے نہایت عرق ریزی سے تاریخی دستاویزات کے حوالے دے کر پیش نظر موضوع کو احسن طریقے سے نبھایا ہے۔

جہاں نسل نو کے لیے اس کتاب کی اہمیت سمجھی جارہی ہے وہاں مستقبل کا مؤرخ اور قائداعظم کا سوانح نگار قائداعظم کا مسلک جیسی اہم دستاویزی کتاب کا حوالہ دیے بغیر نہ رہ سکے گا۔

سید صابر حسین بخاری مصنف ''قائداعظم کا مسلک'' اور کتاب کے ناشر ہماری مبارکباد کے مستحق ہیں۔ الھم زد فزد (آمین)

طاہر مسعود قاضی ایڈووکیٹ۔ اٹک
ایم۔ اے، ایم۔ فل، ایل ایل۔ بی

مورخہ ۲۰۰۰-۰۹-۱۹
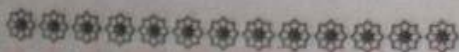
(۶) تقریظ

از قلم...... شہباز احمد چشتی ایڈووکیٹ

❀❀❀❀❀❀❀
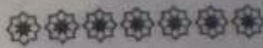
سالہا سال سے یہ مسئلہ علمی وفکری مجالس میں صاحبان دانش کا موضوع سخن رہا کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک کیا تھا؟ کسی نے قائد کو شیعہ کہا تو کوئی انکی فکر کے ڈانڈے دیوبندیت سے ملاتا رہا۔ جبکہ ایک طبقے نے ترنگ میں آکر قائداعظم پر سیکولرازم کی چھاپ لگا دی اور کہا کہ قائداعظم کا کوئی مسلک تھا ہی نہیں۔ الغرض قائداعظم کی شخصیت کے بارے میں لوگوں نے بھانت بھانت کی بولیاں اور رنگ رنگ کے افسانے گھڑے۔

قائد کی روح بے تاب رہی کہ کوئی مرد قلندر اٹھے جوان کی چشمے کے پانی سے زیادہ نکھری اور شبنم کے قطروں سے زیادہ پاکیزہ سیرت کو لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ قدرت نے اس کام کے لیے ایک سیدزادے کا انتخاب فرمایا۔ جناب سید صابر حسین بخاری نے دشت تحقیق میں آبلہ پائی کی اور قائداعظم کے سچے عقیدے اور سچے مسلک کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے جذبات کی رو میں بہہ کر نہیں بلکہ دلائل کی قوت سے ثابت کر دیا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح ایک راسخ العقیدہ سنی عاشق رسول ﷺ اور پکے مسلمان تھے۔ جسطرح دانائے راز، قلندر لاہوری، علامہ محمد اقبال کے مفکر پاکستان ہونے میں کسی کو شک نہیں، اسی طرح قائداعظم کے خالق پاکستان اور عاشق رسول ﷺ ہونے میں بھی کسی کو کوئی شک نہیں۔ لیکن میں بانگ دہل یہ کہتا ہوں کہ قائداعظم کی تحریک کو فکری غذا تو اقبال علیہ الرحمہ نے مہیا کی، اور اقبال خود کشتیا عشق رسول ﷺ تھے۔ اس لیے کہ فکری کشتی کا چپو کسی انقلابی ملاح کے ہاتھ میں نہ ہو تو کشتی کے سوار ساحل مراد پر نہیں پہنچتے۔ بلکہ ان کے اندر سمندر کا سینہ چیر کر آگے بڑھنے کی ہمت

ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ محض فکر تو الفاظ و حروف کی جادوگری ہے اور اگر فکر کو جاندار قیادت نصیب ہو جائے تو وہی الفاظ ذہن کے بند دریچوں سے نکل کر طوفان کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

مسلمانان برصغیر کے قلب و نظر میں چنگاریاں علامہ اقبال نے سلگائی ہیں مگر انہیں حقیقت کے شعلوں کا رنگ دے کر غلامی کی تاریک رات کو صبح آزادی میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بدلا ہے۔ قائداعظم کے مسلک کے بارے میں جاننے کے لیے ''قائداعظم کا مسلک'' کے علاوہ جناب سید صابر حسین بخاری کی ایک اور کتاب ''بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں قائداعظم'' کے صفحہ ۳۴، ۳۵ پر قائداعظم کی لندن سے واپسی کا ایک ایمان افروز واقعہ لکھا ہوا پڑھیے! جو خود قائد نے اپنے ایک دوست کو سنایا۔ قائداعظم یوں گویا ہوئے۔

میں لندن میں اپنے فلیٹ میں سویا ہوا تھا۔ رات کا پچھلا پہر ہوگا۔ میرے بستر کو کسی نے ہلایا، میں نے آنکھیں کھولیں ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا، میں پھر سو گیا۔ میرا بستر پھر ہلا، میں پھر اٹھا، کمرے میں ادھر ادھر دیکھا، سوچا ''شاید زلزلہ آیا ہو'' کمرے سے باہر نکل کر دوسرے فلیٹوں کا جائزہ لیا، تمام لوگ محو استراحت تھے۔ میں واپس کمرے میں آکر بستر پر سو گیا۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ تیسری بار پھر کسی نے میرا بستر نہایت زور سے جھنجھوڑا، میں بڑبڑا کر اٹھا۔ پورا کمرہ معطر تھا۔ میں نے فوری طور پر محسوس کیا کہ (ایک غیر معمولی شخصیت میرے کمرے میں موجود ہے

An extra. ordinary personality is in my room (

میں نے کہا: آپ کون ہیں؟ who are you ?

آگے سے جواب آیا: میں تمہارا پیغمبر ہوں I am your prophet

Muhammad

میں جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا، دونوں ہاتھ باندھ لیے اور سر جھکا لیا ــــــ فوراً میرے منہ سے نکلا (آپ پر سلام ہو میرے آقا ﷺ peace be upon you my (

ایک بار پھر وہ خوبصورت آواز گونجی۔ ''جناح ! برعظیم کے مسلمانوں کو تمہاری ضرورت ہے lord اور میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تحریک آزادی کی رہنمائی کا فریضہ انجام دو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ بالکل فکر نہ کرو۔ انشاءاللہ تم اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے''

M r , jinnah you are urgently required by the muslims of the sub . continent and order you to lead the freedom movement . I am with you . dont worry at all . You will succeed in your missin ansh Allah.

میں ہمہ تن گوش تھا صرف اتنا کہہ پایا۔

(آقا ﷺ آپ کا حکم سر آنکھوں پر) **ok my Lord**

میں مسرت وانبساط اور حیرت کے اتھاہ سمندر میں غرق تھا کہ ''کہاں ان کی ذات اقدس ﷺ اور کہاں میں، اور پھر یہ شرف ہم کلامی۔ یہ عظیم واقعہ میری واپسی کا باعث بنا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۷ پر درج ہے کہ ۱۹۴۶ء میں موچی دروازہ لاہور کے ایک جلسہ میں مولوی شبیر احمد عثمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا

''میں قیام پاکستان کا اس لیے حامی ہو گیا ہوں کہ خواب میں قائد اعظم کی طرف اشارہ کر کے سید البشر ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ دیکھو! اس شخص کی ہرگز مخالفت نہ کرنا۔ یہ میری مظلوم امت کے لیے ہندوستان میں بڑی خدمات سرانجام دے رہا ہے جو اس کی مخالفت کرے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا''

یہ دو واقعات قائد اعظم کے سچے مسلک کے حقیقی ترجمان ہیں اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کس قدر مقبول تھے۔ بھلا ایسا حضوری کا مالک انسان

بدعقیدہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جس کا لمحہ لمحہ محبت رسول ﷺ میں گزرتا ہو۔

میں نے جناب سید صابر حسین شاہ بخاری کی کتاب "قائد اعظم کا مسلک" کا چیدہ چیدہ مطالعہ کیا ہے۔ جناب شاہ صاحب نے جس محبت اور عرق ریزی سے قائد اعظم کی راسخ العقیدگی اور دین سے حقیقی وابستگی کے مظہر صحیح مسلک کو مختلف سلک ہائے عشق کی ایک لڑی میں پرویا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ کتاب قائد کی شخصیت کے مختلف درخشاں گوشوں کی ایک کہکشاں ہے جو کئی گم کردہ راہ مسافروں کو منزل کی تابندگی عطا کر رہی ہے۔ ان محبت کی سلکوں کو تیار کرنے میں شاہ صاحب کو کن کن جانگسل مراحل اور صبر آزما راہوں سے گزرنا پڑا ہوگا؟ اس کا اندازہ صرف ایک محقق ہی کر سکتا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم شاہ صاحب کے قلم کو عشق کی ایسی بجلیاں عطا کرے کہ ان کا قلم ایک طرف حقیقت کے چہرے پر پڑی گرد و غبار صاف کرے تو دوسری طرف نفاق کے چہروں سے مکر کے نقاب نوچنے کا فریضہ بھی سرانجام دے۔

دامان توکل کی یہ خوبی ہے کہ اس میں
پیوند تو ہو سکتے ہیں دھبے نہیں ہوتے

از پروفیسر شہباز احمد چشتی ایڈووکیٹ
فاضل بھیرہ شریف
ایم اے سیاسیات، ایل ایل بی
چیئرمین ضیاء الاسلام فاؤنڈیشن پاکستان
چیف ایڈیٹر ماہنامہ مجلہ وائس آف ضیاء الاسلام لاہور
دفتر ڈھلوں پلازہ ماڈل ٹاؤن بھمبر روڈ گجرات

تاریخ: ۳۰-۰۶-۲۰۰۴

(۷) بے آب وگیاہ خطے کا فقیر منش قلم کار

اسلم حیات ملک

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

اللہ تعالیٰ علیم وحکیم کا قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ "ہم نے جسے علم عطا کیا گویا اس پر بڑا ہی فضل کیا"۔ علم و ادب کے مرغزاروں میں کوثر و شبنم میں ڈوبے قرطاس وقلم کے ذریعہ طویل عرصہ سے جناب حضرت سید صابر حسین بخاری مدظلہ تخلیقی کاموں میں مصروف عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم وفضل نے جناب سید صابر حسین بخاری مدظلہ کو دور افتادہ پس ماندہ علاقہ مصنوعی برقی روشنیوں سے محروم ضلع اٹک کے چھوٹے سے قصبہ برہان شریف میں گوشہ نشینی کے باوجود ان کے نحیف وناتواں جسم وجاں میں ایسی موج نفس پیدا کر رکھی ہے جو عوام الناس کو مسلسل فیض پہنچا رہی ہے۔ انہوں نے متعدد کتب تصنیف کر کے الفاظ کی جدت اور بیان کی انفرادیت کا لوہا منوا رکھا ہے۔

بزم رضویہ لاہور کی وساطت سے بہت سی کتب فقہ و مسائل شرعی افکار رضویہ کے فروغ کا باعث ہیں۔ کچھ کتب جو تحریک پاکستان سے متعلق ہیں وہ یقیناً نئی نسل کے لیے۔ جو تاریخ سے یکسر نابلد ہے۔ چراغ راہ ہیں۔ علاوہ ازیں کچھ مخالفین وطن جو شروع ہی سے پاکستان کی اساس اور حضرت قائداعظم کی شخصیت کو گاہے گاہے مجروح کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے ان کے لیے حضرت سید صابر حسین بخاری کی کتاب "بارگاہ رسالت مآب میں حضرت قائداعظم" گویا ایک تازیانہ عبرت ہے۔ جس میں قائداعظم کی بابت جید علماء مولانا شبیر احمد عثمانی، سید جماعت علی شاہ اور مولانا اشرف علی تھانوی کے ارشادات، خطبات حوالوں کے ساتھ درج ہیں۔ جناب سید صابر حسین بخاری کی حال ہی میں ایک کتاب "حضرت قائداعظم کا مسلک" منظر عام

پر آئی جس میں تمیں کے لگ بھگ ملک کی معروف شخصیات اور ادبی و علمی دانشوروں کی بڑی بلیغ آراء بھی درج ہیں۔ حضرت قائد اعظم سے متعلق ان کے مخالفین نے جو گھٹیا قسم کے خیالات رائج کر رکھے ہیں مصنف نے ان کی تردید کرتے ہوئے مستند حوالوں کے ساتھ بیان کیا ہے کہ بانی پاکستان صرف ایک ملک کے بانی ہی نہیں تھے بلکہ ان کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا جو باقاعدہ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ اس عظیم معرکۃ الآراء کتاب کی تصنیف پر سید صابر حسین مبارکباد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے وہ کام کیا ہے جو آج تک کسی اور سے نہیں ہو سکا۔ اور جو بقول حافظ

''ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما''

کے مصداق ہیں۔

اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کی قلمی تب و تاب مزید بڑھ جائے۔ انہیں صحت و سلامتی کے ساتھ خدمت دین و ملت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔ بے آب و گیاہ خطے کا یہ فقیر منش قلم کار خدا کرے سدا سرسبز رہے اور اس کا قلم روشنائی سے بھرا رہے۔ آمین

احقر اسلم حیات ملک

(ریٹائرڈ چیف ٹکٹ ایگزامینر ریلوے راولپنڈی)

۸ جمادی الثانی ۱۹ اگست ۲۰۰۰ء

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

﴿۲﴾ تاثرات

سید وجاہت رسول قادری	سید زین العابدین راشدی
علامہ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی	مولانا محمد منشا تابش قصوری
مفتی عبد السلام قادری	حافظ ثواب الدین
حاجی ملک شیر بہادر	عطاء اللہ شاہین
محمد اقبال	رفیق احمد
میاں سراج الدین امجد اعوان	خواجہ غلام فاروق
صابر براری	ع۔م۔ چودھری

بیگم آفتاب اقبال (بہو حکیم الامت علامہ اقبال)

(۱) تاثرات

ازقلم...... صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

(صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محقق اہل سنت محترم سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ!

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے واقعی بہت محنت کی ہر موضوع پر دلائل، براہین اور دستاویزی ثبوت کے ساتھ بات کی ہے۔ موضوع کے اعتبار سے نہایت منفرد ہے۔ اب تک اس موضوع پر اس شرح و بسط کے ساتھ کسی نے نہیں لکھا۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ! حیات قائد کے مذہبی اور روحانی پہلو پر تاریخ پاکستان کے طالب علم اور مستقبل کے محققین کے لئے یہ ایک بیش قیمت دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

والسلام آپ کا مخلص

سید وجاہت رسول قادری

۸، شوال المکرم ۱۴۲۱ھ

۴ نومبر ۲۰۰۰ء

(۲) تاثرات

از قلم......صاحبزادہ سید زین العابدین راشدی

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محترم سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ

امید ہے بخیریت ہوں گے۔ آپ کے گراں قدر علم تحائف "قائد اعظم کا مسلک" "بارگاہ رسالت مآب میں قائد اعظم" "عید میلاد النبی قائد اعظم اور علامہ اقبال" "امام احمد رضا کاملین کی نظر میں" بشکریہ وصول کیے۔

اہل سنت و جماعت کی تنظیموں خصوصاً جماعت اہل سنت پاکستان اور جمعیت علماء پاکستان کی یہ ذمہ داری ہے کہ تحقیق و تصنیف کے ادارے قائم کریں۔ محققین اہل سنت کی سرپرستی فرمائیں۔ کئی موضوعات پر تحقیق و تصنیف کی ضرورت ہے لیکن محققین کی نہ مالی معاونت ہے نہ ان کی سرپرستی ہے اور نہ قائدین کو اس شعبہ سے کوئی سروکار ہے الا ماشاء اللہ۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے محققین خصوصاً آپ اپنی کاوش میں مصروف ہیں۔

دور افتادہ علاقہ میں بیٹھ کر چٹانوں کے سایہ میں بلند پایہ تحقیقی کام سرانجام دے رہے ہیں۔ ان دو کتابوں کی کثیر اشاعت کی ضرورت ہے تاریخ کے روشن چہرے سے گرد و غبار ہٹانے کا وقت آچکا ہے۔

امید ہے ان کتابوں سے کافی شکوک و شبہات دور ہوں گے اور یقین و استحکام میں مضبوطی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام راشدی غفرلہ الہادی ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

(۳) تاثرات

از قلم ...... شیخ الحدیث علامہ جمیل احمد نعیمی

شعبہ حدیث، دار العلوم نعیمیہ فیڈرل بی ایریا کراچی

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

محترم محمد مقصود حسین صاحب قادری اویسی زید مجدہ نے مخدوم و محترم جناب سید صابر حسین شاہ صاحب کا ایک رسالہ بنام "بارگاہ رسالت مآب ﷺ اور قائد اعظم علیہ الرحمہ" عنایت فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ مطالعہ کے بعد احقر اس پر اپنے تاثرات تحریر کر دے، کئی ماہ تک مطالعہ کا موقع میسر نہ آسکا آج بروز جمعرات ۹، ستمبر کو ذوق مطالعہ کی تسکین کے لیے پڑھنا شروع کیا تو پڑھتا ہی چلا گیا اور بحمد للہ تعالیٰ ایک ہی نشست میں از اول تا آخر پڑھ ڈالا اور بے ساختہ زبان سے نکلا "اللہ کرے زور قلم اور زیادہ"

اگر چہ احقر کو اس سے پہلے بھی محترم بخاری صاحب کے چند رسائل اور "جہان رضا" لاہور میں بعض مضامین کے پڑھنے کا اتفاق ہوا لیکن "بارگاہ رسالت ﷺ اور قائد اعظم" کا انداز ہی نرالا اور دل کو موہ لینے والا پایا۔ موصوف نے تاریخی اور تحقیقی حقائق کو جس عمدہ اور خوبصورت انداز میں پیش کیا اور عشق رسول و محبت رسول ﷺ کا جو درس قائد اعظم نے دیا وہ امت مسلمہ کے لئے وجہ حیات بھی ہے اور ذریعہ نجات بھی۔ احقر کی پر زور اپیل ہے کہ اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں، کالجوں اور لائبریریوں کی زینت بنانے کے علاوہ پڑھے لکھے طبقے میں بھی پیش کیا جائے تا کہ غلط پروپیگنڈہ کی وجہ سے جن لوگوں کے قلوب ورجحان زنگ آلودہ ہو چکے ہیں اس سے وہ پاک صاف ہوں، مولائے کریم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے طفیل بخاری صاحب کے اس رسالہ کو بالخصوص اور دیگر جواہر پاروں کو بالعموم شرف قبولیت مرحمت فرمائے۔ آمین

جمیل احمد نعیمی

والسلام مع الاحترام

۳۰، جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ ۱۲، ستمبر ۱۹۹۹ء

(۴) تاثرات

از قلم......مولانا محمد منشا تابش قصوری مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

❀❀❀❀❀❀❀❀

محترم المقام جناب سید صابر حسین شاہ صاحب زید مجدکم

سلام ورحمت! مزاج گرامی!

''قائد اعظم کا مسلک'' آپ کی شاہکار تالیف نظر نواز ہوئی، خوبصورت گرد وپوش کے ساتھ ساتھ طباعت بھی قابل رشک ہے۔ مکتبہ رضویہ لاہور نے اتنی ضخیم کتاب کو شائع کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ عنوان کے مطابق ہونا بھی ایسے ہی چاہئے تھا۔ تاریخی اہمیت کے پیش نظر ادارہ کے ارباب حل وعقد نے بڑی فراست سے کام لیا ہے اور یہ کتاب ادارہ کے تابناک مستقبل کی تمہید ہے۔ اس لئے جہاں آپ کی ذات قابل صد تبریک وتحسین ہے۔ مکتبہ رضویہ بھی اس میں برابر کا شریک ہے۔

اس کتاب کی رونمائی کے لئے اہم علم وقلم اور صاحبان تحقیق کو دعوت دی جانی چاہئے۔ بلکہ ارباب سیاست کو مدعو کیا جانا بھی ضروری ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ سنی کانفرنس ملتان جو یکم، دوم اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا چاہتی ہے۔ اس میں اس تاریخی تصنیف کا بھرپور تعارف کرایا جائے اس سلسلہ میں علامہ شرف قادری مدظلہ اور حضرت سید ریاض حسین شاہ بخاری مدظلہ سے رابطہ انتہائی ضروری ہے۔ جہاں تک ممکن ہوا، راقم السطور بھی اپنی کوشش کرے گا۔

ہاں اس سلسلہ کی دوسری کڑی...... کب تک اشاعت سے آراستہ ہو رہی ہے بہتر ہے کہ سنی کانفرنس ملتان اپریل ۲۰۰۰ء سے قبل وہ بھی مارکیٹ میں آجائے۔ کیا آپ لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ ۱۱ شوال تک سالانہ تعطیلات اختتام پذیر ہیں۔ بعدہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور حاضری ہوگی۔ وقت وہی صبح ۹ نو بجے سے ایک (۱) بجے تک، تشریف لائیں تو ملاقات کا موقع

فراہم کریں۔

حضرت طارق سلطان پوری مدظلہ سے سلام مسنون پہنچیں الواعظین میں موصوف کا قطعہ تاریخ شائع ہو رہا ہے۔ ٹائٹل چھپ چکا ہے۔ چند روز تک کتاب کی زیارت نصیب ہوگی، ان شاء اللہ العزیز۔ باقی حالات لائق صد شکر ہیں۔ نرالی تحقیق کا شامل کتاب ہونا میرے لیے مسرت کا باعث ہے۔ شکریہ۔

فقط والسلام مع الاکرام

خیر اندیش محمد منشا تابش قصوری مریدکے

۷ شوال المکرم ۱۴۳۰ھ ۱۵ جنوری ۲۰۰۹ء ہفتہ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

(۵) تاثرات

ازقلم...... مولانا مفتی محمد عبدالسلام قادری

ناظم اعلیٰ وخطیب جامع غوثیہ مرکزی جامع مسجد کھوڑہ

❁❁❁❁❁❁❁❁

یکم محرم الحرام ۱۴۲۱ھ بروز جمعۃ المبارک

برادر طریقت محبی فی اللہ سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب کی تالیف کردہ کتاب "قائداعظم کا مسلک" بالاستیعاب مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جناب کی یہ کاوش یقیناً بانی پاکستان حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی درخشندہ وپراخلاص شخصیت پر اٹھائے گئے معاندین کے اعتراضات کے جوابات میں اپنی مثال آپ ہے۔ جو آنے والے دور میں پاکستان کی تاریخ پر ریسرچ کرنے والوں کے لیے مینارۂ نور ثابت ہوگی۔

بانی پاکستان قائداعظم کی شخصیت اور آپ کے مذہبی وروحانی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ اکابر علماء ومشائخ اہل سنت کی تحریک حصول پاکستان کے لیے بالاہتمام کی گئی کاوشوں پر بھی جو آپ نے انتہائی عرق ریزی سے مستند مآخذ کی روشنی میں بحث فرمائی ہے اس سے مخالفین اہل سنت کی طرف سے اس غلط پروپیگنڈہ کی بھی حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ "اہل سنت کے اکابرین کا حصول پاکستان کے لیے کوئی کردار نہیں"

اہل علم کے نزدیک اندرون وبیرون ملک یہ کتاب انتہائی پذیرائی حاصل کرچکی ہے مزید ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے سینکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر عام کردیا جائے تاکہ آنے والی نسلیں بانی پاکستان کے مسلک سے آگاہی حاصل کر

نے کے ساتھ ساتھ اکابرین اہل سنت کے تاریخی کردار سے بھی آگاہی حاصل کریں۔ اللہ تعا
لیٰ جناب کی نوک قلم کو مزید جولانیاں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

والسلام مع الاکرام

دعا گو و دعا جو

خادم اہل سنت محمد عبد السلام القادری الرضوی

(۶) تاثرات

از قلم...... حافظ نواب الدین

کنز الایمان سوسائٹی، میر پور آزاد کشمیر

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀
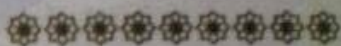
تاریخ:- ۱۳ ذی الحجہ المبارک ۱۴۲۱ھ (۸ مارچ، ۲۰۰۱ء)

مکرمی ومحترمی جناب! سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج شریف بخیریت ہوں گے۔ آپ کی کتاب ''قائداعظم کا مسلک'' زیر مطالعہ ہے سوچا آپ کو خراج تحسین پیش کروں مکمل پتہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی بھی ہوئی۔ آخر اپنے ایک دوست سے آپ کا پتہ ملا ہے مگر پھر بھی تذبذب کا شکار ہوں۔ کتاب ''قائداعظم کا مسلک'' پڑھ کر بہت سی باتیں ایسی معلوم ہوئی ہیں جن کے بارے میں اس سے پہلے ہم دوسرا نظریہ قائم کیے ہوئے تھے۔ بہت سی غلط فہمیاں دور ہوئی ہیں۔ جزاک اللہ، مرحبا

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی عمر شریف میں برکت عطا فرمائے آپ کے علم شریف میں اضافہ فرمائے اور قلم کو قوت ورفعت عطا فرمائے آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ امید ہے پہلی فرصت میں جواب دے کر ممنون فرمائیں گے۔

والسلام خیر اندیش

حافظ نواب الدین

عبدالسلام اسعدینہ، ریانہ سٹور نزد مرکزی جامع مسجد علامہ اقبال روڈ میر پور آزاد کشمیر

(۷) تاثرات

ازقلم...... حاجی ملک شیر بہادر خان
فارمر کونسلر میونسپل کارپوریشن پشاور شہر

❀❀❀❀❀❀❀❀❀
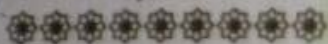
مجھے ''قائداعظم کا مسلک'' کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ کتاب حقیقت پرمبنی ہے اس کتاب کی تحریر و تحقیق پر جتنی محنت ہوئی ہے شاید ہی کسی مصنف، تحریر کنندہ نے آج تک کی ہو۔ میں کتاب اور تحریر کنندہ کی محنت سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔

قائداعظم محمد علی جناح کی شان، عزت اور ان تھک محنت سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ صرف تنگ نظر لوگ ہی قائد کی ذات، حیات پر تنقید کرتے ہیں۔ میں ''قائداعظم کا مسلک'' کتاب کو تحریر اور اس پر تحقیق کرنے پر جناب سید صابر حسین شاہ صاحب کو خراج تحسین و دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ **May Allah (s. w. t) reward you .**

حاجی ملک شیر بہادر خان

❀❀❀❀❀❀❀
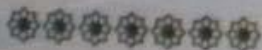
(۸) تاثرات

ازقلم...... حاجی عطا اللہ شاہین

ایم اے۔ ایم ایڈ سابق پرنسپل پروجیکٹ ہائی سکول منگلا ڈیم

قارئین محترم!

میں عرصہ پینتالیس سال سے تعلیم وتدریس کے کام سے وابستہ رہا ہوں۔ اور آج کل ریٹائرڈ زندگی گزار رہا ہوں۔ تاہم دوران ملازمت اور اب بھی اپنے ادبی ذوق کی تسکین کے لیے تاریخی، مذہبی، تحقیقی، سیاسی، انگریزی اور اردو لٹریچر کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ حال ہی میں سید صابر حسین بخاری برہان شریف ضلع اٹک کی تحریر وتحقیق سے مرتب شدہ کتاب ''قائداعظم کا مسلک'' پڑھنے کا موقع ملا۔ جس میں مصنف نے قائداعظم کی زندگی کے مذہبی پہلوؤں کا نہایت جامع انداز میں جائزہ پیش کیا ہے۔ اور تاریخ پاکستان اور ان کی زندگی سے مثالیں دیتے ہوئے ان کے دینی، مسلکی اور مذہبی فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں مختلف عنوانات کے تحت جس محنت اور جانفشانی کے ساتھ حوالہ جات اکٹھے کیے ہیں وہ لائق صد تحسین ہے۔

انہوں نے اپنے نقطۂ نظر کی حمایت میں انتھک تحقیقی کاوشوں سے کام لے کر قائداعظم کے دینی مسلک اور ان کی حضرت محمد ﷺ سے بے پایاں عقیدت کے شواہد جس تندہی اور مسلسل جدوجہد سے اکٹھے کیے ہیں یہ ان کی قائداعظم سے والہانہ محبت اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بے پناہ عقیدت کے نمایاں ثبوت ہیں۔

اس کتاب کے مندرجات، اس میں بیان کردہ واقعات اور پھر ان کی تصدیق کے لیے

اختیار کردہ طریقۂ کار سے مصنف کے وسیع مطالعہ، تحقیقی کاوشوں، دینی معلومات اور تحریک پاکستان سے متعلق واقفیت اور علمائے دین کے حالات وواقعات سے دلچسپی کی نمایاں طور پر عکاسی ہوتی ہے۔

اگرچہ مصنف کا اپنا ایک نقطۂ نظر ہے اور ضروری نہیں کہ کتاب میں بیان کردہ تمام واقعات اور زیر بحث معاملات میں ان سے اتفاق رائے کیا جائے۔ تاہم اپنے نقطۂ نظر کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے جو پرخلوص کوشش کی ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مضمون نگار سید صابر حسین شاہ بخاری نے قائداعظم کے ایک مخلص معتمد ساتھی کے حوالے سے ایک ایمان افروز واقعہ اپنے مضمون (مشمولہ ضیائے حرم لاہور اور ماہنامہ کنزالایمان لاہور) اور کتاب "بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں قائداعظم" کے صفحہ ۳۱ تا ۳۵ پر بارگاہ رسالت مآب سے قائداعظم کو تحریک پاکستان کے لئے تفویض ذمہ داری کا جو واقعہ درج کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔

یہ واقعہ پروجیکٹ ہائی سکول منگلا میں ۱۹۶۹ء میں سکول بزم ادب کے پروگرام میں مہمان خصوصی جناب سید محمد ادریس شاہ صاحب (افسر تعلقات عامہ) دفتر چیف انجینئر منگلا ڈیم نے اپنے صدارتی خطاب میں بیان کیا۔ میں اس بزم ادب میں خود بھی موجود تھا اور ہمارے انچارج بزم ادب سر محمد شفیع ڈوگر سینئر ٹیچر اور مسٹر عنایت تسلیم سینئر ٹیچر اور ماسٹر اللہ دتہ صاحب بھی موجود تھے۔ ہم خود بھی یہ ایمان افروز واقعہ سن کر کئی دن تک محو حیرت رہے۔

جناب سید محمد ادریس شاہ صاحب کا تعلق اہل سنت وجماعت سے تھا۔ وہ بزرگوں سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ ان کا تعلق کراچی کی مہاجر فیملی سے تھا۔ وہ تقریباً ۱۹۷۶ء تک منگلا ڈیم میں رہے اور بعد ازاں تبدیل ہو کر واپس کراچی چلے گئے اور ۱۹۹۵ء میں وفات پاگئے ان کے قریبی رفقاء میں مولانا محمود احمد شائق صاحب خطیب جامع مسجد منگلا معروف شخصیت ہیں اور جامع مسجد منگلا (واپڈا) کی انتظامیہ کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے۔ اور ان کی رہنمائی میں جامع

مسجد منگلا اہل سنت کا خطیب مقرر کیا گیا۔ جس کے لئے چلائی گئی تحریک کے یہ روح رواں بھی رہے۔

عطاءاللہ شاہین

مکان نمبر ۲۴۔N۔D۔کے آرائیں روڈ۔راولپنڈی

فون۔۵۰۶۷۴۶

۰۵۔۰۸۔۲۰۰۰

(۹)

روح پاکستان

تاثرات...... ملک محمود اقبال اعوان (ایم اے تاریخ)

❀❀❀❀❀❀

"قائد اعظم کا مسلک" مصنف کی سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ سچی محبت، دین اسلام اور تحریک پاکستان اور مقصد پاکستان کے ساتھ گہری وابستگی کا شاہکار ہے۔

دس ابواب پر مشتمل کتاب میں فاضل مصنف نے تقریباً (۵۰۰) پانچ سو مستند کتب سے استفادہ کر کے اس تصنیف کو ایک اہم تاریخی ماخذ کا مقام دلوایا ہے۔

تحریک پاکستان اور وجود پاکستان میں قائد اعظم کی ہستی ایک روح کا درجہ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخالف پاکستان قوتیں شروع سے آج تک قائد اعظم کی ذات پر مختلف حوالوں سے کیچڑ اچھال کر پہلے تحریک پاکستان کو اور اب وجود پاکستان کو کمزور کرنے کی ناپاک کوششیں کر رہی ہیں۔ جس طرح تحریک پاکستان میں علماء حق اور مشائخ عظام نے کردار ادا کیا اور پاکستان ایک معجزے کی شکل میں دنیا کے نقشے پر ابھر کر سامنے آ گیا۔ انشاء اللہ پاکستان قائم دائم رہے گا اور شاہ صاحب جیسے عاشقان مصطفی ﷺ کلمۂ حق بلند کرتے رہیں گے۔ اور پاکستان کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے رہیں گے۔

میں حکومت پاکستان کے ان اصحاب سے جو وجود پاکستان اور روح پاکستان کے علمبردار ہیں اپیل کرتا ہوں کہ یہ کتاب کم از کم ہر تعلیمی ادارے تک ضرور پہنچائی جائے تا کہ ہماری نئی نسل بھی سچی اور پکی پاکستانی بن سکے۔ اور مخالفین پاکستان کے بے بنیاد سوالوں کے جواب دے کر مطمئن ہو سکے۔

اللہ رب العزت شاہ صاحب کا زور قلم اور زیادہ کرے تا کہ وہ ملک وملت کے لئے

مزید ایسی خوبصورت اور مدلل تحریریں لکھ سکیں۔

احقر ملک محمود اقبال اعوان (ایم اے تاریخ)

پرنسپل E/S کیڈٹ کالج حسن ابدال

ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ایلمنٹری سکول (کیڈٹ کالج) حسن ابدال

❀❀❀❀❀❀❀❀❀

(۱۰) تاثرات

ازقلم......رفیق احمد

ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول برہان، اٹک

❀❀❀❀❀❀❀❀❀
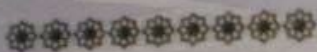
یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حصول پاکستان کے لیے لاکھوں مردوں اور عورتوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ ان سب کے پیش نظر ایک ہی مقصد تھا کہ اس سرزمین پاک پر اسلامی نظام حیات کا نفاذ ہو۔ لیکن قیام پاکستان کے فوراً بعد مغرب زدہ طبقے نے یہ جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ قائداعظم کے پیش نظر ایک سیکولر سٹیٹ کا قیام تھا۔ بدقسمتی سے قائداعظم کی زندگی نے وفا نہ کی اور آپ جلد ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ قائداعظم کی رحلت کے بعد تو بددین اور سازشی عناصر نے مغربی آقاؤں کی سرپرستی میں مزید قوت حاصل کرلی اور زیادہ شدومد سے اپنے نظریات کی اشاعت شروع کردی۔ اور نوجوان نسل کے ذہن میں قیام پاکستان کے مقصد کو دھندلا کرنے کی ہر ممکن سعی کرنے لگے۔

ان حالات میں محترم سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی تصنیف "قائداعظم کا مسلک" ایک طرف تو نوجوان نسل کی مناسب اور صحیح خطوط پر رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے گی اور دوسری طرف لادین اور سیکولر ذہن رکھنے والے عناصر کے لئے بھی عبرت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نوجوان نسل اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر کے مملکت خداداد پاکستان کو ایک حقیقی اسلامی ریاست بنانے میں کامیاب ہوں۔ آمین۔

رفیق احمد

ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول برہان اٹک (۰۴-۰۳-۱۷)

تاثرات (۱۱)

از قلم ...... میاں سراج الدین امجد اعوان

❀❀❀❀❀❀❀❀
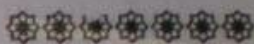
محترم ومکرم محمد رفیق شیخ زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کتاب مستطاب ''قائداعظم کا مسلک'' دیکھی۔ کتاب کیا ہے تحقیق کا نادر نمونہ ہے۔ شاہ جی نے قلم اٹھایا اور سچی بات ہے کہ حق ادا کر دیا۔ اللہ رب العزت مصنف موصوف کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔ اللھم زد فزد ولا تنقص۔ آمین ثم آمین

پوری کتاب تو نہ پڑھ سکا لیکن جہاں سے دیکھا

ع   کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

والی کیفیت سے سرشار رہا۔ اللہ کرے شاہ جی کا اشہب قلم عربدۂ تحقیق میں جونہی جولانیاں دکھاتا رہے۔

ع   این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

کتابت میں چند معمولی اغلاط جنہیں تسامحات کہنا مناسب ہوگا سامنے آئیں عرض کر رہا ہوں امید ہے آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے گی۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

(۱۲) تاثرات

از قلم...... خواجہ غلام فاروق چیرمین انجمن خدام الاولیاء صوبہ سرحد پشاور

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

مکرمی جناب سید صابر حسین شاہ بخاری   السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ!

محترم آپ کی تحقیقی کتاب "قائداعظم کا مسلک" اور روزنامہ اوصاف کے ہفتہ وار میگزین میں آپ کا انٹرویو پڑھا۔ آپ نے اپنی تحقیقی کتاب "قائداعظم کا مسلک" میں جس خوب صورت الفاظ سے حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں دلائل بحوالہ مشائخ عظام، شیعہ، سنی (حنفی) اور دیوبندی علماء کے علاوہ مختلف مکتبہ فکر کے دیے ہیں ان کی ایک جامع حیثیت ہے۔ آپ نے اس تحقیقی کتاب کے حوالہ سے یہ ثابت کر دیا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بانی حضرت قائداعظم محمد علی جناح سنی (حنفی) مسلک سے تعلق رکھتے ہیں وہ ایک سچے اور خالص مسلمان تھے۔ جنہوں نے ملک میں فرقہ واریت سے اپنے آپ کو الگ رکھا خصوصاً آپ کی کتاب کے صفحہ نمبر ۸۰، ۸۱ میں قائداعظم کو اپنے مذہب اسلام سے جو محبت کا تذکرہ تحریر ہے وہ ایک قابل رشک بات ہے۔ صفحہ نمبر ۱۳۰ پر آپ نے اپنی کتاب میں لکھا کہ قائد کو قرآن مجید پڑھنے اس کی تعلیم پر عمل کرنے کے بارے میں مکمل عبور حاصل تھا۔ اس کے علاوہ صفحہ نمبر ۱۹۸ پر آپ نے لکھا کہ قائداعظم عشق رسول اللہ ﷺ سے سرشار اور دیگر مذہبی فرقوں کے بارے میں جامع معلومات رکھتے تھے۔

محترم آپ کی تحریر و تحقیق "قائداعظم کا مسلک" ایک خوبصورت اور جامع کتاب ہے آپ کی اس تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے قائد ایک سچے مسلمان اور عاشق رسول اللہ ﷺ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تحریر و تحقیق کی انتھک محنت کو رسول مقبول ﷺ کے صدقے اپنے دربار میں قبول اور منظور فرمائے۔ آمین

(۱۳) تاثرات

از قلم......صابر براری (بی اے۔ بی ایڈ)

جے ون-۵۶، کورنگی، کراچی ۲۱۔ تاریخ ۲۵ فروری ۲۰۰۰ء

❀❀❀❀❀❀

محترم محمد سلیم جلالی صاحب ناظم اعلیٰ بزم رضویہ، لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

جناب سید صابر حسین شاہ بخاری کی معرکۃ الآراء تصنیف موصول ہوئی۔ "قائد اعظم کا مسلک" کے لئے بخاری صاحب کی یہ جدوجہد، خوبصورت مضامین اور ان کی تحقیق سرسری طور پر پڑھ کر اور دیکھ کر حیرت ہوئی۔ واقعی صابر حسین شاہ صاحب نے علمی و ادبی دنیا میں جو کام انجام دیا ہے وہ اس کے لئے بے حد مبارکباد کے مستحق ہیں۔

احباب مطالعہ کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ کتاب ادبی دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی جتنی داد دی جائے وہ کم ہے۔ میری طرف سے اراکین ادارہ کو اور سید صابر حسین شاہ بخاری کو ہدیہ تبریک پیش کر دیجئے۔

والسلام! صابر براری

۲۵،۰۲،۲۰۰۰

(۱۴) تاثرات

از قلم......ح م چوہدری (ایم اے تاریخ، مطالعہ پاکستان)

❀❀❀❀❀❀❀❀

مکرم و محترم جناب محمد سلیم جلالی صاحب اور سید صابر حسین بخاری صاحب!

السلام علیکم!

بزم رضویہ کی جانب سے شائع کردہ نئی صدی کی تازہ کتاب "قائد اعظم کا مسلک" موصول ہوئی۔ کتاب دیکھ کر حیرت اور رشک کے مارے میرا تو ہارٹ فیل ہونے لگا تھا۔ خوش قسمتی کے قصے تو بہت سنے تھے مگر اسے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا میرا یہ پہلا اتفاق تھا۔ حسد اور رشک کی وجہ سے رات بھر سو نہ سکا۔ کتاب کو الٹ پلٹ کر ہونقوں کی طرح تکتا رہا۔

صبح اٹھ کر جب کتاب کو پڑھنا شروع کیا تو غصہ اور حسد کی جگہ ایک عجیب سی سرور آگیں مسرت نے لے لی البتہ رشک تاحال باقی ہے۔ کتاب کے مطالعہ نے سوچ کے کئی نئے گوشے وا کر دیے۔ تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم ہونے کے باوجود اس کتاب میں بہت سی باتیں میرے لیے نئی ہیں۔

سید صابر حسین بخاری صاحب کے سینے میں قوم کا درد رکھنے والا دل دھڑکتا ہے اور اس دل میں کچھ کر گزرنے کا جذبہ بھی ہے۔ وہ گھسے بندھے راستوں کی بجائے اپنا راستہ خود بنانے والوں میں سے ہیں۔ ان کی ہر ایک کتاب علم و آگہی، شعور، موضوع اور مواد کے لحاظ سے نہایت منفرد ہوتی ہے۔

اس کتاب کو برسوں پہلے آجانا چاہیے تھا۔ کاش اس کتاب کے لکھنے کی سعادت میرے حصے میں آتی لیکن تقدیر کے لکھے کو کون ٹال سکتا ہے۔ یہ اعزاز چونکہ بخاری صاحب کے مقدر میں لکھا گیا تھا۔ اس لیے آپ ہی اس کے حقدار ٹھہرے ہیں۔

"قائد اعظم کا مسلک" ایک ایسی قومی، ملی اور تاریخی دستاویز ہے کہ جس سے

عقیدت مندان قائداعظم کی اکثریت لاعلم تھی اور غلط فہمی کا شکار تھی اور دشمنان قائداعظم کے تیروں کے نشانوں پر تھی اور اس کے دفاع کے لیے عرصہ سے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ آپ نے یہ کتاب لکھ کر قائداعظم کے لاکھوں عقیدت مندوں کے لیے تسکین کا بہتر سامان مہیا کیا ہے۔ میں دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان میں آج تک اس موضوع پر ایسی نادر، نایاب اور نابغہ روزگار کتاب شائع نہیں ہوئی۔ آج کل کے سیاستدانوں کے لیے اس کا مطالعہ اشد ضروری ہے کیونکہ کردار سازی، رموز سیاست اور اسرار جہانبانی کے جاننے کے لیے اس سے بہتر شاید کوئی کتاب نہیں۔

کاش میں کسی یونیورسٹی کا بااختیار سربراہ ہوتا تو بخاری صاحب کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی اعزازی ڈگری دیتا۔ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے یہ سب تو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ لیکن اب اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ انہیں ڈاکٹر کہہ کر مخاطب کروں۔ اس سے مجھے کم از کم ایک گونہ تسکین تو ہوگی کہ میں نے انہیں اس محنت کا کچھ نہ کچھ صلہ تو دیا ہے۔

قائداعظم واقعی قائداعظم تھے۔ آپ کی ذات بابرکات مسلکی تفرقات سے بالاتر تھی آپ ایک سچے اور پکے مسلمان تھے اور اول آخر مسلمان تھے۔ قیام پاکستان آپ کی فیضان نظر ہی کا ثمرہ ہے۔ اور مجھے قوی امید ہے کہ اس کتاب کے مصنف بھی اس فیض سے وافر حصہ پائیں گے۔ انشاءاللہ۔

بزم رضویہ کے صدر جناب محمد سلیم جلالی صاحب اور اراکین کے لیے میرے پاس تو صرف شکریے کے لیے چند الفاظ ہی ہیں جو شاید ان کی خدمت کے صلہ میں انتہائی ناکافی ہوں۔ وہ یقیناً خوش قسمت ہیں اور مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ایسی اچھی کتاب شائع کرنے کا سہرا ان کے سر رہا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنے فضل وکرم سے انشاءاللہ ضرور نوازیں گے۔ سب احباب کو سلام

والسلام

نیک تمناؤں کے ساتھ

ع۔م۔ چوہدری (۲۰۰۰-۰۳-۱۲)

(۱۵) تاثرات

از قلم...... بیگم آفتاب اقبال (بہو علامہ اقبال) کراچی

❀❀❀❀❀❀

۲۶ مئی ۲۰۰۰ء

عزیزم بخاری صاحب

السلام علیکم!

آپ نے ٹیلیفون سے رابطہ کیا۔ "قائداعظم کا مسلک" پر میرا تبصرہ کیا ہو سکتا ہے۔ میں نے دراصل اپنی کتاب "علامہ اقبال اور ان کے فرزند اکبر آفتاب اقبال" میں اپنی یاداشتوں کو صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے اور صرف سوانحی معلومات معقول انداز سے حیطہ تحریر میں لائی ہوں۔

آپ کی کتاب منشی عبدالرحمن خان مرحوم کی کتاب "قائداعظم اور ان کا مذہب" کی جدید انداز میں پیش کش ہے۔ اور ہماری مغربی تہذیب سے متاثر نسل کے لیے یقیناً اچنبھے کی بات ہوگی کہ ہمارے قائداعظم مغربی زبان اور ثقافت سے شناسا ہونے کے ساتھ ساتھ مذہب اسلام کی آفاقیت کے دل و جان سے والہ و شیدا تھے اور آپ کی کتاب کا ورق ورق اس بات کا شاہد ہے۔

چند باتوں سے قطع نظر پوری کتاب آپ کے مطالعہ، تحقیق اور لگن کا منہ بولتا ثبوت ہے اس کی اشاعت وسیع پیمانے پر ہونی چاہئے اور زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک اسے پہنچنا چاہیے۔

قائداعظم نے پہلی نماز عید علامہ ظہور الحسن درس کی امامت میں ادا کی تھی ایک متفقہ بات پر علامہ عبدالعلیم صدیقی کی امامت میں ادا کرنے کی بات کو ترجیح دے کر آپ نے ذرا غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

فقط والسلام بیگم آفتاب اقبال

(۳) تبصرے اخبارات وجرائد

روزنامہ جنگ راولپنڈی
روزنامہ نوائے وقت راول پنڈی/اسلام آباد
روزنامہ اوصاف اسلام آباد
روزنامہ وفاق پشاور

تبصرہ ...... روزنامہ جنگ راولپنڈی

(جمعۃ المبارک ۹ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ، ۳ نومبر ۲۰۰۰ء)

قائداعظم کا مسلک

"قائداعظم کا مسلک" اپنے موضوع کے حوالے سے ایک منفرد کتاب ہے اس میں قائد کے مذہبی اور روحانی پہلو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی۔ کتاب کو دیکھ کر اس کے مصنف سید صابر حسین شاہ بخاری کی محنت و عرق ریزی کی داد دینا پڑتی ہے۔ انہوں نے قائداعظم پر تحقیق کا ایک انوکھا زاویہ تلاش کیا۔ کتاب بزم رضویہ لاہور نے شائع کی ہے۔ کاغذ اور کمپوزنگ گوارہ ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀

تبصرہ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی۔ اسلام آباد

(منگل ۱۷ شوال ۱۴۲۰ھ، ۲۵ جنوری ۲۰۰۰ء، ۱۲ ماگھ ۲۰۵۶ ب)

قائداعظم کا مسلک

"قائداعظم کا مسلک" سید صابر حسین شاہ بخاری کی گراں قدر تصنیف ہمیں بیسویں صدی کے اس سب سے بڑے مسلمان کے کردار، عمل اور نظریات سے آگاہ کرتی ہے جو ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔ "قائداعظم کا مسلک" کے مصنف سید صابر حسین شاہ بخاری نے ایک اہم فریضہ سرانجام دیا ہے۔ جس کی جتنی بھی داد دی جائے کم ہے۔ قائداعظم کو بیسویں صدی کے مسلم تشخص کا سب سے بڑا علمبردار ثابت کرنا ان کے علم، دانش اور عمل کے حوالے سے سب سے بڑی حقیقت بن کر سامنے آئی ہے۔ جس پر اسلامیان پاک و ہند کے سر فخر سے اونچے ہو جاتے ہیں۔ قائداعظم کو جب اسلامی اور مذہبی جہت میں مصنف نے دیکھا، پرکھا اور محسوس کیا وہ ان کی اسلام، پاکستان اور نظریہ پاکستان کے ساتھ کمٹمنٹ کا عملی ثبوت ہے جس تناظر میں صحافی اور دانشور گل محمد فیضی نے کتاب پر اپنے تحریری تبصرے میں ”ان گراں قدر خیالات کا اظہار کیا ہے:“

توجہ کے لائق ہیں۔ انہوں نے قائداعظم کی شخصیت پر انگشت نمائی کرنے والے ان کرداروں کو بے نقاب کیا ہے جو تاریخ کے اتار چڑھاؤ اور مسلمانوں کے حافظے کی کمزوری کے باعث دھوپ چھاؤں ہو گئے ہیں۔ لیکن تاریخ اپنے حقائق ساتھ لے کر چلتی ہے۔ اس کے باوصف ان کرداروں کی اسلام دشمنی کو کبھی بھی دنیا کی کوئی طاقت اسلام دوستی میں نہیں بدل سکتی۔ سید صابر حسین بخاری کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے کتاب میں قائداعظم کے مسلک کو فرقہ واریت کے حوالے سے نہیں دیکھا بلکہ ایک راسخ العقیدہ، سچے اور کھرے مسلمان کے عقائد اور نظریات وعمل کے بارے میں سربستہ راز اور مخفی گوشوں کو آشکارا کیا ہے۔ کتاب کے شروع میں وہ موضوع کے بارے میں زیادہ واضح اور کھلا تاثر قائم کرنے کے لیے سیاسی محققین اور دانشوروں کی آرا کو تقویم کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اور بعد ازاں قائد کے مسلک کو مرکزی خیال بنا کر دو قومی نظریے اور روحانی اقدار تک کو ایسے پیرائے میں پیش کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کے دل میں بانی پاکستان کا احترام دوچند ہو جاتا ہے۔ کتاب کے بارے میں تبصرہ نگاروں کی ایک طویل فہرست کی آرا کو شامل اشاعت کرنا بجائے خود مصنف کی کشادہ دلی اور اعلیٰ ظرفی کا ثبوت ہے۔ تاہم اس کسب فیض سے زیر بحث موضوع پر اس کتاب کی افادیت نہ صرف مسلمہ ہو جاتی ہے بلکہ اس طرح یہ تصنیف قائداعظم کے عقائد پر ایک اتھارٹی کی صورت بھی اختیار کر جاتی ہے۔ تبصرہ نگاروں میں مولانا عبدالستار نیازی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد منشا تابش قصوری، گل محمد فیضی، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، پروفیسر ارشد، حامد میر، جسٹس میاں نذیر اختر، سعید انصاری، انور بشیر بھٹی ایڈووکیٹ، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، پروفیسر محمد سرور شفقت، محمد خان قادری، خان محمد قادری، محمد عمر فاروق مصطفوی، فاروق احمد علائی، رفیق شیخ حنفی قادری، طارق سلطان پوری اور صابر براری موجود ہیں۔

''قائداعظم کا مسلک'' کے مصنف نے کتاب کا اسلوب محققانہ اور عالمانہ اختیار کیا ہے

یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کی حیثیت ریفرنس کی سی بن گئی ہے۔ قائداعظم کی عبادات ومناجات اگرچہ ایک سطح پر ان کا ذاتی عمل ہے تاہم اس سے سواد اعظم کی ایک تنظیمی جہت سامنے آتی ہے۔ جو سراسر روحانیت پر قائم ودائم ہے۔ ۲۸۰ صفحات کی اس کتاب میں کہیں ایک بھی جگہ یہ احساس نہیں ہوتا کہ مصنف نے کسی فرقہ یا مکتب فکر کے نظریات کی بات کی ہے اس حوالے سے قائداعظم کا روحانی تشخص پہلی مرتبہ منظر عام پر آیا ہے اور یہ سارے کا سارا کریڈیٹ سید صابر حسین شاہ بخاری کو ہی جاتا ہے۔ (تبصرہ نگار:۔ زاہد حسن چغتائی)

❀❀❀❀❀❀❀
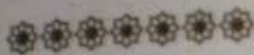
تبصرہ ......روزنامہ اوصاف اسلام آباد

(۱۹-اکتوبر ۱۹۹۹ء)

قائداعظم ایک عظیم سیاسی عمل کے مرکزی کردار تھے۔ لہٰذا ان کی سیاسی سماجی اور ذاتی زندگی کے بارے میں تمام تر تفصیلات تو مل جاتی ہیں مگر زیر تبصرہ کتاب "بارگاہ رسالت مآب میں قائداعظم" میں مصنف سید صابر حسین بخاری نے پہلی بار ان کی شخصیت کے روحانی پہلو کو دریافت کیا ہے۔ یہ کوشش دلچسپ بھی ہے اور قابل غور بھی۔ مصنف نے قائداعظم کے عشق رسول ﷺ کے خفیہ گوشے کو بے نقاب کرتے ہوئے کثیر حوالہ جات کی مدد سے ظاہر کیا ہے کہ انہیں تحریک پاکستان کی قیادت کا فریضہ خود رسول اللہ ﷺ نے تفویض کیا تھا۔ اس کتاب کے مندرجات کی رو سے قائداعظم روحانی شخصیت اور تحریک پاکستان روحانی عمل کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں۔ مصنف کی یہ مساعی نہایت ابتدائی سطح کی ہے تاہم تحریک پاکستان کے حامی علما دین کے لیے یہ کوشش بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتی ہے جس پر توجہ کا ارتکاز کر کے ایک بڑی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔ اس طرح نہ صرف تحریک پاکستان اور قائداعظم کے بارے میں ایک روشن حوالے کی نقاب کشائی ہو سکتی ہے بلکہ قیام پاکستان کو روحانی جواز اور مملکت خداداد کی

اصطلاح کو معنویت بھی مل سکتی ہے۔

سید صابر حسین شاہ بخاری کی اس سعی جمیلہ کو بزم رضویہ لاہور نے خوبصورت سرورق اور دیدہ وزیب گیٹ اپ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ۴۸۰ صفحات پر مشتمل اس مختصر سی کتاب کا ہدیہ محض دعائے خیر ہے کتاب کے ملنے کا پتہ بزم رضویہ ۴۶۳۷ داتا نگر، بادامی باغ لاہور ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀
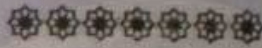
تبصرہ ......روزنامہ وفاق پشاور

قائداعظم کا مسلک

مصنف......سید صابر حسین شاہ بخاری

زیر نظر کتاب موصوف کی علمی اور قلمی شہ پاروں میں اپنی مثال آپ ہے۔ آج تک قائداعظم علیہ الرحمہ کے متعلق کسی بھی قلمکار مصنف یا مولف کا ایسا خوبصورت اور تحقیقی شاہکار چشم فلک نے نہیں دیکھا۔ قائداعظم مرحوم کے بارہ میں معمار پاکستان اور عظیم سیاسی قائد کی حیثیت ما سوائے چند تنگ نظر لوگوں کے ہر کوئی آگاہ ہے۔ لیکن قائداعظم کی دینی اور روحانی حیثیت کی متعلق اکثریت بے گانہ ہے۔ عزم کے کوہ ہمالہ اور کردار کے سچے اور کھرے انسان کی تقاریر میں یہ بات نمایاں ہوتی تھی کہ پاکستان قرآن وحدیث کا آئین اور قانون نافذ ہوگا۔ زیر نظر کتاب قائداعظم علیہ الرحمہ کے مذہب ومشرف پر بھی مکمل اردو جامع کتاب ہے۔ اس عظیم لیڈر کے اسلامی عقائد اور افکار سے آگاہ ہونے کے لیے آج ہی اس کتاب کو حاصل کیجئے۔

تبصرے رسائل

۱:۔ پندرہ روزہ الحسن پشاور

۲:۔ ماہنامہ السعید ملتان

۳:۔ ماہنامہ النعیم کراچی

۴:۔ ماہنامہ ریاض العلم اٹک

۵:۔ ماہنامہ سوئے حجاز لاہور (ابھی تک نہ ملا تلاش جاری ہے)

۶:۔ ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

۷:۔ ماہنامہ ضیائے اسلام جہلم

۸:۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور

۹:۔ ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی

۱۰:۔ ماہنامہ کاروان قمر کراچی

تبصرہ...... ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

(مارچ ۲۰۰۰ء)

''قائداعظم کا مسلک''

تحریر و تحقیق...... سید صابر حسین شاہ بخاری

زیرِ نظر کتاب موصوف کے علمی اور قلمی شہ پاروں میں اپنی مثال آپ ہے۔ آج تک قائداعظم علیہ الرحمہ کے متعلق کسی بھی قلم کار، مصنف یا مؤلف کا ایسا خوبصورت اور تحقیقی شاہکار چشمِ فلک نے نہیں دیکھا۔ قائداعظم مرحوم کی معمارِ پاکستان اور عظیم سیاسی قائد کی حیثیت سے ماسوائے چند تنگ نظر لوگوں کے ہر کوئی آگاہ ہے۔ لیکن قائداعظم کی دینی اور روحانی حیثیت کے متعلق اکثریت بے گانہ ہے۔ عزم کے کوہِ ہمالہ اور کردار کے سچے اور کھرے انسان کی تقاریر میں یہ بات نمایاں ہوتی تھی کہ پاکستان میں قرآن و حدیث کا آئین اور قانون نافذ ہوگا۔ زیرِ نظر کتاب قائداعظم علیہ الرحمہ کے مذہب پر بھی مکمل اور جامع کتاب ہے۔ اس عظیم لیڈر کے اسلامی عقائد اور افکار سے آگاہ ہونے کے لیے آج ہی اس کتاب کو حاصل کیجئے۔

ہدیہ: ۶۰ روپے

منگوانے کا پتا:۔ بزمِ رضویہ (رجسٹرڈ) ۳۷-۱۴ داتا نگر، بادامی باغ، لاہور

تبصرہ مجلہ ضیائے اسلام دینہ (جہلم)

چند کتابے و دوات و قلمے

نام کتاب:۔ قائد اعظم کا مسلک

مصنف:۔ سید صابر حسین شاہ بخاری

ناشر:۔ بزم رضویہ لاہور

اشاعت بار اول:۔ ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۹ء

کہا جاتا ہے ﴿القلم احد اللسانین﴾ قلم بھی انسان کی دو زبانوں میں سے ایک زبان ہے، جس طرح زبان کو دروغ گوئی سے آلودہ کرنا ایمانی وقار کے منافی ہے اسی طرح قلم کا جادۂ حق سے بھٹک کر غیر حقیقی روش پہ چل نکلنا انتہائی معیوب اور کسی سنجیدہ انسان کے لیے باعث فضیحت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ہر دور میں ایسے لوگ رہے ہیں جو اس عادت کا شکار بن کر شکوک و شبہات کے ابلاغ کا سبب بنتے رہے۔ تاریخ تحریک پاکستان پر لکھنے والوں نے بسا اوقات دیدہ و دانستہ خود ساختہ اور خانہ ساز نظریات کو رواج دینے کی نامناسب اور غیر انسانی کوششیں کی ہیں۔ انہیں میں سے ایک غلط فہمی جو بڑے زور شور سے ایک حلقہ پھیلا رہا ہے وہ یہ ہے کہ قائد مسلمانانِ برصغیر، محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ عقیدے کے اعتبار سے رفض و تشیع کی طرف مائل تھے جب کہ ایک فرقہ ان کو عملی و فکری طور پر ایک کم مایہ آدمی کے روپ میں پیش کرنے پر مصر ہے۔ گزشتہ دنوں دار العلوم دیوبند کے ایک ذمہ دار اہل کار نے قائد اعظم کو کافر قرار دیا اور قومی اخبارات نے اس خبر کو شائع کیا۔

ان حالات میں سید صابر حسین شاہ بخاری زید مجدہ کی یہ ایمان افروز اور بصیرت افزا تحریر ذہنوں کو روشنی اور قلب کو احساس برتری عطا کرنے والی ہے کہ جس قائد پر شاہ عبد العلیم صدیقی، صدر الافاضل، شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی اور پیر سید جماعت علی شاہ قدست

اسرار ہم جیسے درجنوں اکابرین نے اعتماد کیا اور اس معاملے میں ان کی رہنمائی کو ملت کے حق میں ضروری خیال فرمایا وہ ہر لحاظ سے اس منصب کے قابل تھے۔

گیارہ ابواب پر مشتمل اس خوب صورت کتاب میں قائد مرحوم کی زندگی کے عملی و اعتقادی پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا گیا ہے کہ قائد مرحوم کی زندگی ایک راست باز، راسخ العقیدہ اور سچے مسلمان کی زندگی تھی۔ انداز تحریر انتہائی متین، سنجیدہ اور اختصار پسندانہ ہے حقیقت کے موتی چن کر ایک جگہ اکٹھے کر دیے گئے ہیں۔ اور ہر بات مستند حوالہ جات کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ خداوند قدوس حضرت مصنف کی توفیقات میں برکتوں سے نوازتے ہوئے اس کتاب کو باطل پرست قوتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین۔

❀❀❀❀❀❀❀
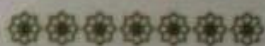
تبصرہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (جون ۲۰۰۰ء)

قائداعظم کا مسلک مصنف..... سید صابر حسین شاہ بخاری

ضخامت:۔ ۲۸۰ صفحات ہدیہ:۔ ۶۰ روپے

نوٹ: بمعہ ڈاک خرچ۔ ۱۳۰ روپے منی آڈر کر کے کتاب منگوائی جا سکتی ہے۔

ناشر و ملنے کا پتہ:

بزم رضویہ (رجسٹرڈ) ۳۷۔ ۱۴، داتا نگر بادامی باغ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۰۰۰

(۲) مجاہد محمد رفیق نقشبندی جامعہ بستان العلوم (مجاہد آباد) کڑھال آزاد کشمیر براستہ گجرات

حضرت قائداعظم کی زندگی کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جائے گا۔ کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں لیکن شاید ہی ایسی کوئی کتاب ملے جس میں قائداعظم کی زندگی کے مذہبی اور روحانی پہلوؤں کو اس قدر جامعیت کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہو۔ آپ کے بارے میں لکھی جانے والی زیادہ تر کتب آپ کی سیاسی کامیابیوں کا احاطہ کرتی ہیں۔ افسوس اس امر کا ہے کہ کسی

بھی مصنف نے آپ کی مذہبی و دینی رجحانات پر کما حقہ خامہ فرسائی نہ کی اور آپ کی زندگی کا یہ روشن پہلو لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہا اور پھر یہ روحانی پہلو قائداعظم کی سیاسی زندگی کے پہلو میں دب گیا۔ زیر نظر کتاب میں فاضل محقق، سید صابر حسین شاہ بخاری نے قائداعظم کے اس اہم پہلو کو نمایاں کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ فاضل مصنف جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اسے تشنہ نہیں چھوڑتے۔ اور قاری کو کتاب کے اصل مقصد سے آگاہ کر کے خودی کا درس دیتے ہیں۔ ان کی تحریر کا ہر صفحہ ان کی عرق ریزی پر شاہد عادل ہے۔

اس کتاب میں شاہ صاحب نے ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت قائداعظم ایک صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ کتاب کی ترتیب میں چار سو سے زائد کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اخبارات و رسائل اور متفرقات کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ اس سے فاضل مصنف کی محنت اور کاوش کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بزم رضویہ مبارک باد کی مستحق ہے جس کے اراکین نے بڑی محنت سے اس کی اشاعت کا انتظام کیا ہے۔ کتاب کا ٹائٹل انتہائی خوبصورت اور جاذب نظر ہے۔

تبصرہ ماہنامہ النعیم کراچی (رمضان، شوال ۱۴۲۵ھ/ اکتوبر، نومبر 2004ء)

تبصرہ نگار ... مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی

نام کتاب: قائد اعظم کا مسلک تحریر و تحقیق:۔ علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری

ناشر: بزم رضویہ (رجسٹرڈ) لاہور، صفحات ۲۸۰، ملنے کا پتہ:۔ بزم رضویہ (رجسٹرڈ) ۱۴، ۳۷، داتا نگر بادامی باغ لاہور

جب انگریز ذلیل و رسوا ہو کر ہندوستان چھوڑنے پر مجبور ہوا، تو اس وقت گاندھی نے اپنی کمال عیاری، مکاری اور ہوشیاری سے یہ نعرہ بلند کیا کہ ہندو مسلم بھائی بھائی، گاندھی کی اس عیاری اور مکاری کو بہت سے مسلمان نہ سمجھ سکے اور گمراہی کے راستے پر چلنے لگے اور گاندھی کے اس نعرہ کی حمایت کرنے لگے، حتیٰ کہ عام سادہ لوح مسلمان تو تھے ہی، ان کے علاوہ علماء دیوبند جو اپنے آپ کو دین کا ستون سمجھ رہے تھے، انہوں گاندھی کے اس نعرہ کی حمایت کی اور کانگریسی علماء کے نام سے خوب شہرت حاصل کی، حتیٰ کہ اپنے دیوبند کنونشن میں گاندھی کی صدارت تک رکھی گئی، ایسے نازک حالات میں اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت، الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانانِ برصغیر کو مخاطب فرما کر اپنی تحریر، تقریر، تبلیغ اور اپنے افکار عالیہ کے ذریعے مسلمانانِ برصغیر کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا کہ "کافر اور مسلمان کبھی دوست نہیں ہو سکتے" جو لوگ گاندھی کی اس عیارانہ اور مکارانہ چال کو نہیں سمجھ رہے وہ اللہ کے عذاب سے ڈریں اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ایک الگ اسلامی ریاست کے لیے کوشش کریں، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم روحانی تعلیم اور جذبہ فکر نے مسلمانوں میں آزادی کی ایک نئی لہر اور تڑپ پیدا کر دی اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وسنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ اس دو قومی نظریہ کو قائد اعظم محمد علی جناح نے اسلامی جمہوریہ

پاکستان کی تحریک آزادی کا بنیادی نقطہ بنایا اور مسلم لیگ قائم کر کے مسلمانان پاکستان کو ایک عظیم اسلامی اور فلاحی مملکت دلوانے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہے۔ پس اگر یہ کہوں کہ تو یہ حق ہوگا کہ تحریک آزادی پاکستان میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ امام تھے قائداعظم محمد علی جناح اور آپ کے رفقاء مقتدی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی بصیرت سے یہ محسوس کرلیا تھا کہ اسلام کے آفاقی پیغام اور اسلام کی اعلیٰ تعلیمات اور اسلامی سفارت کو دنیا بھر میں عام کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ دنیا بھر میں بسنے والے لوگ اسلامی فلاحی ریاست کی اہمیت وضرورت کو سمجھ سکیں تو قائداعظم محمد علی جناح نے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیاح عالم حضرت علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (والد ماجد حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ) کو سفیر اسلام بنا کر پوری دنیا کی سیاحت وسفارت کے لیے منتخب فرمایا۔ الحمدللہ! قائداعظم محمد علی جناح کی اعلیٰ قائدانہ کوششوں اور مجاہدین پاکستان اور تحریک پاکستان کے خواتین واحباب کی ان تھک محنتوں اور کوششوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان عطا فرمایا۔ لہٰذا ضروری تھا کہ قائداعظم محمد علی جناح کی عظیم دینی، مذہبی، روحانی، سیاسی اور معاشرتی خدمات اور آپ کے اعلیٰ ترین مسلک کو تاریخ کے سنہرے ابواب میں شامل کیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ عظیم کارنامہ حضرت علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ کو انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور آپ نے حیات قائداعظم کے مذہبی اور روحانی پہلو پر ایک انتہائی منفرد، جامع اور تاریخی کتاب بنام "قائداعظم کا مسلک" جو ۴۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، تحریر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس عظیم علمی و تحقیقی کارنامے کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ تمام اہل علم وفکر کو چاہیے کہ وہ اس تاریخی کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔

تبصرہ ...... ماہ نامہ السعید ملتان

کتاب: قائد اعظم کا مسلک مصنف: سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ

ضخامت: ۴۸۰ صفحات قیمت:۔ ۱۶۰ روپے

ملنے کا پتہ: ۔ بزم رضویہ رجسٹرڈ داتا نگر بادامی باغ لاہور (۲) مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کے مسلک وعقائد پر یہ عظیم وضخیم کتاب قریباً چار سو کتابوں کا نچوڑ اور ایک تاریخ ساز دستاویز ہے۔ فاضل مصنف محترم سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ نے ناقابل تردید دلائل وشواہد سے قائد کے مذہبی وروحانی پہلو پر روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ قائد اعظم ایک راسخ العقیدہ سنی حنفی مسلمان تھے اور ان کے عقائد ونظریات کے حوالے سے معاندین کی ژاژ خائی محض ہندو پرستی اور مسلم دشمنی پر مبنی ہے۔

کتاب کو گیارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

سلک اول: ۔ قرآن کریم اور قائد اعظم

سلک دوم: ۔ فریضۂ نماز اور قائد اعظم

سلک سوم: ۔ صوم رمضان اور قائد اعظم

سلک چہارم: ۔ فریضۂ حج اور قائد اعظم

سلک پنجم: ۔ عید میلاد النبی ﷺ اور قائد اعظم

سلک ششم: ۔ خلفاء راشدین اور قائد اعظم

سلک ہفتم: ۔ سادات کرام بارک اللہ فیہم اور قائد اعظم

سلک ہشتم: ۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور قائد اعظم

سلک نہم: ۔ مسلمانان ہند کا عظیم قائد

سلک دہم:۔ سواد اعظم کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ

سلک دہم:۔ قائداعظم کا بے غبار مسلک

کتاب پر مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، محقق اہل سنت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد منشا تابش قصوری اور جناب کل فیضی جیسی شخصیات کی تقریظات لائق مطالعہ ہیں۔ راقم السطور کی رائے میں قائد کے مسلک پر یہ کتاب قول فیصل کا درجہ رکھتی ہے

محترم سید صابر حسین بخاری نے "قائداعظم کا مسلک" لکھ کر اسلامیان پاکستان پر احسان عظیم کیا ہے۔ یہ علمی و تحقیقی کتاب وطن عزیز کی تمام سرکاری و غیر سرکاری لائبریریوں میں ہونی چاہیے۔

تبصرہ نگار:۔ حافظ محمد فاروق خان سعیدی۔ ملتان (ماہنامہ السعید ملتان)

تبصرہ ماہنامہ ریاض العلم، اٹک

ذیقعدہ، ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ/جنوری، فروری ۲۰۰۳ء

نام کتاب:۔ قائداعظم کا مسلک   مصنف:۔ سید صابر حسین شاہ بخاری   صفحات:۔ ۲۸۰

ناشر:۔ بزم رضویہ رجسٹرڈ ۳۔۱۴ داتا نگر، بادامی باغ لاہور

زیر نظر کتاب قائداعظم کے مسلک کے حوالے سے کیے جانے والے پروپیگنڈے کا ازالہ ہے۔ بقول علامہ شرف قادری

''پاکستان کے نامور قلم کار جستجو اور تحقیق میں نمایاں مقام رکھنے والے فاضل جناب سید صابر حسین شاہ بخاری نے اس پروپیگنڈے کے ازالے کے لئے قلم اٹھایا اور پیش نظر کتاب ''قائداعظم کا مسلک'' میں معتبر حوالوں سے اس بے بنیاد فکر کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیے۔ قائداعظم کے عقائد کے حوالے سے یہ پہلی کتاب ہے جس میں تقریباً چارسو کتابوں کے مطالعہ سے اپنا موقف خوش اسلوبی سے پیش کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے کسی نے عنوان پر اتنی تفصیل سے قلم نہیں اٹھایا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے مخالفین پاکستان کے چہروں کو بھی بے نقاب کرنے میں بھی تساہل سے کام نہیں لیا''

کتاب میں تقدیمات و تقریظات کے تحت کئی نامور قلمکاروں کی تحریریں موجود ہیں جن میں مولانا عبدالستار نیازی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، مولانا منشا تابش قصوری، گل محمد فیضی، پروفیسر انعام الحق کوثر، حامد میر، جسٹس میاں نذیر اختر، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اور مفتی محمد خان قادری وغیرہم شامل ہیں۔ طارق سلطانپوری اور صابر براری کے قطعات تاریخ طباعت بھی شامل اشاعت ہیں۔

کتاب گیارہ ابواب، ایک افتتاحیہ اور اختتامیہ پر مشتمل ہے۔ باب کو سلک کا نام دیا گیا ہے۔ ان گیارہ ابواب کے عنوانات یہ ہیں۔ قرآن کریم اور قائداعظم، فریضہ نماز اور قائد

اعظم ،صوم رمضان اور قائداعظم ،فریضۂ حج اور قائداعظم ،عید میلادالنبی ﷺ اور قائداعظم ، خلفائے راشدین اور قائداعظم ،سادات کرام اور قائداعظم ،حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور قائداعظم ،مسلمانانِ ہند کا عظیم قائد ،سواد اعظم کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ اور قائداعظم کا بے غبار مسلک۔

مجموعی طور پر '' قائداعظم کا مسلک '' سلیقے اور قرینے سے مرتب کی گئی ہے ۔ اور قاری کو موضوعات سے ہٹ کر ضمنی معلومات بھی مہیا کی گئی ہیں ۔ امید ہے کہ مستقبل میں حیات قائداعظم کے مذہبی اور روحانی پہلو پر تحقیقات کرنے والے محققین کے لئے یہ کتاب ایک ٹھوس حوالے کا کام دے گی ۔ فاضل مصنف سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اس تحقیقی کام پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ماہنامہ ریاض العلم ،اٹک (ذیقعدہ و ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ ، جنوری فروری ۲۰۰۳ء)

تبصرہ ...... ماہ نامہ کاروان قمر (کراچی)

نام کتاب: قائد اعظم کا مسلک　　مصنف: عالی قدر سید صابر حسین شاہ بخاری

موضوع: سیرت قائد اعظم کے ایمان افروز پہلو کی دلآویز تحقیق

ناشر:۔ بزم رضویہ (رجسٹرڈ) لاہور　　صفحات:۔ ۴۸۰　　ہدیہ:۔ ۶۰ روپے

ملنے کے پتے:۔　بزم رضویہ، ۱۴۳۷/۷ داتا نگر، بادامی باغ، لاہور

مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

فیضان طیبہ لائبریری، وحدت کالونی لاہور

خانہ خدا، گنبد خضراء، مزارات اولیاء اور مزار قائد کا دلربا عکس جمیل سجائے دیدہ زیب رنگین ٹائیٹل، سفید کاغذ، کمپیوٹر کتابت اور ۴۸۰ صفحات کی ضخامت لئے اپنے موضوع پر یہ منفرد کتاب اہل وطن کے لئے بالعموم اور قائد اعظم کے چاہنے والوں کے لئے بالخصوص انمول تحفہ ہے جسے اہل سنت کے ابھرتے ہوئے نامور محقق اور بقول علامہ تابش قصوری، نازش بصیرت مدقق عالی جاہ سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی کے گہر بار قلم نے تخلیق کیا اور بزم رضویہ لاہور کے بے لوث رفقاء نے زیور طباعت سے آراستہ کیا۔ یہ عظیم اور ضخیم تصنیف امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اسم سامی سے منسوب ہے۔ دینی، سیاسی، علمی، ادبی، تحقیقی، اشاعتی اور طباعتی دنیا کی گراں مایہ شخصیات کی تقریظات اور تصدیقات سے آراستہ و پیراستہ یہ حسین گلدستہ ارباب ذوق اور اصحاب شوق سے سداداد پاتا رہے گا۔ (انشاء اللہ العزیز)

کتاب اپنے انتساب کے بعد، فہرست عنوانات، تقدیمات اور تعریفات سے فراغت پا کر مختلف ۱۲ حصوں میں منقسم ہے۔ ان حصوں کو سلک اول، سلک دوم اور اسی طرح آخری کو سلک دوازدہم کے نام سے ترتیب دیا گیا ہے۔ صفحہ ۴۵۱ تا ۴۶۹، مآخذ و مراجع کے لئے مختص ہیں۔ فاضل مصنف نے ۵۵۰ کے لگ بھگ مآخذ و مراجع کی فہرست دے کر اس بہترین کتاب کی

اہمیت میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اہل سنت کے معروف اور مقبول قطعہ نویس ادیب و شاعر جناب طارق سلطانپوری نے اس اہم کتاب کا قطعہ تاریخ (سال طباعت) بہت عمدہ کہا۔ قائد اعظم علیہ الرحمہ کے عقائد اور جناب سید صابر حسین بخاری کی اس تحقیقی کاوش پر ان کے یہ دو رباعشعار حقیقت سمجھنے میں خاصے معاون ہیں:

حقیقت میں عقیدہ اس کا کیا تھا　　کیا تحریر صابر نے مقالہ

غلط ہیں اس کے بارے میں جو باتیں　　دلائل سے کیا ان کا ازالہ

تشیع سے نہ تھا اس کا تعلق　　دیا صابر نے محکم ہر حوالہ

پڑھے گا جو سلیم الفکر انساں　　وہ مانے گا یہ باتیں لامحالہ

زیر تبصرہ کتاب پر نامور دانشوروں، عظیم علمی و دینی شخصیتوں، صحافیوں، پرفیسروں اور زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والی منتخب ہستیوں کی گراں مایہ آراء کے بعد ہمارے تبصرے کی چنداں ضرورت نہیں، چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

ا:۔ اہل سنت و جماعت کے نامور محقق سید صابر حسین شاہ بخاری نے نہایت عرق ریزی سے قائد اعظم علیہ الرحمہ کی شخصیت، ان کے ارشادات، نظریہ حیات اور ان کے مسلک کے بارے میں یہ مفصل کتاب "قائد اعظم کا مسلک" لکھی ہے۔ یہ ایک اچھی کوشش ہے۔

(مجاہد اہلسنت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی)

۲:۔ پاکستان کے نامور قلم کار، جستجو اور تحقیق میں نمایاں مقام رکھنے والے فاضل جناب سید صابر حسین شاہ بخاری نے اس پروپیگنڈے کہ (قائد اعظم شیعہ کے فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق رکھتے تھے) کے ازالے کے لئے قلم اٹھایا اور اپنی اس کتاب میں معتبر حوالوں سے اس بے بنیاد فکر کے تارو پود بکھیر دیئے۔ (علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)

۳:۔ صاحب طرز محقق اور نازش بصیرت مدقق حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری نے یہ

تاریخی اور تحقیقی کتاب لکھ کر نہ صرف اکثریت پر احسان کیا ہے بلکہ اہل تحقیق کے لیے بھی منزل آسان کر دی ہے اور سورخین کے قلم کو قائداعظم کے سچے اور پکے مسلک سے روشناس کرانے کے لیے اتنا ذخیرہ صداقت فراہم کر دیا ہے کہ کسی کو انکار کی مجال نہیں ہو گی۔ (علامہ محمد منشا تابش قصوری)

۴:۔ میں نے سید صابر حسین شاہ صاحب کی اس کاوش کا جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے اور مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ (گل محمد فیضی)

۵:۔ سید صابر حسین شاہ بخاری نے اپنے موجودہ مقالہ کو بڑی محنت، لگن اور ولولہ سے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ اس کا اسلوب نگارش بڑا دلکش اور دلپذیر ہے۔ (پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر)

۶:۔ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری نے اپنی طویل تحریر میں انتہائی محنت اور جانکاہی سے جابجا منتشر اور بکھری ہوئی قیمتی معلومات کو یکجا ترتیب دے کر قائداعظم علیہ الرحمہ کے اسلام سے لگاؤ اور محبت کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ مع عقیدہ عمل کے اعتبار سے پکے اور سچے مسلمان تھے۔ (پروفیسر محمد ارشد جامعہ قائداعظم)

۶:۔ سید صابر حسین شاہ بخاری کی یہ تصنیف قائداعظم کو صرف اور صرف ایک مسلمان ثابت کرنے کے لیے کافی ہو گی۔ (حامد میر ایڈیٹر اوصاف، اسلام آباد

۷:۔ ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ یہ کتاب سیاسی اور دینی دونوں حلقوں میں پسند کی جائے گی اور اپنے موضوع کی انفرادیت کی وجہ سے ہر طبقہ میں اپنا مقام حاصل کرے گی اور پھر ہر راست فکر رکھنے والا باشعور بیدار مغز محب وطن انسان اسے بار بار پڑھے گا۔ (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔ لاہور)

۸:۔ اس حقائق افروز کتاب کے آخر میں جو "اختتامیہ" ہے وہ بھی فکر انگیز اور بصیرت افروز

ہے۔ یہ عظیم کتاب تعلیم یافتہ طبقہ اور سیاست دانوں کے لیے ایک ترجیحی نصاب کا روپ رکھتی ہے
۔(پروفیسر محمد سرور شفقت)

۹۔ محترم سید صابر حسین شاہ بخاری نے جس انداز میں قائداعظم علیہ الرحمۃ کی زندگی کے روشن پہلوؤں کو سطحِ قرطاس پر بکھیرا ہے، یہ ان ہی کا نشان ہے۔ خدا کرے یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں ہمارے پیارے وطن کے کونے کونے تک پہنچ جائے۔ (فاروق احمد علوی)

۱۰۔ آپ اس پر مغز مطالعہ کو پڑھیں ۔۔۔ رنگوں کی ادب آموز، مہکتی مہکتی باتیں اور حقائق افروز لفظوں کی بھینی بھینی خوشبو میں آپ کو اپنی مشام جاں معطر کرتی ہوئی محسوس ہوں گی۔ (محمد رفیق شیخ حنفی قادری)

ان مشہور اور مقبول شخصیات کے گراں قدر تاثرات اور خیالات کے بعد مولف ذی وقار سید صابر حسین شاہ بخاری کی عجز و انکساری اور اسی میں پنہاں خوش سلیقگی اور بلند اقبالی ملاحظہ ہو۔
"دعا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ راقم نے پیش نظر مقالے میں قائداعظم علیہ الرحمۃ کے مسلک کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے محبوب ﷺ کا لطف و کرم ہے"۔

سچ اور حق یہ ہے کہ مخدوم و محترم سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی نے اپنی اس علمی اور تحقیقی کتاب میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات ان کے پاکیزہ جذبات و احساسات، ان کا مسلک و مشرب ان کی زندگی کے معمولات اسلام کی ابدی تعلیمات سے متعلق ان کے شفاف خیالات، سرور دو عالم ﷺ کی ذات ستودہ صفات اور آپ کے اسوہ حسنہ سے والہانہ تعلقات کو اس رنگ اور ڈھنگ سے ناقابل تردید حوالہ جات کے ساتھ کیا ہے کہ پڑھنے والا ان کی محبت، عقیدت، ذوق، شوق، ایثار اور اخلاص کو خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہم سید صاحب کو اس عظیم علمی اور تحقیقی کاوش پر اور بزم رضویہ لاہور کے روح رواں

ں بانی سرپرست جناب سلیم جلالی اوران کے عالی بخت رفقاء کواس بہترین، عظیم اور ضخیم کتاب کی شایان شان اشاعت پر خراج عقیدت نذر کرتے ہیں۔ ۴۸۰ صفحات کی اس لاجواب کتاب کی قیمت ۱۶۰ روپے ہے جو اس دور میں ناقابل یقین نظر آتی ہے، درست ہے کہ یہ کسی مشن کی نشان دہی کرتی ہے۔ اہل وطن اس گنج گراں مایہ کی قدر کریں۔ علمی اور ادبی راہوں کے شناسا لوگ کتاب پڑھیں اور ایک ایک سطر پڑھیں۔ حکومت اور وزارتِ تعلیم فاضل مولف اور ناشر کی خدمات کا اعتراف کرے۔ (ماہنامہ کاروان قمر۔ کراچی)

❀❀❀❀❀❀

تبصرہ...... پندرہ روزہ الحسن پشاور

کتاب کا نام: قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک مصنف:۔ سید صابر حسین شاہ بخاری

تاریخ طباعت:۔ ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ، ۲۵ دسمبر ۱۹۹۹ء ضخامت:۔ ۴۸۰ صفحات

قیمت:۔ ۱۶۰ روپے ناشر:۔ بزم رضویہ (رجسٹرڈ) ۱۳۷/۴ داتا نگر بادامی باغ لاہور

تبصرہ نگار...... سید محمد انور شاہ قادری

زیر نظر کتاب کا نفیس اور دلکش ٹائٹل پہلی ہی نظر میں قاری کی نگاہوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ مملکت خداداد پاکستان کے سبز ہلالی پرچم پر مقبرہ قائداعظم پھر ایک ہی سیدھ میں پانچ اکابر اولیاء کے مزارات اور ان کے اوپر دائیں بائیں بیت اللہ شریف وگنبد خضریٰ کا روح پرور منظر بانی پاکستان کی مذہبی اور روحانی زندگی اور مضامین کتاب ہذا کی بھرپور عکاسی کر رہا ہے۔ جو کمپیوٹر کمپوزنگ کے ۴۸۰ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔

دنیا کے دیگر نامور رہنماؤں کی طرح قائداعظم محمد علی جناح کو بھی حامیوں اور مخالفوں سے واسطہ پڑا۔ دو قومی نظریے کے علم بردار انکے حامی اور متحدہ قومیت کے پرچارک سخت مخالف تھے۔ حمایت ومخالفت کا یہ سلسلہ ان کی وفات کے بعد بھی چلتا رہا یہاں تک کہ آپ کی سیرت و

کردار اور مذہبی عقائد پر بھی تنقید شروع ہوئی اور مخالفین نے آپ کو شیعہ اور اسماعیلی کی حیثیت سے متعارف کروانا شروع کر دیا جس کا جواب مختلف لوگوں نے دیا لیکن سب سے زیادہ تحقیقی، مستند اور ہمہ گیر کام حضرت علامہ سید صابر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے کیا۔

شاہ صاحب نے ایک تحقیقی مضمون ''قائداعظم کا مسلک'' کے عنوان سے قلم بند کیا جو پہلی بار ماہنامہ ''کنز الایمان'' لاہور کے قائداعظم نمبر میں شائع ہوا۔ یہ ۳۶ صفحات پر مشتمل تھا جسے ملک بھر کے اخبارات و رسائل نے بہت سراہا اور اس پر تبصرے شائع کیے۔ فاضل محقق نے اس پر کام جاری رکھا اور مع توضیحات کے ۸۸ صفحات پر کتابی شکل میں اسے طبع کر دیا اور اس کے بعد مزید ترامیم و اضافوں کے ساتھ اسے موجودہ کتاب کی صورت میں یوم قائداعظم کے موقع پر ۲۵ دسمبر ۱۹۹۹ء کو پیش کیا جس کی فہرست مندرجات قارئین کی دلچسپی کے لیے نقل کی جا رہی ہے

(۱۲) اختتامیہ

مذکورہ بالا فہرست میں عقائد و عبادات کا جو ایمان افروز مجموعہ شامل ہے اس کے متعلق اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ سواد اعظم اہلسنت ہی کا خاصہ اور پہچان ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح ان کے ساتھ جو والہانہ لگاؤ رکھتے تھے اس کی تفصیلات قائد اعظم کے اپنے اقوال افعال اور معمولات سے پیش کی گئی ہیں۔ نیز آپ کے رفقاء، علماء و مشائخ، صحافیوں اور دیگر مقتدر شخصیات کے تاثرات و مشاہدات بیان کرتے ہوئے باقاعدہ حوالہ جات کے ساتھ غلط فہموں کا ازالہ کیا گیا ہے۔

بخاری صاحب نے زیر تبصرہ کتاب کی تیاری میں عام روایت سے ہٹ کر ایک نیا اسلوب اپناتے ہوئے فہرست مضامین میں ''باب'' کی بجائے ''سلک'' کی اصطلاح استعمال کی جس سے کتاب کے عنوان کے ساتھ ایک منطقی ربط اور گہری ادبی ہم آہنگی پیدا ہو گئی ہے۔ اصطلاحات کے چناؤ میں شاہ صاحب کا یہ ذوق انتخاب قابل داد ہے۔

کتاب کی ایک تفصیلی فہرست بھی دی گئی ہے جو بڑی محنت سے تیار کی گئی ہے اگر یہاں پر ہر موضوع کے سامنے متعلقہ صفحہ نمبر بھی درج کر دیا جاتا تو یہ اشاریہ کی نعم البدل ثابت ہو سکتی تھی جس سے قارئین کے لیے سہولت پیدا ہو جاتی اور کتاب کی افادیت مزید بڑھ جاتی۔ البتہ کتاب کی ایک منفرد خوبی یہ ہے کہ جگہ جگہ زیر بحث موضوعات پر دیگر مصنفین کی کتابوں پر مشتمل فہرستیں دی گئی ہیں جن سے اسے ایک منتخب کیٹلاگ کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ آخر میں ان تمام کتب اور اخبارات و جرائد کی فہرست بھی دی گئی جن سے شاہ صاحب نے استفادہ کرتے ہوئے یہ مقالہ لکھا۔

کتاب کا انتساب برصغیر پاک و ہند کے ایک جلیل القدر صوفی بزرگ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام اقدس کے ساتھ کیا گیا۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ مغل بادشاہ اکبر کی گمراہی و بے راہ روی کے خلاف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو

تحریک شروع کی تھی اس میں قائداعظم کے آباؤ اجداد نے حضرت مجدد کا ساتھ دیا تھا۔ بعدازاں تحریک پاکستان میں مجدد صاحب کی اولاد امجاد اور دیگر صوفیائے کرام نے قائداعظم کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے تاریخ کا یہ قرض چکا دیا جس کا مفصل ذکر کتاب میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

ملک بھر سے تقریباً سترہ ممتاز دانش وروں کی آرا مختلف عنوانات سے کتاب ہذا میں شامل کی گئی ہیں جن میں اس تحقیقی کاوش پر سید صاحب کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ نے یہ گراں قدر مقالہ قلم بند کر کے اور بزم رضویہ لاہور کے ناظم اعلیٰ گرامی منزلت جناب محمد سلیم صاحب حنفی قادری نے اسے شائع کر کے محب وطن پاکستانیوں پر بہت احسان کیا ہے۔

اگرچہ بانی پاکستان کے سیاسی مشاغل اور کارناموں پر متعدد مقالات اور کتابیں لکھی جاچکی ہیں لیکن آپ کی زندگی کے مذہبی وروحانی پہلو پر سیر حاصل معلومات بہم پہنچانے کا اعزاز جناب بخاری صاحب کے حصہ میں آیا جو قائداعظم کے دوستوں اور عقیدت مندوں کے لئے ایک خوبصورت تحفہ ہے اور دوسرے طبقے کے لئے غور وفکر کی نئی راہیں کھولنے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ (انشاءاللہ)۔

❀❀❀❀❀❀❀
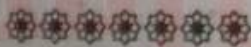
نقد و تبصرہ ...... ماہنامہ فیض الاسلام (راولپنڈی)

نومبر ۱۹۹۸ء / رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

ماہنامہ کنزالایمان کا قائداعظم نمبر:۔ اردو صفحات ۱۵۰، آخر میں انگریزی کے دس صفحات بھی ہیں ۔سفید کاغذ، کمپوزنگ قیمت ۳۵ روپے۔ پتہ ماہنامہ کنزالایمان دہلی روڈ۔ صدر بازار۔ لاہور چھاؤنی۔ پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۱۰

ایک زمانہ تھا جب تحریک پاکستان زوروں پر تھی ہر طرف نعرۂ تکبیر، قائداعظم زندہ باد اور

لے کے رہیں گے پاکستان کے نعرے لگ رہے تھے۔ پھر ایک فردِ واحد کی قیادت میں یہ مطالبہ پایۂ تکمیل کو پہنچا اور پاکستان بن گیا۔ لیکن جتنی آسانی سے یہ جملہ لکھا گیا اور آپ نے پڑھا اتنی آسانی سے ہم اپنی منزل تک نہیں پہنچے بلکہ آگ اور خون کا دریا عبور کر کے یہاں تک آئے ہیں۔

پاکستان کو قائم ہوئے پچاس برس ہو گئے لیکن ہمارا قومی شعور پختہ ہونے اور اپنے ہیروز یعنی قومی سطح پر نابغۂ روزگار ہستیوں کے کارناموں کو زندہ رکھنے اور ان پر فخر کرنے کی بجائے ان کے عیوب تلاش کرنے اور اغیار کے نظریات کو تقویت پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ یہ نابغۂ روزگار ہستیاں بھی خطا و نسیان سے مرکب انسان تھے، ملائکہ نہیں تھے ان سے بھی بھول چوک یا سیاسی میدان میں کہیں کہیں کوتاہی ہونے کی امکان کو مسترد نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ بھی مناسب نہیں کسی بے لوث ہستی کے اجتماعی کام پر اور وہ بھی ایسا تاریخی کام (تحریک پاکستان کی منزل آشنا کرنے کے کام) پر پانی پھیر دیا جائے۔

چنانچہ آج پاکستان میں ایسے افراد بھی ہیں جو پاکستان کے اساسی نظریات سے متفق نہیں اور وہ حضرات بانی پاکستان قائداعظم کی تاریخ ساز شخصیت کو مسخ کرنے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، ایسے لوگوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ اگر آج پاکستان نہ بنا ہوتا تو ان کیا مقام ہوتا؟

قائداعظم نے ہم سے (قوم سے) کچھ لیا نہیں بلکہ اپنا سارا مال و متاع قوم کو دے دیا حتیٰ کہ جان بھی دے دی۔ ۱۹۷۶ء کو جب قائداعظم کا سال قرار دیا گیا تو پوری قوم نے ملک بھر میں ہر سطح پر ان کی خدمات کی پذیرائی کی۔ اخبارات و رسائل نے قائداعظم نمبر شائع کیے۔ دینی رسائل میں ماہنامہ فیض الاسلام کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس نے بھی قائداعظم نمبر نکالا جس میں کسی بھی ہرزہ گو کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں تھا البتہ قائد کی عظمت و شخصیت پر مضامین اور عقیدت مندانہ جذبات پر مبنی نظمیں تھیں اور ایک ایسی چیز فیض الاسلام نے شائع کی جو اس سے

قبل کسی کو معلوم بھی نہیں تھی یعنی قائداعظم کی ۳ جون ۱۹۴۷ء والی تقریر کا وہ ترجمہ جو آل انڈیا ریڈیو سے سرکاری طور پر براڈکاسٹ کرنے کے لیے سید انصار ناصری مرحوم کو دیا گیا تھا۔ لیکن اس ھندی نما اردو کو پڑھنے کی بجائے ناصری مرحوم نے اپنا ذاتی ترجمہ پڑھا تھا اور وہی مشہور ہو گیا تھا یہ اعزاز پاک و ہند کے کسی رسالے یا اخبار کو میسر نہیں ہوا۔

بہر حال اب ۱۹۹۸ء میں معاصر کنزالایمان نے بھی قائداعظم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ایک رسالہ اور ایک فرد کے مضمون کے جواب میں قائد کا دفاع کرنے اور قائد پر لگائے گئے الزامات کو جواب دینے کے لیے قائداعظم نمبر شائع کیا ہے اس کے مطالعے سے واقعے کا پس منظر معلوم ہو جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مولانا سمیع الحق صاحب کے ماہنامہ مجلّے الحق میں ابو سلمان شاہجہانپوری کا کوئی مضمون شائع ہوا جس میں کچھ ایسی باتیں کہی گئیں جو قائد کے لئے مناسب نہیں تھیں یا جو قائد کی ذات پر چسپاں نہیں ہوئی تھیں۔

زیر تبصرہ رسالے میں شامل تین مضامین ہیں جو خاصے مفصل بھی ہیں اور ان میں قائد کے دفاع پر بہت سا مواد شامل ہے عنوانات یہ ہیں:

(۱) قائداعظم بارگاہِ رسالت میں:

اس مضمون میں ان مشاہیر اور اکابرین کے خوابوں کا ذکر ہے جنہوں نے بقول خود حضور ﷺ کا دیدار کیا اور انہیں آنحضور ﷺ نے قائد کا ساتھ دینے کی تلقین کی۔ (اللہ اللہ کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جنہیں آقائے نامدار کی زیارت کا شرف حاصل ہوا)

(۲) دوسرے مضمون کا عنوان ہے قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے؟ اور تیسرے مضمون کا عنوان ہے کیا قائداعظم شیعہ تھے۔ تینوں مضامین سید صابر حسین بخاری کے زورِ قلم کا نتیجہ ہیں جب کہ قائداعظم کی مخالفت کیوں؟ کے عنوان سے ایڈیٹوریل ادارہ تحریر

الایمان نے لکھا ہے۔ جس میں بعض سطور کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

"کانگریس کو۔۔۔۔۔شاہ جہاں پوری مکتبہ فکر کے مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین مدنی جیسے ملت فروش حضرات کی خدمات بھی حاصل تھیں"

میرے خیال میں دیگر علمائے کرام کی طرح ان دونوں بزرگوں کے سیاسی انداز فکر سے تو اختلاف کیا جا سکتا ہے بلکہ ہے لیکن ان کے علمی مرتبے کے پیش نظر ایسے الفاظ کا استعمال مناسب نہیں۔ یعنی فرق میان من وتو چست کو پیش (نظر؟) رکھنا چاہیے۔

اسی طرح طارق سلطانپوری کی ایک طویل نظم شامل اشاعت ہے اس میں جہاں قائداعظم اور علامہ اقبال کو خراج تحسین پیش کیا گیا وہاں مجلہ الحق اور ابوسلمان کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو نہ ہوتے تو بہتر تھا ان کی جگہ نرم الفاظ کا استعمال بھی ہو سکتا تھا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ مجرم کا صرف گھناؤنا جرم بتا دینا ہی کافی ہے گالی دے کر اپنی زبان خراب کرنا کیا ضروری ہے، بہرحال یہ اپنی اپنی سوچ اور جذبات کی بات ہے۔

یہ ضرور ہے کہ ہمیں اپنے اسلاف کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے کی بجائے ان کے کام اور ان کی خدمات کو اجاگر کرنا چاہیے قائداعظم کی شخصیت تو بہرحال محسن قوم کی ہے اس کے بارے میں بری بات کہنا سراسر ناانصافی اور ظلم ہے۔

"لکھا ہے کہ مذہبی رسالوں میں کنزالایمان کو سب سے پہلے قائداعظم نمبر شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے"

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ دینی رسائل میں (میری معلومات کے مطابق) پاکستان بھر میں سب سے پہلے رسالہ فیض الاسلام کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔

تحقیقی کتاب ''قائد اعظم کا مسلک'' کے مصنف
سید صابر حسین شاہ بخاری سے انٹرویو

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، آف ڈے میگزین 13 فروری 2000ء ص: ۸، ۹، ۱۵)

اوصاف: آپ کو قائد اعظم کی مذہبی و روحانی پہلو پر لکھنے کا خیال کیسے آیا؟

سید صابر حسین شاہ بخاری: مملکت خداداد پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقع پر جب ماہنامہ الحق (اکوڑہ خٹک) نے تحریک پاکستان کے مشہور مخالف ابوالکلام آزاد کے ایک شیدائی ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری کے ایک انتہائی قابل اعتراض بلکہ شرانگیز مضمون کی اشاعت کر دی۔ جس میں قائد اعظم کی ذات پر نہایت رکیک حملے کیے اور انہیں ایک محدود فرقے سے منسلک کرنے کی ناکام کوشش کی تو راقم نے سوچا کہ تحریک پاکستان کے موقع پر اہل سنت کے مشائخ عظام اور علمائے کرام نے قائد اعظم کا بھرپور ساتھ دے کر اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا تھا، کیوں نہ آج ان کا دفاع کیا جائے۔ چنانچہ اسی جذبۂ صادق کے تحت اہل سنت کا یہ ادنیٰ خادم اپنے قائد کے دفاع میں مصروف ہوا اور اسی طرح ان کے مذہبی و روحانی پہلو پر یہ کتاب ''قائد اعظم کا مسلک'' سامنے آئی۔

اوصاف: کیا یہ درست نہیں کہ تحریک پاکستان کے دوران علماء نے قائد اعظم کی شدید مخالفت کی تھی؟

سید صابر حسین شاہ بخاری: یہ کہنا کہ تمام علمائے کرام نے قائد اعظم کی شدید مخالفت کی تھی۔ یقیناً اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اہل سنت کے علماء کرام اور مشائخ عظام کی اکثریت قائد اعظم کے ساتھ تھی البتہ دیوبندی (مکتبہ فکر) کا سب سے بڑا مرکز دارالعلوم دیوبند کانگریس کا گڑھ بنا رہا۔ پورے مکتبہ دیوبند میں مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع

کراچوی کے محدود حلقے کے سوا دیگر تمام علمائے دیوبند نے اجتماعی طور پر قائداعظم کی مخالفت کر کے قیام پاکستان کی راہ میں رکاوٹ ڈالی تھی۔ خود مولانا شبیر احمد عثمانی نے جب جمعیت علمائے ہند سے علیحدگی اختیار کی اور مسلم لیگ کے حامی ہوئے تو دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے انہیں ابوجہل کہا اور ان کا جنازہ نکالا، ان کے قتل تک کے حلف اٹھائے۔ اور فحش اور گندے مضامین انکے دروازے میں پھینکے بقول علامہ عثمانی ''اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں'' (دیکھئے مکالمۃ الصدرین)

اوصاف: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ علماء اہل سنت نے بھی قائداعظم کی مخالفت کر کے تحریک پاکستان کی راہ میں روڑے اٹکائے تھے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟

سید صابر حسین شاہ بخاری: اگرچہ تحریک پاکستان میں دوسرے مکاتب فکر کے گنتی کے بعض علماء نے بھی انفرادی طور پر حصہ لیا تھا لیکن ان کے اکابرین کی اکثریت آل انڈیا کانگریس کے زیر سایہ ''متحدہ قومیت'' کی حامی تھی۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی سنی عالم نے آل انڈیا مسلم لیگ یا قائداعظم کی حمایت نہ کی ہو لیکن ایسا کوئی سنی عالم انشاء اللہ العزیز ڈھونڈے سے نہ ملے گا جو آل انڈیا کانگریس کے زیر سایہ ''متحدہ قومیت'' کا کانگریسی ترجمان رہا ہو۔

اہل سنت کی چند غیر معروف شخصیات نے اگر آل انڈیا مسلم لیگ یا قائداعظم کی حمایت نہیں کی تو دوسری طرف آل انڈیا کانگریس اور گاندھی کی بھی شدید مخالفت کی تھی۔ بہر کیف ان کی ذاتی آراء کو پوری جماعت کا متفقہ فیصلہ کہنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ یہ متنازعہ کتب چند اوراق پر مشتمل ہیں۔ سوائے ''تجانب اہل السنہ'' نامی کتاب کے جو قدرے ضخیم ہے۔ یہ کتاب نہ تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی تصنیف ہے۔ نہ آپ کے شہزادگان، خلفاء تلامذہ میں سے کسی نے اس کی تائید فرمائی۔ نہ یہ مرکز اہل سنت بریلی شریف سے شائع ہوئی۔ نہ پوری دنیائے اہل سنت اس سے متفق ہے۔ پھر اہل سنت کے جید علماء کرام اس کتاب سے اپنی

براءت کا اظہار فرما چکے ہیں۔ ان علماء کرام میں علامہ سید احمد سعید کاظمی، علامہ سید محمود احمد رضوی، مولانا غلام رسول سعیدی اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری کے نام نمایاں ہیں۔

اہل سنت کے پانچ سو مشائخ کرام، سات ہزار علمائے کرام اور دو لاکھ کے قریب سنیوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ ۱۹۴۶ء میں قرارداد پاکستان منظور کر کے تجانب اہل سنت کے مندرجات کو عملاً رد کر دیا تھا۔ اس کے باوجود عظیم الشان اکثریت کے اجتماعی فیصلہ کو نظر انداز کرنا اور ایک دو افراد کی ذاتی رائے کو پورے سواد اعظم پر لاگو کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ کہاں ہزاروں علماء کرام، پاکستان، مسلم لیگ اور قائداعظم کے ہمنوا اور کہاں تین چار مخالف علماء؟

اوساف: کیا قائداعظم کے دادا اسماعیلی فرقے سے عام شیعہ نہیں بنے تھے؟

سید صابر حسین بخاری: حضرت قائداعظم کے آباؤ اجداد لوہانہ راجپوت تھے۔ ان کے مورث اعلیٰ حضرت غوث اعظم کے خاندان کے ایک ممتاز فرد سید عبدالرزاق کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ تجارت ان کا پیشہ تھا۔ اس لئے وہ خواجہ کہلاتے تھے۔ لیکن بعد میں یہ نام بگڑ کر "خوجہ" ہو گیا۔ اسی طرح حضرت قائداعظم کے اجداد حضرت مجدد الف ثانی سے بھی گہری عقیدت رکھتے تھے۔ اور اس وقت تک وہ اپنے آپ کو مکمل نہیں سمجھتے تھے جب تک وہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری نہیں دے لیتے تھے۔ بعد ازاں قائداعظم کے ایک جد امجد کاٹھیاواڑ چلے گئے اور وہاں انہوں نے ایک خوجہ کی لڑکی سے شادی کر لی اور پھر ان ہی کے خاندان میں مل گئے۔ اسی بناء پر کئی لوگ قائداعظم کو بھی آغاخانی اور اسماعیلی کہتے ہیں۔ حالانکہ نیکوں سے بد اور بدوں سے نیک پیدا ہوتے ہیں۔ قائداعظم کی پہلی بیوی ان کی عدم موجودگی میں ہی انتقال کر چکی تھی۔ بعد ازاں ان کے ماموں قاسم موسیٰ کی صاحبزادی فاطمہ کا انتخاب کیا گیا لیکن انکے ماموں قاسم موسیٰ نہ صرف آغاخانی تھے بلکہ آغاخان کے وزیر بھی تھے جبکہ محمد علی جناح آغاخانی مسلک سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ماموں نے اپنے

بھانجے کا رشتہ قبول نہیں کیا۔

قائداعظم کے والد ماجد جناح پونجا نے آپ کے مشورہ سے اپنی دونوں بیٹیوں رحمت بی اور مریم بی کی شادیاں سنی خوجہ برادری میں کر دیں۔ اس طرح آپ کے والد کے سسرالی رشتہ داروں نے ان سے اور ان کے گھر والوں سے تعلقات منقطع کر لیے اور انہیں آغا خانی حلقے سے بالکل الگ کر دیا۔ یوں محمد علی جناح محض ایک خالص مسلمان بن کر رہ گئے۔ جن کا کوئی مسلک تھا نہ کسی فرقے سے تعلق تھا۔

اوصاف: کیا یہ درست نہیں کہ قائداعظم کا نکاح اہل تشیع کے طریقہ سے ہوا تھا؟

سید صابر حسین بخاری: مولانا نذیر احمد صدیقی نجندی کے ہاتھ پر رتن بائی کے اسلام قبول کرنے اور اسلامی نام مریم رکھنے اور ان ہی کے نکاح پڑھنے کی روایت تواتر سے موجود ہے۔ عقیل عباس جعفری نے اپنی کتاب "قائداعظم کی ازدواجی زندگی" میں جہاں مولانا حسن نجفی کے نکاح پڑھانے کا ذکر کیا ہے۔ وہاں مولانا نذیر احمد صدیقی نجندی کی بھی تصویر دی ہے اور نیچے وضاحت کی ہے۔ "مولانا نجندی صدیقی جنہوں نے آپ کا نکاح پڑھایا تھا، دائیں جانب پگڑی پہنے بیٹھے تھے"

یہ بھی امکان ہے کہ نکاح پڑھانے والے اور صاحب ہوں اور نکاح رجسٹرار دوسرے صاحب ہوں۔ نکاح خواں کا بندوبست عموماً لڑکی والے کرتے ہیں جب کہ اس واقعہ میں لڑکی (مریم خاتون) کے عزیز و اقارب لاتعلق تھے۔ ممکن ہے جناح کے عزیز و اقارب جن میں شیعہ بھی ہوں، نے ہی نکاح کا اہتمام کیا ہو۔

یہ قائداعظم کی زندگی کا واحد واقعہ ہے اور پھر اس میں بھی تضاد ہے۔ پھر نکاح ایجاب و قبول کا نام ہے۔ اس واقعہ کے علاوہ ان کی زندگی کا مسلسل عمل وفات تک اس کے برعکس ہے۔ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ قائداعظم نے کبھی شیعہ مجالس یا دیگر شیعہ معمولات میں شرکت

کی ہو۔ حالانکہ راجہ محمود آباد جو شیعہ تھے اور قائداعظمؒ کی قربت کے داعی تھے۔ آج تک ان سمیت کوئی مورخ یہ ثابت نہیں کر سکا کہ قائداعظم کبھی ان کے ہمراہ عبادت کے لیے امام باڑے (امام بارگاہ) گئے ہوں یا کسی تعزیہ میں شرکت کی ہو یا محرم الحرام میں سیاہ لباس کا اہتمام کرتے ہوں یا کبھی ماتم، زنجیر زنی کی ہو یا اپنے گھر یا دفتر میں "ذوالجناح" کی تصویر عقیدتاً آویزاں کی ہو یا پھر آغا خان کی تصویر ہی رکھی ہو یا کسی اسماعیلی جماعت خانے میں شرکت کرتے ہوں یا کبھی انہیں کسی مجمع میں یا تنہائی میں سنی حنفی طریقہ کے سوا کسی اور طریقہ پر نماز پڑھتے دیکھا گیا ہو یا انہوں نے اپنی نماز جنازہ کسی اسماعیلی یا اثنا عشری شیعہ کو پڑھانے کی وصیت کی ہو۔ آخر کوئی تو ثبوت ہو؟ اسی طرح آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن ابن الحسن جارجوی بھی مسلکاً شیعہ تھے اور وہ علی الاعلان شیعہ معمولات میں حصہ لیتے رہے لیکن قائداعظم کے بارے میں اس قسم کے بارے اس قسم کی مثال ملنا محال ہے۔

اوصاف : قیام پاکستان کے بعد پہلی نماز عید قائد، کمشنر ہاشم رضا اور آئی جی کاظم رضا کے درمیان کھڑے تھے، دوران نماز قائداعظم کبھی ہاتھ چھوڑ دیتے اور کبھی باندھ لیتے، اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

سید صابر حسین بخاری: اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ عید الفطر کی نماز آپ نے مرکزی عید گاہ گراؤنڈ کراچی میں مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی کی اقتداء میں ادا کی۔ کمشنر اور آئی جی سرکاری پروٹوکول کے تحت آپ کے ساتھ ساتھ تھے حتیٰ کہ نماز میں بھی آپ کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ اس میں کیا مضائقہ ہے؟ رہا یہ سوال کہ وہ کبھی ہاتھ باندھ لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے۔ عید کی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء اور پھر رفع یدین کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر دو توں ہاتھ چھوڑے جاتے ہیں، پھر دوسری مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر مثل سابق کے ہاتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ پھر تیسری مرتبہ تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لیے جاتے ہیں

امام قراءت کرتا ہے۔ مقتدی خاموشی سے سنتے ہیں۔ پھر تکبیر کہہ کر رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ کر کے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ امام قراءت کرتا ہے اور قراءت کے بعد تین تکبیریں زائد مثل سابق کے ادا کی جاتی ہیں۔ اور چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ پھر بعد رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ وغیرہ کے نماز پوری کی جاتی ہے۔ پھر امام خطبہ پڑھتا ہے بالکل اسی طرح قائداعظم نے امام کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے۔

اوصاف: کیا اس نماز کے علاوہ بھی قائداعظم نے کوئی نماز حنفی طریقے سے پڑھی ہے؟

سید صابر حسین بخاری:۔ جی ہاں! آپ نے ہمیشہ حنفی طریقے پر نمازیں پڑھی ہیں۔ اب ذرا قائداعظم کی نمازوں کے چند مقامات ملاحظہ فرمایئے۔ لاہور کی شاہی مسجد، دہلی کی جامع مسجد، سلطان نظام الدین اولیاء کی خانقاہ، بمبئی کی کرکٹ گراؤنڈ، لاہور آسٹریلیا مسجد، ناگپور کی عیدگاہ سندھ مدرسۃ السلام کراچی، مکہ مسجد حیدرآباد، علی گڑھ یونیورسٹی کا ٹینس لان، شاہی محل قلات کی مسجد، مرکزی عیدگاہ کراچی، لندن کی ایک مسجد، غرضیکہ جہاں جہاں سیاسی و تنظیمی دورے کیے وہاں وہاں کی مساجد اہل سنت میں باقاعدہ باجماعت نمازیں ادا کیں۔ اس کے علاوہ تنہائی میں سنی حنفی طریقے پر نوافل ادا کرنے کے شواہد بھی ہیں۔ اہل تشیع کے ممتاز لیڈر راجہ صاحب محمود آباد بھی کہتے ہیں کہ جناح صاحب باقاعدہ پنج گانہ نماز ادا کرتے ہیں اور نماز سنیوں (حنفی) کے طریقے پر پڑھتے ہیں۔

اوصاف: آپ نے دوران تحقیق قائداعظم کو کیا ثابت کیا ہے؟

سید صابر حسین بخاری:۔ قائداعظم ایک سچے مسلمان تھے۔ آپ ہمیشہ مسلمانوں کے بڑے گروہ یعنی سواد اعظم کے ساتھ منسلک رہے۔ آپ کی فکری اساس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات سے روشن تھی۔ وہ آخر دم تک قرآنی نظام کی بالادستی پر نہایت زبردست اور مستحکم عقیدہ رکھتے تھے۔ آپ نے نظریات صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اجمعین کے ادب واحترام سے مزین تھے۔ اتحاد امت کے زبردست داعی تھے۔ اور اقبال کے مرد مومن تھے۔ یہی میں نے ثابت کیا ہے۔

اوصاف: کیا قائداعظم نے بعض موقعوں پر یہ نہیں فرمایا کہ "میں نہ شیعہ ہوں اور نہ سنی" میں صرف مسلمان ہوں"؟

سید صابر حسین بخاری:۔ قائداعظم کا یہ کہنا کہ میں نہ شیعہ ہوں نہ سنی۔ میں صرف مسلمان ہوں۔ موقع محل اور سائل کی ضرورت کے مطابق تھا تاکہ کوئی انہیں کسی محدود فرقے سے منسلک نہ کر دے۔ آپ نے اپنے آپ کو صرف اور صرف مسلمان کہلانا پسند کیا ہے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرقہ واریت سے کوسوں دور تھے۔ مثال کے طور پر دیکھئے۔ جس طرح سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

"میں نہ سنی ناں میں شیعا میرا دوہاں توں دل سڑیاں ہو"

یہاں آپ نے سنی شیعہ کے الفاظ محض فرقہ پرستی سے انکار کے طور پر استعمال فرمائے ہیں۔ ورنہ آپ کی تصانیف شاہد عادل ہیں کہ آپ اہل سنت و جماعت، حنفی المشرب اور اہل بیت اطہار کے مسلک کے پیروکار تھے۔ قائداعظم بھی محض فرقہ واریت سے نفرت کے طور پر سنی شیعہ کی نفی کی ہے ورنہ آپ کے خطبات، مکتوبات شاہد عادل ہیں کہ آپ بھی سلف صالحین کی راہ پر گامزن تھے۔

اوصاف: کیا آپ نے قائداعظم کے علاوہ کسی دوسرے موضوع پر بھی لکھا ہے؟

سید صابر حسین شاہ بخاری:۔ جی ہاں! میں نے مختلف موضوعات پر لکھا ہے اندرون ملک بیرون ملک کے جرائد و رسائل میں میرے مضامین چھپتے رہے ہیں۔ تقریباً دو درجن مقالات کتابی صورت میں چھپ چکے ہیں۔ جنہیں ارباب علم و دانش نے بنظر تحسین دیکھا ہے۔

اوصاف: مسلم ممالک کو درپیش مسائل کا کیا حل ہے؟ اس بارے میں آپ کچھ بتائیں گے؟

سید صابر حسین بخاری: عالمی قیام امن کے لیے امریکہ اور برطانیہ نے "اقوام متحدہ" کا قیام عمل میں لایا تھا۔ بظاہر اس میں تمام قوموں کو شامل کیا گیا۔ آٹے میں نمک کے برابر مسلمانوں کو بھی نمائندگی دی گئی لیکن یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس عالمی ادارہ نے مسلمانوں کی سلامتی کے لیے کبھی کوئی اقدام نہیں کیا۔ کیا اسے "کفار متحدہ" نہیں کہنا چاہیے؟ اس کی سلامتی کونسل تو مسلم ممالک کے لیے "تباہی کونسل" ثابت ہوئی ہے۔ جہاں کفار کا اپنا مفاد ہو وہاں سلامتی کونسل فوراً حرکت میں آجاتی ہے لیکن مسلمانوں پر ظلم و ستم کی حد تجاوز بھی ہو جائے تو انہیں صرف تسلیوں تشفیوں ہی پہ ٹرخا دیا جاتا ہے۔ فلسطین، بوسینا، کوسووو، چیچنیا اور کشمیر کی حالت زار کس سے پوشیدہ ہے۔

ہمارے بھولے بھالے حکمرانوں کو اب ہوش میں آکر "اقوام متحدہ" کا بائیکاٹ کر کے ایک اسلامی بلاک "مسلم متحدہ" کا نعرۂ حق لگا دینا چاہیے۔ تمام اسلامی ممالک میں نظام مصطفےٰ ﷺ کا عملاً نفاذ ہو، ایک مشترکہ اسلامی بینک ہو، تمام مسلم ممالک ایک دفاعی معاہدے سے منسلک ہوں۔ ان کی اپنی سلامتی کونسل ہو تو امت مسلمہ کے نہ صرف درپیش مسائل حل ہوں گے بلکہ امت اسلامیہ، ملت واحدہ بن کر اپنی عظمت بحال کر سکتی ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

اوصاف: آج کل ہمارے ملک میں سی ٹی بی ٹی کے معاہدے پر بحث جاری ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

سید صابر حسین بخاری: یہ رسوائے زمانہ معاہدہ ہے۔ اس کے پیچھے یہود و نصاریٰ کے مذموم مقاصد ہیں۔ یہ مسلم ممالک کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا لہٰذا ہمارے حکمرانوں کو یہود و نصاریٰ کے دام فریب میں نہیں آنا چاہیے اور اس پر ہرگز دستخط نہیں کرنے چاہئیں۔

اوصاف: قائداعظم کے حوالے سے کوئی اہم بات جو آپ کہنا چاہتے ہوں؟

سید صابر حسین بخاری: مملکت خداداد پاکستان کے حکمرانوں سے بڑی عاجزانہ گذارش ہے کہ نظریۂ پاکستان اور قائداعظم کے خلاف بدگمانیاں پھیلانے والوں کے لیے جو سزا تجویز کی گئی ہے اسے صرف ریکارڈ ہی میں محفوظ نہ رکھا جائے بلکہ اسے عملی جامہ بھی پہنایا جائے۔ جو لوگ نوجوان نسل کو قائداعظم کی شخصیت سے متنفر کر رہے ہیں، نظریۂ پاکستان سے انہیں منحرف کر رہے ہیں ان پر کڑی نظر رکھی جائے اور تعلیمی نصاب میں قائداعظم کے اسلامی کردار کو نمایاں طور پر شامل کیا جائے تاکہ نئی نسل مقام قائداعظم پہچانے اور ان کے کردار میں پختگی آئے۔

❁❁❁❁❁❁❁

﴿٦﴾ منظومات

جناب طارق سلطان پوری

منظومات

۸۶/۹۲ ء

قطعہ تاریخ سال طباعت

کتاب ''قائداعظم کا مسلک'' از قلم سید صابر حسین شاہ بخاری

شائع کردہ: بزم رضویہ، داتا نگر بادامی باغ، لاہور

تاریخ طباعت: ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ (۲۵ دسمبر ۱۹۹۹ء)

تعداد: ۱۰۰۰ بہ الفاظ ''عمدہ، روشن کردار'' (۱۰۰۰)

''چراغ بزم محبت رسول''

۱ ۹ ۹ ۹ ء

یہ قائد کے مسلک کا آئینہ ہے مقالہ ہے غایت بصیرت فروز

سن اس کی طباعت کا طارق ہے یہ ''یگانہ کتاب حقیقت فروز''

۱ ۴ ۲ ۰ ھ

نتیجۂ فکر: طارق سلطانپوری

❀❀❀❀❀

۷۸۶/۹۲

مادہ ہائے تاریخ وقطعات تاریخ طباعت

کتاب مستطاب ''قائداعظم کا مسلک'' از قلم مکرمی صابر حسین شاہ بخاری

شائع کردہ:۔ بزم رضویہ داتا نگر لاہور

تاریخ طباعت:۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۹ء ۔۔۔ ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

''چراغ بزم محبت رسول'' ''روشن تذکرہ اوج حق''

۱۹۹۹ء ۱۹۹۹ء

نقش انوار اوج بصیرت

۱۴۲۰ھ

❀❀❀❀❀❀

حیات قائد کے باشان مذہبی وروحانی پہلو

۹ ۹ ۹ ۱ ء

باب حسن سیرت قائداعظم

۹ ۹ ۹ ۱ ء

سیرت قائداعظم ہزبیاودل آویزدینی پہلو

۹ ۹ ۹ ۱ ء

ایک عظیم کارنامۂ ادب و تحقیق

۱ ۹ ۹ ۹ ء

❀❀❀❀❀❀❀❀

تھے معاون قائدِ اعظم کے سادات کرام آج بھی قائد کو حاصل نصرت سادات ہے
سال رفتہ میں کتابیں گو بہت شائع ہوئیں "قائد اعظم کا مسلک" فخر مطبوعات ہے
یہ کتاب جامع و دلکش ہے آپ اپنی مثال منفرد انداز کا مجموعۂ حالات ہے
مرد حق ، سچا غلام سرور کونین تھا اس پہ بے بنیاد الزامات کی بہتات ہے
یہ وطن جس کے تدبر کا ہے نقش بے مثال مورد طعن آج اس میں آہ اس کی ذات ہے
غیر مبہم ، نادر و محکم حوالہ جات سے کھول کر صابر نے کہہ دی ہے جو سچی بات ہے

اس کتاب خوب کا سال طباعت بالیقیں
مجھ سے ہاتف نے کہا عرفان تحقیقات ہے

۱ ۴ ۲ ۰ ھ

نتیجہ فکر :۔ طارق سلطانپوری

بانی پاکستان کے ساتھ

علمائے دیوبند کی عداوت کا تازہ کرشمہ

یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ علمائے دیوبند (باستثنائے چند) ہندوستان کی تقسیم اور قیام پاکستان کے سخت مخالف تھے، انہوں نے تحریک پاکستان میں کانگرس کا ساتھ دیا، انگریزوں سے ان کی وفاداری اور خفیہ مراسم کوئی مخفی بات نہیں تحریک پاکستان کے ایام میں انہوں نے کھل کر پاکستان کی مخالفت کی اور مسلمانانِ ہند کے عظیم لیڈر محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ کی کردار کشی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا، اب جبکہ سید صابر حسین شاہ صاحب زید مجدہ کی عظیم کتاب "قائد اعظم کا مسلک" طبعِ نو کے لیے پریس میں جانے والی تھی انہی ایام میں انگریزوں کی خفیہ اور اعلانیہ امداد کے بل بوتے پر قائم ہونے والے "دار العلوم دیوبند" کے مہتمم نے ایک دفعہ پھر اہلِ پاکستان کے دلوں پر نشتر زنی کرتے ہوئے بابائے قوم کے خلاف ہرزہ سرائی کی اپنی سوروثی روش کا اظہار کیا، یہ آتش بداماں بیان اخبارات میں شائع ہوا تو اہلِ درد نے اپنے اپنے انداز میں اس پر اظہارِ تشویش کیا، اس کے خلاف اداریے، کالم اور مضامین لکھے گئے، موضوع کے مناسب ہونے کی وجہ سے اس مواد کو بھی شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے، ربِ ذوالجلال پاکستان اور اہلِ پاکستان کو حفظ وامان میں رکھے اور اندرونی و بیرونی دشمنوں سے اس خطۂ پاک کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

روزنامہ ہمدرد 28 اگست 2005ء

قائدؒ کے بارے میں مولانا مرغوب الرحمٰن کی ہرزہ سرائی

دارالعلوم دیو بند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن نے یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح کے سیکولر ہونے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ان کی نظر میں تو وہ مسلمان ہی نہیں تھے۔ وہ نہ تو نماز پڑھتے اور نہ ہی روزہ رکھتے تھے، شراب پیتے تھے اور انہوں نے ہی ہندوستان کو تقسیم کرایا جبکہ دارالعلوم دیو بند نے ہمیشہ تقسیم کی مخالفت کی۔

کوئی شخص ایمان کے کس درجے پر ہے یہ فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے اور کسی بھی انسان یا فتوے باز مولوی کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ لوگوں میں جنت اور دوزخ کے سرٹیفکیٹ بانٹتا پھرے۔

مولانا مرغوب الرحمٰن نے بانی پاکستان کے بارے میں جو ہرزہ سرائی کی اس سے بابائے قوم کی قدر و منزلت تو کم نہیں ہو سکتی البتہ دارالعلوم دیو بند کا طرز فکر ایک بار پھر کھل کر سامنے آیا ہے۔ یہ وہی دارالعلوم ہے جس نے قیام پاکستان کی جدوجہد کے دوران قائد اعظم کو "کافر اعظم" قرار دیا تھا اور ڈٹ کر پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ اس مخالفت میں وہ دیو بند علمائے کرام بھی پیش پیش تھے جو پاکستان بننے کے بعد اپنا بوریا بستر اٹھا کر اسی مملکت میں آ بسے تھے۔ بہت سے ایسے تھے جنہوں نے پاکستان آ کر اپنی سابقہ رائے سے رجوع کر لیا تھا۔

محمد علی جناح عظیم تھے اور عظیم ہی رہیں گے۔ ان کی عظمت کی گواہی ایک عالم دے چکا اور دیتا رہے گا۔ کج اندیش اور تنگ نظر ملاؤں کے مارے ہوئے مولانا مرغوب الرحمٰن کو اگر ہمارے کہے پر ذرا بھر بھی شبہ ہو تو وہ ہمارے قائد کی عظمت کی گواہی سانحہ گجرات و بابری مسجد کے مقتولین کے وارثوں سے بھی لے لیں۔

اوصاف

2279646-2279661

2277822-2829647

E-mail: ausaf@dsl.net.pk

22-2-2005 ... 1426ھ

قائداعظم راسخ العقیدہ مسلمان تھے انکا درجہ صوفیا اور اولیا جیسا ہے: مسلم لیگ

روزنامہ جناح پنڈی 28.08.2005

قائداعظم کا درجہ صوفیا کرام اور اولیاء اللہ جیسا ہے حضورؐ کی سنت میں پاکستان قائم کیا گیا تھا

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی / اسلام آباد (6) بدھ ستمبر 2005ء

قائداعظم اور علماء دیوبند

(ڈاکٹر محمد اجمل نیازی)

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی/اسلام آباد 2 ستمبر 2005ء

قائداعظمؒ کے خلاف ہرزہ سرائی کی ناپاک مہم......(1)

رانا عبدالباقی (اسلام آباد)

اس وقت بھارت کے حوالے سے دو خبریں انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک بھارتیہ جنتا پارٹی کے صدر ایل کے ایڈوانی کی جانب سے تقسیم کے بعد کے حالات میں قائداعظم کے اعتدال پسند اسلامی نظریات کو سیکولر نظریات سے تعبیر کرنے کی تکرار اور دوسرے بھارت میں بنیاد پرست اسلام کے حوالے سے مسلمانوں کے ایک مذہبی ادارہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمن کی جانب سے متحدہ ہندوستان کی حمایت اور قائداعظم کے مسلمان تشخص پر اٹھائے جانے والے اعتراضات۔ یہ دونوں باتیں اس لئے بھی اہمیت کی حامل ہیں کہ تقسیم ہندوستان سے قبل ہندوؤں کی قومی جماعت کانگرس اور اس جماعت سے وابستہ چند مسلمان شخصیات اور کچھ اسلامی مذہبی جماعتیں قائداعظم پر اسی نوعیت کے الزامات لگا کر دراصل مسلمانان ہند کو یہ گمان کرتے کہ کانگرس کی سیاسی دانشوری یعنی اکھنڈ بھارت یا متحدہ ہندوستان کے لئے مسلمان قوم کی حمایت حاصل کرنا چاہتی تھیں لیکن مسلمانان ہند نے بحیثیت قوم ان نظریات کو مسترد کر کے 58 سال قبل قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن پاکستان حاصل کیا تھا اور آج یہی ملک دنیا بھر کے 58 اسلامی ممالک میں واحد ملک ہے جو ایٹمی قوت بن گیا ہے۔ اس بات کی کسک شاید اب بھی چند ہندوؤں کے ذہن میں موجود ہے۔ [illegible] پائے جانے والے اور سوچ بوجھ سے عاری چند جماعتیں بھی محسوس کرتے ہیں۔ بہرحال 58 سال گزرنے کے بعد اس گروہ کی پراپیگنڈے کا اعادہ ایک معنی خیز بات ہے۔

ایل کے ایڈوانی کی بات تو سمجھ میں آتی ہے کیونکہ وہ انتہا پسند ہندو جماعت کے سربراہ ہونے کے ناطے اکھنڈ بھارت کے نظریہ پر یقین رکھتے ہیں اور کسی بھی ایسے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے جو انہیں اکھنڈ بھارت سے نزدیک تر لے جائے۔ تقسیم ہند سے قبل ایڈوانی سندھ کے رہنے والے ہیں اور ان کی پیدائش کراچی میں ہوئی تھی۔ وہ اس سے قبل ایک انٹرویو میں تسلیم کر چکے ہیں کہ "ہمارا مقصد واقعی اکھنڈ بھارت بنانا ہے۔ ہمارے منشور میں بھی یہی لکھا ہے۔ اکھنڈ بھارت اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک پاکستان میں یہ بات نہ بیٹھ کر یہ ان کے فائدے میں ہے۔ اگر یہ بات سب سمجھ گئے سوچیں تو ایک اسٹیج آ سکتا ہے کہ اس برصغیر میں جو بھی دیش ہیں ان کا ایک دیش بن سکے"۔ آر ایس ایس سندھ کے سابق فدائی ہونے کے ناطے ایڈوانی جی اچھی طرح جانتے ہیں کہ سندھ میں خاص طور پر حیدرآباد خاص، میرپورخاص اور تھرپارکر میں ہندوؤں کی ایک خاصی بڑی تعداد آباد ہے۔ ایڈوانی جی کے سندھ میں بعض حلقوں خاص طور پر جی ایم سید گروپ اور اندرون سندھ کے دیگر سیاسی گروپوں سے تعلقات بھی کسی تصدیق کے محتاج نہیں ہیں۔ دراصل ایڈوانی جی قائداعظم کے حوالے سے سیکولرازم کا شوشہ چھوڑ کر مستقبل میں سندھ میں اکھنڈ بھارت کے پراپیگنڈے کی راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں اور دوسری جانب بھارت میں مسلمانوں کے ووٹ بینک تک دوبارہ رسائی چاہتے ہیں۔ اس لئے ہمارے غور و فکر کرنے والے اداروں کو ایڈوانی اور بھارتی انتہا پسند ہندوؤں کے مستقبل کے عزائم پر نظر رکھنی چاہئے۔

دوسری جانب مولانا مرغوب الرحمن نے تحقیق و جستجو کئے بغیر 58 سال کے وقفے کے بعد اپنے آپ کو ایک ایسی غیر ضروری بحث میں ملوث کیا ہے جس کا فیصلہ ماضی میں قیام پاکستان کی صورت میں طے ہو چکا ہے۔ یہ بات دارالعلوم دیوبند کے حوالے سے اس لئے بھی ناقابل فہم ہے کیونکہ تحریک پاکستان کے حوالے سے دارالعلوم کے چند اہم علماء کرام جن میں مولانا شبیر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا ظفر علی عثمانی جیسے جید علماء شامل ہیں نے قائداعظم اور تحریک پاکستان کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دی تھیں۔ ہمیں یہ بات مد نظر رکھنی چاہئے کہ اسلامی مذہبی نظریات و عبادات کسی فرد واحد یا مذہبی گروپ کی اجارہ داری پر مبنی نہیں ہے بلکہ اسے اطاعت خداوندی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے مناسب تحقیق و جستجو کے بغیر کسی کو غیر مسلم قرار دینا کوئی احسن فعل نہیں ہے اور نہ ہی یہ رویہ قرآن و سنت سے مطابقت رکھتا ہے۔ جہاں تک قائداعظم کا تعلق ہے انہوں نے تو مارچ 1941ء میں مسلم طلبا پنجاب سے خطاب کرتے ہوئے بھی ان مذہبی جماعتوں سے یہ پوچھنے کی جسارت کی تھی کہ میں نہ کوئی مولوی ہوں نہ مولانا لیکن اپنے عقیدے میں راسخ العقیدہ ضرور ہوں۔ خدا کیلئے مجھے یہ بتاؤ کہ قرارداد پاکستان کا اسلام دشمنی سے کیا تعلق ہے۔ کیوں آخر یہ اسلام کے منافی ہے؟ قائداعظم کا عزم راسخ تھا اس لئے انہوں نے بار بار مذہبی جماعتوں کو متحد ہونے کی تلقین کی۔ 30 اگست 1946ء میں بمبئی میں [illegible] کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ آج کے مشکل دور میں ہم حقائق سے چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ میں اسلامیان ہند سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اختلافات بھول جائیں اور شانہ سے شانہ ملا کر سارے ملک میں متحد و منظم ہو جائیں۔ اس موقع پر میں خاص طور پر جمعیت علماء ہند، مجلس احرار، خاکسار اور مسلم مجلس سے اپیل کرتا ہوں کہ اسلام کی فلاح اور سربلندی کی خاطر متحد ہو جائیں اور مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں لیکن بیشتر جماعتوں نے اس اپیل پر کان نہ دھرے اور ہندو کانگرس کے ساتھ اپنے بندھن برقرار رکھے البتہ پاکستان بن جانے کے بعد ان میں سے بیشتر جماعتوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ 1948ء میں مجلس احرار کے امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور کے ایک بڑے جلسہ عام میں مجلس احرار کو ختم کرنے کا پروانہ جاری کرتے ہوئے اعلان کیا کہ پاکستان بن چکا ہے۔ ہم نے پاکستان کی مخالفت کی تھی مگر مسلمانوں کی اکثریت نے بھاری رائے سے اختلاف کیا اور قائداعظم کی مسلم لیگ کے حق میں فیصلہ دیا۔ ہم مسلمانوں کی رائے کا احترام کرتے ہیں اور اپنی جماعت کو ختم کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ اب کسی نے سیاست کرنی ہے تو وہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کرے لہٰذا مولانا مرغوب الرحمن کو چاہئے کہ وہ پاکستانی سیاست میں الجھنے کی بجائے بھارتی مسلمانوں کے مسائل پر توجہ دیں کیونکہ یہی ان کے لئے بہتر راستہ ہے۔

یہ درست ہے کہ قائداعظم اعتدال پسند اسلامی اصولوں پر یقین رکھتے تھے لیکن پھر بھی وہ بہت سے جید علماء سے بہتر مسلمان تھے۔ وہ حضور ﷺ کی تعلیمات پر یقین رکھنے والے سچے اور باعمل انسان تھے۔ اپریل 1946ء میں جب کانگرس انگریز سازش اپنے عروج پر تھی اور بظاہر ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ انتہا پسند ہندو اور کانگرس انگریزوں کے ساتھ مل کر پاکستان نہیں بننے دیں گے تو قائداعظم نے پاس قانون ساز کے تمام لیگی ممبران کا ایک بڑا کنونشن دہلی میں طلب کیا۔ اس کنونشن میں حصول پاکستان کے لئے تن من دھن نچھاور کرنے کی بات کی گئی اور تمام مشکلات کا جرأت سے مقابلہ کرنے کیلئے مسلم لیگی ممبران نے ایک حلف اٹھایا جس سے قرون اولیٰ کی اسلامی روح تازہ ہو گئی۔

(جاری ہے)

قائداعظمؒ کے خلاف ہرزہ سرائی کی ناپاک مہم...... (آخری قسط)

رانا عبدالباقی۔ اسلام آباد

اس حلف نامے کی ابتدا اس قرآن آیت کریمہ سے کی گئی "کہہ دو کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے"۔ اور اس حلف نامے کا اختتام اس آیت کریمہ سے کیا گیا "اے پروردگار! ہمیں صبر و استقامت دے، ہمیں ثابت قدم رکھ اور قوم کفار پر ہمیں فتح و نصرت عطا فرما آمین۔ اس حلف نامے پر دستخط کرنے والے کو مرد مومن اور مرد حر سے تشبیہ تو دی جا سکتی ہے لیکن ایسے شخص کو غیر مسلم قرار دیتے وقت اپنے گریبان میں ضرور جھانک لینا چاہئے۔

بلاشبہ ملت اسلامیہ سیاسی فکر و نظر کے حوالے سے اپنا ایک مخصوص رنگ رکھتی ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کی آنکھ سے آنسو نکلتے بہت کم لوگوں نے دیکھا ہے لیکن قائداعظم مولانا شوکت علی کی موت پر روئے۔ 1939ء میں ان کی وفات پر ایک ریفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے مولانا شوکت علی کی ملی خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسلام کی عظمت کو سلام کیا اور کہا "مولانا کا ایمان تھا کہ مسلمان کسی دوسری قوم کی نسبت بہتر سیاسی دماغ رکھتے ہیں۔ سیاست کا جوہر ان مسلمانوں کی رگوں اور شریانوں میں دوڑ رہا ہے اور اسلام کی عظمت ان کے دلوں میں موجزن رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب 1936ء میں لیگ کی تجدید ہوئی تو مولانا شوکت علی نے [illegible] کے ذریعے مسلمانوں کی خدمت کریں گے [illegible]

قائداعظمؒ کی وفات کے بعد آئین ساز اسمبلی کی جانب سے اسلامی اصولوں پر مبنی قرارداد مقاصد کی منظوری کو قائداعظمؒ کے خوابوں کی تعبیر کہا جا سکتا ہے

انہوں نے آخری وقت تک لیگ کا ساتھ دیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ چند نام نہاد مذہبی حلقے مولانا شوکت علی کو مسلم لیگ سے برہم کرنے میں لگے رہتے تھے لیکن مولانا ہمیشہ انہیں یہی جواب دیتے تھے اگر تم مجھے اپنا لیڈر سمجھتے ہو تو جناح کی قیادت کے سامنے تمہیں اپنا سر تسلیم خم کرنا ہوگا کیونکہ میرا سب کچھ جناح کے لئے ہے۔ قائداعظم اسلامی اصولوں پر یقین محکم رکھنے والے مسلمان تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد سے محض اس لئے ترک تعلق کر لیا کہ اس محترم خاتون نے غیر اسلامی اصولوں کے حامل خاندان میں شادی کر لی تھی۔ یعنی قائداعظم کا یہ غیر متزلزل اقدام ظاہر کرتا ہے کہ انہیں اسلامی اصولوں سے کس قدر قلبی لگاؤ تھا۔

اس غیر متزلزل [illegible] نے 11 جولائی 1946ء میں حیدرآباد دکن میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر صبر و رضا پر کاربند رہیں اور ارشاد خداوندی کو کبھی فراموش نہ کریں تو ہمیں دنیا کی کوئی طاقت مغلوب نہیں کر سکتی۔ ہم تعداد میں کم ہونے کے باوجود فتح یاب ہوں گے۔ اسی طرح جس طرح مٹھی بھر مسلمانوں نے ایران و روم فتح کیا تھا۔ ہمیں اس حقیقت کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ قائداعظم اعتدال پسند اسلامی اصولوں اور جمہوری طرز فکر کے حامی تھے۔ انہوں نے فروری 1948ء میں امریکی عوام کے نام ایک پیغام میں واضح طور پر کہا تھا کہ "میں یہ تو نہیں جانتا کہ ہمارے آئین کی حتمی پوزیشن کیا ہوگی لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ اسلامی اصولوں پر مشتمل ایک جمہوری آئین ہوگا۔ یہ اسلامی اصول 1300 سال قبل اسلامی معاشرہ میں لاگو تھے آج بھی حقیقی زندگی میں رائج کئے جا سکتے ہیں۔ اسلام اور اس کے تصورات نے ہمیں جمہوریت سکھائی ہے۔ اس نے ہمیں انسانی مساوات، انصاف اور ہر ایک کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تعلیم دی ہے۔ ہم نے یہ عظیم الشان روایات ورثہ میں حاصل کی ہیں اور ہم اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ ہیں لیکن یہ کسی حالت میں بھی ایک مذہبی [illegible] ریاست نہیں ہوگی۔ قائداعظم کی وفات کے بعد آئین ساز اسمبلی کی جانب سے اسلامی اصولوں پر مبنی قرارداد مقاصد کی منظوری کو قائداعظم کے خوابوں کی تعبیر کہا جا سکتا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہمارے بہت سے مہربان قائداعظم کے اعتدال پسند اسلامی نظریات سے سیکولرازم کے معنی نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ قائداعظم کے 14 اگست 1947ء کے خطاب کا ذکر کرتے ہیں لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ قیام پاکستان کے موقع پر پاکستان کو ایک ناکام ریاست بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ ہندوستان کے طول و عرض میں فسادات کے نام پر مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا تھا اور لٹے پٹے مسلمانوں کے قافلے پاکستان آ رہے تھے۔ ایسے میں قائداعظم نے اسلامی اصولوں کی بنیاد پر جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے پاکستان میں بسنے والے تمام فرقوں کے لئے مساوی حقوق اور ذمہ داریوں کی بات کی تھی۔ قائداعظم نے ایک مشکل وقت میں بھی احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ انہوں نے بھارت و دیگر بین الاقوامی لیڈر شپ کو Sanity کی زبان سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ آزادی پاک و ہند کے موقع پر دونوں ملکوں کی لیڈر شپ کو اقلیتوں کے تحفظ کی ذمہ داری سے پہلو تہی اختیار کرنے کے بجائے آگے بڑھ کر اپنی ذمہ داریوں کو انسانیت کے حوالے سے پورا کرنا چاہئے اور یہی قائداعظم کا تدبر تھا یہی ان کا بڑاپن تھا اور یہی ان کی سیاسی حکمت عملی کی معراج تھی جسے سیاق و سباق سے ہٹ کر پڑھا گیا۔ علامہ اقبال کہتے ہیں:

نوائے صبحگاہی نے جگر خوں کر دیا میرا
خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے

روزنامہ ہمدرد اسلام آباد (2) 30 اگست 2005ء

پاکستان قائداعظم کا قوم پر احسان عظیم ہے، ریاض شاہ

تحریک آزادی کے مخالفین بھارتی آقاؤں کی خوشنودی کیلئے ہرزہ سرائی کر رہے ہیں

راولپنڈی (نامہ نگار خصوصی) جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل علامہ سید ریاض حسین شاہ نے دارالعلوم دیوبند کے سربراہ کا بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں ہرزہ سرائی کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح مسلمانوں کے عظیم قائد تھے دارالعلوم دیوبند کے سربراہ کا تعلق اس مکتبہ فکر سے ہے جنہوں نے پاکستان کے قیام کی مخالفت کی اور اب بھارتی حکومت کو خوش کرنا چاہتے ہیں ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز جماعت اہل سنت کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا علامہ سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ پاکستان بنانا قائداعظم کا مسلمانوں پر عظیم احسان ہے قائداعظم کے بارے میں ہرزہ سرائی کی تمام مسلمان مذمت کرتے ہیں۔

اپنی بات

بابائے قوم محمد علی جناح کے خلاف دار العلوم دیو بند کے مہتمم کی ہرزہ سرائی

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ایک اخباری اطلاع کے مطابق بھارت میں دار العلوم دیو بند کے مہتمم مولوی مرغوب الرحمٰن صاحب نے بابائے قوم محمد علی جناح کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے ان کے سیکولر ہونے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کئے:

"ہماری نظر میں وہ (بابائے قوم محمد علی جناح) مسلمان بھی نہیں تھے، وہ نہ تو نماز پڑھتے تھے. نہ ہی روزہ رکھتے تھے. انہوں نے ہندوستان کو تقسیم کرایا، جبکہ دار العلوم دیو بند نے ہمیشہ ملک کی تقسیم کی مخالفت کی۔"

اگر دیو بند کے مہتمم صاحب کے ان خرافات کو کفر کا ایک فتویٰ سمجھا جائے، جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہے، تو ارکانِ اسلام کی ایک نئی تحقیق سامنے آتی ہے جو یقیناً مہتمم صاحب کی بدعتِ سیئہ ہے۔ اب تک ہم یہی سنتے، پڑھتے چلے آرہے ہیں کہ ارکانِ اسلام پانچ ہیں:

۱۔ کلمہ توحید و رسالت ۲۔ صلوٰۃ (نماز)

۳۔ روزہ ۴۔ زکوٰۃ ۵۔ حج

لیکن مہتمم صاحب نے کسی ملک کی سیاسی تقسیم نہ کرنے کو بھی اسلام کا رکن ٹھہرایا ہے۔ انہوں نے بابائے قوم کو مسلمان نہ ماننے کی تین وجوہ بتائی ہیں:

۱۔ وہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔

۲۔ وہ روزہ نہیں رکھتے تھے اور

۳۔ وہ ہندوستان کی (سیاسی) تقسیم کے قائل و فاعل تھے۔

آج دنیا میں جتنے بھی اسلامی ممالک ہیں ان میں اکثریت ان ممالک کی ہے جو عظیم اسلامی سلطنت، سلطنتِ ترکیہ کی تقسیم در تقسیم سے وجود میں آئے۔ تو اب مفتیانِ دیو بند خصوصاً مہتمم صاحب موصوف کا ان ممالک خاص کر سعودی عرب کے معرضِ وجود میں لانے والے زعماء کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ پھر اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں سلطنتیں بنتی، ٹوٹتی، پھیلتی اور سکڑتی رہیں۔ خود ہندوستان کی تاریخ ملاحظہ فرمائیں تو مختلف اسلامی ادوار میں سلطنتوں کے نقشے مختلف رہے۔ سندھ اور صوبۂ بلوچستان کا علاقہ ہندوستان سے باہر رہا اور شمالی پاکستان کا علاقہ اکثر افغانستان میں شامل رہا۔ تو کیا دیو بند کے ان مولوی صاحب کے اس فتوئی کے مطابق تمام بانیانِ مسلم سلطنت اور ان کا ساتھ دینے والے کافر ٹھہرتے ہیں؟ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

ہم مہتمم صاحب کی اس سادگی پر علامہ اقبال کے الفاظ میں (جو علامہ صاحب نے ان کے بڑوں کے لئے کہے تھے اور آج بھی حسب حال ہیں) یہی عرض کر سکتے ہیں ۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیو بند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است!
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی است

ہم اہلِ سنت و جماعت کو دار العلوم دیو بند کے مہتمم کے ان خیالات پر زیادہ تعجب نہیں ہوا، کیونکہ یہ پہلی بار نہیں ہے کہ ان لوگوں

نے بانی پاکستان کو مسلمان ماننے سے انکار کیا ہو بلکہ تحریک پاکستان کی جدوجہد کی ابتداء ہی سے دیوبندی اکابر علماء نے ان پر کفر کے فتوے لگانے شروع کر دیے تھے اور انہیں "کافرِ اعظم" کے خطاب سے نوازا گیا۔ تحریکِ پاکستان کے تاریخی ریکارڈ اور اس زمانے کے اخبارات کی فائل اس بات کی گواہ ہے کہ کانگریس کے ہر جلسہ میں دیوبندی اور [illegible] تحریکِ پاکستان اور قائدِ اعظم کے خلاف اس ہرزہ سرائی پر ختم ہوتی تھی۔

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائدِ اعظم ہے کہ ہے "کافرِ اعظم"

حیرت کی بات ہے کہ جب تک بانی پاکستان محمد علی جناح ایک قومی نظریہ کے حامی رہے تو ان دیوبندی علماء کو ان میں کوئی خامی، کوئی نقص نظر نہیں آیا لیکن جیسے ہی انہوں نے علامہ اقبال اور امام احمد رضا محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلفاء و متوسلین علماء، حضرت محمد حامد محدث کچھوچھوی، حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی، مجددِ عصرِ حاضر، مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور دیگر اکابرین کی ۱۹۲۵ء سے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے چلائی گئی دوقومی نظریے کی تحریک سے متاثر ہو کر "ہندو مسلم دو علیحدہ قومیں ہیں" کا نعرۂ مستانہ بلند کیا اور اکابرِ علمائے اہلِ سنت کی حمایت سے مسلمانانِ ہند کے لئے ایک علیحدہ وطن پاکستان کے حصول کی تحریک چلانے کا اعلان کیا، تو کانگریس نواز اور ہندو پرست دیوبندی علماء ہاتھ دھو کر بابائے قوم اور علامہ اقبال کے پیچھے پڑ گئے اور دونوں پر کفر کے فتوے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیاسی میدان میں کانگریسی ہندو زعماء اور ان کی جوتیوں میں بیٹھنے والے اور ان کے دسترخوان کا پس خوردہ کھانے والے دیوبندی علماء کی فوج کو جو ہزیمت اٹھانی پڑی اس کا بدلہ لینے کے لئے یہ حضرات بانی پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور انہوں نے آج تک پاکستان بنانے کے "جرم" کو معاف نہیں کیا۔ جہاں تک بانی پاکستان کے مسلمان ہونے کا تعلق ہے اس کے لئے مفتیانِ دیوبند سے کسی سند کی ضرورت نہیں، البتہ اگر کوئی بانی پاکستان کے عقیدہ و مسلک کے بارے میں علمی اور تحقیقی انداز میں حقائق جاننے کا خواہاں ہے تو وہ عصرِ حاضر کے مایۂ ناز قلمکار اور محقق حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری زید مجدہٗ (برہان پور، اٹک) کی تصنیف "قائدِ اعظم کا مسلک" کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

مہتمم دیوبند کے اس اخباری بیان نے پاکستان کے دیوبندی علماء کی ان تمام نام نہاد تحقیقات پر پانی پھیر دیا اور ان کی ان تمام نگارشات اور دعووں کی نفی کر دی کہ جس میں انہوں نے نہایت شد و مد کے ساتھ واضح تاریخی حقائق کے خلاف یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ پاکستان کی مملکت خداداد کا قیام دراصل علمائے دیوبند کا کارنامہ ہے۔ اپنی مرضی کی تاریخ سازی کی یہ مہم انہوں نے قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی سے شروع کر رکھی تھی۔

دار العلوم دیوبند کے مہتمم کی ہرزہ سرائی اس مملکت خداداد پاکستان کے حکمرانوں کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے۔ علمائے دیوبند اور ان کے [illegible] پاکستانی علماء و دانشور قیام پاکستان سے لے کر آج تک اپنی دوزخی پالیسی کی بناء پر حکومت پاکستان کے فراخدلانہ رویہ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اس وقت تک پاکستان اور بیرونِ پاکستان جو دہشت گردی کی وارداتیں ہوئیں یا ہو رہی ہیں، ان میں دیوبندی مکتبۂ فکر ہی کی تنظیمیں مثلاً سپاہ صحابہ، سپاہ جھنگوی، لشکر طیبہ، جیشِ محمدی وغیرہ بلکہ بعض بین الاقوامی میڈیا کے مطابق ان سے بعض بڑے مدارس اور اس کے افراد بھی ملوث پائے گئے ہیں اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، لیکن یہ بھی اس ملک کی تاریخ کا ایک المیہ ہے کہ بایں ہمہ خرابی بسیار، سب سے زیادہ حکومتی مراعات یافتہ

طبقہ بھی رہا ہے، جبکہ سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت من حیث الجماعت، دوقومی نظریہ کے داعی اور تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے ۹۰ فیصد حامی ومعاون رہے اور ملک میں سب زیادہ امن پسند طبقہ ہونے کے باوجود ہر حکومت کی ناانصافی کا ہدف بنا رہا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب ان دیوبندی علماء کو یہ محسوس ہوگیا کہ اب پاکستان کا قیام ضروری اور یقینی ہے تو ذاتی اور گروہی مفاد کے حصول کے لئے ان کے محض چند علماء نے سیاست کھیلی اور دنیا اور خصوصاً مسلم لیگی قیادت کو یہ باور کرانے کے لئے کہ ہم پاکستان کے سچے حامی ہیں، اپنے مادر علمی سے بغاوت کا "شوشہ چھوڑا" اور مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کرڈالا۔ اس حقیقت کی تصدیق مولانا حسن مثنّیٰ ندوی صاحب کے ایک بیان سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے راقم کے ایک سوال کے جواب میں ادارہ کے مدیر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی موجودگی میں اپنی زندگی کے آخری دنوں میں دیا تھا جب ہم ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی کنز الایمان پر لکھی ہوئی پی۔ ایچ۔ ڈی کے تھیسس پر ایک نظر ڈالنے کے لئے ان کے گھر گئے تھے۔ دوران گفتگو ایک ضمناً سوال تھا کہ قیام پاکستان کے قریب دار العلوم دیوبند کے چند علماء کا پاکستان اور بانی پاکستان کے متعلق اچانک اپنا موقف تبدیل کرنے اور مسلم لیگ کی حمایت کا کیا سبب اور محرکات تھے۔ انہوں نے فرمایا اور یہی چیز نوٹ کرنے کی ہے کہ جب پاکستان کا قیام یقینی ہوگیا تو مولانا ظفر احمد انصاری نے، جو اس وقت دلی مسلم لیگ کے سیکریٹری جنرل تھے، انڈین سول سروس کے ایک مسلمان آفیسر (جو غالباً اس وقت دلی میں کسی اہم عہدے پر فائز تھے) کی ایماء پر مولانا راغب حسن کلکتوی سے ملے اور مشورہ کیا کہ پاکستان کا قیام اب ناگزیر ہے اور تمام علمائے دیوبند کانگریس کے حامی اور مسلم لیگ کے خلاف ہیں، لہٰذا جلد کچھ کیا جائے تاکہ پاکستان بن جانے کے بعد نیشنلسٹ علماء کو پاکستان میں سر اٹھا کر چلنے اور وہاں کی سیاست و معیشت میں فعال کردار ادا کرنے کا موقع اور حوصلہ ملے۔ جناب مولانا راغب حسن کلکتوی نے علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ کلکتہ ہی کے عالم مولانا آزاد سبحانی بھی تھے۔ طے یہ ہوا کہ براہِ راست مسلم لیگ میں شامل ہونے کی بجائے جمعیت علمائے ہند کے مقابلہ میں علماء کی ایک علیحدہ جماعت "جمعیت علمائے اسلام" کے نام سے بنائی جائے جو جمعیت علمائے ہند سے علیحدگی اختیار کرنے والے علماء پر مشتمل ہو اور اس میں کچھ غیر جانبدار قسم کے علماء بھی شامل کئے جائیں پھر جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے مسلم لیگ اور قائد اعظم کی حمایت کا اعلان کیا جائے۔ بقول مولانا حسن مثنّیٰ ندوی (برادر اصغر مولانا جعفر پھلواری) یہ تمام اسکیم آل انڈیا مسلم لیگ کے اس وقت کے سیکریٹری جنرل خان لیاقت علی خاں کے علم میں تھی، جسے انہوں نے خفیہ رکھا۔

اس طرح مولانا ظفر احمد انصاری صاحب نے نہ صرف علامہ شبیر احمد عثمانی کے لئے مسلم لیگی قیادت خصوصاً قائد اعظم کے قرب کی راہ ہموار کی اور انہیں مسلم لیگ کی صف اول میں جگہ دلوانے کا اہتمام کیا بلکہ دیگر بہت سے کانگریسی دانشور اور علماء کی پاکستان بھاگ آنے اور جو تقسیم سے پہلے ہی یہاں موجود تھے، ان کے اس سرزمین پر سیاسی اور فکری طور پر متحرک ہونے کی راہ ہموار کی۔ یہ سارا پس منظر ہے چند کانگریسی علماء کے آخری وقتوں میں تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت کا۔ انہوں نے پاکستان کے قیام کے فوراً بعد مدارس اور مساجد کے نام پر حکومت وقت سے بڑی بڑی زمینیں، بلڈنگیں الاٹ کروا کر اور بعض متروکہ جائداد پر غاصبانہ قبضہ کرکے پاکستان کی حمایت کی قیمت وصول کی اور کسی نہ کسی صورت میں آج تک کر رہے ہیں، کیونکہ اسٹیبلشمنٹ میں ان کے اہل کار موجود ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت بھی اس وقت کا اسٹیبلشمنٹ ہی تھا جس نے دار العلوم دیوبند اور ہندوستان سے بھاگ کر آنے والی کانگریسی شخصیات کو بڑے بڑے منصب دلوائے۔ یہ اس وجہ سے بھی ہوا کہ فرنگیوں نے اپنے دور میں اسٹیبلشمنٹ کے اندر جو مسلمان اہل کار ملازم رکھے تھے وہ اپنے مفاد و مقاصد کو پورا کرنے کے لئے رکھے تھے۔ دار العلوم دیوبند شروع ہی

سے انگریزوں کے پسندیدہ اداروں (Goo... books) میں تھا جس کا دستاویزی ثبوت اس وقت کے مہتمم دار العلوم مولوی محمد احمد ابن مولوی قاسم نانوتوی کا وہ تاریخی خطبۂ استقبالیہ ہے جو انہوں نے سر جیمس مسٹن، انگریز گورنر یوپی کی خدمت میں ۲۷ ستمبر ۱۹۱۵ء کو پیش کیا تھا۔ واضح ہو کہ یہ سر جیمس مسٹن وہی ہے جس نے کانپور کی مچھلی بازار کی مسجد سے ایک حصہ کو پولس کی سنگینوں کے سائے میں توڑ کر پھنکوادیا تھا اور مسلمانوں کی درخواست اور التجاء کو در خور اعتنا نہ سمجھا تھا۔ اس خطبہ میں انہوں نے حکومت برطانیہ کو ... داری کا یقین دلایا اور انہیں برٹش گورنمنٹ کی طرف سے "شمس العلماء" کا خطاب اور خصوصی تعریفی سند مرحمت کرنے پر حکومت برطانیہ کا شکریہ ادا کیا تھا۔

مشہور محقق جناب ڈاکٹر سلمان شاہجہاں پوری جو نظریاتی اعتبار سے انہی حضرات کے ہم مسلک ہیں، انہوں نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ "مولانا عبید اللہ سندھی کا دیوبند سے اخراج ...... پس منظر کے واقعات پر ایک نظر" (جو ماہنامہ الولی حیدر آباد، سندھ، اگست ۱۹۹۱ء تا نومبر ۱۹۹۱ء میں قسط وار شائع ہوا) میں مذکورہ خطبۂ استقبالیہ اور دیگر دستاویزی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ "دار العلوم دیوبند کے مہتمم مولانا محمد احمد ابن مولانا قاسم نانوتوی برٹش اسٹیبلشمنٹ کے آدمی تھے اور ان کو انگریزوں نے مفادات کے تحفظ کے لئے خدمات بجالانے کے اعتراف میں "شمس العلماء" کا خطاب اور تعریفی سند عطا کی گئی۔" ... مہتمم صاحب نے مذکورہ خطبہ استقبالیہ کا طویل تجزیاتی جائزہ پیش کیا ہے۔ مہتمم دیوبند محمد احمد صاحب کے اس جملہ پر کہ "(انگریز گورنر کو ہدیۂ تشکر پیش کرنے کے لئے حاضر ہونا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے) ہم جیسے بوریہ نشینوں کو یہ دیکھنا نصیب ہوا کہ "گم نامی اور تاریکی کے قعر مذلت" سے نکل کر شاہوں کے حضور میں جذبات تشکر و ممنونیت پیش کرنے کی "سعادت" حاصل ہوئی" تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"غور فرمائیے یہ (دیوبندی) حضرات نصیب کی یاوری پر فخر کر رہے ہیں اور کس زندگی کو "گم نامی اور تاریکی کی قعر مذلت" قرار دے رہے ہیں؟ علوم وفنون اسلامی کی تعلیم و تدریس اور اس کی اشاعت کو؟ صبح و شام "قال اللہ وقال الرسول" (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ورد کو اور اعمال اسلامی کو؟ اور کس چیز کو "باعث ممنونیت و سعادت" قرار دے رہے ہیں؟ (انگریزوں کی خوشامد اور غلامی کو")

مزید حیرت اس بات پر ہے کہ ان کے اخلاف کا دعویٰ ہے کہ ملک کی آزادی کی جنگ میں ان کا حصہ ہے اور پاکستان کا قیام ان کی کوششوں کا رہین منت ہے۔

آگے چل کر ایک اور جگہ ڈاکٹر شاہجہان پوری صاحب نہایت واضح الفاظ میں دیوبند کے مہتمم کو انگریزوں کا ایجنٹ قرار دے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"شمس العلماء" مولانا محمد احمد (جنہیں خطبۂ استقبالیہ میں ... رہنماؤں کا لیڈر قرار دیا گیا ہے) انگریزوں کے دوست تھے، دشمن نہیں۔ ریشمی رومال سازش کیس کی ڈائریکٹری میں انہیں انٹیلی جنس نے "حکومت کا وفادار" اور "شریف آدمی" لکھا۔ ان کی (انگریز) وفاداری کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا۔"

اور مزید سنئے: ڈاکٹر سلمان شاہجہان پوری اسی مضمون میں لکھتے ہیں کہ دار العلوم دیوبند کے نامور عثمانی خاندان کے افراد مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی، مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی اور علامہ شبیر احمد عثمانی کے روابط بھی گورنر یوپی سر جیمس مسٹن کے ساتھ مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار تھے، حتیٰ کہ مشہور شخصیت جناب شیخ اشرفعلی تھانوی صاحب اور ان کے بھائی کا انگریز اسٹیبلشمنٹ اور انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ مذکورہ حضرات نے "ریشمی رومال تحریک" کو سخت نقصان پہنچایا، چونکہ یہ حضرات اس کی خفیہ میٹنگوں میں شریک ہوتے تھے، انہوں نے ہر مرحلہ کی رپورٹ انگریز حکومت کی انٹیلی جنس کو پہنچا کر اس کو پنپنے سے پہلے ہی سبوتاژ کر دیا۔ انجام کار اس کے تمام اہم کردار

اس تحریک کے فعال ہونے سے پہلے ہی گرفتار کرلئے گئے۔ مزید حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دیوبندی علماء دانشوروں نے اپنے عظیم عالم اشرفعلی تھانوی صاحب کے بابائے قوم کے نام لکھے گئے جس خط کو علمائے دیوبند کی تحریک پاکستان میں مثبت کردار کے ثبوت کے لئے بطور سند استعمال کرتے چلے آئے ہیں وہ بھی ایک نقلی خط ہے۔ جناب پروفیسر محمد شمیم غازی تھانوی، مقیم کراچی، کی تحقیق کے مطابق قطعی نقلی ہے۔ موصوف کی تحقیق کے مطابق اس کا خط (تحریر)، اسلوب تحریر، دستخط، قلم جس سے یہ خط لکھا گیا، سیاہی جو قلم میں استعمال کی گئی سب کی سب Fake (بناوٹی) ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بابائے قوم، مسلم لیگ اور اس وقت کے ارباب بست وکشاد اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مستقبل کے مؤرخ کو دھوکہ دینے کی ایک قابل نفریں حرکت تھی۔

پھر مسند نشین سجادۂ تبلیغ وارشاد اور صاحبان جبہ ودستار سے اس کا صدور! ایک ناقابل یقین امر ہے، لیکن کیا کیجئے کہ اپنوں ہی نے پردہ دری کی ہے اور حقیقت کو تسلیم کئے بغیر چارہ بھی نہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اخبار روزنامہ جنگ، کراچی، ۲۴؍اپریل ۲۰۰۵ء، کالم "روزن دیوار سے"۔ کالم نگار: عطاء الحق قاسمی)

ان شواہد کی بنیاد پر ظاہر ہے کہ قیام پاکستان کے وقت جو متوقع (Shadow) اسٹیبلشمنٹ چنا گیا تھا لازما اس میں دیوبندی اور یونینسٹ (تاراسنگھ اور کانگریس نواز) گروپ سے ہمدردی رکھنے والے خاصی تعداد میں تھے۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب ۱۹۴۵ء-۴۶ کے عرصہ میں پنجاب کے یونینسٹ (کانگریس نواز پارٹی کے) حکمرانوں کو یہ یقین ہوگیا کہ پاکستان کا قیام اگر ناگزیر ہے تو وہ لوگ دھڑادھڑ مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے۔ (آج تک مسلم لیگ انہی یونینسٹوں کی اولادوں کی اسی توڑ پھوڑ کا شکار ہے، جب مسلم لیگ حکومت میں ہوتی ہے تو لوگ دھڑادھڑ شریک ہونے لگتے ہیں اور حکومت ختم ہوتے ہی اپنا راستہ بدل دیتے ہیں)۔ قیام پاکستان کے وقت مسلم لیگی قیادت کے گرد جو چند دیوبندی علماء کی شخصیات نظر آتی ہیں وہ انہی حضرات کے بجھائے بجھائے اور لائے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے ایک طرف تو مسلم لیگی قیادت کو ممنون کیا کہ دیکھئے جناب کس قدر معروف دیوبندی اور کانگریسی شخصیات کو ہم توڑ کر لائے ہیں دوسری طرف انہیں انعام بھی دلوایا کہ جناب انہیں صف اول (فرنٹ سیٹ) میں جگہ دیں اور ان کو جا و بے جا مراعات دے کر ان کی تالیف قلب کریں۔

اس سے زیادہ افسوسناک اور حیرتناک بات یہ ہے کہ پاکستان کے الیکٹرونک پرنٹ میڈیا نے (سوائے نوائے وقت کے) دارالعلوم دیوبند کے دریدہ دہن مہتمم کی ہرزہ سرائی کا کوئی نوٹس نہیں لیا حتی کہ انگریزی روزنامہ ڈان نے، جس کے صفحہ اول پر "قائم کردہ بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح" لکھا ہوا ہوتا ہے، اس واقعہ کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ البتہ اردو روزنامہ "نوائے وقت" نے اپنی ۲۹؍اگست کی اشاعت میں اس پر بھرپور اداریہ لکھا ہے جو ہم اس کے شکریہ کے ساتھ اپنے قارئین کرام کے لئے پیش کررہے ہیں اس مطالبہ کے ساتھ کہ حکومت پاکستان اس کا سخت نوٹس لیتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اور اس کی انتظامیہ سے مطالبہ کرے کہ وہ پاکستانی قوم خصوصاً مسلمانان پاکستان سے معافی مانگیں اور اپنی توبہ کا اعلان کریں بصورت دیگر ان کے علماء کی پاکستان میں داخلہ پر پابندی لگادی جائے۔ پاکستان کے دونوں ایوانوں قومی اسمبلی اور سینیٹ سے دارالعلوم دیوبند اور اس کے مہتمم کے خلاف قرارداد مذمت پاس کی جائے اور حکومت ہند کو انتباہ کیا جائے کہ اس قسم کے اخباری بیانات سے دونوں ملکوں کے درمیان جاری امن مذاکرات متاثر ہوسکتے ہیں۔ بڑھتے ہوئے دوستانہ تعلقات کو نقصان پہنچ سکتا ہے، ہندوستانی میڈیا کو بھی پاکستان کے خلاف نازیبا بیان بازی نشر کرنے سے روکا جائے۔ کاش کہ مدیر نوائے وقت جناب مجید نظامی صاحب زید مجدہ مزید جرأت سے کام لیتے ہوئے آل انڈیا سنی کانفرنس اور ان جید علمائے اہل سنت کا اشارۃً ذکر کرنے کی بجائے کھل کر نام لیتے کہ جنہوں نے مسلم لیگ سے بہت قبل دو قومی نظریے کی تحریک چلا رکھی تھی اور وہ جنہوں نے بعد میں یہی موقف اختیار کرنے پر مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا۔ اب نوائے وقت کا اداریہ ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

سید صابر حسین شاہ بخاری القادری

0301-5437701

ضلع اٹک (پنجاب) پاکستان (43710)

حوالہ نمبر [illegible]

تاریخ ۱۶ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ
۲۳ فروری ۲۰۰۸ء

مملکتِ خداداد پاکستان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اس کے بانی حضرت قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہم سب کے محسن ہیں۔ آپ "راہ و رسم منزل ہا" کے راہی تھے۔ اسلام کے نڈر اور بیباک سپاہی تھے جب آپ نے تحریک پاکستان کا پرچم اٹھایا اور مسلمانانِ ہند کو آزادی کا نعرہ جگایا تو اہل سنت کا ہر فرد میدان میں آ گیا۔ اہل سنت کے علماء و مشائخ نے سیاسی بصیرت کا ثبوت دیتے ہوئے تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور قائد اعظم پر اعتماد کیا اور پھر اللہ کریم کے فضل اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل کامیابی ہوئی اور "پاکستان" کا قیام عمل میں آیا۔

بدقسمتی سے اس مملکت خداداد پاکستان میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس کے ازلی دشمن ہیں [illegible] تابناک شخصیت کو داغدار کرنے سے نہیں چوکتے [illegible]

راقم نے ایسے لوگوں [illegible] "قائد اعظم کا مسلک" نامی کتاب لکھی جس کو شہرت دوام ملی۔ ۱۹۹۶ء میں بزم رضویہ لاہور کے زیر اہتمام یہ کتاب شائع ہوئی اب اس کا دوسرا ایڈیشن ناشر سنیت مولانا محمد ناصر الہاشمی صاحب اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم کے زیر اہتمام نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اللہ کرے "زورِ اشاعت" اور زیادہ

احقر
صابر حسین
۲۳ فروری ۲۰۰۸ء

الغزالی اسلامک سنٹر دینہ

Cell:0300-9536420, 0321-7641096

Adnan Graphic
0321-4374818